ڈیڈیکیشن

یہ ناچیز کتاب الہارون یعنی خلیفہ ہارون رشید
شاہنشاہِ اسلام کی سوانح عمری بکمالِ ادب و
اعلام

جناب مستطاب معلی القاب سرکار عالی نواب
محمد فضل الدین خان سکندر جنگ اقبال الدولہ
اقتدار الملک سر وقار الامراء بہادر کے سی آئی ای
پرائم منسٹر و مدار المہام دولت آصفیہ حیدرآباد دکن
کے نام نامی و اسم گرامی کے ساتھ حسب الاجازت
جناب ممدوح معنون اور منسوب کی جاتی ہے

خاکسار

مصباح الدین احمد مترجم محاربہ فرانس و پرشیا و مؤلف الہارون

(چند جلدیں کمی کی پوری کی گئیں ہیں،

Marfat.com

135/28

فہرست مطالب کتاب الہارون

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
		عرب آزادی کے بہت		حضرت ابوبکرؓ کا خلیفہ منتخب ہونا	۱۹
ہارون کا سلسلہ آصفیہ میں داخل ہونا	۱	شائق ہیں	۱۱	حضرت عمرؓ کا خلیفہ مقرر ہونا	۲۰
ڈیڈیکیشن کی اجازت	۲	عکاظ	۱۱	حضرت عثمانؓ کا خلیفہ مقرر ہونا	۲۱
دیباچہ	۱	عربوں کی شوشل حالت پر عکاظ		قرآن شریف کا منزل من اللہ ہونا	۲۲
رسول مقبولؐ کا تمام مسلمانوں کو علم و		کا اثر	۱۲	حضرت علیؓ کا خلیفہ منتخب ہونا	۲۵
ہنر سیکھنے کیلئے ارشاد فرمانا	۱	زمانۂ جاہلیت میں عرب کے اطوار		جنگ صفین	۲۸
عربوں کی علم و ہنر میں ترقی	״	و وحشیانہ رسمیں	״	فرقہ خوارج	۲۸
یورپ میں علم و ہنر مسلمانوں کی وجہ سے پھیلا	۲	وئد البنات یعنی دفن دختران زندہ	۱۲	حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا شہید ہونا	۲۹
قرآن مجید کی برکت	۳	ایک عرب سردار مسمی عثمان		بنی اُمیہ کی خلافت اور امام حسینؓ	
علامہ شیخ ابن حجر عسقلانی کی تصنیف	۴	کی رقت	״	کا قتل	۲۹
خاندانِ عباسیہ	״	آنحضرت صلعم کا عربوں سے وحشیانہ		آنحضرت صلعم نے کل اقوام عرب	
خلیفہ ہارون الرشید	״	رسموں کا ترک کرانا	״	کو ایک متحد قوم بنایا اور تہذیب	
خاندان برمکی	۶	حجر اسود و کعبہ کے ۳۵۰		سکھائی	۳۱
خلیفہ ہارون الرشید کی پولیٹیکل تقریر	۷	بتوں کا ذکر	״	خلفائے راشدین کی سادگی	۳۱
التماس مترجم	۸	کعبہ شریف کی متولیت	۱۴	خلفائے راشدین کی سادگی	
تمہید	۹	شجرۂ نسب خاندان بنی اُمیہ	۱۵	کی ایک حکایت	
آنحضرت صلعم کی پیشین گوئی	״	شجرۂ نسب خاندان بنی عباسیہ	۱۶	[illegible]	۳۳
خلیفہ ہارون الرشید کی سوانحعمری	״	شجرۂ نسب خاندان علوی و فاطمی	۱۷	جزیہ	״
عرب کا زمانۂ جاہلیت	۱۰	خلفائے راشدین	۱۸	علوم و فنون کی ترقی	۳۵
عرب کی شاعری	״	حدیث انک	״	عبداللہ بن زبیر	״

Marfat.com

مضمون	صفحہ
یزید اول کا فسق و فجور	۳۶
مروانیوں کی خلافت	؍؍
خلیفہ عبدالملک	۳۸
حجاج بن یوسف	؍؍
کبوتر حرم	؍؍
صخرہ	۳۹
خاندان بنی امیہ پر زوال	
آنے کا سبب	؍؍
خلیفہ عمر بن عبدالعزیز	۴۰
مسلمانوں کی سلطنت کی وسعت	؍؍
ہشام	۴۱
ولید ثانی	؍؍
قرآن کے ساتھ بے ادبی	
کرنے کا نتیجہ	۴۱
مروان ثانی اور تمام سلطنت	
میں بغاوت ہو جانا	۴۲
ابن عباس رضی اللہ عنہ	؍؍
ابومسلم	
عبداللہ عباسی کا خلیفہ مقرر ہونا	۴۳
امویوں کا قتل ہونا	؍؍
خلیفہ منصور عباسی	۴۴
ابومسلم کا قتل ہونا	۴۵

مضمون	صفحہ
خلیفہ مہدی کی خلافت	۴۵
حکیم المقنع	؍؍
ہادی کی خلافت	؍؍
باب	
ہارون الرشید کی	
تخت نشینی	۴۶
ہارون الرشید کی ولادت	؍؍
سنہ جلوس	؍؍
علمی فضیلت	؍؍
مذہبی عقائد	۴۶
فیاضی اور سخاوت	۴۷
ابوالعتاہیہ شاعر نابینا	؍؍
علماء کا ادب	۴۸
یحییٰ بن خالد برمکی	۴۹
ہادی و یحییٰ کا باہمی مشورہ	۴۹
خیزران اور ہارون الرشید	۵۰
ہارون الرشید کی تخت نشینی اور	
یحییٰ کا وزیر اعظم ہونا	۵۱
ابوالاصمع	؍؍
حسن الغواصین	۵۲
خاندان برمکی	۵۲
خالد کی فراست	۵۴
سلطنت کی شان و شوکت	

مضمون	صفحہ
اور رعایا کی خوشحالی	۵۴
چھوٹا وزیر	۵۵
جعفر برمکی کی وزارت	؍؍
برامکہ کی سخاوت	۵۷
یحییٰ کے عاقلانہ مقولے	۵۹
جعفر کی مروت و فیاضی	؍؍
جعفر کا اقتدار	۶۱
فضل برمکی کا اسحٰق موصلی سے سلوک	۶۳
امام محمد عباسی سے فضل کا سلوک	۶۴
محمد عباسی کا ایفائے وعدہ	۶۶
ہارون الرشید کی خلافت میں	
اہل کمال کی کثرت	۶۶
ہارون الرشید کی سلطنت کی شان و شوکت	؍؍
نقشہ سلطنت ہارون الرشید	۶۷
باب دوم	
ہارون الرشید کی خلافت	
کا کمال عروج	۶۸
دمشق۔ ہاشمیہ۔ بغداد	؍؍
وسعت سلطنت	۶۹
ہارون الرشید کو اپنی [illegible]یا	
کس قدر خیال [illegible]	؍؍

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
یحیٰی ابن عبداللہ کا خروج دیلم میں	۷۰	ابراہیم بن اغلب گورنر افریقہ کا موروثی ہو جانا	۸۱	**باب سوم**	
زبیر ابن عوام کی اولاد	۷۲	خاندان بنی ادریس	"	**زوال خاندان برمکی**	۸۹
زبیری پر قہر خدا اور قتل یحیٰی	۷۳	کریٹ اور قبرص کا فتح ہونا	۸۲	ہارون الرشید کے برامکہ سے کلفت	
موسیٰ بن عیسیٰ عامل مصر کی موقوفی	"	سلطنت یونان سے جنگ	۸۳	ناراض ہو جانے کے اسباب	۸۹
عمر بن مہران کا گورنر مصر مقرر ہونا	"	نقفور شاہ یونان کا خط بنام ہارون الرشید	"	جعفر کی شکایت میں گمنام منظوم عرضی	۹۰
ابوسیدام کی بغاوت	۷۵	ہارون الرشید کا خط بنام نقفور	۸۴	برامکہ میں مذہبی پابندی کم تھی	"
ابوسیدام کی گرفتاری اور رہائی	"	شاہ یونان سے جنگ ہونا اور اسکا ششماہی خراج ادا کرنا	"	برامکہ کی شکایت میں ایک اور عرضی دستخطی	"
علاف ابن سفیان کی بغاوت اور اس کی فراری	"	یونانیوں کی بدعہدی اور اُن کی تباہی	"	جعفر اور عباسہ کی شادی	۹۱
مصر میں قوم ہوفیہ کی بغاوت و سرکوبی	۷۶			عباسہ اور جعفر کی ملاقات اور اُنکے اولاد ہونا	"
ولید شیبانی کی بغاوت اور اسکا قتل	"	شاہ یونان نے جزیہ وخراج دینا منظور کرلیا	۸۵	ہارون الرشید کی برامکہ سے ناراضگی کے وجوہات	۹۲
عجیب مشابہت	۷۷	ہرثمہ کی روانگی جانب خراسان	"	اسمٰعیل اور خلیفہ کی گفتگو	۹۳
لیلیٰ جواہر ولید	"	اور یونانیوں کی بدحالی	۸۵	جعفر کا خلیفہ کی نسبت [illegible] نا[illegible] کرنا	
یزید بن حاتم مہلبی عامل افریقہ قوم عبادیہ کی بغاوت	۷۷	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معاہدہ عیسائیان ساکنان بیت المقدس سے	"	جعفر کا گورنر خراسان مقرر ہونا	۹۵
فضل بن روح کا عامل افریقہ ہونا	۷۸	دعوت برمکی	۸۹	یحیٰی برمکی سے خلیفہ کی ناراضگی	۹۶
ٹیونس میں بغاوت	"			بختیشوع طبیب کا بیان	۹۶
ابن الفارسی	"			قصر الخلد	"
ابن الجارود کی بغاوت اور ہرثمہ					
ابن [illegible] کا گورنر افریقہ ہونا	۷۹				
محمد ابن مقاتل [illegible]	۸۱				

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
خلیفہ کا زبیدہ سے مشورہ	۹۷	حمزہ ابن اترک کی بغاوت	۱۱۰	صباح تباری سے خلیفہ [illegible]	۱۲۰
عباسہ کا قتل	۹۸	عیسیٰ بن علی کی فتح	"	جبرئیل بن بختیشوع طبیب	"
جعفر برمکی کا قتل	۱۰۱	طاہر ابن حسین	"	عبرت	۱۲۱
عباسہ اور جعفر کی اولاد کا قتل	۱۰۲	علی ابن عیسیٰ گورنر خراسان	۱۱۱	خلیفہ نے کرمان شاہ میں فوج سے	
العمرانی مورخ کا بیان	۱۰۳	رفیع بن لیث کی بغاوت	"	گفتگو کی	۱۲۲
خلیفہ کی برمکیوں سے ناراضگی	۱	علی بن عیسیٰ کی شکست	۱۱۲	فضل بن ربیع وزیر اعظم	"
کے دیگر اسباب	"	ہرثمہ کا گورنر خراسان مقرر ہونا	۱۱۳	خلیفہ کا طوس میں پہنچنا	"
خلیفہ کے بچپن کے دانت اور بال	۱۰۴	علی بن عیسیٰ کی گرفتاری	۱۱۴	ہارون الرشید کو ملہم غیبی کا طوس میں	
یحییٰ اور فضل کا قید ہونا	"	ہارون الرشید کا بذات خود		دفن ہونے کی اطلاع دینا۔	"
یحییٰ کو قتل جعفر کی اطلاع ملنا	۱۰۵	میدان جنگ میں جانا	۱۱۴	بشیر بن لیث کی گرفتاری	۱۲۳
یحییٰ برمکی کی دعا کعبہ شریف میں	۱۰۵	فضل بن سہل	۱۱۵	ہارون الرشید کا موت کے لئے	
فضل برمکی کے تازیانے مارنا	"	خلیفہ کو ولیعہد مقرر کرنے میں		تیار ہونا	۱۲۴
یحییٰ برمکی کی موت	۱۰۷	سخت رقت پڑی	۱۱۵	سہل بن سعد سے خلیفہ کی گفتگو	"
فضل برمکی کی موت	"	امین اور مامون	"	خلیفہ ہارون الرشید کی وفات	"
عبدالرحمن عباسی کا عبرت انگیز بیان	"	ہارون الرشید کا سلطنت کو		ہارون الرشید کی وصیت	"
ابراہیم کا قتل		بیٹوں پر منقسم کرنا	۱۱۶	مامون کا غصہ فضل بن ربیع پر	
باب چہارم		کسائی نحوی	۱۱۷	اور اُسکے وزیر کی نصیحت	۱۲۵
ہارون الرشید کی خلافت		عمانی شاعر	۱۱۸	امین کا معاہدہ کو منسوخ کردینا	"
کا آخری زمانہ اور اس کی		اصمعی کی روایت	"	امین کی مامون پر فوجکشی اور	
وفات	۱۰۹	زبیدہ خاتون کی شکایت	۱۱۹	امین کا قتل ہونا	"
رقہ کا دارالخلافہ مقرر ہونا	"	خلیفہ کی صحت بروقت روانگی		خلیفہ ہارون الرشید کے	
ایران کی بدانتظامی	"	جانب خراسان	۱۲۰	خزانہ کی تعداد	۱۲۶

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
محمد بن سلیمان عباسی کی بغاوت	۱۲۸	**ہارون الرشید کے**		سفیان اور فضیل کی حکایت	〃
امام موسیٰ کاظم علیہ السلام		**نجی کے حالات**		علم حدیث	۱۴۷
کی شہادت	۱۲۹		۱۳۵	اہلحدیث اور عیسائی کی حکایت	۱۴۸
عبدالملک بن صالح عباسی کی گرفتاری	۱۳۰	الف لیلہ پر محققانہ رائے	〃	کتاب الآغانی کی طرز تحریر	۱۴۹
پسر ناخلف	۱۳۱	ہارون الرشید سے ایک جنیہ		قاضی ابویوسف	〃
عبدالملک کا گورنر شام مقرر ہونا	۱۳۲	کی ملاقات	۱۳۶	خلیفہ ہارون الرشید کے	
عبدالملک کی بابت یحییٰ		جن عفریت اور غول کی تشریح	۱۳۷	جنتی ہونے کا فتویٰ	۱۵۱
برمکی سے استفسار	۱۳۳	تین سیب یا زن مقتولہ	〃	عیسیٰ ابن جعفر اور اس کی کنیز	〃
فضل اور یحییٰ کی عارضی جدائی	〃	نورالدین اور انیس الجلیس	〃	جعفر برمکی اور اس کی کنیز	۱۵۲
زبیدہ خاتون	۱۳۴	ہارون الرشید کی معدلت اور		عاملوں اور گورنروں کی تقرری	
زبیدہ خاتون کا فیض اب		نصفت	۱۳۸	کا طریقہ	۱۵۴
تک جاری ہے	〃	یہودی نجومی	۱۳۹	اسمٰعیل بن صالح کا عامل مصر مقرر ہونا	۱۵۵
زبیدہ خاتون کا انتظام		ہارون الرشید کی نیند کا حال	〃	ابراہیم الموصلی اور اسٹو والا	۱۵۶
خانہ داری	〃	ابن القربی اور مسرور کا معاہدہ		خانہ کعبہ میں ہارون الرشید اور	
ہارون الرشید کے حالات		مبالغہ	۱۴۰	ایک عرب کی بیخوف گفتگو	۱۵۸
تحریر کرتے ہوئے اُسکے		عذر گناہ بدتر از گناہ کی عملی		ابراہیم الموصلی اور ابو مرہ	۱۶۱
زمانہ کی پولٹیکل مصلحتوں پر		تمثیل	۱۴۲	ہارون الرشید کی عرضی	
خیال کرلینا ضروری اور		مرغ اور مرغی کا لطیفہ	۱۴۳	معن [illegible]	
لازمی ہے یہ ترجمہ مستند اور		ابونواس کی ڈاڑھی کا لطیفہ	〃	خلیفہ [illegible] آنا اور بصری [illegible]	〃
معتبر کتابوں سے اخذ ہے	۱۳۵	ابونواس کی حاضر جوابی	۱۴۴	ابومریم مدنی	۱۶۴
باب پنجم		حمید الطوسی کی حاضر جوابی	۱۴۶	الحکم ندیم اور ہارون الرشید	
		اسحاق مغنی کی حاضر جوابی کا صلہ		کی حکایت	۱۶۵

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
طبیب اور مچھلی	۱۶۸	ابونواس اور زبیدہ خاتون	۱۸۷	عربوں کی حاضر جوابی	۲۰۱
کوثر خادم امین الرشید	۱۶۹	ابونواس اور امین الرشید	۱۸۹	خلیفہ ہارون الرشید کے	
ابراہیم ابن المہدی برادر خلیفہ	۱۷۰	امین کا چال چلن	۱۹۰	عادات و اطوار	۲۰۲
بدقسمت نام	۱۷۱	ابوعیسیٰ خلف ہارون الرشید	″	ہارون الرشید کے جانشین	۲۰۶
ہارون الرشید کا صوفی بیٹا	۱۷۲	ابراہیم ابن المہدی اور		خلافت کا سلطنت عثمانیہ	
ایک اموی اور سنار کی حکایت	۱۷۲	اسحٰق مغنی	۱۹۱	میں منتقل ہونا	″
ابوعتاہیہ اور عتبہ کنیز	۱۷۷	فضل برمکی اور اسحٰق مغنی	۱۹۴	ہارون الرشید کی سلطنت کی	
ہارون الرشید کی نرم دلی	۱۸۰	خلیفہ کا اپنی عیسائی رعایا سے		سالانہ آمدنی	۲۰۷
برمکیوں کی فیاضی اور یحییٰ		سلوک	″	ہارون الرشید کی فوج	
کی حکایت	۱۸۲	اصمعی	۱۹۵	کی تعداد	۲۰۸
عربوں کی ذہانت اور خلیفہ		ابوعبید اور اصمعی	″	فہرست خلفائے اسلام	″
کی فراست	۱۸۳	اصمعی کا دربار میں حاضر ہونا	۱۹۶	فہرست خلفائے راشدین	۲۱۰
علیّہ اور غلام	۱۸۴	خلیفہ ولید اور کنیز مغنیہ	۱۹۷	فہرست خلفائے بنی اُمیّہ	″
زبیدہ خاتون اور علیہ	۱۸۵	عبید ابن الابرص شاعر	۱۹۹	فہرست خلفائے عباسیہ بغداد	۲۱۱
فضل برمکی اور علیّہ	″	پانچ عورتوں کو طلاق ملنا	۲۰۰	فہرست خلفائے عباسیہ مصر	۲۱۲
زبیدہ خاتون کا اقتدار	۱۸۶	ناممکن فیصلہ	۲۰۱	فہرست خلفائے خاندان عثمانیہ	۲۱۳

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دیباچہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

لم یناسب حمدنا سلطانہ فاکتفینا باسمہ سبحانہ

پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تمام اُمّت مسلمانِ عرب کو علم سیکھنے کے واسطے یہ نصیحت فرمائی کہ اطلبوا العلم ولو کان بالصین (علم سیکھو چاہے وہ ملک چین میں ہی ہو) اس نصیحت پر عمل کرکے تمام مسلمانوں نے عموماً اور اسلام کے بادشاہوں نے خصوصاً علوم اور فنون کے سیکھنے اور اُس کی اشاعت اور پھیلانے میں ایک زمانہ دراز تک جو کوشش اور جانفشانی کی اور علم وفن کی ہر ایک شاخ کو اعلیٰ درجہ کی ترقی پر پہنچایا اِس بات کو تمام دنیا جانتی ہے یوروپ جو آجکل تمام دنیا میں علوم اور فنون اور تہذیب کا مخزن اور مرکز سمجھا جاتا ہے اور فی زمانہ جس قدر عظمت اور قوت اُس کو حاصل ہے یہ سب باتیں مسلمانوں کے طفیل سے اُس کو حاصل ہوئی ہے یوروپ والے اگر مسلمانوں سے علم اور تہذیب نہ سیکھتے تو آج ان کو یہ رتبہ اور حاصل [illegible] یوروپ کے مستند فاضلوں اور مورخوں نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ [illegible] اور علوم وفنون کی ترقی کے موجب مسلمان ہیں۔

متذکرہ بالا بیان کی تصدیق میں بطور مشتے نمونہ از خروارے، یوروپ کے چند جلیل القدر فاضلوں کی رائیں مندرج کی جاتی ہیں۔ اور بخوف طوالت صرف چند رایوں پر اکتفا کیا جاتا ہے اڈگر سینڈرسن صاحب اپنی کتاب تاریخ دنیا میں تحریر کرتے ہیں کہ عرب فاتحوں نے حصول

Marfat.com

علوم وفنون میں بہت جلد اُسی قدر ترقی کر لی جتنی کہ اُن کی فوجی قوت میں [illegible]
تہذیب کو خود حاصل کر کے بڑی سرگرمی کے ساتھ اُس کو پھیلایا۔ بڑے بڑے شہر
میں تعمیر ہونے لگے۔ تجارت اور کارخانوں نے بڑی ترقی حاصل کی۔ مدارس اور کالج تمام ملک
میں بن گئے اور اُن میں علوم وفنون پڑھائے اور سکھائے جانے لگے عربوں میں علم وفضل اور شاعری
اور تمام علم وفنون کا رواج اس وقت بھی بڑے عروج پر تھا جبکہ یوروپ میں تہذیب اور علم وہنر
نہیں پھیلا تھا اور جو زمانہ کہ یوروپ کی تاریخ میں بہت تاریک زمانہ کہلاتا ہے مسلمانوں کی سلطنت اس زمانہ میں
نہایت وسیع ترین سلطنت دنیا میں تھی اور اپنی تمام مملکت میں عربوں نے علم پھیلا دیا تھا بارہویں
صدی کے آغاز میں اقلیدس۔ علم ہندسہ۔ ہیئت اور علوم طبعی یوروپ میں عربوں کی وجہ سے پہنچے
یعنی یہ سب علوم عربی زبان میں موجود تھے جو یوروپ میں لائے گئے تھے۔ اندلس کے مسلمانوں میں تو
علوم وفنون صنعت وحرفت کا چرچا دسویں صدی کے آغاز ہی میں درجہ کمال پر ہو گیا تھا۔ وہاں
مسلمانوں کے مدرسے کتب خانے اور یونیورسٹیاں وبیت العلوم موجود تھے۔ علماء وفضلاء علم ادب
منطق۔ فصاحت۔ بلاغت۔ نجوم۔ حساب۔ علم ریاضی کے سبق طالب علموں کو پڑھایا کرتے تھے
یونانیوں کی فلسفہ کی کتابیں سب سے پہلے عربوں نے اپنی زبان میں ترجمہ کر لی تھیں یوروپ
والوں نے عربی ترجمے کو لاطینی میں ترجمہ کیا اور اس طرح سے علم فلسفہ بذریعہ عربوں کے یوروپ
میں پہنچا کیونکہ اُس زمانہ کے یوروپین فضلاء میں سے معدودے چند ہی قدیم یونانی زبان سمجھ سکتے
تھے۔ علم حیوانات۔ علم نباتات۔ علم کیمیا اور خاصکر علم طب اور حکمت کا مسلمانوں کو بہت شوق
تھا۔ اسپین کے مسلمانوں کے ہم سب یوروپ والے اس بات کے ممنون ہیں کہ علم حساب اور
عددوں کا لکھنا یوروپ والوں کو مسلمانوں کی وجہ سے آیا اور اسی وجہ سے علم یوروپ میں
عربی ہندسہ حساب کے نام سے مشہور ہے عربوں نے علم ریاضی یونانیوں [illegible]
خلفائے عباسیہ نے اقلیدس اور دیگر یونانی علم ہندسہ اور ہیئت کی کتابوں کا [illegible]
ہندوستان سے علم حساب کی کتابیں منگوا کر خلفائے مذکور نے اُن کا ترجمہ عربی میں کرایا ایک
عرب فاضل نے جن کا نام ابن موسیٰ تھا علم جبر ومقابلہ پر نویں صدی میں ایک کتاب تصنیف
کی اور مساوات کے حل تک اس میں قاعدے وغیرہ لکھے تھے

یوروپ میں علم وہنر مسلمانوں کی وجہ سے پھیلا

Marfat.com

یوروپ میں روم (اٹلی) اور قسطنطنیہ کے عالم اور اہل کمال جس وقت کہ زمین کو پھیلا ہوا جانتے
اور ظاہر کرتے تھے اسپین میں مسلمان علی العموم اپنے مدرسوں میں جغرافیہ کرۂ زمین پر پڑھا کرتے تھے
گویا مسلمانوں نے سب سے اول یہ دریافت کرلیا تھا کہ زمین گول ہے یوروپ میں علم نجوم و ہیئت کی
تحقیقات کے لیے جنہوں نے کہ اول ہی اول رصدگاہیں بنائیں وہ عرب ہی تھے۔ رصدگاہ کیلئے
عربوں نے شہر سویلی (اشبیلیہ) میں جو برج بنایا تھا مسلمانوں کے بعد جب اسپین پر عیسائی قابض ہوئے
تو بسبب جاہل اور بے علم ہونے کے اُن کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اس برج سے کیا کام ہوتا ہے؟
اس لئے اُنہوں نے اس برج کو گھنٹہ گھر بنالیا۔ یہ بات امر واقعہ ہے کہ باوجود اسکے کہ یوروپ
جہالت اور وحشت کی تاریکی سے مدت سے نکل آیا ہے لیکن مسلمانوں نے جو اُس پر احسان عظیم کیا ہے
اس احسان کا یوروپ نے آج تک کوئی مناسب شکریہ ادا نہیں کیا"

مسٹر ریورنیڈ ڈویل نے مسلمانوں کے بہت سے محاسن اور خوبیوں کا اعتراف کیا ہے چنانچہ
اپنے ترجمہ قرآن کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ عرب کے سیدھے سادے بھیڑیں چرانے والے خانہ بدوش
لوگ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی تلقین سے ایسے بدل گئے کہ جیسے کسی نے سحر یا جادو ان پر
کردیا ہو وہ لوگ مملکتوں کے بانی مبانی اور شہروں کے بنانے والے اور کتبخانوں کے جمع کرنے والے
ہوگئے۔ قسطاط۔ بغداد۔ قرطبہ اور سویلی (اشبیلیہ) کے شہروں کو وہ قوت ہوئی کہ عیسائی یوروپ
کو اپنی ہیبت اور شوکت سے تھرا دیا اور اس میں تزلزل ڈال دیا۔ بت پرستی کے مٹانے اور رسومات
کے شرک کے عوض صرف ایک واحد اللہ تعالیٰ کی عبادت قائم کرنے۔ دختر کشی کی رسم کو نیست و نابود
کرنے توہمات کو دُور کرنے اور کثرت ازدواج کی تعداد کو گھٹا کر اس کی ایک حد معین کرنے میں قرآن
بیشک باعث برکت و فلاح ہوا ہے۔ ہر ایک عیسائی کو بالضرور افسوس ہوگا کہ مسلمانوں نے
بہت سے پھلے پھولے مشرقی کلیسے مسمار اور خراب کر ڈالے[1] مگر ساتھ ہی اس بات
کہ یوروپ نے منطق اور فلسفہ اور علم طب اور فن عمارت عربوں سے حاصل کیا ہے
عشرت اور تمدن کے بہت سے سامان اور مفید چیزوں کو ایک ملک سے دوسرے ملک میں

[1] شاید اسکندریہ کے کتب خانے کی طرف یہ اشارہ ہے مگر مسٹر راڈویل کو یاد نہیں رہا کہ گبن صاحب اپنی تاریخ رومۃ الکبریٰ صفحہ ۱۳۲ اور
جلد ۲ کتاب کازموس صفحہ ۵۰۲ میں اور گاڈفری ہنگر نے کتاب حمایت الاسلام وغیرہ میں ان سب لوگوں نے یہ بات ثابت کردی ہے
کہ اسکندریہ کے کتبخانے کے جلانیوالے عیسائی بشپ (پادری اعظم) اور اُن کے پیرو تھے مسلمانوں کی نسبت یہ الزام بالکل بے بنیاد اور غلط ہے مصباح

Marfat.com

لیجا کر مشرق اور مغرب کا سلسلہ ملا دیا۔

علامہ شیخ ابن حجر عسقلانی کی تصنیف

ڈاکٹر اسپرنگ صاحب نے کہ جن کی مہارت علوم عربیہ میں مشہور ہے حسب [illegible] کورٹ آف ڈائرکٹرس کتاب اسد الغابہ فی تمیز الصحابہ تصنیف علامہ شیخ ابن حجر عسقلانی کا انگریزی [illegible] میں ترجمہ کیا ہے اس کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کے علوم کی عزت علم اسماء الرجال ہے [illegible] نہ تو ایسی کوئی قوم گذری اور نہ اب موجود ہے کہ جس نے مسلمانوں کی مانند بارہ سو برس کے عرصہ میں ہر ایک اہل علم کے حالات زندگی قلمبند کئے ہوں۔ اگر مسلمانوں کی کتب رجال جمع کی جائیں [illegible] ہم کو پانچ لاکھ مشاہیر علماء کا تذکرہ مل جائے ان کی تاریخ میں کوئی قریہ یا نامی جگہ ایسی نہیں ہے کہ جسکے کسی آدمی کا ذکر اس تذکرہ میں نہو۔

مسٹر لیتھ برج صاحب نے اپنی تاریخ ہندوستان میں لکھا ہے کہ "اسلام کے پہلے تاریخ کی حالت تاریکی میں تھی جب اسلام کا سرچشمہ نمودار ہوا تو اُس وقت سے تاریخ کے حالات صحیح معلوم ہونے لگے مطلب یہ ہے کہ تاریخ کی ترقی دینے والے مسلمان ہی ہیں۔"

خاندان عباسیہ

مسلمانوں کی سلطنت میں خلفائے عباسیہ کے زمانے میں علوم وفنون کی بڑی ترقی ہوئی حضرت عباس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عم بزرگوار تھے یہی اس خاندان کے مورث ہیں حضرت عباسؓ جنگ بدر میں گرفتار ہوئے تھے۔ آنحضرت نے قبل جنگ صحابہ سے ارشاد فرما دیا تھا کہ عباسؓ کو کوئی قتل نہ کرنا زندہ گرفتار کرلینا چنانچہ ابوالیسر انصاری نے آپ کو زندہ ہی گرفتار کیا بعد ازاں آپ ایمان لے آئے۔ آنحضرت نے حضرت عباسؓ کو دعا دی تھی کہ واجعل الخلافۃ باقیۃ فی عقبہ" یعنی عباسؓ کی اولاد میں خلافت باقی رہے چنانچہ یہ رسول مقبول ہی کی دعا کا اثر تھا کہ اُن کے خاندان میں خلافت اور شہنشاہی آٹھ سو برس تک رہی اور خاندان عباسیہ نے بڑے کروفر سے بادشاہت کی یہ وہی حضرت عباسؓ ہیں جن کا نام جمعہ کے خطبہ میں ہر مسلمان جامع میں سنتا ہے

خلیفہ ہارون الرشید

سلطنت اسلام میں سب سے بڑا شہنشاہ خلیفہ ہارون الرشید اسی عباسیہ خاندان میں ہوا ہے اور اسی کی سوانح عمری کا یہ اُردو ترجمہ ہے کسی کتاب کے ترجمے میں کمی وبیشی کرنا منصب ترجمہ نگاری کے

له غدر ۱۸۵۷ء تک ہندوستان پر انگریزی سوداگروں کی ایک کمپنی حکمران تھی ہندوستان براہ راست [illegible] کے بعد پارلیمنٹ انگلستان نے کمپنی مذکور کو بے دخل کرکے براہ راست ہندوستان کو اپنے تحت کرکے سلطنت انگلشیہ کا ایک جزو قرار دیا [illegible] میں چند سوداگر ڈائرکٹر منتخب ہوا کرتے تھے یہی لوگ صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس کہلاتے تھے

[illegible]

بالکل خلاف ہے۔اس واسطے ہمیں مسٹر ای ۔ایچ۔پامر۔ایم ۔اے ۔پروفیسر عربی یونیورسٹی آف کیمبرج
انگلستان کی مصنفہ "ہارون الرشید" کے ترجمے کا حق پورا پورا ادا کیا ہے لیکن یہ بات بافسوس
کہنی پڑتی ہے کہ بعض یورپین مصنفوں کی تالیفات میں ایک عام قاعدہ رواج پاگیا ہے کہ وہ تاریخی
حالات لکھتے ہوئے بعض مواقع پر اپنی تصانیف میں مشاہیر اور حکمران اسلام پر ضعیف خبروں پر
اعتماد کر کے ایسے لفظی حملے کر جاتے ہیں جو صریح کذب اور غلطی کی حد تک پہنچ جاتے ہیں چنانچہ اس کتاب
میں بعض موقعوں پر ہم نے ایسے حملوں کی تردید بروئے تحقیق کتب معتبرہ اور مستند سے حتی الامکان
اپنے فٹ نوٹوں کے ذریعے سے کردی ہے۔جس سے اصلی حالات کا صحیح اندازہ ظاہر ہو جاتا ہے۔
تاہم بڑی ناشکرگزاری ہوگی اگر مسٹر پامر جیسے فاضل کی محنت شاقہ کی داد ہم نہ دیں۔فاضل موصوف
نے ہارون الرشید کے رطب و یابس کل پراگندہ واقعات کو عربی مورخوں اور مصنفوں کی متفرق
کتابوں اور تالیفوں سے انتخاب کر کے ایک جگہ ترتیب دیا جس سے پامر صاحب کی لیاقت اور محنت
کا پورا ثبوت ملتا ہے۔کسی غیر قوم کے تاریخی حالات کو فراہم کر کے اپنی ملکی زبان میں ترتیب دینا بیشک
قابل قدر اور مفید کام ہے انگریزی دان اصحاب کیلئے مسٹر پامر کی یہ محنت لائق منت و سپاس گزاری ہے
اور اسی ذخیرے سے ہم نے اردو زبان میں اپنے ہم وطنوں کے لئے یہ مفید ترجمہ مرتب کیا اور جہاں ضرورت
سمجھی حتی الامکان اجمال کی تفصیل میں کوتاہی نہیں کی تحقیق کی دشوار گزار گھاٹیوں میں جن لوگوں
نے قدم فرسائی کی ہے۔یا اُن سنگلاخ زمینوں کو قلم اور دماغ کی رہبری سے کچھ طے کیا ہے وہی
سمجھ سکتے ہیں کہ اس راستے کے چلنے والے کو ایک ایک قدم پر کیسی کیسی لغزشیں اور ٹھوکریں کھانا
پڑتی ہیں تاہم منزل مقصود پر مشکل سے رسائی ہوتی ہے۔

اس شہنشاہ کے زمانہ میں علوم و فنون کی ہر شاخ میں بڑی ترقی ہوئی اس نے
ہندوستان کے پنڈتوں اور عیسائی فاضلوں کو بڑے بڑے مشاہرے دیا
اپنی زبان کی علمی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا کرتے تھے۔ہارون الرشید کے بارہ میں تمام یوروپین مستند
اور معتبر مورخوں کی یہ رائے ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید تمام خلفاء سے بڑھکر جامع جمیع صفات بڑا عالم
و فاضل۔فصیح و بلیغ۔بہت ہی فیاض و سخی اپنے مذہبی عقائد کا پابند معتقد پکا اور پاکباز مسلمان
رحم دل اور عادل بادشاہ تھا۔ایک سال حج کرتا تو دوسرے سال جہاد کرتا اپنے روزمرہ کے مذہبی احکام کا

Marfat.com

نہایت پابند تھا۔ بغداد سے مکہ شریف تک ایک ہزار انگریزی میل کا فاصلہ ہے گو حج کے لئے عرب جیسے تیز دھوپ والے ملک اور تپش اور جلتے ریگستان میں پاپیادہ جایا کرتا تھا۔ علاوہ پنجگانہ نماز کے سو رکعت نفل روزانہ بلاناغہ پڑھا کرتا۔ ہارون الرشید کے مزاج میں تعصب نام کو بھی نہ تھا رعایا کی فلاح وبہبودی کا اس قدر خیال تھا کہ ہمیشہ راتوں کو اپنی میٹھی نیند کھو کر بھیس بدل کر رعایا کی خبرگیری اور ان کا حال معلوم کرنے نکلا کرتا تھا۔ اقبال اور شوکت کا اس کی یہ حال تھا کہ جس طرف اُس نے رخ کیا فتح ونصرت گویا اس کے ہمراہ ہوتی تھی قسطنطنیہ کے شاہان روم (یونانی) اُس کے باجگذار تھے اور شاید یہ بات ہارون الرشید ہی کے ساتھ مختص تھی کہ اُس نے یونانی شہنشاہوں سے ششماہی خراج و جزیہ لیا۔ ششماہی خراج وجزیہ لینے کی مثالیں شاذونادر تو درکنار بالکل معدوم ہیں اس کے عہد کا ایک واقعہ عباسہ اور جعفر کی شادی اور پھر عباسہ اور اس کی اولاد کا قتل ہونا بالکل بے بنیاد اور غلط مشہور ہوگیا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن خلدون وغیرہ مستند ومعتبر مورخین نے کمال تحقیق وتلاش سے اس واقعہ کو روایت اور درایت دونوں سے بے بنیاد اور غلط ثابت کیا ہے۔

خاندان برکی

خاندان برکی کو کہ جو سخاوت اور فیاضی میں ایسا بے نظیر خاندان مسلمانوں میں گذرا ہے کہ آج تک زمانے میں پھر کوئی سخی اور فیاض اُن کی مانند نہیں ہوا اسی خلیفہ کے زمانے میں عروج ہوا اور افسوس ہے کہ اسی خلیفہ کے زمانے میں اُن پر زوال بھی آگیا۔

خلیفہ ہارون الرشید بڑا قدردان شہنشاہ تھا یحیٰی برکی وزیر نے جو کچھ عمدہ کام کئے وہ اپنی نمک حلالی کی وجہ سے کئے کیونکہ وہ نوکر تھا۔ لیکن ہارون الرشید نے اُس کی حد سے بڑھ کر قدردانی کی اور سلطنت کے تمام سیاہ وسپید کا مالک کردیا یحیٰی نے کمال ہوشیاری اور نمک حلالی سے کار وزارت انجام دیا جب یحیٰی ضعیف ہوگیا ہارون الرشید نے اُسکے دونوں بیٹوں فضل اور جعفر کو یکے بعد دیگرے اپنا وزیر بنایا اور جعفر پر بے نہایت عنایت مبذول کی اور مہمات سلطنت کلی و جزوی اختیار و اقتدار اُس کو عطا کیا۔ لیکن تقدیری یا اتفاقی طور سے جعفر سے چند ایسی پولٹیکل غلطیاں سرزد ہوئیں اور خلیفہ کی نسبت جعفر نے ایسے ناگوار کلمات کہنا شروع کئے کہ مجبوراً ہارون الرشید نے بدظن ہوکر اُس کو قتل کرادیا۔ بعض لوگ قتل جعفر کیلئے اس کی کارروائی پر ایک بدنما دھبہ ظاہر کرتے ہیں لیکن پولٹیکل رمز شناس غور کرسکتے ہیں کہ جعفر قتل کیوں کیا گیا؟ اگر یہ نہ کیا جاتا تو استحکام سلطنت کیلئے

Marfat.com

اور کونسی تدبیر تھی یہ عجیب اتفاق ہے کہ مامون الرشید نے بھی اپنے وزیر ذوالریاستین یعنی فضل بن سہل کو جس نے کہ مامون کے خلیفہ ہونے اور بقاء سلطنت میں بڑی کوشش کی تھی قتل کرا دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض وزراقوت پاکر کبھی ایسے امور کر گزرتے تھے یا کرنیوالے ہوتے تھے کہ جس میں بادشاہ وقت کو اپنی سلطنت اور نیز اپنی جان عزیز کا اس قدر خوف ہو جاتا تھا کہ وہ سوائے اسکے کہ وزیر کو قتل کرادیں اور کوئی چارہ اپنی سلطنت یا اپنی جان کے بچاؤ کا نہیں دیکھتے تھے چنانچہ اس کی تصدیق خود خلیفہ مامون الرشید کی پولٹیکل تقریر سے ہوتی ہے جو ذیل میں درج ہے۔

خلیفہ مامون کی پولٹیکل تقریر۔

بادشاہ بعض وقت اپنے خاص ارکان دولت کے ساتھ جو باتیں کر گزرتا ہے عوام ہرگز اس کا انصاف نہیں کرسکتے وہ دیکھتے ہیں کہ وزیر یا نائب السلطنت نے جو وفاداریاں کی ہیں اُن کے بارے حکومت کی گردن کبھی ہلکی نہیں ہوسکتی وہ بے تکلف رائے لگالیتے ہیں کہ بادشاہ نے جو کچھ کیا صرف حسد یا تنگ دلی کی وجہ سے کیا لیکن ان کو کیا معلوم ہے کہ اس کے بعض افعال خود سلطنت کے خانہ برانداز ہیں اب بادشاہ دو مجبوریوں میں گھر جاتا ہے نہ اس راز کو عوام پر ظاہر کرسکتا ہے اور نہ اُس وزیر سے درگذر کرسکتا ہے مجبورانہ وہ کر گزرتا ہے جو ظاہر میں نہ کرنا چاہیئے وہ جانتا ہے عوام تو کیا خواص بھی اُس کو معذور نہ رکھیں گے لیکن ضرورت کسی کی نکتہ چینی کی پروا نہیں کرسکتی"۔

قتل سادات اور علویین کا اگرچہ اسپر الزام ہے لیکن صاحب مصنف المامون اور دیگر مورخین لکھتے ہیں کہ تمام معاملات پولٹیکل تھے اور ایسی مجبوری تھی کہ جس سے کسی خلیفہ کو مفر نہیں ہوسکتا تھا تاہم ہارون الرشید نے سادات پر ایسا ظلم نہیں کیا جیسا کہ خود سادات نے اپنی چند روزہ حکومت میں عباسیوں پر کیا تھا **شعر**

شربت سلطنت وجاہ چناں شیریں ست ۔۔۔ کہ شہاں از پئے آں خون برادر ۔۔۔

ہارون الرشید نے اپنی سلطنت اپنے دو بیٹوں پر منقسم کردی تھی مگر جس ۔۔۔ وہی پیش آیا یعنی اُس کی وفات کے بعد سلطنت کیلئے دونوں بیٹوں میں بڑی خونریز جنگ ہوئی لیکن چونکہ ہارون الرشید کی زندگی میں اُن میں کوئی فساد نہیں ہوا اسلئے کچھ ریمارک کی ضرورت نہیں ہے مسٹر ہامر نے سلطنت کی آمدنی یا فوج کی تعداد وغیرہ نہیں لکھی مگر تاریخ میں یہ باتیں بھی درج ہونا ضروری ہیں اس لئے ہمنے بکمال تلاش وتجسس ضمیمجات میں یہ سب باتیں تحریر کردی ہیں

Marfat.com

اور آخر ضمیمہ میں ایک فہرست تمام خلفائے [illegible]
خلفائے عثمانیہ کی لکھی گئی ہے۔

ایہا الناظرین! آخر دیباچہ میں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ اسلامی دنیا کو جس قدر عروج [illegible] سب علم و ہنر کی وجہ سے تھا دیکھو یورپ والوں نے مسلمانوں کے علوم [illegible] جو ترقی کی تو آج اوج اقبال اور عروج کے آسمان پر چڑھے ہوئے ہیں تاریخ سے ثابت ہے کہ جس قوم نے علم سے شوق اُٹھا لیا وہ حضیض ادبار میں پنہاں ہو کر معدوم ہو جاتی ہے گو ہندوستان کے مسلمانوں نے زیر سایہ گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ علوم و فنون کی طرف بہت کچھ میل کیا مگر ابھی تک اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ مسلمان تحصیل علوم و فنون کی طرف اپنے اسلاف کے مانند زیادہ تر کوشش کریں کیونکہ دینی اور دنیوی ترقی اور بہبودی کا باعث اور ذریعہ یہی علم و ہنر ہے۔

خاکسار محمد مصباح الدین احمد مترجم مجاہدۂ
فرانس و پرشیا، و مؤلف مصباح الادب اسٹیم انجن
الہارون و لباب الاحادیث و چمنستان عرب غنچہ حج وغیرہ
سابق پرائیوٹ سکرٹری دربار ریاست ٹونک (راجپوتانہ)

متوطن روہتک

حال ایڈیٹر سول اینڈ ملٹری نیوز لدھیانہ

Marfat.com

تمہید

خلافت کی ابتدا اور اُس کا عروج

آنحضرت کی پیشین گوئی

محمد صاحب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد بعثت نبوت اپنی پیغمبرانہ وحی یا اپنی پولیٹیکل تدبیر ملکی تمیز و عقل سے ایک روز قوم عرب کو مجتمع کرکے بطور پیشین گوئی یہ بات ارشاد فرمائی کہ قدیم سلطنت فارس اب زوال پذیر ہے اور چند روز میں بالکل معدوم ہوجائیگی اسی طرح سلطنت رومتہ الکبریٰ جو شام و عرب تک پھیلی ہوئی ہے اُس کے انصرام کا زمانہ بھی قریب آپہنچا ہے اب ان دونوں سلطنتوں کی شان و شوکت دولت و ثروت تمہارے ورثہ میں آویگی جیسا کہ وہ معبود برحق وبے ہمتا اپنی کتاب مقدس میں فرماتا ہے ان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ یعنی زمین اللہ تعالیٰ کی ہے وہ جس کو چاہے اُس کا وارث کردیتا ہے اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی ۲سورۃ میں فرماتا ہے کہ ہم نے روئے زمین پر بہت سی قومیں آباد کیں آسمان سے اُن کے لئے بارش برسائی اور زمین سے نہریں نکالیں اور جب انہوں نے گناہ کئے تو ہم نے ان کو برباد کرڈالا اور دوسری قومیں پیدا کیں۔ حضرت محمدؐ نے فرمایا کہ اگر بعد تمہارے قابض ہونیکے تم سے بھی ویسی خطائیں ظہور میں آئیں جو ان ہر دو سلطنت کے زوال کا باعث ہوئیں تو تم کو بھی یہی روز دیکھنا ... ناظرین کو اس کتاب کے ذریعے سے اسلامی سلطنت کی اعلیٰ شان و شوکت ... کا دبدبہ و عظمت اُس زمانہ کی دکھانا مقصود ہے کہ جس زمانے میں اسلام ... اس لئے ان شہنشاہوں میں سے ایک سب سے زیادہ ... شہنشاہ یعنی خلیفہ ہارون الرشید کے عہد سلطنت اور دوران حکومت کے واقعات اس کتاب میں ظاہر کئے گئے ہیں جس کے نام سے

خلیفہ ہارون الرشید کی سوانحعمری

---

[1] جناب رسول مقبول احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی اور عرصہ قلیل میں عرب ان سب ملکوں پر قابض ہوگئے [2] یہ آیت شریف سورۂ انعام میں ہے الم یروا کم اھلکنا من قبلھم من قرن مکنٰھم فی الارض ما لم نمکن لکم و ارسلنا السماء علیھم مدرارا وجعلنا الانھار تجری من تحتھم فاھلکنٰھم بذنوبھم وانشانا من بعدھم قرنا اٰخرین ۱۲

یوروپ کے ذی علم اصحاب خوب واقف ہیں لیکن ان سے بیشتر بات ... ممکن ہو سکے مختصراً اس بات سے بھی واقفیت حاصل کر لینا چاہیئے کہ مسلمانوں کی ... طور سے ہوئی اور کس ذریعے سے اُس کو عروج ہوا۔

عربوں کے مختصر حالات بزمانہ جاہلیت

عرب کا زمانہ جاہلیت

قوم عرب محمد صاحب (صلعم) کے زمانہ سے بیشتر ایک بہادر اور مضبوط قوم تھی اس کی عادت اور طرز معاشرت یکساں رہی کبھی نہیں بدلی ان میں گھر کا بڑا بوڑھا ہی سب گھرانے کا سر ہوتا تھا ریگستان کی خالص اور قوت دینے والی آب و ہوا میں رہنے کے باعث سے اور اس وجہ سے کہ بڑے بڑے شہروں میں اکٹھے رہنے اور آبادی میں سکونت پذیر ہونے کی ان کی عادت نہ تھی اور نیز دنیا کی نعمتوں سے ناواقف تھے یا یہ کہ دنیا کی نعمتوں میں سے صرف اونٹ بھیڑ اور خیمہ اپنی قوت بسری اور آسائش کے لئے کافی سمجھتے تھے عرب ہمیشہ آزاد اور سادہ مزاج اور طاقتور رہے دوسری اقوام کی مانند جو قدرتی اشیاء پر دلدادہ ہیں عرب بھی فن شاعری کے بڑے شائق تھے اور یہ کہنا مبالغہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ ان میں شاعری کا فطرتی مادہ تھا۔ شعر و نظم اور شاعری کے ذریعے سے عرب اپنے تمام خیالات کا اظہار اور واقعات ملک کا بیان کیا کرتے تھے درحقیقت اُن کا علم و ادب یہی تھا گو یہ ضبط تحریر میں نہیں لایا جاتا تھا لیکن عوام کو اُس کے سننے سے اس قدر فائدہ ضرور ہوتا تھا کہ دوسری وحشی اور جاہل اقوام کی طرح عربوں سے اکثر جاہلانہ خطائیں اور وحشیانہ باتیں سرزد نہیں ہوتی تھیں عربوں کا مقولہ ہے کہ ہماری کتابیں تو ہمارے شاعروں کی شعریں اور نظمیں ہیں اُن کا یہ قول درست ہے اسلئے کہ تھوڑے عرصے کے بعد جبکہ اُن کے شاعروں کے بہت سے نظم اور کلام ضبط تحریر میں لائے گئے تو اُن سے اُن کے ملک کی تواریخ اور رسم و رواج اور حالات کی پوری پوری کیفیت معلوم ہو گئی۔ عربوں کی شعریں اُن کے طرز معاشرت کے مضامین سے پُر ہوتی تھیں اور جس بحر میں وہ شعر کہتے تھے یا جس قافیہ کو وہ باندھتے تھے وہ سب ریگستانی لے کے موافق ہوتے تھے یا یوں سمجھنا چاہیئے کہ سنسان ریگستان کے ویرانہ میں سفر کرتے تھے تو عرب اپنے خیالات زور زور سے کہتے چلتے تھے اور جبکہ یہ خیالات بصورت الفاظ زبان پر لائے ...

عربوں کی شاعری

Marfat.com

تو اُن کو اپنے اونٹ کے قدم اُٹھانے یا رکھنے کے وقت یا خود اپنے قدموں کے اُٹھانے اور رکھنے کے درمیانی وقفہ کے لحاظ سے بحر میں بنا کر اپنے شعروں کو موزون کر لیتے تھے۔

عرب آزادی کے بڑے شائق ہیں

عرب آزادی کے اس قدر شائق ہیں کہ وہ کسی گورنمنٹ کے قوانین یا قواعد کی پابندی نہیں کرتے اور بعض اوقات باہمی طرز معاشرت کے قاعدہ کا بھی لحاظ نہیں رکھتے خصوصاً بدوی فرقہ تو سوائے اپنے دل کی تابعداری کے اور کسی حکومت کی اطاعت نہیں کرتا اگر کوئی قوم کسی شیخ یا بزرگ کو اپنا سرگروہ مقرر کرتی ہے تو اُس کی اطاعت مثل رئیس یا حکمران کے نہیں کرتے شیخ کو قوم صرف یہ اختیار عطا کرتی ہے کہ اُن کا قائم مقام ہو کر بشرطیکہ کوئی موقع پیش آجائے دوسری قوم سے تجارت وغیرہ کے متعلق یا دیگر امور میں گفتگو کرے یا یہ کہ جہاں قافلہ قیام کرے تو شیخ کا خیمہ اچھی جگہ پر قائم کیا جائے اور کوئی مہمان آوے تو شیخ اُس کی ضیافت اپنے ہی صرف سے کرے

عکاظ

جبکہ محمد صاحب پیدا ہوئے تو اُس زمانے میں ملک عرب کا یہ حال تھا کہ ہر قوم کا قبیلہ قبیلہ علیحدہ علیحدہ ہو رہا تھا لوٹ مار کی بہت کثرت تھی جس کی وجہ سے قوموں میں ہمیشہ خانہ جنگیاں اور مستقل طور سے لڑائیاں رہا کرتی تھیں۔ بت پرستی کا تمام ملک میں رواج عام ہو رہا تھا ہر قبیلہ کا الگ الگ بت تھا اور علیحدہ علیحدہ صفتیں اُس سے منسوب کی جاتی تھیں رفتہ رفتہ تجارت کی ضروریات اور باہمی خرید و فروخت کی احتیاج کی وجہ سے اس بات کی ضرورت واقع ہوئی کہ تمام قومیں معینہ اوقات پر ایک جگہ جمع ہوا کریں چنانچہ سب قوموں میں آپس میں یہ قرارداد ہو گیا کہ شہر مکہ میں چونکہ نہایت مقدس ترین زیارت گاہ کل اقوام عرب کی واقع ہے اس لئے مکہ شریف کے نواح میں ایک مشترک مجمع تمام قوموں کا ہوا کرے چنانچہ ایک میلہ مقام عکاظ[1] میں سال بھر میں ایک بار بھرنے لگا کہ جس میں کل قومیں آ آکر شریک ہوتی تھیں اور انہی مقامات میں شعرائے فصحا اور بلغا جلسہ کر کے شعر و شاعری کے مضامین پر طبع آزمائی اور بحثیں کیا کرتے کے یہ علمی مباحثے زمانہ قدیم کے یونانیوں کے المپک کھیلوں

[1] مسٹر پامر نے عکاذ لکھا ہے مگر صحیح لفظ عکاظ ہے عرب میں زمانہ جاہلیت میں عکاظ میں سالانہ ایک بازار لگا کرتا تھا گو مسٹر پامر نے بازار عکاظ کا حال لکھا ہے لیکن عرب میں اس قسم کے سالانہ چار میلے یا بازار لگا کرتے تھے۔ عکاظ کوئی مقام یا قصبہ نہیں ہے صرف بازار کا نام ہے یہ بازار اس صحرا میں بھرتا تھا جو شہر قتق کی طرف واقع ہے اور طائف سے دس کوس کے فاصلہ پر ہے علاوہ اس کے تین بازار زمانہ جاہلیت میں اور لگا کرتے تھے ذوالمجاز، مجنہ، حباشہ۔ یہ سب بازار ایام مقررہ پر سال بھر میں ایک بار لگا کرتے تھے ان سب میں سے دو کا ذکر بخاری شریف کی اس حدیث میں بھی ہے قال ابن عباس کان ذوالمجاز والعکاظ متجر الناس فی جاہلیۃ فلما جاء الاسلام کانہم کرہوا ذلک حتیٰ نزلت لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم فی مواسم الحج (ترجمہ) فرمایا ابن عباس نے کہ تھے ذوالمجاز (بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۱۲ ملاحظہ ہو)

Marfat.com

واتحاد اور خیال یگانگت کو ہر سال تازہ اور [illegible]

عربوں کی شوشش حالت عکاظ کا اثر

اس قسم کے جلسوں کے انعقاد سے دو نتیجے پیدا ہوئے [illegible] کی وجہ سے اشاعت اسلام اور ترویج مذہب صادقہ میں کامیابی ہوئی اول [illegible] کہ قوم قریش [illegible] قوم بھی قریشی ہی) کعبہ شریف کے ہر چہار جانب آباد تھی اور کعبہ تمام عربوں کی مقدس قومی [illegible] ہمیشہ سے رہا ہے جس کا کچھ تذکرہ اوپر کے فقرے میں کر دیا گیا ہے اس لیے قوم قریش اس عبادت اقدس کی قدرتی طور سے محافظ اور متولی مقرر تھی اور اسی تولیت کی وجہ سے زمانہ قدیم سے قوم قریش کو کل دیگر اقوام عرب پر عظمت اور بزرگی حاصل تھی دوسرے یہ کہ تمام اقوام عرب قوم قریش کے علاقہ میں مجتمع ہو کر فصاحت و بلاغت اور شعر و شاعری میں اپنے اپنے ہنر اور [illegible] کا اظہار کیا کرتی تھیں اس قوم قریش کی زبان اصلی زبان عربی ٹھیری کہ جس کے محاورہ کی شعروں اور [illegible] وغیرہ میں سند دی جانے لگی۔ عرب کی دیگر اقوام کے جو محاورات تھے وہ بھی قوم قریش ہی کے محاورے سمجھے جانے لگے اس سے معلوم ہوا کہ مقامی تعلقات اور قومی حالات اور معاشرتی معاملات ایسے آپڑے تھے کہ قوم قریش سے اگر کسی بڑے کام یا اظہار رائے وغیرہ کی تحریک ہوتی تو یہ سب امور اس کی کامیابی کے مؤید موجود تھے۔

زمانۂ جاہلیت میں عربوں کے اطوار اور وحشیانہ رسمیں

یہانتک تو عربوں کے حالات کی تصویر بڑی خوبصورت اور روشن ہے لیکن اس تصویر میں ایک تاریک پہلو بھی ہے اخلاق کی شائستگی اور تہذیب کی روشنی ان میں ہنوز نہیں پہنچی تھی اور گو اُن کی حالت دیگر غیر مہذب اور وحشی اقوام سے بدرجہا بہتر تھی تاہم ان میں

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۱) اور عکاظ لوگوں کی تجارت گاہ جاہلیت میں پھر جب اسلام آیا صحابہ کرام نے مکروہ جانا اس کو یعنی [illegible] کرنے کو یہاں تک کہ نازل ہوئی یہ آیت شریفہ کہ نہیں تم پر گناہ یہ کہ لو اپنے رب کا فضل ایام حج میں انتہیٰ عکاظ کا بھرنا غرہ ماہ ذیقعدہ سے شروع ہوتا تھا اور بیس روز تک رہتا تھا اس میں قبائل عرب نزدیک اور دور کے مجتمع ہوتے اور خرید و فروخت اور جلسہ کر کے اشعار [illegible] قوم کے فضائل میں پڑھتے اور اپنے باپ دادا کی بڑائیاں بیان کر کے ایک دوسرے پر تفاخر ظاہر کرتے یہاں تک کہ [illegible] کٹ مرتے تھے اور ان لڑائیوں کو فجار کہتے ہیں اور ایسی چار لڑائیاں بہت مشہور ہیں۔ ادیم عکاظی بھی اسی میلہ کی [illegible]
ﷺ یونان میں بزمانہ قدیم کوہ اولمپیا کے دامن میں ایک میلہ ہر پانچویں سال بھرا کرتا تھا تمام شہروں سے [illegible] کرتے تھے آپس میں ہر قسم کے کھیل اور کود مثلاً دوڑنا۔ گاڑیاں دوڑانا بھاری وزن کے لوہے کا [illegible] پھینکنا اور کشتی وغیرہ کھیل ہوا کرتے تھے فصیح اشخاص اپنی تقریریں سنایا کرتے تھے صرف پانچ دن تک یہ میلہ [illegible] سنہ و تاریخ بھی اسی میلے کے شمار پر مقرر کر لیا تھا مثلاً کسی واقعہ کو یوں تحریر کرتے کہ یہ واقعہ فلانے [illegible] یا تیسرے سال میں واقع ہوا یہ میلہ ۷۷۶ برس قبل حضرت عیسٰی علیہ السلام [illegible] قبل مسیح یہ میلہ بھرنا موقوف ہو گیا ۱۲ مصباح اللغات [illegible]

Marfat.com

اصنام پرستی اس قسم کی تھی کہ سینکڑوں بتوں کو اپنا معبود اور خالق بنا رکھا تھا شراب خواری اور قماربازی تیروں کے ذریعے سے فال اور شگون لینا۔ کثرت ازدواج قتل انسان اور دیگر بہت سی خراب عادتیں ان میں بہت مروج تھیں منجملہ عربوں کے وحشیانہ رسم و رواج کے غالباً سب سے بدتر یہ دستور تھا کہ وہ اپنی دختروں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیا کرتے تھے زمانہ حال میں بھی بدوی فرقے کے عرب دختروں کے پیدا ہونے کو بجائے برکت کے اپنے لئے باعث ننگ و عار سمجھتے ہیں اور اپنی اولاد کی شمار میں اپنی دختر کو ہرگز نہیں گنتے حضرت محمد صاحب کے زمانے سے پیشتر دختروں کو زندہ دفن کرنے کی رسم بہت ہی مروج تھی اور اس دستور کو عرب وَأدُالبنات کہا کرتے تھے اب تک بھی بعض قوموں میں دختریں نفرت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں عربوں کی ایک ضرب المثل تھی کہ بہترین داماد قبر ہے اور باپ ہی اپنی دختر کو اپنے ہاتھ سے اکثر قتل کیا کرتا تھا۔

وأدالبنات یعنی دفن دختران زندہ

عثمان ایک عرب سردار کا ذکر ہے کہ سوائے ایک موقع کے اس کی آنکھوں سے کبھی آنسو نہیں نکلے اور وہ موقع یہ تھا کہ ایک دفعہ وہ اپنی چھوٹی سی دختر کو زندہ دفن کر رہا تھا۔ دفن کے وقت کچھ قبر کی مٹی اس کی ڈاڑھی پر لگ گئی صغیر سن دختر نے جوشِ محبت پدری کی وجہ سے اپنے باپ کی ڈاڑھی سے مٹی اپنے ہاتھ سے ہٹا دی۔ اس خردسال بچی کا جوشِ محبت دیکھ کر یہ سنگ دل باپ اُس وقت بہت رویا اور اس کو بڑی رقت ہوئی۔

ایک عرب سردار عثمان کی رقت

محمد صلعم صاحب نے اس وحشیانہ رسم اور مذموم رواج کے ترک کر دینے کے لئے بڑے فصاحت و بلاغت آمیز حکم میں اپنے غصہ کا اظہار فرمایا اور قوم عرب کو وہ تمام عذاب بتلائے جو ان پر نازل ہونگے اور فرمایا کہ اُس دن کیا جواب دو گے جبکہ دختروں کی بابت جن کو زندہ دفن کرتے ہو اللہ تعالیٰ تم سے مواخذہ کریگا اور استفسار ہوگا کہ کس جرم کی سزا میں تم نے ان کو مارا[1] بالآخر حضرت محمد صلعم صاحب کی ہدایت اور نصیحت سے عربوں ...

آنحضرت کا اس رسم کو ترک کرانا

بت پرستی کا یہ حال تھا کہ خاص کعبہ میں جو عربوں کی مقدس ... رکھے ہوئے تھے اور منجملہ اُن کے وہ مشہور پتھر حجر اسود بھی تھا جس کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ جنت کا پتھر ہے۔ حجر اسود اصل میں سفید تھا لیکن مشہور ہے کہ گنہگار زائرین کی بوسہ دہی سے اب حجر اسود سیاہ ہو گیا ہے

حجر اسود اور کعبہ کے ۳۶۰ بتوں کا ذکر

---

[1] وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ۲ مصباح

Marfat.com

کعبہ کی تولیت اور قوم قریش کی سرداری جس [illegible]
متعلق تھی اس زمانہ میں اہل حبش نے ملک عرب پر حملہ کیا۔ عبد مناف کے [illegible]
نام عبد شمس اور چھوٹے کا نام ہاشم تھا۔ قدیم زمانے سے یہی قاعدہ چلا آتا تھا [illegible]
سردار قوم قریش مرجاتا تو اُس کا بڑا بیٹا اُس کا جانشین ہوا کرتا تھا عبد مناف کے [illegible]
قدیمی دستور اور معمولی طور سے تولیت کعبہ اور سرداری قوم قریش اس کے پسر کلاں عبد شمس [illegible]
پہنچی۔ لیکن عبد مناف نے اپنے پسر کلاں کی جگہ اپنے دوسرے بیٹے ہاشم کو اپنا جانشین مقرر کیا
اُس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب فوج حبش نے ملک قریش پر حملہ کیا تو اُن کے دفعیہ کے لئے عبد مناف
اپنے پسر ثانی ہاشم کو ایک لشکر کا افسر مقرر کر کے روانہ کیا۔ ہاشم نے فوج حبش کو شکست دیکر اس کو
پسپا کیا اور مظفر و منصور ہو کے عبد مناف کی خدمت میں حاضر ہوا عبد مناف نے اس بہادری
اور فتح کے صلہ میں ہاشم کو تولیت کعبہ اور سرداری قوم قریش کی عطا کی اور عبد شمس اپنے پسر
کلاں کا حق نظر انداز کر دیا۔ اسی وجہ سے ہاشم اور عبد شمس کے خاندان میں دشمنی پڑ گئی۔
عبد شمس کا بیٹا اُمیہ تھا۔ اس کی اولاد نے دمشق میں حکومت کی اور خلفائے امیہ کے لقب سے
مشہور ہوئے اور ہاشم کے پسر یعنی عبد المطلب کے تین[1] بیٹے ہوئے اول عبد اللہ جو پیغمبر صاحب
کے والد ہیں۔ دوسرے عباسؓ جو خلفائے عباسیہ بغداد کے مورث ہیں تیسرے ابو طالب
پدر علیؓ اور علی کی شادی پیغمبر صاحب کی دختر فاطمہؓ سے ہوئی تھی۔ اُن کی اولاد نے مصر اور افریقہ
میں حکومت کی اور خلفائے علوی اور فاطمی مشہور ہوئے۔

ناظرین کی آگاہی کے لئے خلفائے امیہ اور خلفائے عباسیہ و خلفائے علوی اور فاطمی
کا علیحدہ علیحدہ شجرۂ نسب درج ذیل کیا جاتا ہے۔

[1] کتاب درج الدرر میں مرقوم ہے کہ عبد المطلب کی تین زوجہ تھیں اُن سے بارہ بیٹے اور [illegible] عبد المطلب کے بیٹوں کے نام یہ ہیں۔ عبد اللہ[1] - ابو طالب[2] - زبیر[3] - عبد الکعبہ[4] - حمزہ سید الشہداء[5] - مقوم[6] - حجل [illegible] عباس [illegible] ضرار[10] - قثم[11] - حارث[12] - ابو لہب - اور دختروں کے نام یہ ہیں۔ بیضاء[1] - امیمہ[2] - برہ[3] - عاتکہ[4] - صفیہ[5] - اروی[6] - کذا فی [illegible]
مسٹر ہامر نے بارہ بیٹوں کے بجائے تین ہی لکھے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ ۱۲ مصلح

شجرۂ نسب
خاندان بنی امیہ

Marfat.com

شجرۂ نسب خاندان بنی اُمیہ

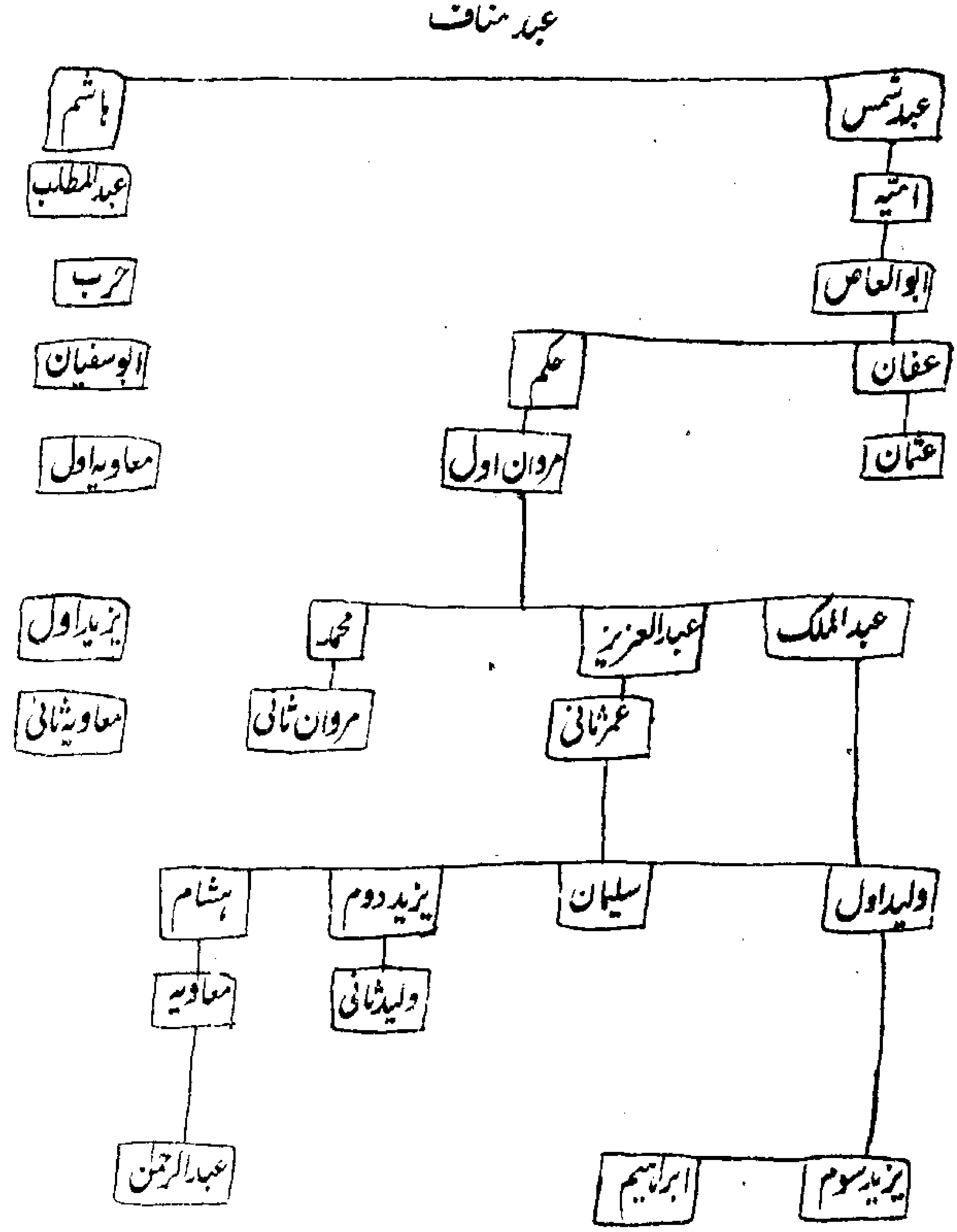

شجرہ خاندان خلفائے بنی عباسیہ حسب ذیل ہے

خاندان عباسیہ

شجرہ نسب خاندان عباسیہ

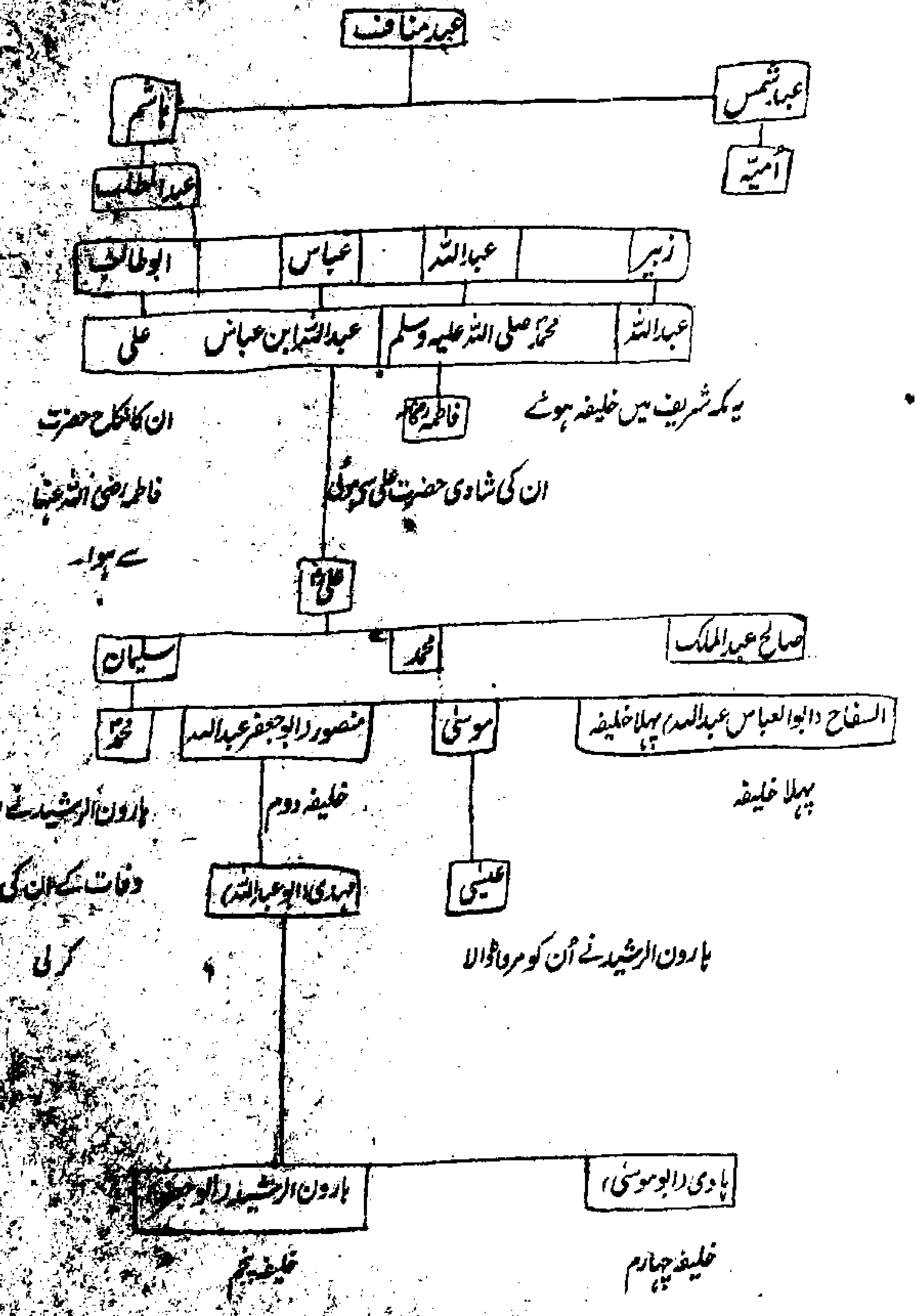

Marfat.com

شجرۂ نسب
خاندان علوی
و فاطمی

شجرۂ نسب خاندان علوی اور فاطمی کا حسب ذیل ہے

(خاندان علوی (فاطمی))

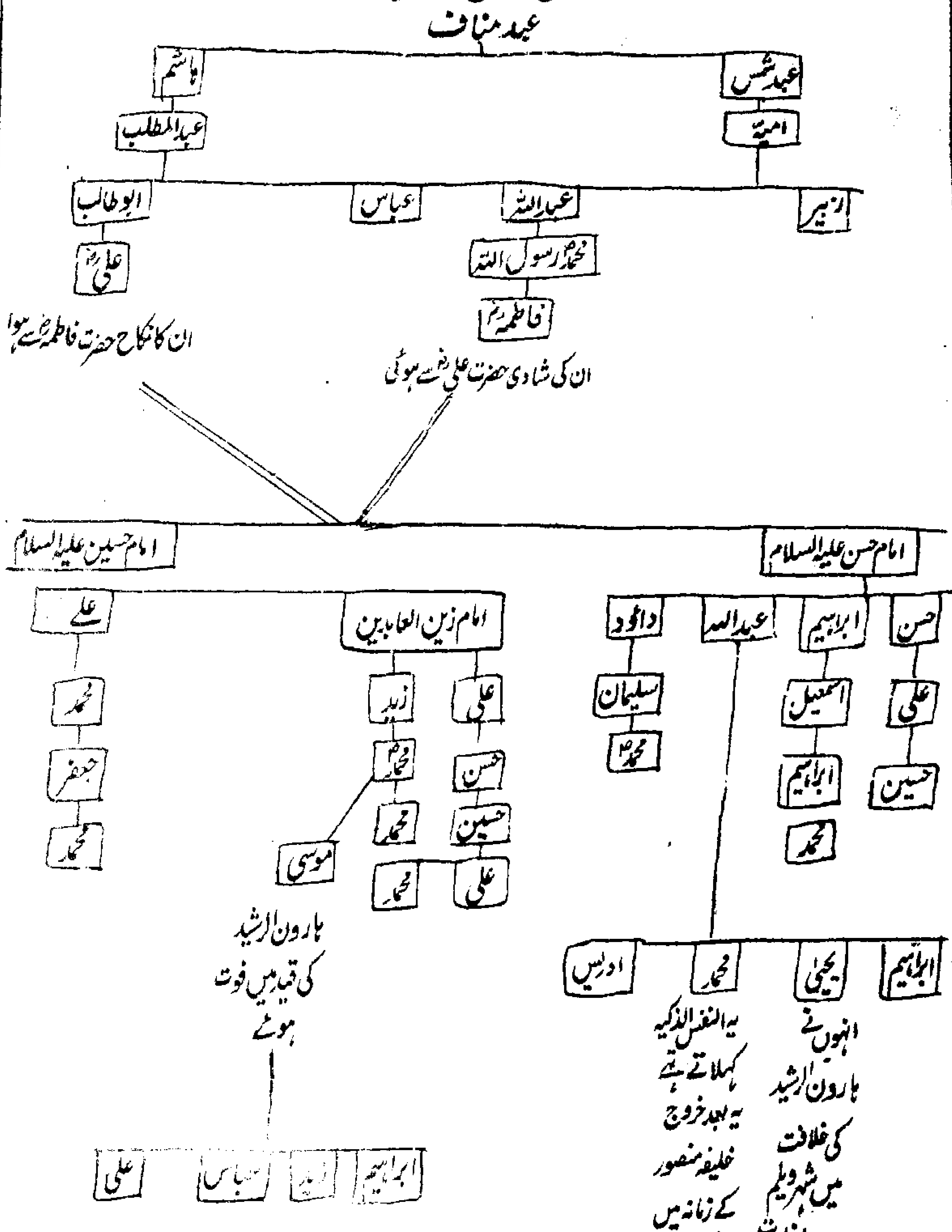

Marfat.com

حضرت محمد صاحب (صلعم) کی وفات پر عرب کی کل قومیں اپنی سابقہ حالت [illegible]
طوائف الملوکی ہو جاتی۔ اگر وہاں عمرؓ جیسے ایک بہادر شجاع جری مضبوط اور مستقل [illegible]
موجود نہ ہوتے۔ عمرؓ پیغمبر صاحب کے خسر بھی تھے اُن کی بہادری او رصولت اور دبدبہ سے [illegible]
متفق ومتحد رہیں اور مذہب اسلام میں کسی قسم کا فتور نہیں آنے پایا۔

خلفائے راشدین

حضرت محمد صاحب (صلعم) کی وفات پر چار شخص خلافت کے دعویدار[1] تھے اول تو علیؓ جو پیغمبر صاحب کے چچا زاد بھائی اور داماد بھی تھے پیغمبر صاحب کی چھوٹی دختر فاطمہؓ سے اُن کا نکاح ہوا تھا دوسرے ابوبکرؓ جو حضرت محمد صاحب (صلعم) کے خسر تھے اور ام المومنین عائشہؓ کے باپ تھے تیسرے حضرت عمر جن کا ابھی تذکرہ ہوا ہے یہ بھی پیغمبر صاحب کے خسر تھے اور ام المومنین حفصہؓ کے باپ تھے چوتھے عثمانؓ جو بنی امیہ میں سے تھے یہ بھی محمد صاحب (صلعم) کے داماد تھے بعد اسلام لانے کے حضرت محمد صاحب کی دو دختروں سے یکے بعد دیگرے اُن کا نکاح ہوا تھا حضرت محمد صاحب کی جانشینی کے جائز وارث[2] اور مستحق درحقیقت حضرت علیؓ تھے لیکن حضرت عائشہؓ کی نسبت جو

حدیث افک

بہتان[3] اور تہمت لوگوں نے لگائی تھی اُس میں حضرت علیؓ نے بھی محمد صاحب کو صلاح دی تھی۔

[1] مسٹر پامر کا بیان غلط ہے کہ چار شخص دعویدار خلافت تھے مگر واقعہ یہ ہے کہ ان میں سے ایک نے بھی خلافت کا دعوے نہیں کیا آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد جمہور مسلمانوں کی رائے سے خلیفہ اول جس طرح منتخب ہوئے وہ خلیفہ اوّل کے حال کے نوٹ میں مفصل مذکور ہے ۱۲ مصباح۔

[2] مسٹر پامر کی یہ رائے ٹھیک نہیں ہے کہ رسول مقبول احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جائز وارث حضرت علیؓ تھے چونکہ یہ بات مسلمہ ہے کہ پیغمبر صاحب کے نہ کوئی ارث ہے نہ وارث۔ اور منشا اس حدیث کا نحن معاشر الانبیاء لا نورث و لا نورث ما ترکناہ صدقۃ یہی ہدایت کرتا ہے چنانچہ اسی حدیث پر عمل فرما کر حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو باغ فدک نہیں دلایا۔ حالانکہ آپ نے حضرت صدیق اکبرؓ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وارث ہو کر اس باغ کا دعویٰ کیا تھا اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت حقیقی تھی اور شائبہ دنیاوی ورثہ ترکہ کی لاگ لپیٹ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بالکل پاک اور صاف تھے ۱۲ مصباح

[3] عرب میں یہ بہتان بنام حدیث افک مشہور ہے یہ واقعہ افک سال پنجم ہجری میں غزوہ بنی مصطلق سے واپسی کے وقت ہوا تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف تھی کہ جب ارادہ سفر کرتے اپنی ازواج مطہرات کے نام کا قرعہ ڈال لیا کرتے جس کا نام نکلتا اُس کو سفر میں ساتھ لیجاتے پس آنحضرت اس سفر میں حضرت عائشہؓ صدیقہ کو اپنے ساتھ لے گئے اور چونکہ یہ سفر بعد نزول آیت حجاب کے تھا اس لئے حضرت عائشہؓ کے لئے ایک پردہ دار ہودہ بنایا گیا۔ عائشہؓ اس میں سوار ہوا کرتی تھیں جب آنحضرت صلعم بعد فتح اس غزوہ سے واپس لوٹے اور قریب مدینہ کے پہنچے ایک رات حسب معمول کوچ کے لئے آواز دی گئی سب اٹھے اور روانگی کیلئے تیاری کرنے لگے حضرت عائشہؓ اُٹھکر استنجے کو تنہا گئیں جب وہاں سے فارغ ہو کر آئیں تو اپنے گلے میں اپنا ہار نہ پایا اور وہ ہار اظفار کے دانوں کا تھا اظفار ایک قسم کا سیاہ اور سپید عقیق کا پتھر مثل سنگ سلیمانی کے ہوتا ہے فارسی میں اس کو [illegible] کہتے ہیں عائشہؓ لوٹ کر اُسکو ڈھونڈنے جہاں استنجے کو گئی تھیں وہیں گئیں اس سے ان کو کچھ دیر لگی جب ہار مل گیا تو واپس آئیں۔ لشکر کوچ کر گیا تھا اور جو لوگ ہودج کو اُٹھایا کرتے تھے انہوں نے ہودج کو اٹھا کر اونٹ پر لاد دیا اس گمان سے کہ عائشہ اس میں ہونگی حضرت عائشہ نہایت کم عمر اور دبلی تھیں اس سبب سے کجاوہ رکھنے والوں کو اُن کے ہونے یا نہ ہونے کی کچھ خبر نہیں ہوئی حضرت [illegible]

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ منتخب ہونا

وہ صلاح ام المومنین عائشہؓ کے موافق نہ تھی۔ بدیں وجہ عائشہؓ اُن سے سخت ناراض تھیں اس لئے علی (رضی اللہ عنہ) کی جانشینی روکنے کے لئے (حضرت) عائشہ نے اپنے تمام اقتدارات اور زور استعمال کئے اور بنی امیہ نے بھی عائشہ کی حمایت کر کے علیؓ کے انتخاب خلافت سے سخت مخالفت کی لیکن ابوبکرؓ کے فوراً خلیفہ مقرر ہو جانے سے یہ سب فساد اور تنازعہ جو دربارہ خلافت محمد صاحب صلعم کے تھا رفع دفع ہو گیا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۸) عائشہؓ نے جب لشکر میں کسی کو نہ پایا خیال کیا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو نہ پاوینگے تو تلاش کیلئے آدمیوں کو ضرور بھیجیں گے اس لئے یہ اپنے مقام پر جا کر سو رہیں۔ ایک صحابی صفوان بن معطل سلمی ذکوانی تھے وہ لشکر کے پیچھے رہا کرتے تھے آنحضرت صلعم نے ان کے ذمہ یہ خدمت سپرد کر رکھی تھی کہ اگر کسی کا کچھ اسباب رہ جایا کرے یا گر پڑا کرے تو وہ اُس کو اُٹھا کر اُس کے مالک کو پہنچا دیا کرتے تھے جس جگہ حضرت عائشہؓ تھیں اُس جگہ صبح ہوتے پہنچے اور اُن کو دیکھ کر پہچان لیا کیونکہ آیت حجاب کے نزول سے پہلے اُنہوں نے حضرت عائشہ کو دیکھا تھا صفوانؓ نے اُن کو مردہ جان کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ عائشہؓ اس آیت استرجاع کے پڑھنے سے جاگ گئیں اور اپنا منہ چھپا لیا اور اُن سے کچھ کلام نہیں کیا۔ انہوں نے اونٹ سے اُتر کر اونٹ کو بٹھایا اور حضرت عائشہ اُس پر سوار ہو گئیں اور صفوان پیدل مہار پکڑ کر چلے اور قریب دوپہر کے آنحضرت صلعم کے لشکر میں پہنچ گئے۔ مروی ہے کہ جب گذر اُن کا منافقین کی فرودگاہ پر ہوا کہ عبد اللہ بن ابی منافق اور اُس کے تابعین اُترے ہوئے تھے اُنہوں نے اپنی زبان افک میں حضرت عائشہؓ پر دراز کی اور عجب یہ ہے کہ چند مومن بھی اس میں شریک ہو گئے تھے از انجملہ حسان بن ثابت شاعر اور مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش ام المومنین زینبؓ کی بہن وغیرہ تھیں چنانچہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے ان الذین جاؤا بالافک عصبۃ منکم یعنی کیا بہتان ایک جماعت نے تم میں سے۔ عائشہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت مدینہ میں پہنچے لوگوں میں اس بات کا چرچا تھا اور میں بیمار تھی مجھکو خبر نہ تھی کہ مجھ پر طوفان بندھا ہے مگر مزاج مبارک حضرت صلعم کو اس بیماری میں اپنے سے متغیر پاتی تھی اور حیران تھی کہ کیا سبب ہے جو لطف و عنایات آنحضرتؐ مجھ پر اور بیماریوں میں کرتے تھے وہ اب کچھ بھی نہیں فرماتے مگر جب گھر میں تشریف لاتے گھر والوں پر سلام کرتے اور فرماتے کیسی ہے وہ بیمار تمہاری؟ صرف یہی پوچھکر تشریف لیجاتے اور میرے پاس نہ آتے نہ آکر بیٹھتے میں بہت حیران تھی اور مجھکو کچھ خبر نہ تھی کہ اس قدر کیوں بے التفاتی فرماتے ہیں جب مجھکو بیماری سے ذرا افاقہ ہوا تو میں ایک رات قضائے حاجت کے لئے ام مسطح کے ساتھ ایک میدان میں گئی اس لئے کہ اسوقت تک بیتالخلائے گھروں میں نہ بنے تھے اور قضائے حاجت کیلئے ہم رات کو جنگل میں جایا کرتے تھے پھر وہاں سے پلٹتے وقت ام مسطح کا پاؤں چادر میں الجھ کر وہ گر پڑی اور کہا تعس مسطح یعنی ہلاک ہو مسطح میں نے کہا بری بات ہے تو گالی دیتی ہے اس کو جو شریک ہوا تھا جنگ بدر میں تب اُس نے کہا کہ اے عائشہ نادان نہیں سنا تو نے کہ مسطح نے کیا کہا ہے؟ میں نے پوچھا اُس نے کیا کہا ہے؟ تب اُس نے خبر دی مجھے قول اہل افک سے یہ بات سُن کر میری بیماری اور زیادہ ہو گئی اور حمیت اور غیرت کی وجہ سے چکر آیا اور میں بیہوش ہو گئی جب ہوش آیا ... آنحضرت صلعم کی خاطر مبارک میں اس بات سے بہت ہی خلجان تھا اکثر اوقات ملول خاطر گھر میں بیٹھے رہا کرتے تھے ... میں نازل نہیں ہوئی تھی تب آپ نے مشورہ کے لئے علیؓ ابن ابی طالب اور اسامہ بن زید کو بلایا اُسامہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپکے اہل سے سوائے خیر و خوبی کے میں کچھ نہیں جانتا اور حضرت علیؓ نے عرض کیا ... نے عورتوں کو سوائے عائشہ کے اور بہت عورتیں ہیں اور دریافت کیجئے حال اُن کا بریرہ سے کہ ... وہ آپ کی خدمت میں رہتی ہے وہ آپ سے جو کچھ بات ہوگی سچ سچ عرض کر دے گی۔ بریرہ نے میری عصمت اور پاکدامنی کی شہادت دی اور اکثر یہ ہوتا تھا کہ جب آنحضرت صلعم امورات خانگی میں کچھ مشورہ کرتے تو حضرت علیؓ اور اسامہ بن زید سے ضرور مشورہ کرتے اور بعد ازاں ایکدن آنحضرت صلعم نے عمرؓ اور عثمان اور علیؓ تینوں سے پوچھا کہ تمہاری اس بات میں کیا رائے ہے سب نے باتفاق یہی کہا کہ یہ بالکل بہتان اور طوفان ہے اور بالیقین یہ افترا منافقوں اور بیدینوں کا ہے جبکہ خداوند تعالیٰ آپکے ہر حال کا نگہبان اور محافظ ہے تو ایسے فعل ناشائستہ سے آپکی زوجہ محترمہ کی کیونکر محافظت نہ کریگا جب آپنے یہ باتیں سنیں مسجد میں تشریف لیگئے اور خطبہ پڑھا اور فرمایا کون ہے جو میری مدد کرے اور انتقام لے اُس شخص سے کہ اس سے مجھکو میرے اہل کے حق میں ایذا پہنچی مراد اس سے (بقیہ بصفحہ آئندہ)

حضرت عمر کا خلیفہ مقرر ہونا

جب ابوبکر کئی سال تک خلافت کرنے کے بعد انتقال کر گئے تو ان [illegible] سے عمر خلیفہ مقرر کئے گئے اور مسند خلافت پر متمکن ہوئے اور عمر رضہ کی وفات [illegible]

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۸) عبداللہ بن ابی منافق سے تھی اور فرمایا کہ قسم اللہ کی میں نے اپنی اہل سے سوائے نیکی کے اور کچھ نہیں [illegible] قبیلوں کے اُٹھے اور اقرار کیا کہ ہم اس شخص کی گردن ماریں گے مگر آپ نے اُس سے درگذر فرمایا اور حجرہ سے [illegible] حضرت عائشہ کے پاس تشریف لے گئے ابھی آنحضرت اس مجلس سے نہ اُٹھے تھے اور سب اہل مجلس اسی طرح حاضر تھے حضرت جبرئیل نازل ہوئے باوجودیکہ سردی کے دن تھے چہرہ مبارک سے بسبب وحی کے پسینہ ٹپکتا تھا جب فراغت پائی نزول وحی سے آنحضرت نے تبسم کیا اول کلمہ کہ آپ نے فرمایا یہ تھا کہ اے عائشہ بشارت ہو تجھکو کہ اللہ تعالے نے تیرا بری کیا اور تیری شان میں قرآن بھیجا اور تہمت سے پاک کیا۔ جو آیتیں حضرت عائشہ رضہ کے حق میں اُتریں وہ دس آیتیں سورۂ نور کی ہیں اور وہ آیتیں یہ ہیں ان الذین جاؤ بالافک عصبۃ منکم الخ جب پاکدامنی حضرت عائشہ صدیقہ کی نازل ہوئی آپ نے تہمت لگانیوالوں کو بلا کر حد قذف جاری کی یعنی ہر ایک کو اسّی اسّی درے مارے وہ چار آدمی تھے جن کے نام اوپر آچکے واضح ہو کہ حضرت علی کا اول بار عائشہ کے مقدمہ میں مشورہ کرنا اور کہنا کہ تنگ نہیں کیا ہے اللہ تعالی نے کام کو تم پر عورتیں سوا ان کے بہت ہیں اس لئے تھا کہ جب دیکھا انہوں نے کہ آنحضرت صلعم رنج اور حیرت اور تنگدلی میں ہیں تو واسطے دفع کرنے غم واندوہ کے یہ بات کہی اور ایسی باتیں محبوں اور خیر خواہوں اور برادروں میں بہت ہوا کرتی ہیں اور ظاہر ہے کہ جو پاس خاطر علی کو ساتھ حضرت صلعم کے تھی وہ عائشہ کے ساتھ نہ تھی مسٹر پامر کی یہ رائے بالکل درست نہیں ہے کہ عائشہ رضہ کو علی رضہ سے سخت ناراضگی تھی اسی وجہ سے علی کو بعد آنحضرت کے خلافت نہیں ہوئی واضح ہو کہ صرف یہ معاملہ تھا جو کہ بیان کیا گیا اور عائشہ رضہ حضرت علی رضہ سے بالکل رنجیدہ نہ تھیں اور خلافت کے معاملہ میں تو اُن کا بالکل ہی تعلق نہیں یہ مسٹر پامر کی خودرائی ہے خلافت جس طرح سے خلفائے راشدین کو پہنچی وہ آئندہ نوٹوں سے ناظرین کو معلوم ہوگی ۱۲ مصحح

متعلقہ صفحہ ۱۹ سطر ۱ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو اہل بیت واصحاب پر قیامت کا رنج وملال ہوا۔ ہنوز تدفین کی نوبت نہ پہنچی تھی کہ انصار نے سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو کر یہ تجویز کی یہ کہ سعد بن عبادہ کو امیر کرلیں۔ یہ خبر سنکر حضرت ابوبکر حضرت عمر رضہ وحضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضہ سقیفہ بنی ساعدہ کو حضرت عباس رضہ سے اجازت لیکر گئے بنی ساعدہ انصار میں ایک قبیلہ ہے اس قبیلہ میں ایک مکان بطور چوپال کے تھا وہی سقیفہ بنی ساعدہ کہلاتا تھا سو وہاں ہنگامہ برپا تھا سعد بن عبادہ نام ایک انصار ایک اونچے تخت پر بیٹھے ہوئے اپنی خلافت کے جمانے کا خطبہ پڑھ رہے تھے انصار نے ابھی اُن پر اتفاق نہیں کیا تھا کہ یہ تینوں صاحب وہاں جا پہنچے اور تقریر سعد کی قطع ہوگئی۔ حضرت عمر رضہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس وقت ایک تقریر اپنے دل میں بنا رکھی تھی میں نے چاہا کہ میں تقریر کروں حضرت صدیق رضہ نے روکا اور خود تقریر کی جو باتیں میں نے سوچی تھیں وہ سب بہت خوبی سے ادا کیں انصار کے فضائل اور مناقب بیان کئے اور اُن کے حقوق کو بھی تسلیم کیا۔ انہوں نے امارت کے بارے میں دعوی کیا وہ کل امارت چاہتے تھے پھر انہوں نے کہا کہ ایک امیر ہم میں رہے اور ایک تم میں یعنی مہاجرین میں پھر ابوبکر صدیق نے کہا کہ اے گروہ انصار کیا تم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث یاد نہیں رہی کہ الائمۃ من قریش یعنی بادشاہ قریش ہی میں سے ہوں گے۔ [illegible] بہت ہوئی آخر اسی پر فیصلہ ہوا کہ قریش ہی میں سے خلیفہ ہو سو انصار خاموش ہو رہے تب ابوبکر صدیق رضہ نے کہا عمر بن خطاب رضہ خواہ ابوعبیدہ سے بیعت کرو۔ عمر رضی اللہ فرماتے ہیں کہ کل تقریر میں یہی ایک بات مجھے ناپسند ہوئی کہ بنسبت اس کہ [illegible] گردن کٹ جاتی تو قبول تھا اس سے لئے کہ میں ابوبکر کے ہوتے ہوئے خلیفہ بنوں میں نے ابوبکر رضہ سے کہا کہ تمہارے [illegible] ہاتھ دراز کرو۔ انہوں نے ہاتھ بڑھایا میں نے بیعت کی اور حضرت ابوعبیدہ رضہ اور سب حاضرین نے بیعت کی [illegible] میں ہے کہ بعد وفات ابوبکر رضہ کے سعد بن عبادہ نے حضرت ابوبکر سے بیعت اُسی وقت کی اور یہ غلط ہے کہ سعد [illegible] چلے گئے اور انہوں نے تمام عمر بیعت نہیں کی حضرت صدیق اکبر رضہ سے مسلمانوں نے جو بیعت خلافت کی وہ اُس کے مستحق تھے بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرض موت میں فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز جماعت پڑھا دے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ابوبکر رضہ نرم دل ہیں آپ کے مقام پر نماز پڑھانے کھڑے ہوں گے تو روئے لگیں گے قرآن کی آواز لوگ نہ سنیں گے عمر رضہ کو حکم دیجئے کہ وہ نماز پڑھا دیں حضرت نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ نماز پڑھا دے اور پھر دوبارہ حضرت حفصہ [illegible] (بقیہ [illegible])

Marfat.com

حضرت عثمانؓ کا خلیفہ مقرر ہونا

کو منتخب کر کے خلیفہ مقرر کیا چونکہ علیؓ نے خلیفہ مقرر کئے جانے کے وقت ان شرطوں کی پابندی سے انکار کر دیا کہ وہ قرآن شریف اور سنت اور سیرت شیخین کے موافق عمل کریں گے علیؓ کا جواب[1] مشہور ہی ہے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۰) اور حضرت عائشہ سے یہی فرمایا کہ ابوبکرؓ ہی امام ہو کر نماز پڑھاوے۔ بالجملہ حضرت صدیق اکبرؓ نے پانچ دن تک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں نماز پڑھائی۔ یہ اشارہ ہے حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت کا کہ یہ عہدہ خاص آنحضرت صلعم کا تھا یعنی امامت نماز سوا اپنی حیات میں اُن کو عنایت کیا جس طرح کوئی بادشاہ اپنی زندگی میں کسی کو تخت اور چتر شاہی دلوائے تو یہ علامت ہے کہ بادشاہ نے اُس کو اپنا ولیعہد مقرر کیا جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن در دولت رسول مقبول پر مہاجرین اور انصار کی جماعت کے ساتھ حاضر تھا اور باہم تذکرہ بزرگی و فضیلت کر رہے تھے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کس شغل میں ہو ہم نے عرض کیا کہ فضائل لوگوں کے بیان کرتے ہیں فرمایا کہ اگر یہ مذکور ہے تو خبردار ابوبکر پر کسی کو تفضیل نہ دیجیو اس لئے کہ وہ تم سے افضل ہے دنیا و آخرت میں حضرت علی مرتضویؓ سے روایت ہے کہ ہم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ آفتاب نے طلوع اور غروب نہیں کیا بعد پیغمبروں کے کسی پر جو بہتر ہو ابوبکر صدیقؓ سے ازانجملہ ترقی فضیلت حضرت ابوبکرؓ کی ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح مقام دلجوئی پیغمبر خدا میں فرمایا ہے ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ،، اسی طرح صدیق اکبرؓ کے حق میں وعدہ کیا ہے ولسوف یرضیٰ،، یعنی یقین ہے کہ راضی ہو گا صدیق اکبرؓ خدا سے اور نیز اللہ جل ذکرہٗ نے حضرت صدیق اکبرؓ کو اتقیٰ فرمایا ہے وسیجنبہا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکیٰ اور دوسری جگہ فرمایا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم پس مقتضائے مجموع آیتوں سے ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اکرم الناس ہیں بعد سب پیغمبروں کے اور یہی معنی افضلیت کے ہیں ان تمام آیتوں اور روایتوں اور حدیثوں سے بہر طور سے افضلیت حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ثابت ہے مسٹر پامر کی یہ رائے بالکل غلط ہے کہ حضرت عائشہؓ کی حضرت علیؓ سے سخت ناراضگی تھی اسی وجہ سے حضرت علیؓ کو بعد آنحضرت صلعم کے خلافت نہیں ہوئی۔ حضرت عائشہ کو انتخاب خلافت میں کسی قسم کا تعلق نہیں تھا یہ انتخاب خلافت مسلمانوں کے اجماع سے ہوا ہے نہ کہ حضرت عائشہ کی رائے سے بلکہ حضرت علی نے مجمع عام میں حضرت ابوبکر سے بیعت کی جیسا ملا علی قاری نے اپنی شرح فقہ اکبر میں تحریر کیا ہے ۱۲ مصباح۔

(نوٹ متعلق صفحہ ہذا) [1] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ اول اپنے جیتے جی مقرر کر گئے تھے۔ اس کا مفصل حال شیخ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب تاریخ الخلفا میں اچھی طرح سے تحریر کیا ہے مسٹر پامر کا بیان درست نہیں کہ یہ خلیفہ بھی حضرت عائشہؓ کی سازش سے خلیفہ مقرر ہوئے حضرت عمر نے اپنے انتقال کے قریب خلافت کے بارے میں مسلمانوں سے فرمایا کہ میرے مرنے کے بعد عثمانؓ اور علی اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور سعد ابن ابی وقاص اور عبدالرحمن بن عوف رضوان اللہ علیہم اجمعین ان چھ آدمیوں میں سے جمہور مسلمان جس کو چاہیں خلیفہ منتخب کریں۔ بالآخر حضرت عثمانؓ بعد شہادت حضرت عمر رضی اللہ عنہ توقف سہ شبانہ روز موافق رائے جمہور مسلمانان خلیفہ منتخب ہوئے اور وجہ توقف یہ ہوئی کہ لوگوں نے عبدالرحمن بن عوف سے دربارہ خلافت مشورہ کیا تو انہوں نے فرمایا بہتر یہ ہے کہ اس امر کو تین شخصوں پر منجملہ چھ کے تجویز کرو سو علی مرتضیٰ شیر خدا کو زبیر ابن عوام اور طلحہ نے قبول کیا اور سعد بن ابی وقاص اور عبدالرحمنؓ نے انکار فرمایا اور علی مرتضیٰ نے بھی خواہش نہ کی۔ آخر عبدالرحمنؓ نے بلا درخواست حضرت عثمان کے ان سے بیعت کی بعد ازاں علی مرتضیٰ اور بقیہ مہاجرین اور انصار نے بیعت کی مسند امام احمد میں ابووائل سے روایت ہے کہ [illegible] بن عوف سے کہا کہ تم نے کس طرح عثمانؓ سے باوجود علی مرتضیٰ کی موجودگی کے بیعت کر لی عبدالرحمن نے [illegible] میں نے حضرت علی سے کہا تھا کہ میں بیعت کرتا ہوں تم سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور [illegible] اس کی استطاعت نہیں رکھتا ہوں تب میں نے اسی طرح عثمان سے کہا اُس نے قبول [illegible] میں ملا علی قاری نے تحریر کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت [illegible] موجود تھیں اجماع ہو گیا اور مروی ہے کہ حضرت عبدالرحمنؓ قبول خلافت [illegible] آپ کو اختیار دیا اتھا اور کہا تھا کہ جس کو آپ خلیفہ بنا دیں گے اُس پر ہم سب راضی ہو جاویں گے انہوں نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ کتاب اللہ اور سنت اور سیرت شیخین پر حکم کرو تو آپ کو امام بنایا جاوے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ قرآن اور حدیث پر عمل کروں گا اور باقی اجتہاد کرونگا پھر حضرت عبدالرحمن نے اسی طرح حضرت عثمانؓ سے کہا انہوں نے قبول کیا اور یہ بات انہوں نے دونوں صاحبوں سے تین تین

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

علیؓ نے قرآن کے مطابق حکومت کرنے سے تو رضامندی ظاہر کی لیکن یہ کہا [illegible]
عمل کرنے کا پابند نہیں ہوتا گویا علی (رضی اللہ عنہ) نے اُس وقت اس بات کی شہادت دی [illegible]
(حدیث) حضرت محمد صاحب کے ذاتی مقولے نہیں ہیں جیسا کہ سنی فرقے والے بیان کرتے ہیں
یہ عقلاء و فضلاء عرب کے مقولے ہیں جو کہ محمد صاحب صلعم کے نام سے بسبب اسکے کہ آپ نے اُن کو
پسند فرمایا مشہور ہوگئے ہیں۔ یہ بات قابل یاد رکھنے کے ہے اس سے یہ پتہ لگتا ہے کہ ایرانیوں کو
فرقہ سُنی سے جو نفرت یا مخالفت ہے اُس کا بڑا باعث یہ انکار ہے۔

قرآن شریف کا منزل من اللہ ہونا

قرآن میں محمد صاحب صلعم کے خیالات یا مقولے بہت ہی کم ہیں۔ عرب میں زمانہ قدیم سے
بزرگوں کی کرامتوں وغیرہ کی جو باتیں مشہور ہوگئی تھیں کچھ تو وہ کچھ عربوں کے فصیحانہ اور اخلاقانہ
اقوال قرآن شریف میں لکھے ہوئے ہیں اور چونکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے القا ہو کر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۱) مرتبہ کہی اور حضرت علیؓ نے ہر بار وہی جواب اول دیا اور حضرت عثمانؓ کو جس طرح حضرت عبدالرحمٰن نے کہا انہوں نے اسکو قبول کیا پس حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت عثمان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر اُن سے تمام مسلمانوں نے بیعت کی اور حضرت علی کا یہ کہنا کہ بعد قرآن و حدیث کے جو میری رائے میں آئے گا وہ کروں گا۔ سیرتین کے خلاف پر یعنی اُن سے خلاف ہونے پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ مذہب اُن کا یہ تھا کہ مجتہد کو اپنے اجتہاد کی اتباع چاہیئے دوسرے کی تقلید نہیں چاہیئے۔ جیسے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تقلید امام اعظم رحمۃ اللہ کی نہیں کی اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور حضرت عثمان کا یہ مذہب تھا کہ مجتہد کو دوسرے کی تقلید جائز ہے جبکہ اسکو اپنے سے بڑھکر علم و فقہ میں جانے اور یہ قول امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے مروی ہے جیسے کہ امام ابو یوسف اور امام محمد وغیرہ نے باوجود مرتبہ اجتہاد کے تقلید امام اعظم صاحب کی کی۔

یامر صاحب کا یہ بیان یا یہ خیال کہ حضرت علیؓ نے اقوال سنت پر عمل کرنے سے انکار کیا محض غلط ہے متذکرہ صدر اصلی اور واقعی حال معتبر اور مستند کتب سیر سے بالتفصیل لکھا گیا ہے یامر صاحب کا بے بنیاد بات کو علیؓ کی شہادت (گواہی) اور اس وجہ کو سنی اور ایرانیوں میں یعنی اہل شیعہ اور سنیوں میں مخالفت قرار دے لینا محض بے دلیل ہے اور نہ اقوال سنت و حدیث، فضلائے عرب کے مقرر کئے ہوئے ہو سکتے ہیں۔ اقوال سنت (حدیث) خاص ذات مقدس بانی اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ فضلاء و عقلاء عرب شیوع اسلام کے وقت بانی اسلام (آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بہت مقابلہ اور معارضہ رکھتے پھر مخالفان اسلام کے مقولے سنت اسلام میں کیونکر داخل ہو سکتے ہیں؟ چھوٹی سے چھوٹی عقل کا آدمی بھی اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتا ۱۲ مصباح۔

[1] یہ رائے نادرست ہے کہ معاذ اللہ قرآن شریف میں عربوں کے نصیحانہ و اخلاقانہ اقوال درج ہیں یا رسول علیہ السلام کے کچھ خیالات ہیں (کلام مجید از اول تا آخر بالکل اللہ تعالیٰ کا کلام پاک ہے یہ قدرتی اعجاز اس کے کلام اللہ ہونے پر شاہد ہے کہ رسول صلعم (امی اَن پڑھ) تھے اور امی کا کلام جامع علوم گذشتہ اور آئندہ نہیں ہو سکتا۔ قرآن کے احکام اور اصول کا جامع علوم ہونا زمانے کے انقلاب سے ثابت ہوتا چلا آیا ہے یعنی جب زمانہ بدلتا ہے اور کوئی نیا علم پیدا ہوتا ہے تو اصول اس علم جدید کا کلام اللہ ہی سے نکل آتا ہے اور کلام اللہ کے نادر اور بے مثل مضمون ہدایت میں ہرگز کوئی نقص عائد نہیں ہوتا اگر قرآن بشری کلام ہوتا تو جیسا کہ انقلاب زمانہ کے وقت زمانہ جدید کے آدمیوں کی طبائع بدل جاتی ہیں اور قوانین بشری کے مضامین نئے زمانے کی ضرورت لاحقہ کے سبب سے منسوخ ہو جاتی ہیں تو قرآن بے مثل ہدایت کے مضامین میں بھی صورت انقلاب پیدا ہوئے بغیر نہیں رہتی لیکن قرآن وہ اعجاز قدرتی دکھا رہا ہے کہ ہر زمانے کے علوم و طبائع مختلفہ قرآنی بے نظیر ہدایت سے مختلف نہیں ہوئے اور زمانے کے بدلنے سے اصول اسلام میں کوئی شکل تغیر پیدا نہیں ہوئی (بقیہ حاشیہ آئندہ)

135128

Marfat.com

جذبۂ پیغمبری سے قرآن لکھا گیا ہے اس لئے نہایت عمدہ اور فصیح و بلیغ ہے اگر خدا کی جانب سے
یہ القا نہ ہوتا صرف محمدؐ صاحب صلعم کی ایجاد کردہ گفتگو ہوتی جس میں اُن کے خیالات کا اظہار ہوتا تو اسکو

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۲) علاوہ ازیں قرآن کے منزل من اللہ ہونیکی یہ دلیل بھی ہے کہ تمام جزیرہ نمائے عرب بے دینی اور نہایت ناشائستہ اور ذلیل فسق و فجور اور اخلاقی اور تمدنی خرابی کا مرکز ہو رہا تھا مگر باایں ہمہ عرب نے اپنی زبان کو ایسی ترقی دی تھی کہ ایک ایک فصیح صاحب تقریر جو خطیب کہلاتا تھا قبیلوں کے قبیلوں کو محض اپنے کلام کے اثر سے جس اراد سے سے چاہتا روک لیتا اور جدہر چاہتا تھا جھونک دیتا تھا الغرض ان کا سرمایۂ ناز بھی ایک زبان تھی جس پر وہ نہایت فخر کرتے تھے اور اپنے مقابلہ میں تمام دنیا کے لوگوں کو گونگا اور بے زبان یعنی عجم بتلاتے تھے جب خداوند تعالٰی نے قرآن شریف نازل فرمایا وہ قرآن جو نہ صرف قوم عرب بلکہ تمام اقوام کی ہدایت کیلئے نازل ہوا اور اپنی روحانی اور معنوی خوبیوں کے علاوہ لفظی لطافتوں اور ظاہری کمالوں سے ایسا معمور ہوا کہ اس کی مثل کو لینا ناممکن تھا بلکہ وہ قوم جاہل جو نکات معنوی سے بیخبر تھی اور صرف کلام کی ظاہری خوبی اور فصاحت اور بلاغت کو بڑی چیز سمجھے ہوئے تھی اُس کے معارضہ سے عاجز ہو کر اُس کو کلام الٰہی جان کر ایمان لے آئی یہی سبب تھا کہ جب مخالفوں نے اس کلام پاک کے منزل من اللہ ہونے پر شبہ کیا اور کسی نے جادو اور کسی نے کچھ بتایا تو خداوند تعالٰے نے بطور حجت اور دلیل صداقت اپنے رسول کے ایسی چیز میں اُن سے معارضہ چاہا کہ جس کا ان کو بڑا گھمنڈ تھا۔ کئی موقع پر فرمایا ہے کہ اگر قرآن شریف کے من اللہ ہونے پر شک ہے اور تم اپنی بات میں سچے ہو تو اس کے ایک ٹکڑے کے برابر ہی بنا لاؤ۔ اور اپنے حمایتیوں کو بھی بلا لو باوجود اس غایت درجہ کی عداوت اور مخالفت کے جو وہ لوگ بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رکھتے تھے اور باوجود اس اعلٰی واکمل درجہ کی دستگاہ کے جو فصاحت اور بلاغت میں اُن کو حاصل تھی اور اس بے انتہا جدّ و کد اور اصرار کے جو آنحضرت صلعم کے دعوی رسالت کی تکذیب اور قرآن مجید کے من اللہ ہونے کی تردید میں کرتے تھے قرآن مجید کی ایک چھوٹی سے چھوٹی سورت کے مانند بھی ایک فقرہ نہ بنا لا سکے۔ بلکہ اُن کا وہ سب سے بڑا نامی گرامی شاعر لبید نامی جو الموجود ناباد لاغیری کا دم بھرتا تھا سورۃ البقرہ کی چند آیتوں کو پڑھ کر بے اختیار چلا اٹھا کہ خدا اور اس شخص کے سوا جس پر وحی نازل ہوتی ہو کوئی انسان ایسا کلام نہیں کر سکتا اور فوراً شرک اور بت پرستی چھوڑ کر مسلمان ہو گیا۔

اس موقع پر ضرور ہے کہ ہم بعض علماء محققین یورپ کی رائے کا اندازہ بھی قرآن مجید کی نسبت ان کی تصنیفات سے انتخاب کر کے ظاہر کریں چنانچہ قرآن شریف کی نسبت۔

۱ مسٹر ڈوش صاحب ایک فاضل جرمنی لکھتے ہیں کہ ان تبدلات مضامین میں جو برق کی مانند تیز و طرار ہیں نہایت بڑی خوبصورتی اس کتاب کی پائی جاتی ہے"

مسٹر گوئٹھی ایک مشہور ترین جرمنی کے فاضل کا قول ہے کہ "جسقدر ہم اسکے قریب پہنچتے ہیں یعنی اُس پر زیادہ غور کرتے ہیں وہ ہمیشہ دور کھنچتی جاتی ہے یعنی زیادہ اعلٰی معلوم ہوتی ہے اور بتدریج فریفتہ کرتی ہے۔ پھر متعجب کرتی ہے۔ اور آخر کار تحیر آمیز فرحت میں ڈال دیتی ہے" یہی فاضل ایک اور مقام پر قرآن شریف کی نسبت لکھتا ہے کہ "ہم دفعۃً ازراہ ترجیح اس عجیب کتاب کی ماہیت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جس کی اعانت سے عربوں نے سکندر اعظم سے بھی بڑا جہان اور روما الکبریٰ کی سلطنت سے وسیع تر سلطنت فتح کر لی اور جس قدر زمانہ کہ سلطنت روما کو [illegible] کے حاصل کرنے میں درکار ہوا تھا اُس کا دسواں حصہ بھی اُن کو نہ لگا"

۳ جارج سیل صاحب اپنے ترجمہ قرآن کے دیباچہ میں لبید شاعر کے اسلام لانے کی [illegible] علی العموم مسلم ہے کہ قرآن شریف قریش کی زبان میں جو جملہ اقوام عرب میں [illegible] ترین قوم ہے انتہائی لطیف اور پاکیزہ زبان میں لکھا گیا ہے لیکن اور زبانوں کی بھی تھوڑی سی آمیزش ہے اور زیادہ تر عقیدے کے لوگوں کا قول ہے اور نیز اس کتاب سے بھی ثابت ہے کہ کوئی انسان اس کا مثل نہیں لکھ سکتا (گو بعض فرقوں کی مختلف رائے ہے) اور اسی واسطے اُسے لازوال معجزہ قرار دیا ہے جو مردے کے زندہ کرنے سے بڑھکر ہے اور تمام دنیا کو اپنے ربانی الاصل ہونے کا ثبوت دینے کے لئے اکیلا کافی ہے"

۴ مسٹر جان ڈیون پورٹ بڑے عالم اور فاضل ہیں وہ کہتے ہیں کہ منجملہ اُن بہت سی اعلیٰ درجہ کی خوبیوں کے جو قرآن کے لئے واجبی طور پر باعث فخر و ناز ہو سکتی ہیں دو خوبیاں نہایت بین ہیں۔ یعنی اول تو اس کا وہ مودبانہ ہیبت اور رعب سے

یہ کامیابی کبھی بھی حاصل نہیں ہوتی کہ ہر ایک عربی بولنے والی قوم میں کو

ہے بیشک قرآن کے خوبصورت اور پُر تاثیر الفاظ ہی ایسے ہیں کہ وہ پاک خدا کی طرف سے

ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ علمی فصاحت اور بلاغت کی مسلمہ سند اور معیار کبھی نہ مانا جاتا

تمام مسلمانوں میں مانا جاتا ہے علیؓ کے جواب میں شیعہ اور سنیوں کے درمیان جو تنازعہ ہے

اُس کا تمام لُبّ لباب شامل ہے اول الذکر قرآن کو مانتے ہیں لیکن اس کا قانونی حصہ غیر مکمل بیان کرتے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۳) بھرا ہوا طرز بیان جو ہر ایک مقام پر جہاں خدا تعالیٰ ذکر یا اُس کی ذات کی طرف اشارہ ہے اختیار کیا گیا ہے اور جس میں خداوند عالم کو اُن جذبات اور اخلاقی نقصوں سے منسوب نہیں کیا جو انسان میں پائے جاتے ہیں دوسری طرف اُن کا اُن تمام خیالات و الفاظ اور قصوں سے مبرا ہونا جو فحش اور خلاف اخلاق اور ناجائز ہیں۔ حالانکہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ یہ عیوب توریت وغیرہ کتب مقدسہ یہود میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔"

۵ مسٹر طامس کارلائل جو اس صدی کے نہایت مشہور و معروف فضلاء میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ "قرآن مجید میں سچائی کا جوہر اس کے معنے میں موجود ہے جس نے اُس کو وحشی عربوں کی نظر میں بیش بہا کر دیا تھا سب سے اخیر یہ کہا جا سکتا ہے کہ قرآن سب سے اول اور سب سے اخیر جو عمدگیاں ہیں وہ اپنے میں رکھتا ہے اور ہر قسم کے اوصاف کا بانی ہے بلکہ دراصل ہر قسم کے وصف کی صرف بنا اسی سے ہو سکتی ہے۔"

۶ ریونیڈ راڈویل صاحب اگرچہ قرآن مجید کی نسبت چند بے اصل اور غلط الزامات قائم کرتے ہیں مگر اس پر بھی خلاف توقع ان کی قلم سے ایسا کچھ نکل گیا ہے جس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن مجید کا گویا معجزہ کہنا چاہئے وہ لکھتے ہیں کہ محمد کی زندگی کا مدعا توحید الٰہی کا اعلان کرنا تھا اور وہ بیشک اس میں کامیاب ہو گیا جس قدر کہ نہایت صحیح تاریخی واقعات پر نظر کرنے سے ہم کو محمد صلعم کی سیرت سے اصلی واقفیت حاصل ہوتی ہے اسی قدر مراکشی۔ پریڈو اور دیگر مصنفین کی سخت کلامی اور بد زبانی ہم پر غلط ثابت ہوتی ہے اور یہ کہنا حقیقت الامر کے زیادہ تر قریب ہوگا کہ وہ بیشک ایک اعلیٰ درجہ کا شخص تھا۔"

۷ یہی صاحب اور ایک جگہ لکھتے ہیں کہ یہ بھی مان لینا ضرور ہے کہ قرآن نے جس طور خدا کی ذات کی تعریف بلحاظ اس کی وحدانیت اور تمام جہان کا پروردگار اور عالم الغیب اور قادر مطلق ہونے کے بیان کی ہے اس کے لئے وہ نہایت اعلیٰ درجہ کی تعریف کا مستحق ہے۔" اور پھر ایک جگہ اعتراض کرکے لکھتے ہیں کہ "باوجود ان باتوں کے اس میں ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی عمیق سچائی ہے جو ایسے الفاظ میں بیان کی گئی ہے جو باوجود اختصار کے قوی اور کثیر الدلالۃ اور حکیمانہ حکمت سے بھرے ہوئے ہیں۔"

۸ اب غور کی جگہ ہے کہ جس کتاب کی تعلیم روح کو ایسی ترقی دینے والی ہو اور جو لطافت زبان اور حسن بیان کے اعتبار سے یگانہ اور اعلیٰ تر ہو وہ بیشک ایسے وجود کا کلام نہیں ہو سکتی جو اپنی فطرت میں ناقص اور مرکب عن الخطاء والنسیان ہو اسکا مقصد وہی کامل الذات اور قادر مطلق ہونا چاہئے جو ہر ایک طرح کی قدرت پر قادر ہے کیونکہ کامل شئی کا صدور کامل ہی سے ہو سکتا ہے ناقص سے نہیں ہو سکتا۔ اب ناظرین کو ہماری اس مختصر تقریر سے اور نیز متواتر شہادت علماء محققین یورپ سے قرآن مجید کے منزل من اللہ ہونے میں کوئی شک نہیں رہیگا اور اس بات کو قرآن کا معجزہ سمجھنا چاہیئے کہ اس کی اعلیٰ درجہ کی افضلیت اور صداقت اور منزل من اللہ ہونے کی شہادت اُسکے مخالفین سے باوصف اعتراضات کے ظاہر ہو رہی ہے چنانچہ خود پامر صاحب نے آگے اپنی عبارت میں قرآن کو منزل من اللہ ہونا تسلیم کر لیا والفضل ما شہدت بہ الاعداء ۱۲ مصباح

لہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت میں ۳۰ ہجری میں قرآن مجید کی کل جلدوں کو جمع کرکے دوبارہ بہت سے صحابہ کے ساتھ سی پارہ جدا جدا کرکے بعد مراتب قرأت وغیرہ ترتیب کیا اور بعد نقل مطابق اصل ایک ایک جلد قرآن تمام عالم میں بھیجا اوراق منتشر بعد نقل بطور ردی تھے انکو بیکار سمجھکر بے ادبی کے خیال سے جلا دیا آج تک وہ قرآن موجود ہے حضرت عثمانؓ پر محرق قرآن ہونیکا الزام لگانا وجہ یہ ہے اور چونکہ اہل تشیع ان کو خلیفہ برحق نہیں جانتے اسلئے شاید وہ قرآن کو مکمل نہیں سمجھتے ہیں اہل سنت اور شیعوں میں جو اختلاف ہے ہر مذہب کی کتب موجود ہیں جسکو ضرورت ہو ملاحظہ کرے مذہب کی بحث لکھنے سے ہم اپنے مطلب سے دور جا پڑتے ہیں [illegible]

Marfat.com

نہیں۔ اُن کا بیان ہے کہ اس میں صرف ایک غیر محدود عقیدہ خدا کی واحدانیت کا ہے جس کو وہ درست مانتے ہیں لیکن وہ سنت کو جیسا کہ اوپر بیان ہوا نہیں مانتے۔ کیونکہ اگر وہ سنت کو درست مانیں تو ادنیٰ ادنیٰ بات پر غیر ملک (عرب) کے طریقے اور رواجات پر اُن کو عمل کرنا پڑے جس کو وہ اپنی ملکی رسم و رواج اور قومی عادتوں کے بالکل خلاف سمجھتے ہیں۔

حضرت علیؓ کا خلیفہ مقرر ہونا

عثمانؓ نے خلیفہ ہوتے ہی اول کام جو کیا وہ یہ تھا کہ جس قدر اعلیٰ عہدے اور مناصب تھے اُن سب پر اُمیہ کے خاندان کے اشخاص کو مقرر کر دیا اور معاویہ بن ابوسفیان کو ملک شام کا عامل (گورنر) فرمایا۔ آخر کار عثمانؓ شہید[2] ہوئے اور اس مرتبہ علیؓ بلا شرط خلیفہ منتخب[3] ہو گئے۔ علیؓ نے خلیفہ ہوتے ہی معاویہؓ کو عہدہ سے معزول کر کے واپس بلوایا۔ مگر معاویہؓ نے تعمیل حکم سے انکار کر دیا اور عائشہؓ

---

[1] مسٹر پامر نے لکھا ہے کہ معاویہ کو حضرت عثمانؓ نے گورنر شام مقرر فرمایا یہ بالکل غلط ہے۔ معاویہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بھی گورنر شام تھے حضرت عمرؓ دورہ کرتے ہوئے جب شام میں پہنچے ایک اونٹ سواری میں اور ایک غلام ہمراہ تھا امیر معاویہ کے تکلف درباری دیکھ کر بہت خفا ہوئے امیر معاویہ کے ہوش و حواس باختہ ہو گئے۔ یہ عذر پیش کیا کہ یہ ملک سرحدی ہے دشمنوں پر رعب ظاہر کرنے کی ضرورت سے یہ سامان جمع کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ عذر معقول تھا خلیفہ دوم کو تسلیم کرنا پڑا آخر کار اصحابوں نے درمیان میں پڑ کر امیر معاویہ کی خطا معاف کرائی جیسی سرکشی امیر معاویہ نے حضرت علیؓ سے کی اگر ایسی حضرت عمرؓ سے کرتے تو تعجب نہ تھا کہ وہ ان کی حکومت کی جڑ اکھاڑ دیتے ۱۲ مصباح

[2] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ حسب ذیل ہے آپ نے اپنے برادر رضاعی عبداللہ بن سرح کو حاکم مصر مقرر فرمایا پانچ برس تک وہ پورا عدل و انصاف کرتا رہا بعد ازاں رعایا پر جبر و تعدی کرنے لگا اور فسق و فجور میں مبتلا ہو کر شراب خوار ہو گیا مصر والے مجتمع ہو کر حضرت عثمان کے پاس فریادی آئے۔ آپ نے عبداللہ کو موقوف کر کے محمد بن ابی بکر کو وہاں کا حاکم مقرر کر کے روانہ کیا مروان جو حضرت عثمان کا سالا اور خاص منشی تھا وہ محمد بن ابی بکر کا سخت دشمن تھا اس نے جعلی رقعہ حضرت عثمانؓ کی طرف سے عبداللہ حاکم مصر کو لکھا کہ محمد کو مصر میں وارد ہوتے ہی قتل کر ڈالنا اور رقعہ پر حضرت عثمانؓ کی مہر ثبت کر دی۔ اس تمام حال سے حضرت عثمانؓ بالکل بے خبر تھے مروان نے ایک غلام کو تیز رفتار اونٹ پر سوار کر کے اور یہ رقعہ دیکے اس کو مصر کی جانب روانہ کیا وہ غلام مع تحریر کے راہ میں مصر والوں کے ہاتھ گرفتار ہوا۔ یہ رقعہ دیکھ کر محمد بن ابی بکر اور سب مصر والے راہ میں سے مدینہ شریف لوٹ آئے اور حال سب ان کیا۔ حضرت عثمان نے فرمایا کہ اس تحریر سے مجھے مطلق اطلاع نہیں اور میری بغیر اجازت لکھی گئی ہے مصریوں نے لکھنے والے کو آپ سے مانگا آپ نے فرمایا کہ ہم خود سزا دیں گے میں خلیفہ ہوں تمکو میری اطاعت چاہیئے یہ بات بڑھ گئی مصر والے کہنے لگے کہ ہم آپ کو خلیفہ نہیں مانتے بلوہ ہوا آپ محصور ہو گئے چھ دن تک پانی بند رہا مصر والے ضد پر اڑے رہے حضرت علی نے حسنین علیہما السلام کو دروازہ پر مقرر کر دیا کہ تم دونوں حضرت عثمان کے دروازہ پر کھڑے رہو اگر یہ لوگ اندر جانے کا قصد کریں تو نہیں مسجد میں ہوں ان لوگوں کو اندر داخل مت ہونے دینا اور مجھے اطلاع دینا۔ حضرت علی مسجد کو چلے گئے مصر والے عقب سے ہمسایہ کے مکان سے دیوار کود کر حضرت عثمان کے مکان میں گھس گئے اور حضرت عثمان کو شہید کیا اتنے میں حضرت علی تشریف لائے حسنین علیہما السلام کو تادیب کی اور تھپڑ مارے اور کہا کہ تمہارے موجود ہوتے یہ لوگ کیسے اندر چلے گئے حسنین علیہما السلام نے کہا کہ آپ اندر چل کر دریافت فرمائیں ہمارا قصور کچھ نہیں ہے حضرت علی اندر گئے دیکھا تو صورت ہی اور تھی اب کیا ہو سکتا تھا خلیفہ سوم بلا شبہ مظلوم شہید ہوئے۔ شیعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نسبت اور ذمہ کل جرائم قرار دیتے ہیں کہ جو کچھ ہوا انکی مرضی سے ہوا یہ بات بالکل غلط ہے اور بعض لوگ در پردہ حضرت علی کو اس بات کا مجوز بتلاتے ہیں یہ خیال بھی محض لغو اور افترا ہے حضرت علی کا ذمہ حضرت عثمان کے خون سے بالکل بری تھا ۱۲ مصباح

[3] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ سوم کی شہادت کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

ان کی طرفدار ہوگئیں اس وجہ سے امیر معاویہ [illegible]

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۶) سامنے خلافت پیش کی۔ آپ نے انکار کیا [illegible]
نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اس طرح شہید ہونا ایک امر عظیم قرار دیا اور [illegible]
آنے سے منع کر دیا اور اپنے گھر بیٹھ رہے پھر لوگوں نے خلافت کو حضرت طلحہ [illegible]
کی۔ پھر انہوں نے زبیر رضی اللہ عنہ پر خلافت پیش کی کہ سرداری کرو اور ہم تمہاری فرمانبرداری [illegible]
تین روز گذر گئے۔ چوتھے روز مہاجرین اور انصار نے جمع ہو کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے [illegible]
کی قسم دلائی کہ اسلام کی حفاظت کریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دار الہجرت کی [illegible]
اس کو قبول فرمایا پھر تمام مہاجرین اور انصار نے آپ سے بیعت کی اور یہ جو بعض جھوٹے لوگ کہتے ہیں [illegible]
نے آپ سے کراہت کے ساتھ بیعت کی تھی بالکل غلط ہے۔ پھر جب آپ خلیفہ ہوگئے تو ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم [illegible]
کہ ان باغیوں کے قتل و قصاص کا حکم دیں گے جو واقعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں شریک تھے اور [illegible]
امیر معاویہ کو بھی یہی انتظار تھا کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اولیاء میں سے امیر معاویہ [illegible]
ناحق کا مطالبہ ولی کو پہنچتا ہے اور ان باغیوں کو ہرگز اپنے امام برحق و خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ [illegible]
کرنا روا نہ تھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے باغیوں کو قتل نہیں کیا اور یہ آپ کا اجتہاد تھا اور ہم یقین [illegible] اجتہاد
صحیح تھا۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ باغیوں نے تاویل کی تھی اور ان کی جماعت کثیر تھی اور باغیوں کا حکم یہ ہے کہ
باغی لوگ جب امام عادل کے فرمانبردار ہو جاویں تو جو کچھ انہوں نے حالت بغاوت میں اہل عدل کے مال و جان میں تلف کیا یا زخم لگایا
ہیں ان سے مطالبہ اس کا نہ کیا جاوے اور حالت لڑائی میں جو مال باغیوں کا لوٹ میں آیا ہو وہ ان باغیوں کو بعد [illegible] واپس دینا
واجب ہے اور جو باغی گرفتار ہوں وہ رہا کر دیئے جائیں پس جب وہ لوگ ایسی جماعت کثیر تھے کہ ان کو [illegible]
جب صحابہ مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بیعت کی تو باغیوں نے آپ سے [illegible]
اور مطیع ہوئے تو آپ پر ان کو قصاص میں قتل کرنا یا پکڑ کر اولیائے مقتول کو دینا واجب نہ تھا اور بعض [illegible]
مواخذہ و قصاص لازم ہے لیکن یہ بھی اس وقت واجب ہے کہ جب باغیوں کی قوت ٹوٹ جاوے اور [illegible]
اور فتنہ برپا ہونے کا خوف جاتا رہے اور اس وقت میں جبکہ امیر معاویہؓ مطالبہ کرتے تھے یہ بات حاصل نہ تھی اور یہی [illegible]
حضرت طلحہ اور زبیر کے مطالبہ کا باعث ہوا اور یہ دونوں بھی اہل علم و اجتہاد سے تھے [illegible]
کہ اجتہاد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا برحق تھا اور دوسروں سے اجتہاد میں خطا ہوگئی اور [illegible] حضرت طلحہ و
زبیر رضی اللہ عنہما آخر میں نادم ہوئے اور یوں ہی حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نادم ہوئیں [illegible]
اس قدر روئیں کہ اوڑھنی تر ہو جاتی۔ اور امیر معاویہ نے جو کیا تاویل و اجتہاد سے کیا [illegible]
اگرچہ اس اجتہاد میں خطا ہوئی اور معاویہؓ کو خلافت علیؓ میں مناقشہ نہ تھا لیکن [illegible]
نہ پہنچی تھی کہ درمیان میں جھگڑا ہو گیا اور حق صریح یہی ہے جو اہل السنۃ کا اجماعی اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ [illegible]
خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا اور خیر امت فرمایا پس وہ سب اللہ تعالیٰ کے نزدیک [illegible]
قرآن کلام الٰہی ناطق حق ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ارے تم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو [illegible]
ایک دم بھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمہاری عمر بھر کی عبادت رشب و روز [illegible]
مسٹر یامر کی یہ رائے غلط ہے کہ حضرت عائشہ معاویہؓ کی طرفدار ہوگئیں بلکہ اصل بات یہ [illegible]
عنہا کے اصرار اور اپنے اجتہاد سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مقابلہ پر آئی تھیں جس کا حال [illegible]
جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے اور حضرت علی خلیفہ مقرر ہوئے قاتلان عثمان [illegible]
رضی اللہ عنہم ان کی طرف سے خائف ہو کر مکہ شریف کو چلے گئے وہاں حضرت [illegible]
ماجرہ بیان کر کے کہا کہ ام المومنین ہم آپ کی پناہ میں آگئے ہیں مقصود صرف یہ [illegible]
کریں ام المومنین نے پوچھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ان کے ساتھ برتاؤ کیسا ہے [illegible]

Marfat.com

حضرت علیؓ کے لشکروں میں ایک سخت جنگ واقع ہوئی جس میں اوّل اوّل علیؓ کے لشکر کو کامیابی

نہیں چاہتے حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اب یہ کام بغیر لڑے بھڑے نہ چلے گا۔ طلحہ زبیر اور یعلیٰ ابن مرّہ صحابی نے بصرہ کی طرف مسلمانوں کو متفق کرنے کے لئے کوچ کیا اور ام المومنین کو بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ حضرت عائشہ جمل اونٹ پر سوار تھیں اس واسطے یہ جنگ بنام جنگ جمل مشہور ہوئی۔ القصہ بصرہ پہنچکر اپنے ساتھ بصرہ والوں کو متفق کر لیا بارہ ہزار آدمیوں کی جمعیت ہو گئی ادہر حضرت علیؓ یہ خبر سن کر مدینہ سے لشکر سمیت روانہ ہو کر بصرہ میں پہنچے۔ گفتگو آئی طلحہ و زبیر نے قاتلان عثمان کو طلب کیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حضرت عثمان بلوے میں شہید ہوئے ہیں قاتل اُن کا معین نہیں ہے حضرت عثمان کی اولاد اگر کسی شخص پر دعوے کرے تو ثبوت کے بعد قصاص ہو سکتا ہے تم عثمان کے ولی نہیں ہو اور جنہیں تم طلب کرتے ہو وہ سینکڑوں مسلمان ہیں مصر کے رہنے والے سب کے سب تو عثمان کے قاتل نہیں ہیں سب کے سب کو گرفتار کر کے تم کو کیسے دیا جاوے آخر یہ تجویز ٹھیری کہ حضرت علیؓ بلوائیوں کو اپنے لشکر سے جدا کریں پھر بصرہ والے اُن سے بھگت لیں گے حضرت علیؓ نے ابھی اپنی رائے خاص کو ظاہر نہیں کیا تھا کہ خبر لشکر میں پھیل گئی مصر والوں نے خیال کیا اگر علی مرتضیٰؓ نے ہمیں اُن کے حوالہ کر دیا تو بڑی بنے گی اس سے بہتر یہ ہے کہ کچھ رات سے لڑائی شروع کر دو حضرت علی پوچھیں تو کہہ دینا کہ ابتداء ادہر سے ہوئی تھی پچھلی رات ایسا ہی ہوا لڑائی ایک آگ ہوتی ہے لگی سو لگی طرفین سے ہنگامہ جدال و قتال گرم ہوا دن نکل آیا حضرت علیؓ نے دیکھا کہ لشکر مخالف اونٹ کے ادہر ادہر صفیں باندھے ہوئے ہے بیچ میں وہ اونٹ ہے فرمایا کہ جب تک صدیقہ کی سواری کا شتر میدان میں کھڑا رہے گا مخالفوں کا جوش کم نہ ہوگا مصلحت وقت یہ ہے کہ تھوڑے سے دلاور قلب جنگ گاہ کی طرف بڑھیں اور صدیقہ کے شتر کی کونچیں کاٹیں تاکہ طرفین کے مسلمانوں کو قتل سے امن حاصل ہو چنانچہ اس حکم کی تعمیل کو چند دلاور صف اعدا کو چیر کر آگے بڑھے اور قلب گاہ میں پہنچکر اونٹ کے پاؤں جا کاٹے جب نجافہ زمین پر گرنے لگا محمد بن ابی بکر نے اچک کر کجاوہ کو سنبھالا اور زمین پر گرنے نہ دیا اور صدیقہ کو کجاوہ سے نکال کر حضرت علیؓ کے خیمے میں بحفاظت پہنچا دیا فوراً لڑائی بند ہو گئی حضرت زبیر کا سر شب خوابی کی حالت میں حضرت علیؓ کے لشکر کا ایک سپاہی عمر نامی کاٹ لیا جب حضرت علی سے انعام کا طلبگار ہوا تو آپ نے فرمایا کہ زبیر کا قاتل جہنمی ہوگا بقول رسول اللہ وہ شخص غضبناک ہو کر بولا یا علی اپنے دشمنوں سے ہم کو لڑاتے ہو پھر جہنمی بتلاتے ہو میں نے اس کو بڑا سردار اسجع جان کر قتل کیا تھا اسی غصہ میں اپنے پیٹ میں چھری مار کر مر گیا اور طلحہ کے پاؤں میں تیر لگا وہ بھی اسی زخم کاری سے فوت ہو گئے اور اس لڑائی میں ۱۲ ہزار آدمی اہل مکہ قتل ہوئے بقیۃ السیف فرار ہو گئے صبح ہوتے ہی چند آدمیوں کی حفاظت میں عائشہ صدیقہ کو مدینہ منورہ روانہ کر دیا اور اس مفسدہ کا خاتمہ ہو گیا۔

روضۃ الاحباب میں مرقوم ہے کہ بعد جنگ جمل جب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مدینہ میں پہنچ گئیں تو قبر نبوی پر جا کر اس جنگ میں شریک ہونے سے نادم و پشیمان ہو کر اور تاسف کا اظہار کر کے توبہ و استغفار خدائے تعالیٰ سے کرتی تھیں کہ افسوس میں ایسے کام میں شریک ہوئی کہ جس میں مجھے ہرگز شریک نہیں ہونا چاہیئے تھا اس سے تو یہ بہتر ہوتا کہ میں جنگ جمل سے ۲۰ سال پیشتر فوت ہو جاتی تا حیات توبہ و استغفار کرتی رہیں۔

اہل سنت والجماعت کے نزدیک طرفین کے مقتول جنتی ہیں اور شہید ۱۲ مصباح

نوٹ امیر معاویہؓ کی معزولی کے بارہ میں مغیرہ ابن شعبہ صحابی نے کہ ایک نامور شخص تھے حضرت علیؓ سے عرض کیا کہ معاویہ کو سردست معزول کرنا مصلحت نہیں ہے۔ دمشق سارا ان کے ساتھ ہے فتنہ برپا ہو جائے گا آپ نے اس رائے کو [illegible] نہیں کیا عبد اللہ ابن عباس نے بھی یہی رائے دی کہ سردست معاویہ کو معزول کرنا نامناسب ہے ہاں بعد [illegible] بلوائیے دیکھئے کیا جواب دیتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس رائے کو پسند فرمایا نامہ [illegible] آیا ہم آپ سے جب بیعت کریں کہ حضرت عثمان کے قاتل آپ ہمارے حوالہ کر دیں ہم ان [illegible] نہیں۔ اس جواب پر حضرت علیؓ نے حکم لکھوایا کہ حضرت عثمان کے ولی حضرت عثمان کے بیٹے ہیں تم نہیں ہو سکتے وہ میرے سامنے آ کر خون کا دعویٰ کریں قاتل معین پر جرم ثبوت کو پہنچا وہیں قصاص لیا جاویگا۔ امیر معاویہ نے جواب دیا کہ عثمان کے بیٹوں نے مجھے اپنا وکیل مقرر کر دیا ہے میں اس سبب سے ولی ہوں ابھی آپ کا خلیفہ ہونا میں نے اور شام والوں نے نہیں مانا آپ اپنی خلافت کو ثابت کریں پھر بیعت لیں غرض نوبت طول کو پہنچی اور تحریریں طرفین (بقیہ صفحہ آئندہ)

حاصل ہوئی لیکن عمرو بن عاص کی [illegible]
فتح کیا تھا۔ علیؓ چھوڑا اس بات پر [illegible]
کیا جاوے یعنی علیؓ اور معاویہؓ اپنے اپنے [illegible]
کوفہ میں پہنچے تو ان کے پیروؤں میں سے بارہ ہزار آدمی ان [illegible]
اور علی کو چھوڑ کر چل دیئے اور بوجہ اس غداری اور بھاگ جانے [illegible]
ہے۔ خارجی یعنی علیحدہ شدہ وہ لوگ ہیں جو اس حکومت سے [illegible] فرقہ خوارج

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۷) دو سو سے متجاوز ہوئیں۔ امیر معاویہ لڑائی پر آمادہ ہو گئے اور حضرت [illegible]
سے معاویہ مع اسی ہزار فوج سوار و پیادہ سے اس سرزمین پر جس کا نام صفین ہے [illegible]
طرفین کے ہزاروں آدمی قتل ہو گئے ہر بار لشکر مرتضوی کو غلبہ تھا دمشق والوں نے [illegible]
کی نو سو قرآن شریف نیزوں پر باندھ لئے اور پکار پکار کر کہنے لگے کہ اے اہل عراق! ہم تم [illegible]
ہاتھ روکو ہمارے درمیان میں یہ قرآن ہے اس کے حکم کے موافق تم بھی کرو ہم بھی کریں [illegible]
دمشق والوں کا فریب ہم نہیں مانیں گے مسلمان جس طرح لڑتے ہیں لڑے جاویں تھوڑی دیر کی بات ہے [illegible]
میں اختلاف پڑ گیا بعض کی رائے ہوئی لڑنا نہیں چاہیئے قرآن کی مخالفت [illegible]
بالآخر قرار پایا کہ دونوں طرف سے ثالث مقرر ہو جاویں جب فریقین نے مان لیا حضرت ابو موسیٰ [illegible] حضرت علیؓ کے ثالث
اور عمرو بن عاص امیر معاویہ کے ثالث مقرر ہوئے موسیٰ سیدھے سادھے مسلمان [illegible]
دانشمند تھے۔ اس قرارداد کے بعد عمرو بن عاص نے موسیٰ سے کہا کہ بھائی ابو موسیٰ [illegible]
قتل کا سبب حضرت علی اور امیر معاویہ ہیں میری رائے تو یہ ہے کہ یہ دونوں معزول کر دیے [illegible]
کا حکم قرار پائے یہ تو سیدھے سادھے مسلمان تھے بے تکلف مان گئے کہنے لگے ٹھیک ہے [illegible]
اپنے مقام پر آئے طرفین کو یہ گفتگو معلوم ہو گئی حضرت علی کے لشکر میں سے بعض صاحب حضرت ابو موسیٰ [illegible]
کہ صبح کو رائے ظاہر کرنے کے لئے تم اول ممبر پر نہ چڑھ جانا ہمیں عمرو بن عاص کا مکر معلوم [illegible]
کو اپنی رائے کرنے دینا موسیٰ ہاں ہاں کرتے رہے صبح کو دونوں لشکر جمع ہوئے [illegible]
کہا بھائی موسیٰ تم بڑے ہو میں پیش قدمی نہیں کر سکتا پہلے آپ ممبر پر چڑھیں [illegible]
ہوئے اور کہہ دیا کہ میں نے حضرت علی کو معزول کیا عمرو بن عاص [illegible]
کو قائم کیا۔ یہ سنتے ہی لشکر میں غوغا ہوا قریب تھا کہ تلوار چل جائے مگر حضرت علی [illegible]
پھرنا خلاف ہے امیر معاویہ مع لشکر شام اسی وقت دمشق کو چل دیئے۔ اور حضرت علی [illegible]
کوفہ کی جانب مراجعت فرما ہوئے ۱۲ مصلح

سلہ تجویز فیصلہ ثالثی سے جو اشخاص ناخوش ہو کر اور حضرت علی سے ناراض ہو کر [illegible]
ابتدا ہوتی ہے یہ تینوں شخص بھی منجملہ ان غداروں کے تھے جو تجویز ثالثی کے [illegible]
سے بھاگ گئے تھے۔ بعد جنگ صفین جب حضرت علی کوفہ کی جانب چلے [illegible]
خوارج باغیان نے بہت شور اور فساد برپا کر رکھا ہے حضرت علیؓ نے اپنے مصاحب [illegible]
نے مصاحب کو مع اس کے ہمراہیوں کے قتل کر ڈالا حضرت علی نے [illegible] نہروان [illegible]
جمع ہو کر مقابلہ کے لئے آئے مگر ایسا موقع آپڑا کہ وہ سب حضرت علی کی [illegible]
نکے جو مکہ معظمہ کی طرف بھاگ گئے باقی ماندہ سب تہ تیغ بیدریغ ہو گئے منجملہ ان [illegible]

مقرر ہوئی۔ ان بھاگے ہوئے خارجیوں میں سے تین شخصوں نے جنکے نام برک۔ عمرو اور عبدالرحمٰن (ابن ملجم) تھے آپس میں مشورہ کرکے یہ سازش کی کہ علیؓ۔ معاویہ۔ عمروؓ بن العاص کو کہ جنکی وجہ سے یہ سب جنگ و جدل ہوئے ہیں اور اسلام میں اس قدر تفرقہ پڑ گیا ہے ایک ہی مقررہ دن پر قتل کر ڈالنا چاہیئے۔ چنانچہ اس تجویز کو عمل میں لانیکے لیئے برک دمشق کو گیا اور معاویہ پر جمعہ کی نماز میں حملہ کیا۔ مگر یہ حملہ مہلک ثابت نہیں ہوا معاویہ کو زخم خفیف پہنچا۔ عمر مصر گیا اور اُسی مقررہ وقت پر مسجد قاہرہ میں داخل ہوا اور اُس نے ایک شخص مسمی خارجہ کو قتل کر ڈالا جس کو کہ اُس نے غلطی سے جنرل عمر خیال کر لیا۔ عبدالرحمٰن تیسرا سازشی کوفہ میں گیا اور جس وقت کہ حضرت علیؓ مسجد میں داخل ہو رہے تھے اُس نے اُن کے سر پر ضرب تلوار ماری علیؓ زخمی ہو کر زمین پر گر پڑے اور اسی زخم کی وجہ سے اُن کا انتقال ہو گیا یہ واقعہ ۶۶۰ئہ میں ہوا کوفہ سے ۵ میل کے فاصلہ پر علیؓ کو دفن[1] کیا گیا۔ بہت عرصہ کے بعد اُن کی قبر پر ایک عالی شان مقبرہ بنایا گیا جو کہ شیعہ زائرین کی اب ہر دلعزیز زیارت گاہ ہے اور اب وہاں ایک شہر بھی آباد ہو گیا ہے جس کا نام مشہد علیؓ ہے یعنی علیؓ کا مقبرہ علیؓ کی وفات پر اُن کے بڑے بیٹے حسنؓ خلیفہ منتخب[2] ہوئے لیکن اُنہوں نے اس قرارداد پر عہدۂ خلافت سے استعفا

قتل حضرت علی رضی اللہ عنہ

بنی امیہ کی خلافت اور امام حسین رضی اللہ عنہ کا شہید ہونا

[1] حضرت علیؓ نے حضرت امام حسنؓ کو منجملہ اور وصیتوں کے یہ بھی وصیت فرمائی تھی کہ ہمارے جنازے کو کوفہ کے میدان میں رات کے وقت ریگستان میں پوشیدہ طور سے دفن کرکے زمین کو ہموار کر دینا کہ مزار کا نشان نمودار نہ ہے کیونکہ ان معرکوں میں دس ہزار افراد خاص ہماری ذوالفقار سے قتل ہوئے ہیں اور یہ تمام ملک ہماری جان و مال کا دشمن بن گیا ہے۔ یہ لوگ ہمارے مزار سے بدلہ لینے میں دریغ نہ کریں گے تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ جب ہارون الرشید خلیفہ اس میدان میں شکار کھیلنے آیا کتے اور باز شکار پر چھوڑے وہ شکار پر نہ چلے اُس وقت ہارون الرشید نے بوڑھے آدمی جمع کرکے تحقیقات کی تو انہوں نے بتلایا کہ اس میدان میں علیؓ کی بے نشان قبر ہے تب ہارون الرشید نے تلاش کے ایک مکان عالیشان بنوایا اور نجف اشرف موسوم کیا ۱۲

[2] بعد شہادت امیر المومنین امام المتقین حضرت علی مرتضےٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ کے جو ۲۱ رمضان ۴۰ہجری میں جمعہ کے دن عبدالرحمٰن (ابن ملجم) کے ہاتھ سے شہید ہوئے ۲۲ رمضان سنہ صدر کو کوفہ میں حضرت امیر المومنین امام حسنؓ خلیفہ منتخب ہوئے اور ان کے ہاتھ پر چالیس ہزار مسلمانوں نے بلا تامل بیعت خلافت کی۔ عمر آنجناب اسوقت سینتیس برس کی تھی بعد ازاں آنجناب نے عبداللہ ابن عباس کو عامل بصرہ مقرر فرمایا۔ یہ خبر معاویہ کو پہنچی اُس نے دو آدمی روانہ کیئے ایک بصرہ میں دوسرا ... کریں اور لوگوں کو بتالیف قلوب بہکا دیں۔ یہ حال حضرت امام حسنؓ پر بھی کھلا تو آنجناب نے ان دو ... عبرت ہو جاوے رتفریح الاذکیا میں تحریر ہے کہ ان دونوں کو قتل کرا کے امام حسن علیہ ... امیر معاویہ کو لکھا کہ اگر تو ارادہ لڑائی کا رکھتا ہے تو میں حاضر ہوں سو امیر معاویہ بالشکر شام مقابل ہوئے اور آنجناب بھی چالیس ہزار آدمی کے ہمراہ امیر معاویہ کے مقابلہ کو تشریف لیگئے اور فوجوں کا مقابلہ ہوا اُس وقت اللہ نے خود بخود حضرت امام حسنؓ کے دل میں ڈالا کہ دونوں فرقوں میں غلبہ کسی کو نہیں ہوگا اور ایک فتنۂ عظیم برپا ہو جاوے گا اس لئے امیر معاویہ کو لکھ بھیجا کہ ہم امارات دنیا تجھ کو سپرد کرتے ہیں بچند شروط۔

اور بخاری نے حضرت حسن بصری سے روایت کی ہے کہ جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے لشکر عظیم الشان معاویہ ابن ابی سفیان پر بھیجا تو عمرو ابن عاص نے کہا کہ اے معاویہ لشکر ایسا نہیں ہے کہ بلا جدال و قتال لوٹ جاوے ہزاروں کا خون ہوگا۔ معاویہ نے کہا کہ اگر لڑائی ہوئی تو ہزاروں مسلمان مارے جاویں گے (بقیہ بر صفحہ آیندہ)

Marfat.com

دیدیا کہ بعد وفات معاویہؓ کے امام حسنؓ پھر ان کے …

یہ خواہش ہوئی کہ میرے بعد میرا پسر صلبی یزید میرا جانشین ہو …

آٹھ برس کے بعد امام حسنؓ کو اُن کی بی بی نے زہر دے …

مثل خراب موکل کے تھیں وہ بھی چند برسوں کے بعد گئیں …

ڈالا۔ معاویہ کے انتقال پر ان کا بیٹا یزید بلا بغیر انتخاب کے …

خاندان بنی امیہ تخت خلافت پر متمکن اور قائم ہوگیا۔ یزید کے خلیفہ ہونے … حضرت …

خاندان کے طرفداروں نے بغاوت شروع کی اور امام حسینؓ ابن علیؓ کو کوفہ …

بلوایا کہ آپ مکہ سے یہاں آجاویں اور ہمارے پیشوا بنیں یزید کو …

(بقیہ نوٹ ۲۹) اور کوئی باقی نہیں رہے گا جو مسلمان کی آبرو کی حفاظت کرے۔ لہذا عبد الرحمن ابن … ابن سمرہ کو جناب امام رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا اور سمجھا دیا کہ تم دونوں حاضر ہو کر آنجناب کے حضور … اور مجھکو طلب کرائیو اور جس طرح ہو سکے صلح کی تدبیر کیجیو۔ چنانچہ انہوں نے حاضر ہو کر بہر طرح التماس کیا مگر آنجناب … عذر امیر فرمائے پھر انہوں نے کہا کہ معاویہ کی یہ غرض ہے کہ جس طور سے آپ ارشاد کریں مجھ کو قبول و منظور ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ ان شرائط کا ضامن کون ہوتا ہے ان دونوں نے کہا کہ ہم ضامن ہیں سب شرائط قبول کرتے ہیں بجا لاویں گے۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ صلح آنجناب کی طرف سے واقع ہوئی جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا یعنی ابنی ہذا سید۔ ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین من المسلمین کما رواہ البخاری فی صحیحہ۔ … معلوم ہوا کہ صلح آنجناب کی طرف سے بہ سبب قلت اور ذلت کے نہ تھی بلکہ آنجناب از روئے … امام تھا مگر جب چھ مہینے خلافت حقہ پر گذر گئے تو حضرت کے دل میں الہام ہوا اور یہ حدیث یاد آئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم یصیر ملکا عضوضا رواہ احمد و ترمذی و ابو داؤد … تیس برس گذر گئے تو اب وقت ملوک و سلاطین کا آگیا ایسا نہ ہو کہ میں ان میں معدود ہو جاؤں … بالجملہ جب صلح امام کی طرف سے موافق ارشاد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہوئی تو آنجناب نے معاویہ کو ایک … مضمون یہ تھا کہ میں نے ولایت مسلمانوں کی معاویہ کو تفویض کی اس شرط کہ مطابق قرآن و سنت رسول … راشدین عمل کرے اور اس کو یہ اختیار نہیں کہ بعد اپنے کسی کو تفویض کرے بلکہ مسلمانوں کی رائے … یہ وثیقہ صواعق محرقہ وغیرہ کتب معتبرہ اہل سنت میں بالتفصیل موجود ہے غرضیکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم … بھی حرف بحرف پوری ہوئی کہ میرے بعد تیس سال تک خلافت رہے گی اور پھر بادشاہت ہو جاوے گی۔

چنانچہ خلفائے راشدین کے بعد خلافت دینی و دنیوی امور میں پھر ایک ہی شخص میں جمع نہیں … بادشاہ اور ملوک تخت نشین ہونے لگے اور امام اور مجتہدوں نے دینی معاملات … مروان کے اغوا سے امام حسنؓ کو اُن کی بیوی جعدہ نے زہر دیا جس کی وجہ سے …

لہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو … نہ معلوم … حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان … کے … اور کیا کہا جائے حالانکہ گذشتہ لوگوں میں کتب سیر کے معتبر … امیر معاویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرفداری میں لڑنے کا ارادہ کیا تھا … حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبت لکھا ہے کہ امیر معاویہ نے ان کو …

Marfat.com

پر خبر ہو گئی۔ اُس نے گورنر کوفہ کو موقوف کرکے اس کی جگہ عبیداللہ کو مقرر کر دیا جو ایک بڑا ظالم اور خونخوار آدمی تھا۔ عبیداللہ نے مسلم کو گرفتار کر لیا جس کو امام حسینؓ نے بطور اپنے سفیر کے کوفہ میں بھیجا تھا اور ہانی کو بھی گرفتار کر لیا جس کے گھر میں مسلم چھپے تھے۔ کوفیوں کے ایک گروہ نے جمع ہو کر اس کے محل کو گھیر لیا اور مسلم اور ہانی کی رہائی کے غل مچایا عبیداللہ نے بجائے اُن کے رہا کرنے کے یہ حکم دیا کہ ان دونوں کے سر کاٹ کر محل سے نیچے مجمع میں پھینک دیئے جائیں۔ اس اثنا میں (حسین) بھی بابل کی سرحد تک آ گئے وہاں حُر مع سواروں کے ایک دستے کے اُن سے ملا۔ حُر نے امام حسینؓ سے کہا کہ عبیداللہ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں آپ کو کوفہ لے چلوں امام حسینؓ نے اُس کے ساتھ چلنے سے انکار کیا تو حُر نے کہا کہ آپ جس راہ سے چاہیں کوفہ کو چلے جائیں اور اپنی فوج کو پیچھے ہٹا لیا تاکہ (حضرت) امام حسینؓ آسانی سے تشریف لیجائیں۔ رات بھر حر مع اپنے سواروں کے گشت کرتا رہا اتنے میں اُس کے پاس ایک سوار یہ حکم لایا کہ امام حسینؓ کو ایک کھلے اور غیر محفوظ میدان میں گھیر لاؤ اور اس وقت تک گھیرے رہو جبتک کہ شام سے اور نئی فوج آکر انکو گھیر لیوے دوسرے دن عمر کوفہ سے ہزار فوج کے ہمراہ آیا اور حسب الحکم عبیداللہ کے دریائے فرات کے متوازی میدان کربلا میں امام حسینؓ کے لشکر کو گھیر لیا اور اُن سے درخواست کی کہ وہ اپنے تئیں بلا شرائط سپرد کر دیں امام حسینؓ نے اس بات سے انکار کر دیا اسپر طرفین میں جنگ شروع ہو گئی۔ امام حسینؓ اور اُن کے چند ہمراہی اور دوست واحباب کچھ عرصہ تک تو دشمنوں کے حملہ کی مدافعت کرتے رہے لیکن آخر کار یہ سب لوگ مع امام حسینؓ کے شہید ہو گئے۔

بنا اور تہذیب سکھائی

حضرت محمد صاحب صلعم کی کامیابی ترویج مذہب اسلام میں اور مسلمانوں کا اس قدر بے نظیر جنگی عظمت حاصل کرنیکا سب سے بڑا سبب درحقیقت یہ ہے کہ اُنہوں نے تمام جنگجو اقوام عرب کو جو سارے ... تھی آپس میں ملا کر ایک متحد قوم بنا دیا اور ان کو یہ سکھایا کہ اُن کی ایک ہی قو... رکھنا چاہیئے محمد صاحب صلعم کی وجہ سے تمام تفرقہ اور حسد اور خانہ جنگیاں جو عرب کی قوموں میں رہا کرتی تھیں وہ سب یک قلم اور یک دم غائب ہو گئیں۔

خلفائے راشدین کی سادگی

اوّل[۱] کے چار خلفائے راشدین جن کو کہ مسلمان جائز اور صحیح خلیفہ کہتے ہیں گو کہ وہ کامل طور سے

[۱] اول کے چار خلفاء راشدین نے اپنی خلافت کے عہد میں پرہیزگاری کے ساتھ دینداری کو کام فرمایا اور خدا ترسی

مطلق العنان تھے اور اُن کی حکومت بالکل [illegible]

شیخ کے رہے اور بے تکلف امیری کی اور اپنے [illegible]

پوشاک ایک موٹے کپڑے کی عبا ہوتی تھی یا بالوں کا [illegible]

چمڑے کی چادر کندھوں پر پڑی رہا کرتی تھی۔ پیروں میں [illegible]

دسلیپر اس قسم کا جوتہ ہوتا ہے کہ صرف اس میں تلا چمڑے کا ہوتا ہے [illegible]

اس وضع سے مسلمانوں کے یہ بادشاہ بازار میں پھرا کرتے تھے اور ایک شخص بھی [illegible]

ہمراہ نہیں ہوتا تھا۔ لوگوں کی فریادیں اور شکایتیں سُنا کرتے تھے اور جو لوگ اُن کی [illegible]

نکتہ چینیاں کرتے وہ بھی سنتے تھے اور بعض اوقات یہ نکتہ چینیاں بڑے [illegible]

میں بیان کی جاتی تھیں۔ مگر اُن سب کو یہ خلفائے اربعہ بڑی خاموشی سے سنتے تھے۔

اُن کا عہدہ یا رتبہ جیسا کہ خود خلیفہ کے نام سے ظاہر ہے پیغمبر صاحب کی جانشینی کا تھا اور اس لئے اُن کے فرائض منصبی دینی اور فوجی دونوں قسم کے تھے اور جمعہ کے دن دار الخلافہ کی جامع مسجد میں نمازیوں کو وہ خود نماز پڑھایا کرتے تھے۔

ذیل کی حکایت سے اُن کی سادہ طرز زندگی اور بے تکلف امیری کا احوال اور اُن تعلقات کی کیفیت جو اُن کو اپنے پیرؤں کے ساتھ تھی پوری پوری معلوم ہوتی ہے۔ خلفائے راشدین کی سادگی کی ایک حکایت

ایک دفعہ خلیفہ دوم عمرؓ ابن الخطاب کو ملک یمن سے ایک نہایت [illegible] کپڑا [illegible] جس کو انہوں نے سب مسلمانوں میں تقسیم کردیا اس کے دوسرے دن [illegible] جہاد کی ترغیب دلاکر نصیحت کر رہے تھے کہ اتنے میں حاضرین میں سے ایک شخص [illegible] سے عرض کیا کہ میں آپ کے احکام نہیں سنتا اور نہ اُن کی تعمیل کروں گا۔ خلیفہ دوم [illegible] کہا کہ کیا وجہ اس نے عرض کیا کہ یمن سے جو دیبا کل آیا تھا میں دیکھتا ہوں کہ آپ [illegible] پہنے ہوئے ہیں چونکہ آپ ایک طویل القامت آدمی ہیں جبتک کہ آپ اپنے حصے [illegible]

اور عدل گستری جہانی وفیض رسانی کو کام میں لائے۔ اُن میں سے کسی نے خلافت کے [illegible] عشرت کو روا نہیں رکھا سوائے تعمیر مساجد عالیشان کے کسی نے اپنا ایوان بلند نہیں بنوایا خلافت [illegible] زیادہ خرچ نہیں کیا بلکہ بذاتہ روزی پیدا کرکے کھاتے میں دریغ نہیں [illegible] کار ٹوکریاں بناتے اور چراتے رہے۔ خلیفہ دوم انہیں بنواتے [illegible] متوکل" اور "الفقر فخری" پر قائم رہے۔ ۱۲۔ مصباح

تب تک آپ کا کرتہ اس کپڑے کے حصہ رسدی میں سے ہرگز نہیں بن سکتا تھا۔ اس بات پر عمرؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو پکارا تاکہ وہ اس شخص کا غیر واجبی شبہ رفع کر کے خلیفہ دوم کو اس شبہ سے بری کردے۔ اس وقت عبداللہ نے اُس مجمع کے روبرو بیان کیا کہ میرے باپ کے حصہ میں سے جب اُن کے کرتہ میں کمی رہ گئی تب میں نے ان کو اپنے حصہ میں سے تھوڑا سا کپڑا اس کمی کے پورا کرنے کے لئے دیا اس سے اُن کا کرتہ پورا ہوا ہے۔

سلطنت اسلام کی ترقی

اسلام میں ایسے ایسے سردار تھے جیسا کہ اوپر کی حکایت میں بیان ہوا اور یہی جوش اور مذہبی سرگرمی تھی جو کہ محمد صاحب نے اُن میں پھونک دی تھی ایسے ہی سرداروں کی رہنمائی سے مسلمانوں کے لشکر براعظم ایشیا میں پھیل گئے اور کوئی اُن کی مزاحمت نہ کرسکا اور نہ اُن کے روکنے پر قادر ہوسکا۔ خسروانِ ایران کی عظیم الشان سلطنت اُن کے قبضہ میں بغیر جنگ وجدل کے آگئی۔

جزیہ

اوّل اوّل تو عربوں کو بُت شکنی کی بڑی حرص اور آرزو تھی اور لُوٹ مار کرنے کا بڑا شوق تھا وہ جس ملک میں جاتے تھے وہاں بربادی اور ویرانی ہوجاتی تھی علمی اور صنعتی خزانے جب اُن کے ہاتھ پڑجاتے تھے اُن کو یا تو منتشر کردیتے یا برباد کر ڈالتے[1] تھے۔

[1] مسٹر پامر کا یہ قول بالکل غلط ہے۔ پامر صاحب کا یہ اشارہ غالباً اسکندریہ کے کتب خانہ کی بابت ہے کہ جس کو کہ صدیوں تک مورخین یورپ نے یہی جانا کہ عرب یعنی مسلمان فاتحوں نے جلادیا مگر آخر کار ایڈورگبن صاحب نے یہ بات ظاہر کردی کہ یہ کتب خانہ متعصب عیسائیوں نے خود ہی جلا کر یہ الزام مسلمانوں کے ذمہ لگا دیا تھا مسلمان اس الزام سے بری ہیں اور کسی کتب خانہ کی بربادی مسلمانوں کے ہاتھ سے ہونا کسی معتبر تاریخ سے ثابت نہیں ہے ۱۲ مصباح۔

مسٹر پامر کا کہنا یہ ٹھیک نہیں ہے کہ جو شخص ٹیکس ادا نہیں کرسکتا تھا وہ قتل کردیا جاتا تھا یہ بات روایت اور درایت دونوں طرح سے قابل قبول نہیں۔ تاریخوں سے ظاہر ہے کہ غیر مستطیع اشخاص سے یہ ٹیکس ہرگز نہیں لیا جاتا تھا مسٹر پامر ہی پر کیا منحصر ہے یہ بات قابل افسوس ہے کہ علی العموم یورپین مورخین جزیہ کا ذکر کرتے ہوئے حقیقت میں تعصب کا آئینہ سامنے رکھ لیتے ہیں جس کی وجہ سے اصلی واقعات پر پردہ پڑجاتا ہے ناظرین کی دلچسپی کے لئے جزیہ اور دیگر آمدنی سلطنت سلاطین اسلام کا حال تاریخ المامون سے اقتباساً ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

ہر ایک قسم کی رقم جو عربوں کی سلطنت اور خلافت کے زمانے میں خزانہ شاہی میں داخل ہوتی تھی

(۱) خراج (۲) عشر (۳) جزیہ (۴) زکوٰۃ۔

اول۔ جو زمین نہروں کے قدرتی پانی سے سیراب نہ ہوتی ہو۔

یا دوسرے۔ جو زمین فوج کو جس نے اس حصہ ملک کو فتح کیا ہے تقسیم کردی گئی ہو۔

یا تیسرے جس مقام کے باشندے فوج کشی کے وقت اسلام قبول کرچکے ہوں۔

ان تینوں حالتوں میں زمین عشری ہوتی تھی یعنی اس کی پیداوار سے صرف دسواں حصہ وصول کیا جاتا تھا اور نہ اس کا خراج سمجھا جاتا تھا۔ مذکورہ بالا قسموں سے پہلی قسم کی عشری زمین بہت کم تھی ان تینوں قسم کے علاوہ جو زمین تھی وہ خراجی تھی عام اس سے کہ مسلمان رعایا کے قبضہ میں ہو یا غیر کے اگر کوئی شخص عشری زمین پڑتی ڈال دیتا تو اس سے کچھ نہیں لیا جاتا تھا خراجی زمین میں ایسا نہیں ہوتا تھا لیکن اگر کوئی شخص ایک برس پڑتی ڈال کے دوسرے سال کاشت کرتا تو ایک ہی سال (بقیہ صفحہ آئندہ)

Marfat.com

اوّل اوّل تو اپنی فتوحات سے عربوں کو فائدہ حاصل کرنے کا [illegible] سوائے رسم عرب کے کہ وہ ایسے سامان منقولہ کو ضبط کر لیتے یا چھین لیتے تھے [illegible] اور مفتوح قوم پر ایک ٹیکس لگا دیتے تھے جو شخص ٹیکس ادا نہیں کر سکتا تھا یا ادا کرنا نہیں چاہتا تھا اُس سے کہتے تھے کہ یا اسلام قبول کرو یا موت۔

اس کے بعد بہت ہی جلد چونکہ اُن کی سلطنت نہایت عظیم الشان اور وسیع ہو گئی اس لئے اس بات کی ضرورت واقع ہوئی کہ ایک باقاعدہ گورنمنٹ اور حکومت قائم کی جاوے چنانچہ عرب زرو اور عرب جرنیلوں کے لئے ایرانیوں اور یونانیوں کو مدد کے لئے مقرر کیا گیا اور صحرائے عرب کے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۳) کا خراج دینا کافی ہوتا تھا اگر کھیتی کو کوئی آفت پہنچی تو خراج معاف ہو جاتا تھا جس زمین پر دوکانیں بنائی جاتی تھیں وہ عموماً عشر اور خراج سے معاف ہو جاتی تھیں۔

عشر اور خراج کے احکام مسلمان اور دوسرے مذہب والی رعایا سے جن کو اہل اسلام کی حمایت میں آ جانے سے ذمی کا لقب ملا ہے قریب قریب یکساں متعلق تھے خراجی زمین کسی کے قبضہ میں ہو ایک شرح سے لگان لیا جاتا تھا خراج کی کوئی معین شرح نہ تھی لیکن یہ اصول عامۃً ملحوظ رہتا تھا کہ کسی حالت میں نصف آمدنی سے زیادہ نہ لیا جاوے زکوٰۃ مسلمانوں کے ساتھ خاص تھی اور سونے چاندی۔ اونٹ۔ گائے۔ بکری۔ سب پر جداگانہ شرحیں مقرر تھیں۔ حقیقت میں نہایت سخت ٹکس تھا جس کو خود اسلام نے اپنے اوپر گوارا کیا تھا۔

ذمیوں پر جزیہ تھا گو وہ ایک نہایت خفیف رقم تھی اور زکوٰۃ کے مقابلہ میں تو گویا کچھ بھی نہ تھی لیکن تعجب ہے کہ دوسری قوموں نے مسلمانوں کو تعصب کا الزام دینے میں ہمیشہ بڑے زور شور سے اس کا تذکرہ کیا ہے یہ بلکا ٹکس جس کے نام سے یوروپین مورخوں کے دل میں مسلمانوں کی طرف سے نہایت ناگوار خیالات دفعۃً جوش مارنے لگتے ہیں زیادہ سے زیادہ فی کس ۴۸ درہم یعنی ۱۲ روپیہ سالانہ تھا اور یہ تعداد بڑے دولتمندوں کے ساتھ خاص تھی متوسطین پر چھ روپے اور عام درجہ کے لوگوں پر تین روپیہ سالانہ تھا بشرطیکہ وہ ادا کرنے کے قابل ہوں لیکن فرمانروائے وقت کو حسب مصلحت وقت اختیار عام حاصل تھا کہ اس کی شرح گھٹا دے یا بالکل معاف کر دے۔ لڑکے۔ بوڑھے۔ عورتیں۔ مفتوح۔ مفلس۔ المعذور۔ نابینا ہر حالت میں مطلقاً معاف تھے اس خفیف محصول کے عوض میں ذمیوں کی جان و مال کی نہایت مستحکم ذمہ داری مسلمانوں پر فرض ہو جاتی تھی۔

ان آمدنیوں میں سے زکوٰۃ کی آمدنی یا زکوٰۃ کی رقم جو صرف مسلمانوں سے لی جاتی تھی کہ اُس سے اپاہج نادار مسافر اور اس طرح کے درماندہ لوگوں کی اعانت کی جاوے زکوٰۃ میں یہ قید تھی کہ خاص مسلمانوں پر صرف ہو لیکن اور کسی قسم کے صدقات میں جو مسلمانوں سے لئے جاتے تھے کوئی تخصیص نہ تھی اور غیر مذہب والی رعایا بھی برابر بہرہ مند ہوتی تھی۔ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم نے دمشق کے سفر میں مجذوم عیسائیوں کے لئے بیت المال کی اسی رقم سے وظیفہ مقرر کر دیا تھا۔

حضرت عمرؓ نے ایک اور دوسرے موقع پر بیت المال کے داروغہ کو کہلا بھیجا تھا کہ خدا کے اس قول میں کہ صدقات فقراء اور مساکین کے لئے ہیں۔ مساکین سے عیسائی اور یہودی مراد ہیں۔ باقی خراج۔ عشر۔ جزیہ پبلک کاموں یعنی سڑک۔ پل چوکیدارہ تعلیم وغیرہ کے لئے خاص تھے۔ فوج کا صرف بھی اس آمدنی سے دیا جاتا تھا۔

ہارون الرشید یا مامون الرشید اور تمام نیکدل بادشاہان اسلام کے عہد میں ٹیکس یا محصول یا جو کچھ کبھی تھا جس کا ذکر ہوا۔ انکم ٹیکس انڈا یکٹری ٹیکس چنگی۔ سرکانہ۔ مارسانہ۔ چوکیداری۔ اسٹامپ وغیرہ کے ناموں سے اس زمانہ میں کوئی واقف نہ تھا۔ مصباح۔

Marfat.com

سپاہیوں نے اب بتدریج مہذّب بننا اور جو تہذیب کہ اُن کے ملک کے چاروں اطراف میں پھیلی ہوئی تھی اُس کو حاصل کرنا شروع کر دیا۔

علوم وفن کی ترقی

مسلمانوں کی حکومت میں علوم وفنون صنعت و حرفت نے مثل زمانہ سابق کے پھر بڑی ترقی کی لیکن ہم کو یہ بات فراموش کرنا نہ چاہیئے کہ یہ سب برکتیں علوم کی عربوں کی وجہ سے نہیں ہیں بلکہ عربوں کی اجازت و سرپرستی سے موجود رہی ہیں اور یہ بات صرف ایرانیوں اور یونانیوں کی وجہ سے تھی کہ یہ علوم وفنون باقی رہے۔

اوّل اوّل کے خلفاء سلطنت اسلام کے ابتدائی زمانہ میں صوبجات مفتوحہ کا نظم ونسق کلی اس قدر دیسیوں کے ہاتھ میں دے رکھا تھا کہ کچھ عرصے تک عرب حکام کی سرکاری خط وکتابت بھی یونانی زبان میں تحریر کی جاتی تھی۔

ایرانی صنّاع اور کاریگر عربوں کی مسجدیں اور محلوں کے نمونے یا نقشے تیار کرتے اور ان کو نقش ونگار سے آراستہ کرتے تھے وہ خوبصورت نقش ونگار عمارت جسکو ہم عربی وضع کا نقش و نگار کہتے ہیں وہ ریگستان کی ناہموار چٹانوں سے اختراع نہیں ہوئے یعنی عربوں کی ایجاد نہیں بلکہ اُس کو شیراز کے باغوں نے سکھایا تھا۔ مراد یہ کہ اُسکے موجد اہلِ ایران ہیں علم سائنس اور فلسفہ وغیرہ یا تو ہندوستانیوں نے یا یونانیوں نے ایجاد کیا۔

معاویہ کی وفات پر یزید کا خلیفہ مقرر ہونا صرف علیؓ کے خاندان کے پیروں ہی کو نہیں بلکہ سب عربوں کو ناگوار گذرا۔ مکہ میں ایک شخص عبداللہ بن زبیر رہتے تھے جن کا کئی سبب تمام مسلمان ادب اور لحاظ کرتے اور اُن سے محبت سے پیش آتے تھے۔ عبداللہ کے باپ زبیر منجملہ ان چند مسلمانوں کے تھے جو سب سے اوّل مسلمان ہوئے تھے اور محمد صاحب کے چچا زاد بھائی اور دلی دوست بھی تھے [illegible] بہادر جنرل تھے۔ ملک افریقہ زیادہ تر ان کی وجہ سے فتح ہوا۔ اور انہوں نے [illegible] قسطنطنیہ کے قریب تک ملک فتح کر لیا۔ زبیر کے بیٹے عبداللہ [illegible] جبکہ (حضرت) محمد صاحب مدینے میں رہا کرتے تھے پیغمبر صاحب اُن سے بہت محبت کرتے تھے ایک دفعہ جب وہ بیمار ہوئے تو پیغمبر صاحب نے بذات خود اُن کی تیمارداری کی۔

امام حسینؓ کی وفات کے بعد اہلِ مکہ نے عبداللہ کو خلیفہ مقرر کر لیا اُس کے [illegible]

Marfat.com

مدینے والوں نے بھی اُن کو خلیفہ تسلیم کر لیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں [illegible] تسلیم کی یزید نے اپنی فوج مدینے کے فتح کرنے کے بھیجی اُس فوج نے مدینے کو فتح [illegible] مکہ ابھی تک فتح نہیں ہوا تھا کہ خلیفہ یزید کی موت کی وجہ سے مکہ کا محاصرہ ختم ہوا اور فوج شام واپس چلی گئی۔

یزید اول کا فسق و فجور

یزید اپنے سادہ اور پابند مذہب مُورث کا بالکل برعکس نکلا اپنی حکومت کے دوران میں جو تین برس چھ مہینے تک رہی اُس نے دنیائے اسلام کو اپنی بے اعتدالیوں سے سخت متنفر کر دیا یزید علانیہ شراب پیا کرتا اور اپنے شعروں میں مذہب اسلام کے پاک مسلوں کے ساتھ تمسخر کرتا اور اُن کی مذمت لکھتا تھا جس بات کی مذہب اسلام میں ممانعت آئی ہے یعنی اسلام میں جو باتیں حرام ہیں ان کی تعریف بیجا اور توصیف بے انتہا کیا کرتا۔ غرضکہ وہ علی الاعلان فاسق اور فاجر تھا۔

جب یزید مر گیا تو اُس کا بیٹا معاویہ محض لڑکا تھا چند مہینے حکومت کر کے اُس نے کہا کہ مجھے خلافت اور بادشاہت کا بوجھ نہیں اُٹھ سکتا اس سے مجھکو معاف رکھا جاوے یہ بوجھ میری طاقت سے بہت زیادہ ہے پھر اُس نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور اُس کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد مر گیا بعض لوگ کہتے ہیں کہ کسی نے زہر دیکر مار ڈالا۔

مروانیوں کی خلافت

یزید کے مرنے پر جو موقعہ خلافت کے لئے پیش آیا اُس سے عبداللہ ابن زبیر نے کچھ فائدہ نہیں اُٹھایا سرداران خاندان بنی امیہ نے مروان[5] کو جو خلیفہ سوم (حضرت) عثمانؓ کا دوست اور عزیز تھا

[5] مروان ابن الحکم قرشی اموی ہے اس کی کنیت ابا عبدالملک ہے یہ مروان حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا دادا ہے جو مذہب اسلام میں مجدد اول اور نہایت نیک نفس آدمی ہوئے ہیں مروان سنہ ۲ ہجری میں پیدا ہوا کتاب اکمال فی اسماء الرجال جناب مولٰنا شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی میں تحریر ہے کہ مروان نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھا اس لئے کہ آنحضرت رسول مقبول نے اُس کے باپ حکم کو شہر طائف کی طرف جلاوطن کر دیا حکم مع اپنے پسر مروان کے اس وقت سے تا زمانہ خلافت خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ طائف کے اطراف ہی میں رہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب خلیفہ منتخب ہوئے تو آپ نے حکم کو مدینہ منورہ میں بلا لیا اُس کے ساتھ ہی مروان بھی آیا پھر یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خاص منشی مقرر ہو گیا اور اس کی وجہ سے جس قدر کشت وخون اور فتنے مسلمانوں میں ہوئے ہیں وہ سب حال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نوٹ میں اس سے پیشتر تحریر کیا گیا ہے مروان نے بہت سے صحابیوں سے حدیث روایت کی جس میں عروہ ابن زبیر اور علی ابن حسین رضی اللہ عنہما داخل ہیں۔ مروان ۶۵ برس کی عمر میں بمقام دمشق زہر سے مارا گیا۔ یہ علی ابن حسینؓ حضرت زین العابدین کے لقب سے زیادہ مشہور ہیں اکمال فی اسماء الرجال میں آپ کے حال میں تحریر ہے کہ ابن عیینہ نے کہا کہ علی ابن حسینؓ نے حج کیلئے جب احرام باندھا تو منہ آپ کا زرد ہو گیا اور کانپنے لگے اور لفظ لبیک نہ کہہ سکے آپ سے دریافت کیا گیا کہ لبیک کیوں نہیں کہتے فرمایا کہ ڈرتا ہوں کہ لبیک زبان سے نکالوں اور وہاں سے یہ جواب آوے کہ لا لبیک۔ آپ سے کہا گیا کہ یہ لبیک کہنا تو منجملہ مناسک حج کے ہے اور کہنا ضروری ہے یہ سن کر آپ نے لبیک کہا مگر یہ لفظ کہتے ہی آپ پر غشی طاری ہوئی اور سواری سے اسی حالت میں نیچے زمین پر گر پڑے مدہوشی سے کسی طرح افاقہ نہ ہوا غش پر غش آیا [illegible] اسی حالت میں قضا فرمائی سنہ ۹۴ ہجری میں آپ کا انتقال ہو گیا ۱۲ مصباح۔

Marfat.com

تخت خلافت پر جانشینی کے لئے پسند کیا۔ مروان کو اُس کی بیوی نے مار ڈالا اور اُس نے بہت ہی کم عرصہ یعنی صرف نو مہینے تک حکومت کی۔ مروان کی حکومت کے دوران میں مختلف فرق اور قوموں میں طاقت اور اقتدار حاصل کرنے کے لئے بڑی بڑی خونریز لڑائیاں ہوتی رہیں اور تمام سلطنت میں بدانتظامی اور بدامنی پھیل گئی۔ علاوہ ابن زبیر کے جو مکہ میں تھے کوفہ کے آدمی یعنی پیروان خاندان علیؓ اور خارجی جو علیؓ سے جنگ صفین میں علیحدہ ہو گئے تھے یہ سب برسر جنگ تھے اور اُن کی وجہ سے سلطنت میں فتور پڑا ہوا تھا۔ نااتفاقی کے عنصر صرف یہی لوگ نہ تھے کیونکہ مسلمانوں میں ایک دقت پیدا کرنے والا سبب اور بھی موجود تھا اور جو اُسی قدر عظیم الشان اور قوی تھا جیسے کہ عرب اور ایرانیوں میں قومی نفرت تھی یعنی یہ وہ دشمنی تھی جو ایک طرف خالص خانہ بدوش عرب قوموں میں تھی جو مضرؐ کو اپنا مورث بیان کرتے ہیں اور قریش بھی جس کی اولاد میں ہیں گو کہ بہت عرصہ سے قریشی مکہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ دوسری طرف ذرا کچھ تہذیب یافتہ یمن کی قومیں تھیں ان دونوں فریقوں میں پرانے زمانے سے ایسی سخت دشمنی اور عناد آپس میں چلا آتا تھا جو ناقابل رفع تھا گو مذہبی جوش اور آرزوئے فتحمندی نے ان دونوں فریقوں کو کچھ عرصہ کے لئے آپس میں ایک دوسرے سے متفق کر دیا تھا لیکن اُن کی خفیہ دشمنی کی دبی ہوئی آگ بھڑکنے کے شعلے پیدا کرنے کیلئے ہر وقت تیار رہتی تھی۔

دوسرا بہت بڑا سبب خطرہ کا سلطنت کو یہ تھا کہ صوبجات کے عاملوں (گورنروں) کو فوجی اختیارات بھی تفویض ہوتے تھے اور یہ فوجی اختیارات گورنروں کو اکثر اس بات کی ترغیب دیتے کہ وہ خلیفہ کی حکومت سے مقابلہ کرنے کو تیار ہو جاتے اور اپنے تئیں خود مختار سمجھتے تھے اس طور سے مذہبی جوش قبیلوں کی دشمنی۔ قومی عناد۔ خانگی فساد۔ اور ذاتی خواہش یہ سب باتیں اس بات کا خوف دلا رہی تھیں کہ در عالیشان عمارت جس کو محمد صاحب (صلعم) اور اُن کی فتحمندیوں نے تعمیر کیا تھا خراب ہو جائیگی۔

لہ رسول مقبول مضر کی ۸ اویں پشت میں ہیں جیسا کہ نسب نامہ سے ظاہر ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی ابن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان وغیرہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مورثوں میں سے ۱۲ مورث کا لقب قریش پڑ گیا تھا بوجہ اس کے کہ ان کا اپنی تمام قوم پر غلبہ اور دبدبہ بہت تھا اور قریش ایک دریائی جانور کو کہتے ہیں جو بہت ہی بڑا ہوتا ہے اور کوئی جانور اس کا شکار نہیں کر سکتا اور وہی سب پر غالب رہتا ہے سو اس کو بسبب غلبہ کے قریش کہتے ہیں انہیں فہر کی قوم قریش مشہور ہوئی ۱۲۔ مصباح

Marfat.com

خاندانِ بنی اُمیہ کی کامیابی کا سبب یہ تھا کہ اُن میں تخت پابندی [illegible] انجام دہی کا خیال نیکیاں اور غیر زائل بہادری اور شجاعت تھی جو کہ سرداران [illegible] ہوا کرتی ہے لیکن جبکہ بنی اُمیہ کو عروج ہوا وہ عیش و عشرت میں پڑ گئے۔ اس طرح اُن کی سادگی کی امیری اور بے تکلف طرزِ زندگی جاتی رہی اور شاہانہ عیش و عشرت کا طریقہ اختیار کر لیا تو اُن پر فوراً زوال اور ادبار آ گیا۔

خلیفہ عبدالملک

مروان کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا عبدالملک تخت نشین ہوا۔ اُس نے مذکورہ بالا تمام بدانتظامیوں۔ بدامنیوں اور خانہ جنگیوں کے روکنے کا کچھ انتظام کیا یہ خلیفہ نہایت اولوالعزم اور صاحب لیاقت تھا سلطنت کو طاقتور اور عظیم الشان اور مضبوط بنانے کی ترکیبوں سے پورے طور سے واقف تھا۔ سرکاری زبان کہ جس میں سلطنت کے امورات اور واقعات تحریر کئے جاتے تھے وہ اب تک فارسی زبان تھی۔ اس خلیفہ نے فارسی کی بجائے عربی زبان کو سرکاری زبان مقرر کیا گفتگو اور تقریر کی آزادی جو خلفائے سابقین نے اپنی رعایا کو عطا کی تھی۔ وہ رعایت اُس نے حسد سے موقوف اور منسوخ کر دی اور عرب کے صوبوں کو اپنی حکومت میں شامل کر لیا۔

حجاج بن یوسف

الحجاز[1] کو جو ایسا ظالم اور خونخوار حاکم تھا کہ تواریخ اسلام میں اُس سے زیادہ کوئی خونخوار اور ظالم نہیں مل سکتا عبدالملک نے مکہ میں بھیجا جس نے مکہ کو فتح کر کے عبداللہ بن زبیر کو ۹۲ھ میں مروا ڈالا۔

کبوتر حرم

عبدالملک نے تخت نشینی سے پہلے مدینہ میں دین الٰہی اور علم دین اس قدر محنت سے حاصل کیا تھا کہ اُس کا لقب مسجد کا کبوتر پڑ گیا۔ اس لئے کہ مثل اس پرندہ کے وہ اس پاک مزار سے کبھی باہر نہیں نکلتا تھا رات دن وہیں رہتا تھا اور قرآن شریف پڑھا کرتا تھا جبکہ اُسے اُسکے باپ مروان کے مرنے کی خبر اور اُسکے تخت نشین ہونے کی اطلاع دی گئی تب اُس نے قرآن شریف کو جس کو وہ اُس وقت

---

[1] سہو قلم سے الحجاز لکھا ہے۔ دراصل نام حجاج ہے یہ حجاج بن یوسف ثقفی ہے۔ خلیفہ عبدالملک نے بعد اس کے اس کو عراق کا گورنر مقرر کر دیا۔ اس کا ظلم حاتم کی سخاوت سے کم مشہور نہیں ہے حجاج کی سفاکیاں زیادہ تر ائمہ مذہب اور شیدایان دین پر تھیں صحابہ کرام اور عامہ مسلمین کی تعداد جو حجاج نے قتل کرائی ایک لاکھ بیس ہزار ہے اس کے ظلم کی انتہائی تعریف یہ ہے جو عمر بن عبدالعزیز نویں خلیفہ خاندان بنی امیہ نے کی ہے۔ (کہ اگر پیغمبروں کی امتیں سب مل کر اپنے اپنے زمانہ کے بدکاروں کو پیش کریں اور ہم صرف حجاج کو مقابلہ میں لاویں تو البتہ ہمارا پلہ بھاری رہیگا) بے سقف قید خانہ اسی کا ایجاد ہے مرد عورت سب کو ایک زنجیر میں اُس نے قید کیا صحرا نشین لوگوں کے ہاتھ پر اُن کے اور اُن کی ولادت گاہ کے نام گدوا دیے تھے یہ پہلے جس کے دربار میں ہزار خوان کھانے کے اہل مجلس کے سامنے رکھے گئے وہ یہی حجاج ہے ۱۲

پڑھ رہا تھا یہ کہکر ہنس دیا کہ "اب میں تم سے جدا ہوتا ہوں" اور اُسکے بعد وہ بالکل سلطنت کے کاموں میں مصروف اور مشغول ہو گیا۔

صخرہ

عبدالملک بن مروان کا سب سے بڑا عظیم الشان کام بیت اللحم کی چٹان[1] پر قبہ کی عالیشان عمارت کی تعمیر ہے یہ عمارت گو خاص کر پولٹیکل ضرورتوں کی وجہ سے بنائی گئی تھی اور نیز اس غرض سے تاکہ حاجی مکہ (شریف) کو نہ جا کریں جو اُس کے حریف عبداللہ بن زبیر کا دارالخلافہ تھا تاہم یہ عمارت اُس کی فیاضی کی ہمیشہ رہنے والی یادگار ہے۔

خاندان بنی امیہ پر زوال آنے کا سبب

عبدالملک کی وفات پر تخت خلافت پر اُس کا بڑا بیٹا ولید اس شرط سے جانشین ہوا کہ ولید کی وفات پر تخت خلافت پر عبدالملک کا دوسرا بیٹا سلیمان ولید کا جانشین ہووے مگر ولید یہ چاہتا تھا کہ میرا بیٹا عبدالعزیز میرے بعد جانشین ہو اس لئے ولید نے سابقہ انتظام کو یعنی اپنے بھائی سلیمان کی جانشینی کو منسوخ کرنا چاہا۔ حجاج اور دوسرے سرداروں کی مدد سے ولید نے اپنے برادر سلیمان سے حق خلافت کا باضابطہ باز دعویٰ لینے کی تدبیر نکالی۔ سلیمان نے یمنی سرداروں سے مدد چاہی۔ اب ہر دو فریقین کے چھپے ہوئے حسد اور غصہ کی دبی ہوئی آگ بھڑک اُٹھی تمام سلطنت

[1] بیت المقدس میں مسجد اقصیٰ کے اندر یہ چٹان ہے اس کا نام صخرہ ہے اوّل اوّل سب مسلمان نماز صخرۂ بیت المقدس کی جانب پڑھا کرتے تھے اور آنحضرت صلعم نے بھی بعد ہجرت ۱۶ یا ۱۷ مہینے طرف صخرہ شریفہ کے نماز پڑھی۔ بعد ازاں بحکم وحی کعبہ شریف کی طرف نماز پڑھنے لگے مسجد اقصیٰ کی بنا حضرت داؤد علیہ السلام نے ڈالی تھی پھر دوبارہ اُس کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بڑی رفعت اور شان کے ساتھ بنائی اور نیز ایک زمردین قبہ طلائی تیار ہوا۔ دنیا کے بڑے بڑے عجائبات میں سے ایک یہ عمارت بھی ہے۔ صخرہ شریف اُس کے اندر تھا اور وہ عمارت ۴۰۰ برس تک قائم رہی پھر ۵۸۷ سال قبل مسیح علیہ السلام کے بخت نصر بادشاہ نے مسجد اقصیٰ پر فوج کشی کی اور بنی اسرائیل کو قتل اور ہلاک کیا۔ شہر اور مسجد اقصیٰ کو جلا دیا اور ڈھا کر پاٹ ڈالا اور تمام سونا اور چاندی لوٹ کر لے گیا جب رومی غالب ہوئے انہوں نے ازسرنو اس قبہ کی تعمیر کی اور ایک عرصہ کے بعد خود اُس کو خراب کر دیا۔ یہاں تک کہ اس میں کوڑا کرکٹ پڑنے لگا خلیفہ دوم عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں اس کی شکست و ریخت کی ترمیم کی اور خادم و مؤذنین اور مصارف ضروریہ [illegible] اور روشنی کے مقرر کئے پھر عبدالملک بن مروان نے اپنی خلافت کے سال یعنی ۶۶ھ میں [illegible] سے عمارت مسجد اقصیٰ اور قبہ صخرہ شروع کی ۸ سال تک بڑے اہتمام کے ساتھ یہ عمارت [illegible] اور اسی عہد میں درمیان زنجیر قبۃ الصخرہ کے ایک بیش قیمت بڑا موتی اور دونوں سینگ دنبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اور تاج کسریٰ معلق تھا پھر جب بنی ہاشم کی سلطنت ہوئی ان چیزوں کو کعبہ شریف میں لے آئے مسٹر باہر کا یہ خیال کہ یہ عمارت اس غرض سے بنوائی گئی تھی کہ حجاج لوگ مکہ نہ جایا کریں درست نہیں کیونکہ حج سوائے کعبہ کے اسلامی مذہب میں دوسری جگہ نہیں ہو سکتا غرض یہ تعمیر محض ثواب یا یادگار کی نیت سے خلیفہ عبدالملک نے بنوائی تھی۔ اس خلیفہ کا لقب المرفق لامر اللہ تھا اسلام میں یہ اول خلیفہ ہے جس نے درم و دینار پر سکہ منقوش کیا۔ سکہ میں ایک طرف الواحد اور دوسری طرف اللہ الصمد مضروب کیا۔ قبل اس کے درم اور دینار رومی اور کسریٰ مروج تھے ۱۲ مصباح الدین احمد عفی عنہ۔

Marfat.com

بغاوت اور خانہ جنگیوں کا سلسلہ شروع ہوگیا جسکا نتیجہ آخر کار یہ نکلا کہ بنی امیہ خاندان پر ادبار آ کر زوال آگیا۔

ولید ۹۶ھ میں مرگیا اور اس کا بھائی سلیمان اُس کا جانشین و خلیفہ مقرر ہوا اس نے بھی مثل اپنے بھائی کے یہ چاہا کہ اُس کے بعد بھی اس کے بیٹوں میں سے ایک نہ ایک اُس کا جانشین مقرر ہو لیکن اپنے مشیروں کی صلاح پر کاربند ہوکر سلیمان اس ارادے سے باز رہا اور اپنی مہری اور دستخطی ہدایتیں تحریر کرلیا گیا کہ میری وفات کے بعد عمر بن عبدالعزیز جو مروان کا پوتا ہے میرا جانشین ہوئے چنانچہ اُس کے مطابق اُس کی وفات کے بعد عمر بن عبدالعزیز خلیفہ مقرر ہوئے۔

خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز

عبدالملک اور ولید دونوں خلفاء کے دوران حکومت میں سلطنت کی حدود متواتر اور مسلسل فتوحات سے بہت بڑھ گئیں اور ایک عظیم الشان سلطنت ہوگئی۔ ممالک اسپین (اندلس)، ہندوستان اور سنٹرل ایشیا یہ سلطنت میں شامل ہوگئے۔ عبداللہ ابن زبیر کی وفات اور مکہ شریف کے فتح ہو جانے سے ملک عرب میں بھی امن و امان اور خاموشی ہوگئی۔ حجاج جس نے کہ ملک عرب میں یہ فتوحات حاصل کی تھیں صوبجات عراق کا گورنر مقرر ہوا ملک عراق اُس وقت بڑی بدنظمی کی حالت میں تھا اور مخل امن و امان ہو رہا تھا۔ حجاج نے وہاں بڑی خونریزی اور ظلم سے حکومت کی۔

مسلمانوں کی سلطنت کی وسعت

خاندان بنی امیہ میں سے ولید اولوالعزم بادشاہوں میں سے آخری بادشاہ تھا۔

یزید ثانی جو عمر بن عبدالعزیز (رحمۃ اللہ علیہ) کے بعد تخت نشین ہوا اس کے عادات و اطوار اچھے نہ تھے۔ اگرچہ یزید ثانی کو یہ یاہوکہ اُسکے بھائی مسلمہ کو یمنی فرقہ کی ایک زبردست بغاوت کے فرو کرنے میں کامیابی ہوئی لیکن اس فتح کے حاصل کرنے میں جس قدر کشت و خون ہوا اُن کی وجہ سے اُن قوموں میں جو برسر عناد تھیں اور بھی زیادہ حسد اور نفرت اور دشمنی بڑھ گئی۔

لہ موافق اس بشارت کے ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا ترجمہ بیشک اللہ تعالیٰ اُٹھاویگا اس امت کے لئے سرے پر ہر صدی کے ایسا شخص کہ تازہ کرے اُس کے لئے دین اس کا تو ہر صدی کے سرے پر اللہ تعالیٰ ایک مجدد پیدا کرتا رہا اور اُس کے ہاتھ سے تجدید دین کی ہوتی رہی اور ائمہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین مجدد دین کے وجود سے دین متین اسلام کی بنیاد اور اساس مستحکم اور مضبوط ہوتی رہی چنانچہ اول صدی کے مجدد عمر بن عبدالعزیز ہوئے جو نوبی خلیفہ بنی امیہ سے ہیں۔ ان کی خلافت میں تمام ملک میں عدل و انصاف علم و عمل خیر و برکتیں گویا دوبارہ جان پڑ گئی ایک مدت سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر خطبوں میں جو لعن و طعن پڑھا جاتا تھا یک لخت موقوف کر دیا گیا۔ بنو امیہ شہزادوں کی جاگیریں چھین لیں جہاں جہاں ظالم اور سفاک عمال اور حکام تھے یک قلم سب کو معزول و موقوف کر دیا اس سے بڑھکر یہ کہ علوم کو وہ رونق دی کہ گھر گھر بھی چرچے پھیل گئے۔ امام زہری کو حکم دیا کہ حدیثوں کو یکجا کریں جب حدیثوں کا یہ مجموعہ تیار ہو گیا تو ممالک اسلام میں اس کی نقلیں بھجوائیں۔ ۱۲ مصباح

Marfat.com

یزید ثانی ۱۲۵ھ میں مرگیا اور اس کا بھائی ہشام اُس کا جانشین ہوا۔

ہشام

ہشام نے مختلف صوبجات میں بجائے اپنے بھائی بندوں کے یعنی اپنے خاندان کے لوگوں کی جگہ یمنی سرداروں کو اپنا نائب مقرر کیا۔ اب تک ان عہدوں پر صرف بنی اُمیہ ہی ہوا کرتے ہیں اس طرح سے ہشام کچھ عرصہ کے لئے اپنی سلطنت کے ایک حصہ میں امن و امان قائم کرنے میں کامیاب ہوا لیکن اُس کے بخل اور کنجوسی کی وجہ سے اُس کی رعایا کو اُس سے محبت نہیں رہی۔ ہشام ۱۲۵ھ میں مرگیا اور اُس کا بھتیجا ولید ثانی جانشین ہوا۔

ولید ثانی

ولید ثانی بڑا زانی اور فضول خرچ تھا اُس نے تخت خلافت پر بیٹھتے ہی وہ تمام خزانے اڑا دائے اور خرچ کر دیئے جن کو ہشام نے جوڑ جوڑ کر جمع کیا تھا ولید ثانی کی یہ حکایت مشہور ہے کہ ایک مرتبہ اُس نے قرآن شریف سے ایک فال نکالی۔ جیسا کہ یورپ میں ڈل ایجز[1] میں ورجیل[2] کی کتاب سے فال نکالا کرتے تھے۔ تو فال میں قرآن شریف کی یہ آیت نکلی جس کا ترجمہ یہ تھا کہ سرکش اور ظالم بادشاہ ہمیشہ مایوس رہتے ہیں اور اپنی مُراد کو نہیں پہنچتے" اس پر ولید ثانی کو نہایت غصہ آیا اور پاک قرآن کو زمین پر غصہ سے پھینک دیا اور فی البدیہہ دو شعر پڑھے جن کا مطلب یہ تھا کہ میں سرکش اور ظالم بادشاہ ہوں کیا تو مجھے ڈراتا ہے درحقیقت میں ایک ظالم اور سرکش بادشاہ ہوں۔ تو سچا ہے جبکہ حشر کے روز تو خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو تو کہدینا کہ ولید نے داہنے ہاتھ سے تو اس طرح پھاڑا گیا۔"

قرآن کے ساتھ سوادبی کرنے کا نتیجہ

تمام مورخین کا بیان ہے کہ اس واقعہ کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ولید ثانی مار ڈالا گیا ولید ثانی بوجہ اپنی فیاضیوں اور سخاوتوں کے اپنی رعایا میں ہر دلعزیز ہو گیا تھا اس وجہ سے اس کو بھی اپنے بیٹے کو اپنا ولیعہد مقرر کرنے کی تحریص ہوئی اس نے بھی

[1] یورپ میں ڈل ایجز کا زمانہ (گو ٹھیک ٹھیک طور سے تو اس زمانہ کا کوئی خاص تعین نہیں ہوا) ہزار برس کا عرصہ سمجھا جاتا ہے جو پانچویں صدی عیسوی سے شروع ہو کر پندرھویں عیسوی صدی کے اختتام پر ختم ہوتا ہے۔ ۱۲

[2] ورجیل زمانہ قدیم کا اٹلی کا ایک شاعر ہے۔ اُس کے اشعار رزمیہ ہوا کرتے تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ستر برس پیشتر پیدا ہوا اور ۱۹ برس قبل مسیح کے مرگیا کئی کتابیں اسکی تصنیف کی مشہور ہیں منجملہ انکے ایئنیڈ اور بوسل بہت مشہور ہیں ۱۲ مصباح

تجربہ کیا یعنی اپنے بیٹوں میں سے ایک کو جو نہایت ہی خورد سال تھا اپنا جانشین مقرر کیا اور ولیعہد اول کے بیٹوں نے اس بات سے فطرتی طور سے مخالفت کی اور ولید ثانی کی حکومت کے برخلاف سازشیں شروع کر دیں۔ اسی اثنار میں ولید ثانی نے اس سے بھی بڑھکر یہ غلطی کی کہ یمنی سرداروں میں سے ایک سردار کو جو نہایت ہر دلعزیز تھا اور ولید اول کے زمانہ میں صوبہ عراق کا گورنر بھی رہ چکا تھا اور اب امن وامان سے دمشق میں سکونت پذیر تھا اُس کے ایک پولٹیکل دشمن کے حوالے کر دینے اور مار ڈالنے کی اجازت دیدی یمن کی تمام قوموں نے اپنی قوم کے اس مقتول آدمی کا بدلہ لینے کے لئے بغاوت کر دی اور ولید اول کے بیٹے یزید کو اپنا پیشوا اور سردار مقرر کر کے ولید ثانی پر حملہ کر دیا اور اس کو مار ڈالا۔ ولید ثانی کی جگہ یزید سوم خلیفہ مقرر ہوا یزید سوم نے صرف ۶ ماہ خلافت اور حکومت کی۔ یہ خلیفہ ۷۴۴ء میں مرگیا اور مروان اول کا پوتا مروان ثانی اُس کا جانشین اور خلیفہ مقرر ہوا مروان اسوقت آرمینیا اور آذربائیجان کا گورنر تھا۔ مروان نے قواعدداں سپاہیوں کے ایک لشکر عظیم کے ساتھ جس میں کہ بالکل مصری نسل کے عرب تھے یمنیوں کی ایک فوج کثیر کو جو غیر قواعدداں تھی بڑی آسانی سے شکست دی جنہوں نے یزید کے بھائی ابراہیم کو خلیفہ مشتہر کر دیا تھا ان کو شکست دیکر مروان نے حکومت اور خلافت اپنے ہاتھ میں لے لی۔

مروان ثانی کی تمام سلطنت میں بغاوت ہو جانا

مروان ثانی اپنی قوم مضری کی بڑی طرفداری کیا کرتا تھا اس لئے یمنی عربوں میں اس کی جانب سے بددلی کا ایک طوفان پھیل گیا۔ دوسری قوموں نے بھی اس موقع سے فائدہ اُٹھایا اور سلطنت کے تمام طول وعرض میں یکساں بغاوت پھیل گئی۔ مروان ثانی کی برموقعہ اور فوری زبردست تدابیر سے ملک شام میں بہت جلد امن ہو گیا۔ ملک عرب جسپر خارجیوں نے قبضہ کر لیا تھا مروان نے سب کا سب فتح کر لیا۔ اس عرصہ میں ایک نئی بغاوت اور واقع ہوئی جس نے تمام واقعات کی رو کو پلٹ دیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ

اب تک ہمنے محمد صاحب (صلعم) کے خاندان کی ایک شاخ کا بہت تذکرہ نہیں کیا جسکی تقدیر میں بھی اسلام کی تاریخ میں بہت بڑا کام انجام دینا تھا یعنی عبدالمطلب کے ایک اور بیٹے عباسؓ کے خاندان کا عباسؓ پیغمبر صاحب کے چچا تھے اگرچہ اوّل اوّل عباسؓ نے مذہب

Marfat.com

اسلام کو قبول کرنے سے انکار کیا لیکن آخر کار اُنہوں نے یہ مذہب اختیار کر لیا اور اُنکے بیٹے عبداللہ جو ابن عباسؓ کے نام سے زیادہ تر مشہور ہیں مذہب اسلام کے بڑے عالم اور فاضل تھے اُن کی رائے قرآن شریف کے علم اور اس کی تفسیر کے لئے زیادہ مستند مانی جاتی ہے۔

ابن عباس (رضی اللہ عنہ) کے کئی بیٹے ہوئے لیکن اُن کے سب سے چھوٹے بیٹے علیؓ کے اولاد ہوئی اور علیؓ کے بیٹے عبداللہ نے اوّل اوّل خلافت کی خواہش کی اور یہی عبداللہ ہیں کہ جو خلفائے عباسیہ کے مورث اول ہوئے ہیں۔

محمد ابن عباس نے علی ابن ابی طالب کی اولاد کا ساتھ دیا اور اُن کی رفاقت کی آخر کار لوگوں نے اُن کو امام یعنی پیشوائے دین تسلیم کر لیا اس کے بعد فوراً ہی اُنہوں نے ایران میں اپنے مذہبی مسئلوں کو شائع کرنا شروع کر دیا۔ ایران میں بغاوت کے لئے ہر ایک چیز تیار تھی کیونکہ فاتح عرب مفتوح ایرانیوں میں مثل جنگی قوم کے رہتے تھے اور اُن سے حقارت سے پیش آتے تھے۔ ایرانیوں سے میل جول نہیں رکھتے تھے بالکل علیٰحدہ رہتے تھے اور ہر طور سے ایرانیوں کی مغرور اور زود رنج خلقت کو صدمہ پہنچاتے تھے۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جن ایرانیوں نے اسلام قبول کر لیا تھا وہ علی اور اُن کے خاندان کے بڑے سرگرم طرفدار ہو گئے اس لئے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ عباسیوں کے نقیب یا جاسوسوں کی باتیں ساسانی بادشاہوں کی سابقہ رعایا نے فوراً سننا شروع کر دیں محمد ابن عباس ۱۲۵ھ میں مر گئے اور اُن کے بیٹے ابراہیم کو لوگوں نے امام تسلیم کر لیا۔

ایران میں عباسیوں کے خفیہ جاسوس برابر اپنی کارروائیوں میں مشغول تھے۔ اب تک موقعہ لڑائی اور سرکشی کے لئے مناسب آگیا یمنی اور مضری اقوام کی مسلسل و علانیہ لڑائیاں تمام سلطنت میں اور خاص کر خراسان میں ہو رہی تھیں۔ ابراہیم نے ایک شخص ابو مسلم کو اپنا رفیق بنا لیا۔ ابو مسلم کے نسب وغیرہ کا حال تو معلوم نہیں لیکن وہ ایک بڑا عقلمند اور اُولو العزم بہادر سپاہی تھا اور اس کو خاندان عباسیہ سے بہت الفت تھی۔ امام ابراہیمؒ نے ابو مسلم کو اُس کے وطن صوبہ خراسان میں اپنا کارندہ مقرر کر دیا۔ اسی اثناء میں امام زین العابدین خلف امام حسینؓ کا ایک پوتا جو جائز و مستحق امام تھا مار ڈالا گیا۔ ابو مسلم نے اس کی نعش دفن کی اور اپنے

Marfat.com

تمام پیرؤوں کو حکم دیا کہ وہ کالے کپڑے پہن لیں۔ ابو مسلم نے خود ایک سیاہ [illegible] اپنے پیشوا یا امام کی وفات پر اظہار رنج کے لئے تھی۔ اُس دن سے سیاہ رنگ خاندان [illegible] کا مخصوص رنگ ہوگیا۔ خراسان کی آبادی کے ایک بڑے حصے نے فوراً یہ [illegible] اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عباسیوں کی تجویزیں وہاں کس قدر جلد کامیاب ہوگئیں۔ ابو مسلم نے [illegible] تئیں کافی طور سے ایک لشکر عظیم کا سردار پاکر علانیہ بغاوت کر دی اور ایک لشکر عراق کے فتح [illegible] کو بھیجدیا۔ کوفہ والوں نے فوراً اطاعت کرلی کیونکہ ان کو یہ اُمید ہوگئی کہ علیؓ کا خاندان اب پھر بحال اور بدستور سابق پیشوا ہو جائیگا۔

عبداللہ عباسی کا خلیفہ مقرر ہونا

اس اثناء میں ایک خط جو ابو مسلم نے امام ابراہیم کو بھیجا تھا مروان کے ہاتھ پڑگیا اور امام ابراہیم کو مروان نے مروا ڈالا مگر انہوں نے قبل اس کے ایک خط کسی ترکیب سے بھیجکر اپنے بھائی عبداللہ کو اپنا جانشین مقرر کردیا۔ یہ عبداللہ کوفہ میں خلیفہ مشتہر کئے گئے۔ مروان نے اگرچہ بڑی بہادری سے جی توڑ کر اُن کا مقابلہ کیا لیکن اس کو شکست ہوئی اور بالائی مصر میں مروان بڑی عقوبت سے قتل کردیا گیا۔

بنی امیہ کا قتل ہونا

نئے خلیفہ عبداللہ نے اپنی خلافت اور حکومت نہایت خونریزی اور کشت وخون سے شروع کی۔ خاندان بنی امیہ کے ہر ایک فرد بشر کو اور اُس کے طرفداروں کو تہ تیغ بے دریغ کیا ایک دفعہ خاندان بنی اُمیّہ کے ستّر سے زیادہ اشخاص کو خلیفہ عبداللہ نے اپنے محل میں بلاکر جن سے کہ اُس نے معافی خطا کا اقرار کرلیا تھا دغا بازی سے مروا ڈالا اور نطع یا چمڑے کے وہ تشت جو قتل کرنے کے وقت استعمال کئے جاتے تھے ان کو بطور دسترخوان کے بنی امیہ کی نعشوں کو ہموار کرا کے اُنکے اوپر بچھوا دیا اور اسپر بیٹھکر کھانا کھایا۔ مقتولین میں سے اگر کسی سسکتے ہوئے آدمی کے ایک آدھ سانس کی آواز آجاتی تھی تو اُس پر خوب قہقہہ لگاتا اور تمسخر کرتا تھا اسی وجہ سے اسکا لقب السفاح یعنی خونریز مشہور ہوگیا۔ السفاح نے چار برس اور کچھ مہینے حکومت کی اور ۱۳۶ھ میں مرگیا۔

خلیفہ منصور عباسی

اُس کی جگہ اس کا بھائی ابو جعفر الملقب بہ منصور اس کا جانشین اور خلیفہ مقرر ہوا۔ در بار خلافت میں منصور کی حکومت میں ایرانیوں کا زیادہ غلبہ ہوگیا۔ تمام سلطنت میں ابو مسلم خراسانی کہ جس کی وجہ سے عباسیوں کو حکومت اور ثروت ملی تھی سب سے زیادہ طاقتور اور مقتدر آدمی تھا لیکن عربوں کو یہ بات دل سے پسند نہ تھی اور خلیفہ منصور نے خود بھی اپنی قوم کی دولت

اور ثروت اور حکومت کے بانی کو اپنے سے علیحدہ کرنا چاہا۔

ابو مسلم کا قتل ہونا

المنصور نے بہزار دقت اور اعلیٰ اعلیٰ درجہ کی جھوٹی قسمیں کھا کے ابو مسلم کو اپنی ملاقات کے لئے بلوایا اور کئی دن تک نہایت شان و شوکت سے اس کی دعوتیں اور ضیافتیں کیں تاکہ اس کو کسی قسم کا شک و شبہ نہ ہو اور موقعہ پاکر اُس کو بڑی بے رحمی سے مروا ڈالا المنصور بڑا سخت گیر نہایت بخیل اور کنجوس بادشاہ تھا۔ یہ خلیفہ ۷۶۰ئہ میں مرگیا اور اس کا بیٹا محمد المقلب بہ المہدی اُس کا جانشین ہوا۔

مہدی کی خلافت

مہدی عادات و اطوار میں اپنے باپ کا عکس تھا اُس کا وزیر اور مشیر خاص یحییٰ ابن داؤد تھا یحییٰ نسلاً ایرانی اور مذہباً شیعہ تھا یحییٰ ابن داؤد کی وزارت میں ایرانیوں کو اور بھی زیادہ اقتدار حاصل ہوا۔ وہ مذہب اسلام سے بے پروائی اور علانیہ طور سے حسد کرنے لگے اُس نے علیؓ کی اولاد میں سے ایک شخص کو قتل کرنے میں غفلت کی اور اس طرح اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں سہل انکاری کرنے سے مہدی اُس سے ناراض ہوگیا اور اُس کو قید خانہ میں مقید کردیا۔ جہاں سے وہ بزمانہ خلافت ہارون الرشید رہا ہوا۔

حکیم المقنع

مہدی کے دوران خلافت میں ایک شخص المقنعؒ نامی نے نبوت اور پیغمبری کا دعویٰ کیا۔ یہ برقع پوش پیغمبر خراسانی کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔

ہادی کی خلافت

مہدی ۷۸۶ئہ میں مرگیا اور یہ وصیت کرگیا۔ کہ میرے بعد میرا بیٹا الہادی میرا جانشین ہو اور جبکہ ہادی مرجاوے تو میرا دوسرا فرزند ہارون الرشید تخت خلافت پر متمکن ہووے۔

لہ صرف نبوت ہی کا دعویٰ نہیں کیا تھا بلکہ حکیم المقنع نے خدائی کا دعویٰ [illegible] یک چشم باشندۂ مرو تھا۔ اپنے علمی کمالات سے چاہ نخشب [illegible] روشنی ۶ میل تک پہنچتی تھی لیکن مقام ماوراء النہر میں ۱۶۱ھ میں جب اُس نے علم بغاوت بلند کیا اور خلیفہ کا لشکر مقابلہ میں صف آرا ہوا تو اُس نے قلعہ بند ہو کر خودکشی کرلی۔ ۱۲ مصباح احمد

Marfat.com

باب اول

ہارون الرشید کی تخت نشینی

ولادت

ہارون الرشید بغداد کے خلفاء عباسیہ میں سے پانچواں خلیفہ ہے۔ اس کا پورا نام ہارون بن محمدؒ ابن عبداللہ ابن محمدؒ ابن علی بن عبداللہ ابن عباسؓ ہے ایک روایت کے بموجب ہارون ماہ ذی الحجہ کے آخری دن ۱۴۵ھ ہجری مطابق ۲۰ مارچ ۷۶۳ء میں اور دوسری روایت کے موافق یکم محرم ۱۴۹ھ ہجری مطابق ۵ افروری ۷۶۶ء میں شہر رے میں پیدا ہوا ہارون الرشید کی عمر تخت نشینی کے وقت بائیس برس کی تھی۔

سنہ جلوس

علمی فضیلت

تمام مورخین کا جنہوں نے کہ اس کی سوانح عمری لکھی ہے اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام خلفاء سے بڑھکر ہارون الرشید جامع جمیع صفات۔ بڑا عالم اور فاضل بلیغ وفصیح اور بہت ہی فیاض اور سخی تھا۔ اگرچہ اُس کا نام زبان زد خاص وعام ہے اور اُسکے زمانہ میں بہت سے مشاہیر کا بھی بوضاحت تواریخ میں ذکر آیا ہے لیکن درحقیقت عوام الناس کو ہارون الرشید کے خانگی حالات اور ذاتی تعلقات کا بہت کم علم ہے۔

ہمارا ارادہ ہے کہ اس کتاب میں ہارون الرشید کی زندگی کے سوانح صرف بحیثیت شہنشاہ اسلام ہی کے نہیں بلکہ بطور عام آدمی کے بھی اس کا حال تحریر کریں۔ اسی اولوالعزم شہنشاہ کی وجہ سے جو کہ بھیس بدل کر پاپیادہ بغداد اور اُس کے قرب وجوار میں پھرا کرتا تھا الف لیلہ کے بہت سے بامذاق واقعات مرتب ہوئے ہیں۔

مذہبی عقائد

ہارون الرشید مذہبی عقائد اور احکامات کا بڑا معتقد اور سخت پابند تھا اور جو باتیں کہ ایک سچے پاکباز مسلمان میں ہونا چاہئیں یعنی خیالات میں مذہبی احکام کی پابندی اور روزمرہ

Marfat.com

کے امورات میں مذہبی باتوں کی اطاعت یہ سب باتیں اُس میں موجود تھیں۔

ہر دوسرے برس باستثنائے چند سال کے وہ حج کے لئے مکہ شریف کو جاتا اور جس سال جاتا اُس سال اسلام کے دشمنوں سے جہاد کرتا۔ ہارون الرشید حج کیلئے ہمیشہ پیدل جایا کرتا بغداد اور مکہ شریف کے درمیان فاصلہ بعید ہے اس خشک اور دھوپ کی طپش سے جلے ہوئے ریگستان کا (جس میں سے حج کیلئے مکہ کی آمد و رفت میں اس کو سفر کرنا پڑتا تھا) جب خیال آتا ہے تو اس امر سے اُس کی عنیر زائل اولوالعزمی اور عادات کا استقلال بخوبی معلوم ہو سکتا ہے صرف ہارون الرشید ہی ایسا بادشاہ گذرا ہے کہ جس نے مذہبی فرائض کی ادائیگی کے لئے اس قدر سخت مصائب اپنے اوپر برداشت کر رکھے تھے۔ اور غالباً ہارون الرشید ہی ایک ایسا شخص ہوا ہے کہ جو معمولی پنجگانہ نمازوں کے علاوہ سو رکعتیں نفل روزمرّہ پڑھنے سے کبھی بھی مضمحل اور دل برداشتہ نہیں ہوتا تھا۔ جب ہارون الرشید حج کو جاتا تو اُس کے ہمراہ ایک سو علماء اور فضلاء مع اپنے اپنے لڑکوں کے ہوا کرتے تھے اور جس سال کہ وہ مکہ شریف کو نہ جاتا تو اپنی جگہ تین سو آدمیوں کو حج کے لئے بھیجا کرتا اور اُن کے سفر کے لئے بڑی فیاضی سے زادِ راہ مہیّا کرتا تھا۔ اس کا زہد اور ریاضت حقیقت میں خالص اور ریا سے بالکل خالی تھی۔

فیاضی اور سخاوت

ہارون الرشید کے اطوار اور عادات اُسکے پیش رو خلیفہ منصور سے بہت ہی ملتے جلتے تھے۔ مگر ہارون الرشید میں منصور سے یہ بات زیادہ تھی کہ وہ فیاض اور سخی بہت تھا مثل منصور کے ہارون الرشید بھی علوم او فنون کا بڑا شائق اور خاص کر شاعری سے بہت شوق رکھتا تھا۔ عالموں اور فاضلوں کی صحبت میں بیٹھنے سے ہارون الرشید کو بہت خوشی حاصل ہوتی تھی۔

ابوالعتاہیہ شاعر نابینا

ایک دفعہ ہارون الرشید نے بڑی شان و شوکت سے ایک [illegible] جس میں ابوالعتاہیہ کو بھی مدعو کیا۔ یہ اُس زمانہ کا ایک نہایت مشہور نابینا شاعر تھا بعد ختم طعام خلیفہ ہارون الرشید نے شاعر مذکور سے کہا کہ اس وقت کی خوشی اور مسرت کے حسبِ حال کوئی شعر سناؤ۔ ابوالعتاہیہ نے ایک شعر حسبُ الحکم خلیفہ کے سنایا جس کا مضمون یہ تھا کہ خُدا کرے بلند قلعہ کے سایہ میں تیری زندگی سچی خوشی کے ساتھ بسر ہوتی رہے۔

Marfat.com

اس کو سنکر ہارون الرشید نے کہا آفرین! شاباش!

ابوالعتاہیہ نے پھر دوسرا شعر پڑھا جس کا مطلب یہ تھا کہ:

"دعا ہے کہ ہر صبح و شام تیری ہر ایک ادنی سے ادنی خواہش تک کو اللہ تعالیٰ خیال کرنے سے پہلے ہی مہیا اور موجود کر دیا کرے"

اس کو سن کر امیر المؤمنین نے کہا کہ مرحبا!

ابوالعتاہیہ نے پھر دو شعر اور پڑھے جن کا مضمون یہ تھا کہ:

"لیکن جب قریب موت کے تیرے سانس سے تجھکو سینہ میں رُک رُک کر تنفس ہونے لگے گا اُس وقت بلاشبہ تجھکو یہ معلوم ہوگا کہ یہ تمام دنیا فانی اور دھوکے کی ٹٹی تھی"

اِن اشعار کو سن کر خلیفہ کو رقت ہوئی اور اس کی آنکھوں سے پے در پے آنسو رواں ہونے لگے یہ دیکھکر فضل نے جو یحییٰ وزیر اعظم کا بیٹا تھا اور جس کا حال ہم اس کتاب میں آئندہ بالتفصیل تحریر کرینگے۔ ابوالعتاہیہ کی طرف مڑکر نصیحتانہ لہجہ میں اُس سے کہا کہ امیر المومنین نے تو تم کو اس لئے بلایا تھا کہ تمہارے اشعار سن کر خوشی اور انبساط حاصل ہو اور تم نے اشعار سنائے کہ جس سے امیر المؤمنین کو رنج ہوا اس قسم کے اشعار کا یہ کیا موقع تھا اس پر ہارون الرشید نے فضل کو روکا اور کہا کہ نہیں فضل نہیں۔ ابوالعتاہیہ کو کچھ مت کہو۔ اُس کو صرف یہ معلوم ہوا کہ اس دنیا میں ہم اندھے ہو رہے ہیں اور اس کا دل نہیں چاہتا کہ ہم یہاں اس سے زیادہ اور اندھے بنے رہیں۔

علماء کا ادب

ہارون الرشید علماء اور فضلاء کا ادب اور لحاظ کرنے کیلئے مشہور ہے ابومعاویہ ایک نابینا عالم تھے ان کی ہارون الرشید نے ایک روز دعوت کی جب دسترخوان پر کھانا کھانے کے لئے آکر بیٹھے ایک شخص نے آکر حسب دستور ممالک شرقی آفتابہ اور چلمچی لاکر اُن کے ہاتھ دُھلوائے ابومعاویہ نابینا تھے اس سلئے درحقیقت اُن کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ اُن کے ہاتھ کس شخص نے دُھلوائے یہ امر اُن کو اُس وقت معلوم ہوا جبکہ ہارون الرشید نے خود کہا کہ میں نے ہی آپکے ہاتھ دُھلوائے ہیں۔ ابومعاویہ نے کہا کہ امیر المؤمنین آپنے میرے ہاتھ دُھلانے کی تکلیف گوارا

فرمائی اغلباً اس امر سے آپ کو یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ آپ علم اور فضل کا اس قدر پاس اور لحاظ فرماتے ہیں؟ خلیفہ نے جواب دیا کہ ہاں بیشک یہی بات ہے۔

یحییٰ ابن خالد برمکی

ہارون الرشید کی تخت نشینی یحییٰ ابن خالد ابن برمک کی محض اصابت رائے ہوشیاری اور عقلمندی سے عمل میں آئی۔ یہ ہارون الرشید کا سکرٹری تھا اور جب ہارون الرشید خلیفہ ہوا تب یحییٰ کو اُس نے اپنا وزیر اعظم مقرر کیا۔ مسلمانوں میں ان کے قانون[1] وراثت کی رُو سے بادشاہ کا سب سے بڑا بھائی یا اُس کا ذکور رشتہ دار ولیعہد سلطنت ہوا کرتا ہے لیکن تمام مسلمان بادشاہوں نے اپنی اولاد صلبی کی خاطر ہمیشہ اپنے رشتہ داروں کے حقوق تلف کرنے کی کوشش کی۔ الہادی بھی اس قاعدے سے مستثنیٰ نہیں رہا اُس نے اپنے بھائی ہارون الرشید کو حقوق سلطنت سے محروم کرنے اور اپنے صلبی بیٹے جعفر کو اپنا ولیعہد اور جانشین مشتہر کرنے کا خیال کیا یحییٰ برمکی اُس زمانے میں ہارون الرشید کا سکرٹری تھا اور اس کو یہ اُمید تھی کہ اگر میرا آقا ہارون الرشید تخت نشین ہو جائے گا تو مجھکو عہدہ محتشمۂ وزارت ضرور عطا فرمائے گا۔

ہادی نے خیال کیا کہ اس بارہ میں اول یحییٰ کو اپنی رائے سے متفق کر لینا چاہیئے اسلئے اس ایک دن یحییٰ کو بلوایا اور اس کو تخلیہ میں لے گیا اور بیس ہزار دینار انعام دے کر اور خلعت فاخرہ مرحمت کر کے جو مضمون کہ اُس کے دل سے نہایت قریب تھا یعنی ہارون الرشید کی بجائے جعفر کو ولیعہد کرنے کا ارادہ۔ اس کی بابت یحییٰ سے گفتگو شروع کی۔ یحییٰ نے ایک بڑی زبردست دلیل اس بارے میں ہادی کے روبرو بیان کر کے کہا کہ امیر المؤمنین! اگر آپ اس طرح سے عمل کریں گے تو گویا آپ اپنی رعایا کے لئے قول اور قسم کے توڑ دینے اور معاہدہ پر پابند نہ رہنے کی

[1] سلطنت کے بارے میں یا تخت نشینی کے لئے مسلمانوں کا کوئی قانون وراثت نہیں ہے۔ سلطنت کے لئے مسلمانوں کے ہاں یہ ہے کہ جس پر اجماع ہو جاوے وہی بادشاہ تسلیم کر لیا جاتا ہے۔ الگ الگ سلطنتیں مسلمانوں کی ہیں اور ہر ایک سلطنت اپنے اپنے رسم و رواج کے موافق جیسی مصلحت دیکھتی ہے ویسا عملدرآمد کرتی ہے مسلمانوں کا قانون وراثت یہ ہرگز نہیں ہے جیسا کہ مسٹر پامر نے لکھا ہے زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ اگر کوئی عام مورخ یہ بات لکھتا تو چنداں قابل غور نہ تھی لیکن مسٹر پامر جیسے فاضل کی اور یہ رائے اور نیز پامر صاحب کا یہ قول کہ تمام مسلمان بادشاہوں نے اپنی صلبی اولاد کی خاطر اپنے رشتہ داروں کا حق تلف کرنے کی کوشش کی محض ناانصافی ہے ایک دو نے اگر ایسا کیا بھی تو مثل النادر کالمعدوم ہے سب پر الزام عائد نہیں ہو سکتا۔ سب بادشاہان اسلام کو مورد الزام سمجھ لینا انصاف سے بعید ہے۔

Marfat.com

کردینگے سو دوسرے لوگ بھی پھر ایسا کرتے ہوئے خوف کھائیں گے لیکن اگر ...

یہ کریں کہ ہارون الرشید کو ولیعہدی کے خطاب سے محروم نہ کریں اور ہارون کے بعد جعفر کی

تخت نشینی مقرر فرمائیں تو یہ بات اس سے زیادہ جعفر کی تخت نشینی کے لئے مضبوط ہوگی۔

ہادی نے کچھ عرصہ تک یہ معاملہ اسی طرح رہنے دیا لیکن آخر کار محبت پدری کا جوش غالب

ہوا اور اُس نے یحییٰ کو دوبارہ اپنے حضور میں بلوا کر اس سے مکرر مشورہ کیا۔ یحییٰ نے اب یہ دلیل

پیش کی کہ جعفر کی طفولیت ہی میں اگر امیر المومنین! خدانخواستہ آپ کا انتقال ہو جائے

تو خاندان شاہی کے امراء اور سردار جعفر کی جائز تخت نشینی کبھی نہیں مانیں گے۔ ہادی نے اس

بات کو تسلیم کیا تب یحییٰ نے کہا کہ امیر المومنین! آپ اس تجویز کو ترک فرماویں تاکہ آپ کی جو

خواہش ہے وہ دوسری عمدہ تجویز سے پوری ہو سکے آپ کے والد خلیفہ المہدی ہارون الرشید کو

اگر آپ کا جانشین مقرر نہ فرماتے تب تو آپ کی جانب سے یہ تجویز عمل میں آسکتی تھی اور اب تو صرف

یہی ایک طریقہ ہے جو میں نے عرض کیا جس کی وجہ سے بنی ہاشم کی خلافت قائم رہ سکتی ہے۔

جب ہادی کو معلوم ہوا کہ وہ یحییٰ کی رائے کو پلٹ نہیں سکتا تو اُس نے یحییٰ کو قید

کر دیا اور اپنے بھائی ہارون الرشید سے بھی اس قدر دشمنی کا اظہار کیا کہ ہارون الرشید نے اپنی

جان بچانے کی غرض سے اس سے علیحدگی اختیار کی۔

اب ہادی نے اپنا غصہ ہارون الرشید کی ماں خیزران پر اُتارا اور اُس کو زہر دیکر مار ڈالنا

چاہا لیکن خیزران کو اس کی یہ نیت معلوم ہوگئی اور اُس نے ہادی کی چند لونڈیوں کو رشوت دیکر ملا لیا **خیزران والدہ ہارون الرشید**

جنہوں نے ہادی کا گلا گھونٹ کر اُس کو سوتے ہوئے مار ڈالا۔ یہ واقعہ ۱۵ ستمبر ۷۸۶ء کو وقوع

پذیر ہوا۔ اسی رات ہارون کا ایک خادم خزیمہ ابن خازم جعفر کے سرہانے آیا وہ سو رہا تھا جعفر

وہی شاہزادہ ہے جس کو ہادی ہارون الرشید کی جگہ ولیعہد کرنا چاہتا تھا، اُس کو جگا کر ڈرایا کہ اگر تو

اپنے تمام دعاوی خلافت ترک نہ کر دے گا تو تیرا سر ابھی قلم کر دیا جائے گا۔

جعفر خورد سال تھا جان کے خوف سے ترک دعاوی خلافت پر راضی ہو گیا خزیمہ دوسرے

روز صبح کے وقت جعفر کو مجمع عام کے روبرو لے گیا اور اس کو اس بات پر مجبور کیا کہ عوام کو دعوئے

خلافت سے کنارہ کش ہو جانے پر آگاہ کرے اور لوگوں نے جو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی قسم

Marfat.com

کھائی تھی اُس سے اُن کو خلاصی دیوے۔ چنانچہ جعفر نے ایسا ہی کیا۔

ہارون الرشید کی تخت نشینی اور یحییٰ وزیر اعظم مقرر ہوا

ہادی کے انتقال کے وقت یحییٰ ابن خالد قید خانہ میں مقید تھا اگر یہ واقعہ نہ ہو جاتا تو ممکن تھا یحییٰ خودکشی کر لیتا۔ ہارون الرشید کو جب ہادی کے مرنے اور اُس کے تخت نشین ہونے کی خبر پہنچائی گئی تو ہارون الرشید نے یحییٰ کو قید خانہ سے فوراً بلوایا اور اس کو اپنا وزیر اعظم مقرر فرمایا خلعت وزارت دیتے ہوئے ہارون الرشید نے یحییٰ کو کامل طور سے کل اختیارات سلطنت تفویض کر دیئے اور یحییٰ سے کہا کہ میں تم کو اپنی رعایا پر حکمرانی کے اختیارات عطا کرتا ہوں جس طرح تم چاہو اُن پر حکومت کرو جس کو چاہو معزول اور جس کو چاہو مقرر کرو اور اپنے حکم کی تصدیق یہ ہارون الرشید نے یحییٰ کو اپنی انگشتری بھی دے دی بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ہارون الرشید سو رہا تھا اتنے میں یحییٰ اُس کے پاس آیا اور ہارون الرشید کو یہ کہہ کر جگایا کہ امیر المومنین بیدار ہو جائیے۔ ہارون الرشید نے کہا کہ تم تخت نشینی اور خلافت کا اشارہ کر کے کیوں دکھ دیتے ہو اگر ہادی یہ باتیں سن لے گا تو خیال کرو وہ کیا کہیگا یحییٰ نے ہارون الرشید کو ہادی کی موت کی اطلاع دی اور متوفی خلیفہ کی انگشتری پیش کی ان دونوں میں یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک ہرکارہ آیا اور ہارون الرشید سے کہا کہ آپ کے مشکوئے معلیٰ میں ایک فرزند پیدا ہوا ہے ہارون الرشید نے اُس کا اُسی وقت اور اسی جگہ عبداللہ نام رکھا۔ یہ وہی عبداللہ ہے جو بعد میں خلیفہ المامون کے نام سے مشہور ہوا۔ ہارون الرشید کا دوسرا بیٹا امین بھی اسی سال ماہ شوال میں دوسری ماں سے پیدا ہوا۔ ہادی کے جنازے کی نماز پڑھ کر ہارون الرشید نے پہلا کام یہ کیا کہ ایک شخص ابو اصمع نام کو مروا ڈالا۔ ایک دن ابو اصمع جعفر بن ہادی کے ہمراہ شہر عیسیٰ آباد میں ایک تنگ گلی میں سے جا رہا تھا اتفاق سے ہارون الرشید بھی سامنے سے آ رہا تھا۔ ابو اصمع نے ہارون الرشید سے

ابو اصمع

کہا کہ "ولیعہد سلطنت کے لئے راستہ چھوڑ دو" ہارون الرشید نے کہا کہ ہاں شاہزادہ صاحب تیرے ساتھ ہیں میں نے سُن لیا اور اطاعت کی ایک طرف ہو گیا اور جعفر نکل کر چلا گیا۔ صرف اس گفتگو نے ابو اصمع کی جان ضائع کرائی۔

لہ یہ بات بالکل بے ثبوت ہے ہارون الرشید بقول متواتر تمامی مورخین اور خود مسٹر [illegible] کے نہایت پاکباز اور عادل بادشاہ تھا جو بادشاہ کہ ہزار میل ریگستان کی تیز دھوپ میں حج کے لئے پاپیادہ ہر سال سفر کرے اور علاوہ معمولی نمازوں کے سو رکعت نفل روزانہ بلا ناغہ ادا کرے اور فضلا و علماء و اہل کمال کا دل سے ادب اور عبرت ناک حالات پر خدا کے خوف سے [illegible] اور انصاف و سیاست ملوکی کے اجراء میں صلبی اولاد کی بھی رعایت نہ کرے [illegible]

جسرالفواصین

ہارون الرشید فوراً بغداد کو روانہ ہوا اور جب وہ شہر میں داخل ہوا اور پل پر پہنچا تو ہارون الرشید نے حاضرین سے کہا کہ خلیفہ مہدی نے اپنی مہر جس کی قیمت ایک لاکھ تھی اور جس کا نام الجبل تھا مجھکو دی تھی۔ ایک دن ہادی نے ہرکارہ بھیجکر مجھ سے وہ مہر منگوائی اس وقت بھی میں اسی جگہ اس پل پر کھڑا ہوا تھا یہ کہکر ہارون الرشید نے اپنی وہی مہر دریا میں پھر نیچے پھینکدی۔ حاضرین میں سے ایک نے مہر کے گرتے ہی دریا میں غوطہ لگایا اور مہر کو لے آیا اور ہارون الرشید کو دیدی۔ اس سے خلیفہ بہت ہی خوش ہوا۔

ہارون الرشید کی سلطنت نے اہل کمال اور عقلا کی وجہ سے جو اس زمانے میں موجود تھے بڑی رونق پائی۔ خاص کر یحییٰ برمکی کی قابلیتوں اور لیاقتوں سے جو سترہ برس تک عہدۂ وزارت عظمیٰ پر مامور رہا سلطنت میں بڑی شان و شوکت نمودار ہوگئی۔

خاندان برمکی

اب ہم یحییٰ کے خاندان کا ابتدائی حال اور اُس کے عہدہ کی بابت کچھ تھوڑا سا تذکرہ بیان کرتے ہیں۔ ہم اُوپر بیان کر چکے ہیں کہ عربوں نے ضرورتاً اپنے مفتوحہ ممالک کے نظم و نسق ہر ملک کے دیسی حکام کو تفویض کر دیئے تھے۔ چونکہ عباسیوں کو محض ایرانیوں کی امداد کی وجہ سے عروج حاصل ہوا تو یہ فطرتی بات تھی کہ ایرانیوں کے صلاح و مشورہ پر زیادہ عمل ہو اور اُن کا ہی زیادہ اقتدار ہو۔ چنانچہ اب ہم دیکھ رہے ہیں کہ ایک شخص ایرانی النسل تمام کاروبار سلطنت کا افسر ہے اور خلافت میں اب طرز حکومت اُسی طور سے جاری ہے جس طرح کہ ساسانی بادشاہوں کی سلطنت میں حکمرانی کی جاتی تھی۔ ساسانی شہنشاہوں کی طرح خلیفہ صرف دینی ہی پیشوا نہ تھا بلکہ تمام حکومت اور سلطنت کا اس کو اختیار ہوتا تھا۔ اس کی زبان بمنزلۂ قانون سمجھی جاتی تھی اور وہ اپنی ایک رائے سے اپنے وزراء کے نہایت حزم اور احتیاط سے تیار کردہ نقشہ جات اور حسابات اُلٹ سکتا تھا اور تمام رعایا کی

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۱) نیک نفس بادشاہ تخت نشینی کے موقع پر بجائے شکرگزاری منعم حقیقی کے سب سے پہلا کام یہ کرے کہ گذری ہوئی ادنیٰ بات کے غصہ پر ایک غریب بندہ خدا کا خون ناحق اپنی گردن پر لیوے اس بات کو عقل ہرگز قبول نہیں کر سکتی۔
مسٹر پامر کا یہ قول اُن کے متواتر بیانوں کے خلاف الف لیلہ کے اکثر بے سروپا افسانوں کی مانند بلا دلیل اور غلط ہے یا یہ کہ مسٹر پامر نے ابو اصمع کے قتل کا اصلی سبب بیان نہیں کیا اسی طرح اسی کتاب میں منصور کے قتل کے حکم کا سبب بھی مسٹر پامر نے ہارون کا ظلم ظاہر کرنے کے لئے بیان نہیں کیا حالانکہ عربی کتابوں سے مسٹر پامر نے یہ ترجمہ کیا ہے اس میں اس کا سبب خود موجود ہے۔ یہ بات ضرور ہے کہ ابو اصمع کے قتل میں سیاستاً کسی مصلحت ملکی نے ہارون الرشید کو مجبور کر دیا ہوگا یا یہ واقعہ ہی غلط ہوگا مسٹر پامر نے بلا تحقیق اغلباً کسی ضعیف ترین روایت پر پختہ یقین کر لیا ہے ۱۲

Marfat.com

جان اور عطاء حکومت اور سلب اختیارات اور رعایا کی آزادی غرضکہ ان سب باتوں خلیفہ قادر مجاز ہوتا تھا۔ لیکن یہ خوفناک شخص یعنی خلیفہ شاذ و نادر ہی عاملانہ انتظام سلطنت میں دخل دینے کی تکلیف گوارا کرتا تھا۔ وزیر[1] ہی جیسا کہ لفظ سے ظاہر ہے تمام سلطنت کے بار گراں کا متحمل ہوتا تھا خلیفہ جسقدر کہ امورات سلطنت سے علیحدہ رہتا اور دخل نہ دیتا۔ یا اگر کوئی خلیفہ بمنزلہ کٹ پتلی وزیر کے ہاتھ میں ہو جاتا تو اس میں وزیر کا اور نیز عوام الناس کا بہت فائدہ ہوا کرتا تھا۔ تخت خلافت پر اکثر ایسے ہی اشخاص تخت نشین ہوئے ہیں جو اپنے وزیر کی کٹ پتلی ہوتے تھے اصلی طاقت وزراعظم کے ہاتھ میں ہوتی تھی اور وہی حکومت کیا کرتا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وزیر ہی خلیفہ مقرر کیا کرتا تھا اور وہی انتظام سلطنت کرتا تھا۔ ۹۰۸ء میں خلیفہ المکتفی کے انتقال پر اس کے وزیر نے عبداللہ ابن معتز کو تخت پر بٹھانا چاہا۔ لیکن چند درباریوں نے جو باقیماندہ درباریوں سے زیادہ ہوشیار تھے وزیر کو آگاہ کیا کہ جس شاہزادے کو آپ نے تخت پر بٹھانے کی تجویز کی ہے وہ صاحب علم اور خواندہ ہے اغلباً امورات سلطنت سے خوب واقف ہو جائیگا۔ جو شخص کہ اپنی قدر و منزلت پہچانے اور ملکی تجاویز سے آگاہ ہو جائے۔ امورات سلطنت اور معاملات کو سمجھ سکتا ہو نیک و بد میں تمیز کر سکتا ہو اور آپکے باغ اور جاگیرات سے واقفیت رکھتا ہو ایسے شخص کو تخت نشین کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ بات بہتر ہے کہ آپ ایک لڑکے کو تخت نشین کر دیجئے تاکہ وہ برائے نام خلیفہ رہے اور انتظام سلطنت اور حکومت آپ کریں ایسے طفل کو آپ تعلیم دے سکتے ہیں۔ پھر جب وہ بڑا ہوگا تو آپ کا ہر بات میں ممنون احسان رہیگا۔ دوران وزارت میں آپ جو چاہیں سو کر سکتے ہیں۔ اس بات پر وزیر نے عبداللہ کی بجائے المقتدر کو جس کی عمر فقط تیرہ سال کی تھی خلیفہ مقرر کر دیا۔

یحیی کا باپ خالد پسر برمک قدیم ایرانی شرفا یعنی ایران کے دہقانوں میں سے تھا جن کو فوجی خدمات کی شرط پر جاگیر ملا کرتی تھی۔ خالد کا سلسلہ نسب اس قدیم زمانہ تک پہنچتا تھا کہ جس زمانہ کی سلطنت فارس اپنے کمال عروج پر تھی۔ خالد کا باپ فارس کے ایک عظیم الشان آتشکدہ کا برمک یا متولی تھا اور گو اب ظاہراً مذہب اسلام اختیار کر لیا تھا۔ لیکن

[1] وزیر لفظ عربی ہے اسکے معنے بوجھ اٹھانے کے ہیں ۱۲

ابھی تک اپنے وطن کی باتوں اور پُرانے مذہب کی طرف ... خراسانی کے طرفداروں میں ہو گیا تھا جن کی وجہ سے خاندان امیہ کو زوال آیا ... بغاوت میں ایک بڑا سرگروہ تھا۔ خاندان عباسیہ کی تخت نشینی اور عروج پر خالد بھی ... کے اعلیٰ ترین عہدے پر ترقی پا گیا یہانتک کہ خلیفہ السفاح کے انتقال پر منصور کا وزیر ... عباسیہ کا دوسرا خلیفہ ہے۔

خالد کی فراست

المسعودی ایک مورخ ہے وہ خالد کی ذہانت طبع اور ہوشیاری کی بابت حسب ذیل حکایت بیان کرتا ہے۔

ابو مسلم نے گورنر عراق کے مقابلہ کے لئے جو مہم روانہ کی تھی اُس کے ہمراہ خالد کو بھی روانہ کیا تھا اثناء سفر میں ایک موضع میں خالد اور جنرل فوج نے کھانا کھانے کے لئے توقف کیا۔ یہ دونوں کھانا کھا رہے تھے کہ یکایک بہت سے ہرن سپاہیوں کے لشکر گاہ میں سے بھاگتے ہوئے نکل گئے۔ خالد نے جنرل فوج سے کہا کہ فوج کو طیار ہونے کا حکم دیدو جنرل نے دریافت کیا کہ ابھی تک تو کوئی وجہ خوف کی نہیں ہے پھر ایسے حکم سے آپ کی کیا مراد ہے؟ خالد نے کہا کہ غنیم ہمارے قریب معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ غزال وحشی ایک لشکر عظیم کے خوف سے بیابان سے بھاگے ہوئے ہمارے لشکر گاہ میں آئے ہیں۔ بمشکل ابھی فوج تیار ہوئی کہ اتنے میں غنیم کے لشکر کا مقدمۃ الجیش کچھ فاصلہ پر نظر آیا اور خالد کی پیش بینی صحیح نکلی۔

سلطنت کی شان و شوکت اور رعایا کی خوشحالی

ہارون الرشید نے تخت خلافت پر جلوس فرماتے ہی یحییٰ ابن خالد ابن برمک کو اپنا وزیر اعظم مقرر کیا۔ یحییٰ نے جو کہ اب تمام حکمرانی کا ذمہ وار ہو گیا تھا اپنے فرائض منصبی نہایت بیدار مغزی۔ لیاقت اور نصفت پسندی سے انجام دیئے۔ سرحدوں پر قلعجات تعمیر کرا کے ان کو مضبوط اور مستحکم کیا۔ انتظام سلطنت میں جن جن باتوں کی کمی تھی۔ اور جو جو نقص تھے ان سب کو درست اور مکمل کیا۔ خزانے کو معمور کر دیا۔ تمام صوبجات کو تجارت کی ترقی۔ حفظ امن و امان اور حفاظت عامہ سے خوشحال اور زرخیز بنا دیا۔ المختصر سلطنت کو خوش حالی فارغ البالی اور شان و شوکت کے اعلیٰ ترین درجہ پر پہنچا دیا۔ سلطنت کے تمام کاروبار کا بذات خود نگران ... باوجود ان سب باتوں کے نہایت ہی فصیح و بلیغ عقیل اور صاحب شعور اور ...

Marfat.com

اور نہایت ہی قابل مدبر اور منتظم تھا۔ بڑے ہی کرّ و فر سے حکومت کرتا تھا اور سلطنت میں جو فتنہ اور فساد برپا ہوتا تھا اُس کو نہایت لیاقت سے رفع کر دیتا تھا اُس کا اخلاق ایسا اچھا تھا کہ ہر شخص اُس سے محبت کرتا اور مزاج میں اس قدر بردباری اور حلم تھا کہ ہر شخص اس کا ادب اور لحاظ کرتا تھا۔ فیاضی میں بے مثل تھا لاکھوں روپے خیرات کرتا تمام دنیا نے اس کی فیاضی کی تعریف میں عموماً اور شاعروں اور فاضلوں نے خصوصاً بڑے بڑے قصائد لکھے ہیں۔

یحییٰ کے دو بیٹے تھے جن کا نام فضل اور جعفر تھا یحییٰ کے زمانہ وزارت میں فضل سلطنت کے کاموں میں اپنے باپ کو مدد دیا کرتا تھا اس وجہ سے اس کا لقب چھوٹا وزیر پڑ گیا تھا۔ ایک دفعہ ہارون الرشید نے یحییٰ سے دریافت کیا کہ لوگ فضل کو چھوٹا وزیر کہتے ہیں اور جعفر کو نہیں کہتے اس کا کیا سبب ہے یحییٰ نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین! فضل میری نیابت میں کام کرتا ہے اس وجہ سے عوام الناس اُس کو وزیر خورد کہتے ہیں ہارون الرشید نے کہا جس طرح تم نے فضل کو سلطنت کا کام دے رکھا ہے اسی طرح جعفر سے بھی کچھ کام لیا کرو یحییٰ نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین جعفر کی توجہ زیادہ تر آپ کی خدمت اور صحبت میں حاضر رہنے کی جانب مائل ہے پھر اُسے کام کیا دیا جائے یحییٰ نے جعفر کو بھی منصب سکرٹری اور محلات شاہی کے خزانچی اور محاسب کا عہدہ دے دیا۔ اب عوام الناس نے جعفر کو بھی اُسی لقب سے پکارنا شروع کر دیا جس سے کہ فضل کو پکارا کرتے تھے۔

ایک موقعہ پر ہارون الرشید نے مہر سلطنت یعنی عہدۂ وزارت فضل سے علیحدہ کر کے جعفر کو دینا چاہا۔ لیکن خود اس بات کو فضل سے کہنا نہ چاہا۔ اس لئے یحییٰ سے فرمایا کہ تم فضل پر بذریعہ تحریر میری خواہش کا اظہار کر دو چنانچہ حسب الحکم یحییٰ نے اپنے بڑے بیٹے کو مفصلہ ذیل تحریر لکھی

"نور چشم من! امیر المؤمنین (اللہ تعالیٰ اُن کی سلطنت اور حکومت زیادہ کرے) کی یہ مرضی ہے کہ تم مہر سلطنت اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ میں منتقل کرو"

فضل نے جواب لکھا کہ میرے بھائی کے متعلق جو حکم امیر المؤمنین نے دیا ہے میں اس کو بجان و دل قبول کرتا ہوں میرے بھائی کو جو عروج حاصل ہوگا تو گویا وہ مجھ کو ہی حاصل ہوگا اور میرے پاس سے نہیں جاتا ہے اور جو رتبہ کہ اُسے ملے گا گویا وہ مجھ سے نہیں لیا جاتا ہے"

چھوٹا وزیر

جعفر برمکی کی وزارت

Marfat.com

جعفر نے جب فضل کا یہ جواب سُنا تو وہ اپنے بھائی کی محبت اور عقل و رائے صائب سے بہت خوش ہوا۔

جعفر کا عہدہ بڑی ذمہ داری کا تھا اس کا فرض منصبی یہ تھا کہ تمام سلطنت کے افسروں اور عہدہ داروں کے نام جس قدر شاہی احکام اور فرامین صادر ہوتے تھے اُن کو جعفر ہی تحریر کرتا اور اُن پر دستخط کرتا تھا۔ خلیفہ کے حضور میں جس قدر عرائض استغاثے اور یاد داشتیں اور رپورٹیں گذرتی تھیں جو روزانہ ہمیشہ سینکڑوں کی تعداد سے بھی متجاوز ہوتی تھیں ہر روز اُن پر احکام اور تجاویز اور فیصلے جعفر خود ہی لکھا کرتا تھا۔

فضل خلیفہ ہارون الرشید کا برادر رضاعی بھی تھا۔ یہ رشتہ بھی مسلمانوں میں ایسا ہی قریب کا رشتہ سمجھا جاتا ہے کہ جیسے کوئی اپنے کفو اور خون کا قریبی رشتہ دار ہوتا ہے فضل کا مزاج ذرا تیز اور سخت تھا فضل کا چھوٹا بھائی جعفر بمقابلہ فضل کے بڑا ہی حلیم فصیح اور بلیغ اور عقل و تمیز کا پتلا تھا۔ جعفر اپنی فیاضی اور خوش اخلاقی کے سبب مشہور ہے اس وجہ سے ہارون الرشید نے بہ نسبت فضل کے جعفر کو اپنی صحبت میں رکھنے کے لئے ترجیح دی۔

جعفر اور خلیفہ میں غایت درجہ کی محبت اور دوستی ہوگئی۔ خلیفہ کی سیر و تفریح کے وقت جعفر ہمیشہ اُس کے ہمراہ ہوتا تھا۔ اکثر راتوں کو ایسا ہوتا تھا کہ عیش و عشرت کے جلسوں میں جعفر اور ابو نواس[1] جو ایک ظریف شاعر تھا اور مسرور جو ہارون الرشید کا غلام جلاد اور حبشی النسل تھا۔ یہ سب شریک ہوا کرتے تھے۔ ایسے جلسے سرِ شام سے شروع ہو کر اکثر صبح کی نماز کے وقت

[1] اس کا اصلی نام ابو علی حسن بن ہانی عبدالاول ابن صبلح ہے اور زیادہ تر ابو نواس کے نام سے مشہور ہے ابن الانباری کے تذکرہ میں تحریر ہے کہ یہ ایک جلیل القدر فاضل اور نامور شاعر تھا ابو عمر حافظ کا قول ہے کہ میں نے ابو نواس سے زیادہ علم لغت میں کسی کو عالم نہیں دیکھا فن شعر میں جو درجہ متقدمین میں امراء القیس کا تھا محدثین میں وہی رتبہ ابو نواس کا تھا نشہ کے عالم میں بھی شعر کہتا تھا اس لئے ہر قسم کے مضامین ہوتے تھے باوجود علم و فضل کے مزاج میں تمسخر بہت تھا اور کوئی بات نکتہ سنجی اور ظرافت سے خالی نہیں ہوتی تھی۔ خلفاء عباسیہ اور برامکہ کی مدح میں اس کے قصائد مشہور ہیں فضل برمکی کی تعریف میں جو قصیدہ دیوان میں موجود ہے وہ نہایت زوردار ہے جس کا مطلع یہ ہے۔ ادبع البلاء ان الخشوع السادی۔ علیك وانی لم اجبك ودادی یہ شاعر ۱۳۶ھ میں بمقام اہواز پیدا ہوا اور خلیفہ امین الرشید کے زمانہ میں بمقام بغداد ۱۹۶ھ میں فوت ہوا۔ بعد انتقال کے کئی صندوق کاغذ اس کے مکان سے نکلے جن میں لطائف و ظرائف اور نکات شاعرانہ لکھے ہوئے تھے چونکہ اُس کے کاندھے پر دو گیسو ہر وقت حرکت کرتے رہتے تھے اس وجہ سے اُس کو ابو نواس کہتے تھے ۱۲ مصباح الدین احمد

Marfat.com

تک منعقد رہا کرتے تھے۔

یحییٰ اور اُس کے دونوں بیٹوں کے اَخلاق حمیدہ اور عادات پسندیدہ کا احوال بہ نسبت تحریر کرنے کے ذیل کی حکایت سے بخوبی زیادہ تر معلوم ہو سکتا ہے۔

خاندانِ برامکہ کے زوال کے بعد ہارون الرشید نے تمام شاعروں کو ممانعت کر دی کہ کوئی اُن پر مرثیہ نہ تو پڑھے اور نہ لکھے اور جو شخص ایسا کرے گا اُس کو سخت سزا دی جائے گی۔ اتفاقاً ایک رات نگہبانانِ شب برامکہ کے مسمار شدہ مکانات اور کھنڈروں کے پاس سے گذر رہے تھے۔ اُن کو وہاں ایک شخص ملا جس کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا۔ اور اُس میں آلِ برمک کے لئے مرثیے لکھے ہوئے تھے۔ اُن مرثیوں کو وہ شخص پڑھتا اور روتا جاتا تھا سپاہیوں نے اُس شخص کو گرفتار کر لیا اور ہارون الرشید کے حضور میں لے گئے۔ خلیفہ کے سامنے جاتے ہی اُس شخص نے مرثیہ پڑھنے کا اقبال کر لیا۔ خلیفہ نے کہا کہ اس بارہ میں میں نے ممانعت کر رکھی ہے کیا وہ تم نے نہیں سنی؟ میں تم کو ایسی سخت سزا دوں گا جو دوسروں کے لئے موجبِ عبرت ہو۔ اُس شخص نے کہا کہ امیر المؤمنین اول میرا قصہ [illegible] بعد ازاں جو آپ کا دل چاہے وہ سزا دیں۔ خلیفہ نے کہا اچھا کہو۔ اُس شاعر نے کہا میں [illegible] یحییٰ برمکی کا ایک ادنیٰ محرر تھا۔ ایک دن یحییٰ نے مجھ سے کہا کہ میری یہ خواہش ہے کہ [illegible] روز میری دعوت کرو۔ میں نے جواب دیا کہ وزارت پناہ میں ابھی عزت کے حصول کے قابل کب ہوں اور نہ میرا مکان اس قابل ہے کہ آپ جیسا ذی شان [illegible] رونق افروز ہو کر دعوت تناول فرمائے۔ یحییٰ نے میرا عذر منظور نہیں کیا۔ اس [illegible] ایک سال کی مہلت لی تاکہ اس عرصہ میں اُس کی ضیافت کے لائق تیاری [illegible] یحییٰ نے صرف چند ماہ کی مہلت منظور کی چنانچہ میں نے تیاریاں [illegible] کر دیں جب میں حتی الوسع اُن کو پورا کر چکا تو میں نے وزیر [illegible] دن اس خادم کے مکان پر قدم رنجہ فرمائیں۔

دوسرے دن یحییٰ مع اپنے دونوں بیٹوں فضل اور جعفر اور چند خدمت گاروں کے میرے مکان پر آیا اور دروازے پر گھوڑا ٹھیرا کر اُتر پڑا اور کہا کہ میں بھوکا ہوں [illegible]

کچھ کھانا لاؤ۔ اتنے میں اُسکے بیٹے فضل نے مجھ سے آہستہ سے کہا کہ یحییٰ کو [illegible] گوشت سے زیادہ شوق ہے۔ لیکن جو کچھ ماحضر ہو وہ جس قدر جلد ممکن ہو لے آؤ۔ میں گھر اور جو کچھ جلدی میں ہو سکا کھانا لاکر اُسکے آگے دسترخوان پر رکھا۔ یحییٰ کھانا کھا کر کھڑا ہو گیا اور میرے مکان میں ٹہلنے لگا اور مجھ سے کہا کہ تم مجھے اپنا سب مکان دکھاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ میرا تو یہی مکان ہے جس میں کہ آپ رونق افزا ہیں اور یہ آپ کے پیش نظر ہے۔ سوائے اس کے اور کوئی میرا مکان نہیں ہے۔ اُس نے کہا نہیں تمہارا ایک مکان اور بھی ہے۔ میں نے یحییٰ کو یقین دلایا کہ میرا تو صرف یہی ایک مکان ہے۔ اُس نے پھر چند معماروں کو بلایا اور جب وہ آگئے تو اُس نے حکم دیا کہ اس دیوار کو توڑ کر جو میرے مکان کے ملحق تھی ایک دروازہ بنالو۔ اس بات پر میں نے یحییٰ سے عرض کیا کہ وزارت پناہ میں اپنے ہمسایہ کی دیوار تڑوانا کس طرح گوارا کروں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ اپنے پڑوسیوں کی عزت اور لحاظ کرو۔ یحییٰ نے جواب دیا کچھ مضائقہ کی بات نہیں ہے۔ اس اثناء میں مزدوروں نے اُس دیوار کو توڑ کر ایک دروازہ بنالیا۔ یحییٰ اور ہم سب اُس دروازے کے اندر ہو کر اُس طرف گئے وہاں ایک باغ میں پہنچے جہاں طرح طرح کے میوے دار درخت اور قسم قسم کے پھول کھل رہے تھے فوارے متصل جاری تھے۔ ساون بھادوں اور دیگر عمدہ عمدہ مکانات وہاں بنے ہوئے تھے۔ غرضکہ جس چیز پر آنکھ پڑتی تھی دل کو اس نظارے سے بے انتہا انبساط اور فرحت حاصل ہوتی تھی۔ مکانات فرش فروش اور شیشہ آلات سے نہایت آراستہ اور سجے ہوئے تھے نوکر چاکر۔ لونڈی۔ غلام وہاں سب موجود تھے معلوم ہوتا تھا کہ یہ کسی بڑے امیر کا مکان ہے ہم سب وہاں جا کر بیٹھ گئے۔ اتنے میں یحییٰ نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ تمہارا مکان ہے اور یہ کل سامان مع لونڈی غلام سب تمہاری ملکیت ہے۔ میں نے بطور ادائے شکریہ یحییٰ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور اُسکے لئے دعاءِ خیر مانگی۔ یحییٰ نے جعفر کو مخاطب کر کے کہا کہ (نور چشم من) یہ شخص غریب ہے اس سے اس قدر نوکر چاکر اور لونڈی غلاموں کا خرچ کیسے اُٹھ سکے گا۔ جعفر نے عرض کیا کہ میں اس کو اتنی جاگیر دونگا اور اس کا قبالہ ابھی اُس کے پاس فوراً بھیجدونگا۔ پھر یحییٰ اپنے دوسرے بیٹے فضل کی جانب پھرا اور کہا کہ نور چشم من جاگیر اور جا

آمدنی تو ایک عرصہ میں آئے گی۔ اُس وقت تک یہ شخص خرچ کا کہاں سے متکفل ہوگا فضل نے عرض کیا کہ میں اس خرچ کے لئے دس ہزار دینار دوں گا اور خود آکر دے جاؤنگا یحییٰ نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ جلد جاؤ میں یہاں ٹھیرا ہوا ہوں تم نے جو کچھ کہا ہے اُسے پورا کردو۔ چنانچہ جو کچھ اُنہوں نے کہا تھا وہ پورا کر دکھایا میں نے گھر اور جاگیر اور جائداد پر قبضہ کر لیا اور زرنقد کو اپنے تصرف میں لے آیا۔ اُن کے طفیل سے مجھے بڑی دولت مل گئی ہیں میں نے اس سے بہت نفع اور فائدہ اُٹھایا اور اب تک نفع اُٹھا رہا ہوں۔ امیر المؤمنین۔ خدا آگاہ ہے کہ میں نے ہر موقعہ پر اُن کی شکر گذاری اور اپنی ممنونیت ظاہر کی لیکن میرا خیال ہے کہ مجھ سے اُن کا احسان کبھی ادا نہ ہوسکے گا۔ اگر آپ اس احسان کی ادائیگی کے لئے مجھ کو قتل کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو اختیار ہے جو دل چاہے سو کیجئے۔

یہ حکایت سنکر ہارون الرشید بہت متاثر ہوا اُس کے آنسو رواں ہوگئے اس شخص کو اپنی عام انسانی ہمدردی سے چھوڑ دیا اور اس دن سے ممانعت کا حکم منسوخ کرکے تمام شاعروں کو اجازت دیدی کہ ہر دلعزیز لیکن بدقسمت خاندان برامکہ پر اگر کوئی مرثیے کہے یا پڑھے تو اب اُس کو عام اجازت ہے۔

یحییٰ کے عاقلانہ مقولے

یحییٰ نے بہت سے پُرمغز اور عاقلانہ مقولے تحریر کئے ہیں منجملہ اُس کے بطور مشتے نمونہ از خروارے چند یہ ہیں "جس شخص نے مجھ سے گفتگو کی میں نے وہ گفتگو ادب اور لحاظ سے سنی جب وہ شخص اپنا کلام ختم کرچکتا تو یا تو اُس کا ادب اور لحاظ میرے دل میں زیادہ ہوجاتا یا بالکل ہی دل سے محو ہوجاتا تھا۔"

دوسرا مقولہ اُس کا یہ ہے کہ "اقرار اور وعدہ وفائی فیاض آدمی کے ... جن میں کہ وہ شریف اور اچھے آدمیوں کی زبان سے تعریفیں اور توصیفیں ...

جعفر کی مروت اور فیاضی

یحییٰ جب کبھی گھوڑے پر سوار ہوکر نکلتا تو اُس کے ساتھ ... ہر تھیلی میں دو سو درہم ہوتے تھے۔ جو شخص اُس سے سوال کرتا تھا اُس کو ایک تھیلی دیدیتا ... فضل اور جعفر میں بھی یہی خاندانی فیاضی برابر قائم رہی۔

جعفر اور عامل مصر کے درمیان بہت دنوں سے رنجش اور مخالفت تھی۔ اتفاق سے

Marfat.com

ایک شخص ایک جعلی خط جعفر کی طرف سے لکھ کر گورنر مصر کے پاس لے گیا اور ... جعفر کی طرف سے بہت سفارش لکھ لی۔ گورنر مصر کے پاس جب یہ شخص یہ خط لے ... تو وہ بہت ہی خوش ہوا۔ کیونکہ اُس نے خیال کیا کہ اب جعفر میں اور مجھ میں پھر راہ و رسم اور دوستی ہو جائیگی جس کی ابتدا جعفر کی جانب سے ہوئی ہے۔ اس لئے اُس نے حامل خط کو بڑی محبت اور اعزاز و اکرام سے اپنے پاس ٹھیرایا اور بڑی خاطرداری سے اُس کی مہمانی کی لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد خط کے اصلی ہونے میں اُس کو شبہ پڑ گیا اس لئے اُس نے وہ خط بجنسہ بغداد میں اپنے سفیر کے پاس بھیجا تاکہ دریافت کر کے مطلع کرے کہ یہ خط جعفر کا اصلی ہے یا نہیں؟ گورنر مصر کے وکیل نے وہ خط برا تصدیق جعفر کو دیا۔ جعفر نے خط کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ خط کسی نے جعلی میری جانب سے لکھ لیا ہے۔ مگر اپنے ندیموں اور مصاحبوں کو وہ خط دکھایا اور کہا کہ بتلاؤ یہ خط میرا ہے یا نہیں؟ اُنہوں نے عرض کیا کہ یہ خط ہرگز آپ کا نہیں ہے یہ کسی کا جعل ہے۔ جعفر نے پوچھا کہ اچھا یہ بتلاؤ کہ جس شخص نے میرے نام سے یہ جعل کیا ہے۔ اب اُس کے ساتھ کیا کیا جائے۔ بعضوں نے کہا کہ ایسے شخص کو قتل کر ڈالنا چاہیئے تاکہ دوسرے لوگوں کو آئندہ کے لئے عبرت ہو۔ دوسرا بولا کہ اُس کا دست راست قطع کر دینا چاہیئے۔ بعضوں کی یہ رائے ہوئی کہ اُس کے دُرّے لگا کر چھوڑ دینا چاہیئے اور ان میں جو بہت ہی رحمدل تھے اُن کی یہ رائے ہوئی کہ اُس کو واپس بلا لینا چاہیئے۔ بغداد سے مصر تک آنے جانے میں جو کچھ سفر میں اُس کو تکلیف ہوئی اور کچھ حاصل نہ ہوا یہی اُس کو کافی سزا ہوگی۔ جعفر اُن سب کی رائے خاموش سنتا رہا۔ جب وہ کہہ چکے تو اس نے کہا کہ کیا تم لوگوں میں کوئی بھی اچھے خیالات کا آدمی نہیں ہے؟ تم سب واقف ہو کہ گورنر مصر سے میری کیسی رنجش ہے اور یہ صرف ہمارا غرور تھا کہ اب تک ہم کو ملاپ اور دوستی کرنے سے مانع آ رہا تھا۔ اب اللہ تعالےٰ نے اس شخص کو ہم دونوں کی دوستی اور راہ و رسم کی ... کے لئے غیب سے ذریعہ پیدا کر دیا ہے جس کی وجہ سے ہماری دشمنی رفع ہو کر ختم ہو گئی تم ایسے شخص کی نسبت یہ کہتے ہو کہ اُس کو ایسی اور ایسی سزا دینی چاہیئے یہ کہکر جعفر نے قلم اُٹھایا اور اس خط کی پشت پر گورنر مصر کو یہ تحریر کیا۔

Marfat.com

السلام علیکم و رحمتہ اللہ۔ آپ نے کیسے خیال کیا کہ میرا یہ خط جعلی تھا؟ یہ خط خاص میرے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور حامل خط میرا ایک دلی دوست ہے اُمید ہے کہ آپ اُس سے اچھا سلوک کریں گے۔ جہاں تک جلد ممکن ہو اُس کو میرے پاس واپس بھیجدیجئے مجھکو اس کی ملاقات کا کمال اشتیاق ہے۔"

عامل مصر نے جب خط کی پشت پر جعفر کے خاص ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا تو وہ بہت خوش ہوا اُس شخص کو اس قدر زر نقد اور تحفے تحائف وغیرہ دیئے کہ وہ مالا مال ہوگیا۔ جب یہ شخص اس قدر کثرتِ مال کے ساتھ بغداد واپس آیا جعفر کے پاس گیا اور جاتے ہی اُس کے پیروں پر گر پڑا۔ بہت رویا اور اپنے جعل کا اقرار کرکے خواستگار معافی ہوا۔ جعفر نے دریافت کیا کہ تم کو گورنر مصر نے کیا دیا۔ اور یہ سنکر کہ گورنر مصر نے اس کو ایک لاکھ دینار دیئے ہیں۔ جعفر نے ایک لاکھ دینار اُس کو اپنے پاس سے اور دیئے اور کہا کہ جاؤ چین کرو۔

ایک دفعہ جعفر نے اپنے ندیموں اور خاص دوستوں کو جمع کرکے ایک جلسہ شُرب ترتیب دیا۔ مکان کو نہایت آراستہ کرکے ظروف نقرہ اور فرش و فروش شیشہ آلات وغیرہ سے بنہایت پیراستہ کیا۔ تمام مہمان اور دوست احباب موجود تھے۔ ایسے موقع پر جیسا کہ دستور ہے سب نے نہایت زرق برق اور رنگین کپڑے پہن رکھے تھے شرابؔ[1] کا آزادانہ طور سے دور چل رہا تھا۔ مغنیوں کے نغمے۔ساز اور تاروں کے ترنم سے تمام مکان گونج رہا تھا۔مگر ابھی تک جعفر کا ایک مہمان عبدالملک بن صالح نہیں آیا تھا جعفر نے دربانوں کو سخت تاکید کردی تھی کہ سوائے عبدالملک بن صالح کے اور کوئی شخص چاہے کیسی ہی ضرورت کا کام ہو اندر نہ آنے پائے۔ اتفاقاً ہارون الرشید کا قریبی رشتہ دار جس کا نام عبدالملک بن صالح بن علی بن عبداللہ ابن عباسؓ کسی کام کے لئے جعفر سے ملنے کو آئے۔ دربانوں نے نام کی مشابہت سے دھوکا کھا کر ان کو اندر جانے دیا۔ یہ عبدالملک بن صالح نہایت بدمزاج تھے اور بڑے پابند شریعت

[1] شراب کا لفظ یہاں غلطی سے لکھا گیا ہے۔ نبیذ ہونا چاہیئے۔ جو تازہ شربت کھجور کا ہوتا تھا اور جسمیں بالکل نشہ نہیں ہوتا تھا اور جس کی حلت کا فتویٰ علماء عراق نے دیدیا تھا۔ مصباح الدین احمد عفی عنہ

Marfat.com

تھے جعفر نے گو کئی دفعہ اُن سے کہا تھا کہ آپ ایک دفعہ ہمارے جلسہ میں شریک ہو جائیں لیکن عبدالملک ہمیشہ باصرار انکار کرتے رہتے تھے اس وقت عبدالملک جب اندر گئے اور جعفر اور اُن کی نظر دوچار ہوئی جعفر نہایت پریشان اور نادم ہوا لیکن عبدالملک کچھ اس جلسہ سے ایسے خوش ہوئے کہ اُنھوں نے فوراً ہی اس جلسہ کی شمولیت کا ارادہ کر لیا کسی کے بارخاطر نہ رہے اور جعفر کی تسلی اور خاطر اور اطمینان کے لئے عبدالملک نے اس جلسہ کے دستور کے مواق خادموں سے رشیمن پوشاک منگوا کر پہن لی اور جلسہ نشاط میں شامل ہو کر نہایت سرگرمی سے ہمکلام ہوئے اور دوچار ساغر شراب[1] بھی چڑھا گئے۔ جعفر اپنے دل میں اس معزز شخص کے یار شاطر اور بے تکلف دوست بن جانے سے بہت ہی مسرور ہوا۔ پھر اس نے دریافت کیا کہ آپ کی تشریف آوری کا اس وقت کیا باعث تھا۔

عبدالملک نے کہا کہ میں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ میری تین خواہشیں ہیں چاہتا ہوں کہ خلیفہ سے عرض کر کے میرے یہ کام کرا دو۔

اول تو میرے اوپر دس لاکھ درہم قرض ہیں اور میں اُن کو ادا کرنا چاہتا ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ میں اپنے لڑکے کے لئے ایسے صوبہ کی گورنری چاہتا ہوں کہ جو اُسکے رتبے کے موافق ہو۔

اور تیسرا امر یہ ہے کہ میری یہ خواہش ہے کہ خلیفہ کی دختر سے میرے لڑکے کی شادی ہو جائے وہ اُس کا چچازاد بھائی اور ہم کفو ہے۔ جعفر نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی یہ تینوں خواہشیں پوری ہو جائیں گی۔ دربارۂ زرِ نقد کے تو یہ عرض ہے کہ میں اُس کو ابھی آپ کے دولت خانہ پر بھیجدیتا ہوں۔ عاملی کے متعلق یہ التماس ہے کہ آپ کے صاحبزادے کو ملک مصر کا گورنر کر دیا جائیگا۔ اور شادی کی بابت یہ گذارش ہے کہ امیر المؤمنین کی دختر سے میں اُس کی نسبت کر دیتا ہوں۔ شادی میں اس قدر جہیز دیا جائے گا۔ آپ اطمینان قرین خاطر رکھیں اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمت کرے۔

---

[1] شراب نہیں نبیذ ١٢ مصباح

Marfat.com

جب عبدالملک اپنے گھر پہنچے تو اُنہوں نے زر نقد وہاں موجود پایا دوسرے دن جعفر نے خلیفہ کے حضور میں حاضر ہو کر عرض و معروض کر کے عبدالملک کے پسر کے لئے مصر کی گورنری کی منظوری لے لی۔ اور خلیفہ کو راضی کر کے شہزادی کا نکاح اُس سے کرا دیا۔

فضل برمکی کا اسحق موصلی سے سلوک

اسحاق[1] ابن ابراہیم الموصلی کا بیان ہے کہ ایک بار میں نے ایک نہایت خوبصورت کنیز خریدی اور اس کے لکھانے پڑھانے میں محنت کر کے اُس کو ہر علم میں طاق کر دیا اور اس کو فضل بن یحییٰ کو بطور ہدیہ کے پیش کرنا چاہا۔ لیکن فضل نے مجھ سے کہا کہ اے اسحاق! گورنر مصر کا سفیر ابھی میرے پاس سے گیا ہے اور مجھے وہ کچھ ہدیہ دینا چاہتا ہے۔ تم اُس کنیز کو اپنے پاس رکھو میں اُس سے کہونگا کہ میں نے سُنا ہے کہ اسحاق کے پاس ایک نہایت حسین کنیز ہے وہ میری یہ خواہش پا کر یقیناً مجھے اُس کنیز کو "تحفہ" منظور کرنے کے لئے کہے گا۔ میں اُس کی درخواست منظور کر لوں گا۔ پھر جب وہ تم سے خریدنے آئے تو اُس کی قیمت پچاس ہزار دینار سے کم نہ لینا۔

---

[1] ابو محمد اسحاق بن ابراہیم الموصلی وہ مشہور شخص ہے کہ جس نے موسیقی کا معراج کمال تک پہنچا دیا تھا۔ المامون میں تحریر ہے کہ اسحاق اپنے ہمعصروں میں باعتبار شہرت مقبولیت اور کمالات موسیقی کے پر فائق تھا اسحٰق نے علامہ اصمعی۔ ابو عبیدہ۔ کسائی۔ اور فراء سے فن ادب۔ انساب۔ روایات۔ فقہ۔ علم نحو حاصل کیا تھا ان تمام امور میں مجتہدانہ کمال رکھتا تھا۔ لیکن یہ عبرت کا مقام ہے کہ موسیقی کے انتساب نے نہ تو اُس کو فقیہہ مشہور ہونے دیا اور نہ ادیب اور صرف مغنی کے حقیر لقب سے اس کی تمام دنیا میں شہرت ہوئی جس کو باوجود کوشش کے سلطنت بھی نہ مٹا سکی۔ عود بجانا زلزل سے سیکھا تھا اور تمام راگنیاں اپنے باپ ابراہیم اور شہدہ سے سیکھی تھیں۔ خلیفہ مامون الرشید اس کی اس قدر عزت کرتا تھا کہ اس کو [illegible] جگہ دیتا تھا اور دربار میں فقہا کا لباس پہن کر آنے کی اجازت تھی۔ خلیفہ معتصم باللہ [illegible] تو مجھے جوش مسرت میں یہ خیال ہوتا ہے کہ میری سلطنت میں کوئی نیا ملک اضافہ ہو گیا ہے ۲۳۵ھ میں خلیفہ المتوکل علی اللہ کے زمانہ میں فوت ہوا۔ اس کا باپ بھی موسیقی کا اُستاد تھا۔ اسحاق کا باپ ابراہیم خلیفہ ہارون الرشید کے دربار میں اپنی خدمت پر دس ہزار درہم ماہوار یعنی ڈھائی ہزار روپیہ ماہوار کا نوکر تھا۔ ابراہیم بہت سی راگنیوں کا موجد ہے۔ ۱۲۔ مصباح

Marfat.com

اسحاق کہتا ہے کہ میں اپنے گھر چلا آیا۔ سفیر مصر نے اُس کنیز کو دیکھ کر [illegible]
لگائی میں نے اُس سے انکار کر دیا۔ اُس نے قیمت اور بڑھائی بیس ہزار کی [illegible]
کیے۔ اس قدر رقم عظیم قیمت کی سن کر مجھ سے تو صبر نہ ہوسکا۔ اور میں نے یہ قیمت منظور کرکے
کنیز کو اُس کے حوالہ کر دیا۔ دوسرے دن فضل کے پاس جاکر یہ سب واقعہ اُس سے
دُہرایا فضل مسکرایا اور کہا کہ سفیر روم بھی مجھے ایک تحفہ دینا چاہتا ہے میں اُس سے بھی
اس کنیز کا تذکرہ کروں گا۔ تم یہ کنیز اپنے مکان پر لے جاؤ اور سفیر روم کے آنے کے منتظر رہو
مگر پچاس ہزار دینار سے کم قیمت میں ہرگز نہ دینا۔ اسحاق کہتا ہے کہ میں اُس کنیز کو اپنے گھر لے گیا
اتنے میں سفیر روم میرے گھر آیا۔ المختصر اُس کے ہاتھ بھی میں نے اُس کو تیس ہزار دینار پر بیچ کر دیا
پھر جو میں فضل کے پاس گیا تو اس نے مجھے پھر وہی کنیز دیدی اور کہا کہ سفیر خراسان بھی اسی طرح
مجھ کو تحفہ دینا چاہتا ہے اُس سے بھی میں نے اسی کنیز کی بابت کہدیا ہے میں گھر گیا۔ تھوڑی دیر
میں سفیر خراسان میرے پاس آیا لیکن اس دفعہ میں نے ہمت کرکے چالیس ہزار دینار پر اُس کو
فروخت کیا۔ دوسرے دن فضل کے پاس گیا اُس نے کہا کہ کیا واقعہ پیش آیا تھا میں نے
عرض کیا کہ اس دفعہ میں نے چالیس ہزار دینار پر بیچا ہے خدا کی قسم جب میں نے اس قدر رقم
عظیم سُنی تو مجھ سے صبر نہ ہوسکا اور میں نے اُس کو فروخت کر ہی دیا۔ اب آپ کے طفیل میں
(روحی فداک) میں نے اُس کنیز سے ایک لاکھ دینار پیدا کر لئے ہیں اور اب زیادہ کی ہوس نہیں
ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ یہ سُنکر فضل نے اس کنیز کو بلوا کر مجھے
پھر بخش دیا اور کہا کہ اُسے گھر لے جاؤ۔ میں نے کہا یہ کنیز تو دنیا میں سب سے زیادہ خیر و
برکت والی ہے اسحاق کہتا ہے کہ میں نے پھر اُس کنیز کو آزاد کر دیا اور آزاد کر کے اُس سے
شادی کی اور اب اُس سے میری کئی اولادیں ہیں۔

امام محمد بن ابراہیم جو محمدؒ ابن علی بن عبد اللہ ابن عباسؓ کے پوتے تھے ایک دن فضل کے
پاس آئے اور ایک صندوقچہ جس میں جواہرات بھرے ہوئے تھے اُن کے ساتھ تھا انہوں نے
فضل سے کہا کہ میری آمدنی میری ضروریات کے لئے کافی نہیں ہے اس وجہ سے میرے (امام محمد عباسی سے فضل برمکی کا سلوک)
اوپر دس لاکھ درہم قرض ہوگئے ہیں اور مجھے اپنا حال ہر کسی سے کہتے ہوئے شرم آتی

ہے گو میں کافی ضمانت دے سکتا ہوں مگر میں کسی سوداگر کو بھی اپنے حال سے آگاہ کرنا نہیں چاہتا۔ تمہارا سوداگروں سے لین دین ہے۔ اس لئے یہ التماس ہے کہ یہ جواہرات کسی سوداگر کے پاس رہن رکھ کے دس لاکھ درہم منگوا دو۔ فضل نے جواب دیا کہ آپ کا فرمانا بسروچشم منظور ہے مگر ایک شرط ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ آج تمام دن میرے پاس تشریف رکھیں۔ محمد اس بات پر رضامند ہو گئے۔ فضل نے وہ صندوقچہ کو اسی طرح بند اور سربمہر جس طرح کہ آیا تھا محمد کے مکان پر مع دس لاکھ درہم کے چپکے سے بھجوا دیا اور ہرکارہ سے کہہ دیا کہ اس کی رسید لے آنا۔ فضل نے محمد کو اپنے پاس شام تک رکھا۔ جب شام کو محمد اپنے مکان پر واپس آئے تو دس لاکھ درہم اور صندوقچہ جواہرات دونوں چیزوں کو دیکھ کر بہت ہی خوش اور متعجب ہوئے دوسرے دن علی الصباح فضل کے مکان پر محمد اس کا شکریہ ادا کرنے گئے لیکن معلوم ہوا کہ فضل ابھی ہارون الرشید کے پاس چلا گیا ہے محمد پھر خلیفہ کے محل کی جانب گئے۔ لیکن جونہی کہ فضل کو اُن کا آنا معلوم ہوا وہ دوسرے دروازہ سے نکل کر اپنے باپ یحیٰی کے مکان پر چلا گیا۔ اُس کا وہاں جانا معلوم کر کے محمد بھی یحیٰی کے مکان پر گئے وہاں اُن کو معلوم ہوا کہ فضل ابھی مکان پر چلا گیا۔ یہ وہاں سے فضل کے مکان پر پہنچے اور اب اُن سے ملاقات ہوئی محمد نے فضل کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ میں آپ کی فیاضی کا شکریہ ادا کرنے علی الصباح آیا تھا مگر آپ نہ ملے۔ فضل نے جواب دیا کہ دس لاکھ درہم میں نے آپ کو بھیجے مگر میں نے پھر خیال کیا کہ یہ سب تو آپ اپنے قرضخواہوں کو دیدیں گے اور پھر خرچ کے لئے آپ کے پاس کچھ نہ بچے گا تو آپ کو دوبارہ قرض لینا پڑے گا۔ اس لئے میں آج علی الصباح امیر المؤمنین کی خدمت میں گیا اور آپ کی حالت [illegible] نے دس لاکھ درہم آپ کو عطا کئے ہیں۔ خلیفہ کے محل پر میں آپ [illegible] دروازہ سے چلا آیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تک یہ روپیہ بھی آپ کے مکان پر نہ پہنچ جاتا اس وقت تک میں آپ سے ملنا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن اب وہ روپیہ پہنچ گیا ہوگا۔ محمد نے کہا تمہارا احسان مجھ سے کس طرح ادا ہو سکے گا صرف اظہار شکریہ کا ایک طریقہ ہے اور وہ یہ کہ میں نہایت ہی پاک قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج سے سوائے تمہارے کسی کے پاس [illegible]

Marfat.com

اور نہ سوائے تمہارے کسی سے کچھ طلب کروں گا۔ محمد نے اس بات کی درخواست [illegible] اور قسم تحریر بھی کر دی اور بعدازاں ہمیشہ اس قسم پر پابند رہے۔

محمد عباسی کا ایفائے وعدہ

کچھ عرصے کے بعد جب خاندانِ برامکہ پر زوال آیا اور اُس کا استیصال ہوا اور فضل بن ربیع وزیر ہوگیا اُس وقت بھی محمدؐ کو پھر قرض کی حاجت پڑی لوگوں نے اُن سے کہا کہ آپ وزیر کے پاس جائیے وہ آپ کی رفع حاجت کر دے گا۔ محمد کو اپنی قسم یاد تھی اس لئے نئے وزیر کے پاس جانے سے انکار کیا اور مرتے دم تک نہ کسی سے کسی قسم کا سوال کیا اور نہ کوئی تحفہ یا ہدیہ قبول کیا۔

ہارون الرشید کی بے انتہا فیاضیاں خاص کر شعراء علماء فضلاء اور پیشوایانِ دین پر زیادہ تھیں اسی وجہ سے یہ لوگ اُس کی بہت مدح و ثنا بطور شکریہ و ادائے احسان کیا کرتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ اُس کے انصاف اور رحم دلی کی شہرت زیادہ ہوگئی۔ گو اُس میں یہ عادتیں تھیں لیکن تواریخ کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس قدر بیحد تعریف اور توصیف کا مستحق نہ تھا۔

ہارون الرشید کی خلافت میں اہلِ کمال کی کثرت

ہارون الرشید کے زمانے میں جس قدر اہلِ کمال۔ فضلاء۔ مفتی۔ علماء۔ شعراء ادیب نجومی۔ قاضی۔ طبیب وغیرہ موجود تھے اس قدر اہلِ کمال کسی خلیفہ کے زمانے میں نہیں ہوئے۔ مغنیوں اور موسیقیوں کا تو کوئی شمار نہیں تھا۔ وہ ان سب کا مربی تھا اور بذاتہٖ اُس میں سب قسم کی خوبیاں موجود تھیں۔ ہارون الرشید خود اپنے زمانے کا ایک کامل اہلِ علم اور بڑا عالم و فاضل تھا۔ شاعر بھی تھا شعر بہت اچھا کہتا تھا۔ علم تاریخ۔ علم حدیث فقہ اور شاعری میں وہ بہت پیرا ہوا تھا۔ مناسب موقعوں پر اُن کا اظہار کیا کرتا تھا۔ ہارون بڑا ہی صاحب تمیز اور بڑی عقل و فراست فہم و کیاست رکھتا تھا ایسا خوش اخلاق بامروت۔ متواضع اور حلیم تھا کہ ہر ادنیٰ و اعلیٰ دل سے اُس کا ادب اور لحاظ کرتا تھا۔

ہارون الرشید کی سلطنت کی شان و شوکت

اس وجہ سے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ تمام ہمعصر مورخین اس کی تعریفوں میں رطب اللسان اور متفق اللفظ ہیں اور اس کے اخلاق کی تصویر کے ایک پہلو کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔

Marfat.com

ہارون الرشید کے زمانے کے بعد مورخینؒ اس کی اس قدر تعریف نہیں کرتے[1] لیکن یہ بات خوب ذہن نشین کرلینا اور یاد رکھنا چاہیئے کہ خلافت کی تاریخ میں ہارون کی سلطنت اور حکومت کا زمانہ ایک نہایت ہی اعلیٰ ترین شان اور شوکت اور رونق کا زمانہ ہے اُس کی حکومت میں سلطنت کی حدودؔ اتنی وسیع ہوگئی تھیں کہ اتنی پھر کسی زمانہ میں نہیں ہوئیں۔ مشرقی دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ اور مغربی افریقہ کا ایک بڑا حصہ اُسکے زیرنگین اور تابع فرمان تھا اور اُن ملکوں سے اُسکے خزانہ میں خراج آیا کرتا تھا۔ شہر بغداد اُس زمانہ میں اپنے کمال عروج اور کمال رونق پر تھا ہارون کی وفات کے بعد ہی فوراً بغداد کی رونق کم ہونا شروع ہوگئی اور سلطنت سے یکے بعد دیگرے صوبے نکلنا شروع ہوگئے اور خود خلفاء کی طاقت اور حکومت جلد جلد کم ہونے لگی مسلمان مورخینؒ اس سبب سے بھی گذشتہ شان و شوکت کے زمانے کی تعریف کرتے ہیں اور ہارون الرشید کی سلطنت اور شوکت عظیم کو بیان کیئے جاتے ہیں۔[2]

ہارون الرشید کی اصلی عادات و اطوار سے اس کتاب کے آیندہ بابوں میں ہم کو واقفیت حاصل ہوگی۔

[1] مسٹر پامر کو اس بات کا افسوس ہے کہ مورخین نے ہارون الرشید کی خوبیوں کے ساتھ بُرائی (جا بجا ہمیں بُرائی ہی دکھائی ہو) کیوں نہیں لکھی ۱۲ مصباح [2] ہارون الرشید کے زیرنگین جس قدر سلطنت تھی ہم اُس کا ایک نقشہ واسطے ملاحظہ ناظرین مرتب کرکے پیش کرتے ہیں اُس سے معلوم ہوگا کہ دنیا کے کس قدر حصے پر اس کی حکمرانی تھی اور کہاں سے کہاں تک اُن کی حکومت کا جھنڈا لہراتا تھا مسٹر پامر نے تو کوئی نقشہ نہیں دیا مگر ہم نے دوسری کتابوں سے بڑی تلاش کے بعد یہ نقشہ مرتب کیا ہے ۱۲ مصباح۔

[3] مسٹر پامر کی یہ عجیب رائے ہے حالانکہ جو شخص اجل الملوک تمام دنیا میں مانا گیا ہو اس کے زمانے کا حال لکھنا کسی [illegible] سے نہیں ہوا کرتا صرف تاریخ کے مرتب کرنے کی غرض سے ہوا کرتا ہے۔ کیا سوائے شان و شوکت وا[illegible] ادنیٰ درجہ کے بادشاہوں یا چھوٹی چھوٹی سلطنت کے حکمرانوں کا حال تاریخ میں تحر[illegible] یا کوئی شخص نفی میں نہیں دے سکتا لہذا یہ امر ظاہر کیا جاتا ہے کہ تاریخ کی تحریر میں واقعات کی ترتیب کے سوا اور کوئی غرض یا سبب نہیں ہوا کرتا اگر کوئی غرض یا سبب مقرر کرلیا جائے تو اس کا سبب ہم پر نہیں کھلا کہ خود مسٹر پامر اور تمام دیگر یورپین مورخین نے ہارون الرشید کو اعلیٰ اور اعظم شہنشاہ روئے زمین کیوں تحریر کیا اور اس کو سکندر اعظم کی طرح ہارون الرشید اعظم کا کیوں خطاب دیا گیا ہماری تو رائے ہے کہ مسٹر پامر نے یا دیگر مورخین نے ہرگز کسی سبب سے یہ تاریخ نہیں لکھی بلکہ صرف تاریخ کی حیثیت سے یہ تاریخ لکھی ہے۔ ۱۲ مصباح

Marfat.com

باب دوم

ہارون الرشید کی خلافت کا کمال عروج

دمشق

شہر دمشق[1] سے کہ جس میں خاندان بنی امیہ کے زمانہ سلطنت کی عظمت اور شان و شوکت کی بہت سی یادگاریں اور آثار موجود تھے۔ عباسیوں کو فطرتی طور سے سخت نفرت تھی۔ اس لئے خلیفہ منصور نے کوفہ کے قریب ایک جدید دارالخلافہ بنانا شروع کیا جس کا نام اُس نے اپنے خاندان کے مورث کے نام پر ہاشمیہ رکھا۔

ہاشمیہ

اہل کوفہ اولاد حضرت علیؓ کے بہت طرفدار تھے اور گو علویین اور عباسیوں میں ہنوز درحقیقت کوئی رنجش یا مخالفت نہ تھی لیکن دونوں خاندان اس بات کو فراموش نہیں کر سکتے تھے کہ علویین کے نام سے جو بغاوت کی گئی اُس کے فائدہ کے حصول سے علویین مکر و فریب سے محروم کردیئے گئے اور عباسیوں کو جو حکومت اور طاقت حاصل ہوئی یہ علویین ہی کے پرزور دعاوی خلافت کی وجہ سے ہوئی۔ اس لئے عباسیوں نے اپنی سلطنت کا دارالخلافہ طرفداران اولاد علیؓ کے ہیڈ کوارٹر یعنے کوفہ کے عین جوار میں بنانا مصلحت نہ سمجھا بنا بریں منصور نے ایک اور جگہ دارالخلافہ کے لئے پسند کی یہ نیا دارالخلافہ شہر بغداد تھا جو دریائے دجلہ کے مغربی کنارہ پر واقع ہے یہ شہر قدرتی طور سے ایک عظیم الشان دارالخلافہ

---

[1] یہ شہر شام کے تمام شہروں سے بڑا ہے ۸ میل کے دور میں آباد ہے چار ہزار برس سے زیادہ عرصہ گذرا کہ ارم بن سام بن نوح نے آباد کیا تھا مورخین کا بیان ہے کہ باغ ارم اسی شہر میں تھا جس کو شداد و عاد نے عمارت بنا کر وسیع کر دیا تھا "لم یخلق مثلہا فی البلاد" اُسی کی صفت ہے سنہ ۱۳ ہجری میں خلیفہ اول کے اخیر میں مسلمانوں کے قبضہ میں آیا تھا ۴۱ھ میں امیر معاویہ نے دارالخلافہ بنایا غالباً ۱۵۱۶ء سے ترکوں کے قبضہ میں آیا۔ قدامت کے ہزارہا منظر اس شہر میں موجود ہیں۔ ولید بن عبدالملک کی بنائی ہوئی مسجد جس میں ۸ کروڑ ۴۳ لاکھ روپیہ صرف ہوا ہے جو تمام دنیا میں بے نظیر تھی اور دنیا کی مشہور سیرگاہوں یعنی صعد، سمرقند، شعب بوان اور ابلہ کے بعد غوطہ دمشق ہے اس کے قرب و نواح میں سایہ دار درخت باغستان جانفزا اور خوشگوار پانی کے چشمے بہتے ہیں

Marfat.com

ہونے کے لئے بہت مناسب اور موزون تھا شمال سے براہ دریا دجلہ شہر دیار بکر سے اور مشرق میں براہ خلیج فارس ہندوستان اور چین سے تجارت ہوسکتی تھی۔ علاوہ ازیں دریاء فرات بھی اس جگہ سے دریائے دجلہ سے نہایت ہی قریب ہے اور وہاں سے دریائے فرات کو ایک نہایت عمدہ سڑک جاتی تھی جو براہ راست ملک شام اور ممالک مغرب کو چلی گئی تھی بغداد[1] ایک پُرانے زمانہ کا نام ہے اُسکے معنے ہیں خدا کا عطا کیا ہوا یا بنایا ہوا شہر۔ اس لفظ سے بھی اس کے جائے وقوع کے نہایت عمدہ ہونے کی تصدیق ہوتی ہے۔ یہ نیا شہر بہت جلد ایک عظیم الشان اور خوب رونق دار بن گیا اس کے بانی اور اس کے بعد کے دو جانشینوں نے اس شہر کی سجاوٹ میں اور اس کو بارونق بنانے میں کروڑوں روپے صرف کردیئے ساسانی بادشاہوں کے پُرانے محلوں اور برِّ اعظم ایشیا کے دیگر خاص خاص شہروں سے اُن کے تمام نقش ونگار اتروا کر اور عمدہ عمدہ پتھر اور مصالحہ اُن میں سے نکلوا کر اس سے بغداد کی عمارتوں کو زیب دیا گیا جس سے یہ شہر نہایت ہی پُر رونق اور بڑا ہی خوبصورت ہوگیا۔

وسعت سلطنت

اس شہر بغداد میں جو ایک ایسی وسیع اور عظیم الشان سلطنت کا دار الخلافہ تھا کہ جو ہندوستان اور تاتار کی حدود سے بحر اوقیانوس کے کناروں تک پھیلی ہوئی تھی وہ بادشاہ سلطنت کرتا تھا جس کے حکم میں بے انتہا ذرائع آمدنی کے تھے جس کی حکومت بالکل مطلق العنان اور خود مختاری کی تھی اور جس کے گرداگرد وہ اہل کمال حکماء علماء فضلا موجود رہتے تھے جس کے مانند اس زمانے میں اور کوئی نہیں ہوسکتا تھا۔ اور یہ بادشاہ خلیفہ ہارون الرشید تھا۔

[illegible] خیال تھا

ہارون الرشید کی حکومت میں فوجی نقل وحرکت کی کارروائی بہت جاری رہتی تھی اس کے کئی سبب تھے۔ ایک تو یہ کہ سلطنت بہت ہی وسیع ہوگئی تھی اور تمام سلطنت کا ایک مرکز پر مجتمع ہونا ناممکنات سے تھا۔ دوسرے اس خیال سے بھی یہ کار[illegible] نگرانی کے خوف سے حریص اور طامع اور نمک حرام گورنر صوبجات اپنے تئیں خود مختار نہ بنا سکیں یا ذاتی شان وشوکت حاصل کرنے کے لئے عوام الناس اور رعایا پر جبر واخذ اور ظلم وستم نہ کرسکیں

[1] مسٹر پامر کی رائے ٹھیک نہیں ہے بلکہ بغداد کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کے قریب نوشیروان کا ایک باغ تھا۔ جہاں وہ بیٹھ کر مقدمات عدالت فیصل کیا کرتا تھا اسی وجہ سے وہ باغ داد یعنی انصاف کا باغ مشہور ہوگیا۔ اور عوام الناس بغداد کہنے لگے ۱۲ مصباح

Marfat.com

بمشکل کوئی سال ایسا ہوتا تھا کہ جس میں ایک نہ ایک صوبہ میں بغاوت نہ ہوتی ہو۔ متفرق فریق مثل سابق آپس میں برسر عناد تھے۔ ملک شام اور ملک الجزیرہ میں بنی امیہ کے طرفدار موجود تھے۔ خراسان میں عربوں کی حکومت سے نفرت اور اُن کے مذہب سے بیزاری عام تھی۔ عمال اور گورنروں کے جبر واخذ ناجائز سے ہر جگہ رعایا میں ناراضی پھیلی ہوئی تھی یہ باتیں خلیفہ کی سلطنت میں نقص امن عامہ اور مشکلات پیدا کرتی رہتی تھیں منجملہ خاص خاص بغاوتی واقعات کے چند واقعے تحریر کئے جاتے ہیں جس سے خلیفہ ہارون الرشید کی سلطنت کی حالت اُس کی حکومت کی ہیبت اور شان وشوکت معلوم ہوگی اور اس بات سے بھی آگاہی ہوجائیگی کہ مختلف صوبجات سلطنت کا سنٹرل گورنمنٹ بغداد کے ساتھ کیا تعلق تھا۔

یحییٰ ابن عبداللہ کا خروج دیلم میں

ہارون الرشید کے جلوس کے پانچویں سال ۷۹۱ء میں یحییٰ ابن عبداللہ نے (جو حضرت علیؓ ابن ابی طالب کی اولاد میں تھے) خروج کیا اور خلیفہ کے مقابلہ کو اُٹھے۔ حضرت علیؓ محمد صاحب کے چچازاد بھائی۔ داماد اور خلیفہ تھے یعنی منجملہ خلفائے راشدین کے حضرت علی چوتھے جائز خلیفہ تھے یحییٰ کے دو بھائی النفس[1] الزکیہ اور ابراہیم کے ساتھ خلافت سابق میں جو کچھ کارروائی ہوئی تھی۔ اس کی وجہ سے یحییٰ بن عبداللہ کو فطرتی طور سے اپنی جان کا خوف ہوگیا اور اسی لئے یحییٰ نے ۱۷۵ہجری میں دیلم میں جاکر پناہ لی۔ وہاں اُن کے دعاوی امت یعنی اسلام میں سب سے اعلیٰ دینی پیشوا ہونے کو عوام الناس نے بہت جلد تسلیم کرکے دیلم کے لوگوں نے اُن کو اپنا جائز خلیفہ مشہور کردیا۔ ہر چہار جانب واطراف سے اُنکے جھنڈے کے نیچے ہزارہا آدمی جمع ہونا شروع ہوگئے۔ اس کارروائی سے سلطنت میں بھی خوف پھیل گیا اور ہارون الرشید نے مجبوراً فوجی کارروائی سے اس بغاوت کو فرو کرنا چاہا۔ باغیوں کے مقابلہ کیواسطے فضل بن یحییٰ وزیراعظم کو پچاس ہزار فوج کا افسر مقرر کرکے روانہ کیا اور اُسکو جرجان اور طبرستان[2] اور رے کا

[1] خلیفہ منصور عباسی کے زمانہ میں محمد بن عبداللہ (النفس الزکیہ) نے جو سیدنا امام حسین کے پڑپوتے تھے علمائے مدینہ کے فتویٰ کے بموجب خروج کیا لیکن بہت سی خونریزی کے بعد وہ شہید ہوئے اُن کے ایک بھائی ادریس کو ہارون الرشید نے زہر سے مروا ڈالا تھا یحییٰ بن عبداللہ روپوش ہوگئے تھے اب انہوں نے خروج کیا ۱۲ مصباح

[2] ارض طبرستان اور رے عراق عجم کے دو مشہور صوبے ہیں اور ان کے صدر مقام بھی ان ہی نام سے مشہور تھے لیکن رے بہت قدیم شہر تھا چنانچہ بلحاظ قدامت کے عرب رے کو ام البلاد اور شیخ البلاد کہتے ہیں۔ حضرت شیث علیہ السلام نے اُس کی بنیاد ڈالی تھی۔ عہد منوچہر اور فریدون میں دن بدن ترقی ہوتی رہی اور بعد زوال حکومت فارس کے عہد اسلام میں مہدی عباسی نے اسکو خوب آباد کیا تھا۔ اب ویران ہے اور اس کے شمالی حصے میں طہران آباد ہے طغرل سلجوقی کا گنبد اور تودہ ہے جس کے نیچے تک ابھی ... اصلاح

Marfat.com

گورنر مقرر کر دیا۔ فضل معہ فوج یحیٰی بن عبداللہ کے ہیڈ کوارٹر کے بہت ہی قریب پہنچ گیا مگر اغلباً غنیم کی فوج کے مذہبی جوش کے نتائج سے خوف زدہ ہو کر چونکہ باغی شہزادہ حضرت علی کی اولاد میں سے تھا اور اس وجہ سے فرقہ شیعہ کا جائز پیشوا اور سرگروہ تھا اور اسی فرقہ سے قریباً تمام ایرانی تعلق رکھتے ہیں فضل نے یحیٰی بن عبداللہ سے مقابلہ کرنے سے اجتناب کیا اور اس امید میں کہ صلح سے یہ کارروائی ختم ہو جائے یحییٰ بن عبداللہ سے عہد و پیمان کرنا شروع کر دیئے خلیفہ کے اس سفیر کے مضبوط اور اعلیٰ وعدوں اور اقراروں کے بھروسہ پر آخر کار یحیٰی بن عبداللہ صلح پر رضامند ہو گئے۔ اور اپنے آپ کو اس شروط پر سپرد کر دینا منظور کر لیا کہ ہارون الرشید اپنے خاص قلم سے اُن کی معافی جرائم کا ایک خط (امان نامہ) لکھدے اور اس پر قاضی اور مفتی اور فقہاء سلطنت کے دستخط گواہی کے طور پر ثبت ہوں۔ اس بات پر ہارون الرشید بھی رضامند ہو گیا چونکہ وہ اپنے حریف کے دعاوی اور اس کامیابی سے جو یحیٰی بن عبداللہ کو اب تک ہو چکی تھی بہت ہی پریشان ہو رہا تھا۔ ایک معافی نامہ جس میں کہ بہت ہی صاف صاف طور سے شرطیں تحریر تھیں اور جس پر صرف علماء مذکورۂ بالا ہی کے دستخط ثبت نہ تھے بلکہ شاہی خاندان یعنی بنی ہاشم میں سے بھی بڑے بڑے سرداروں کے دستخط تھے (ہارون بھی بنی ہاشم تھا) لکھکر یحیٰی بن عبداللہ کے پاس خلیفہ نے روانہ کیا۔ اس خط سے جو قیمتی تحائف کے ساتھ اُن کے پاس پہنچا یحیٰی بن عبداللہ کو فضل کے ہمراہ بغداد جانے کی ترغیب ہوئی اور جب یہ بغداد پہنچے تو خلیفہ نے نہایت خلوص اور محبت سے ان کا استقبال کر کے اُن سے بہت ہی اچھا سلوک کیا یحیٰی ابن عبداللہ کو ابھی دارالخلافہ میں آئے بہت دن نہ گزرے تھے کہ ہارون الرشید نے اُن کو قید کر دیا اور سلطنت کے تمام علماء اور مفتیوں کو جمع کر کے فتویٰ طلب کیا کہ آیا یہ معافی نامہ قابل جواز ہے ... نے کہا کہ ایسا وثیقہ جس پر حسب ضابطہ ایسی تصدیق ہو اُس کا نقص ... رہیگا اور بعضوں نے خوشامد سے تاکہ اُن پر خلیفہ کی عنایت و مہربانی مبذول ہو یہ فتویٰ[۱] دے دیا

[۱] امام محمد صاحب نے اس فتویٰ کی بڑے زور سے مخالفت کی اور اپنے اس فتویٰ پر قائم رہے کہ نقص معاہدہ جائز نہیں ہے ان امام صاحب کے حالات ناظرین کی آگاہی کے لئے ہم لکھتے ہیں وھو ہٰذا امام محمد بن الحسن شیبانی امام ابو حنیفہ کے شاگرد رشید اور فقہ حنفی کے دوسرے بازو ہیں ۱۳۵ھ ہجری میں مقام حرستا (دمشق کے متصل ایک موضع ہے) پیدا ہوئے امام مالک سے حدیث پڑھی ہارون الرشید ان کی بڑی عزت کرتا اور سیر و سفر میں ہمراہ رکھتا تھا اگرچہ دربار کا تعلق تھا آزادی اور حق گوئی کا رشتہ کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ امام محمد کے فضل و کمال کا اندازہ امام شافعی کے (بقیہ بر صفحہ آیندہ)

کہ یہ معاہدہ ناجائز ہے۔ آخر کار آخر الذکر لوگوں کی رائے پر شوق سے عمل کیا گیا۔

جب بادشاہ کو اپنی کسی رعایا کو سزا دینے کے لئے عذر و بہانہ کی ضرورت [illegible] نہ ایک گمراہ یا بدذات آدمی بخوشی حلف دروغی کر کے اس امر کی شہادت دیتا کہ ملزم [illegible] کا ارتکاب کیا ہے اور ایسا کرنے سے اُس کو اپنے بادشاہ کی عنایت و مہربانی زیادہ ہونے کی امید ہوتی۔ چنانچہ یحییٰ ابن عبداللہ کے معاملہ میں بھی ایسا ہی ہوا۔

زبیر ابن عوام کی اولاد

زبیر ابن عوام کے خاندان کے ایک آدمی نے ہارون الرشید کے حضور میں یحییٰ پر یہ الزام لگایا کہ معافی نامہ کی وصولی کے بعد سے یحییٰ پھر سازشیں کر رہا ہے اور فوج جمع کرنے کی کوشش میں ہے۔ اس کا ارادہ ہے کہ موقع پاتے ہی علم بغاوت پھر کشادہ کرے۔ خلیفہ نے یحییٰ کو قید خانہ میں سے بلوا کر زبیر سے اُن کا مقابلہ کرایا اور اُن سے دریافت کیا کہ اس شخص نے تم پر یہ الزام لگائے ہیں۔ آیا یہ صحیح ہیں یا کیا؟ یحییٰ نے حقارت اور غصہ سے کہا کہ یہ بالکل جھوٹ ہے اور زبیری سے کہا کہ اگر تو سچا ہے تو قسم کھا کر بیان کر۔ زبیر نے قسم کھانے پر اپنی مستعدی ظاہر کی اور کہنا شروع کیا کہ خدا کی قسم۔ وہ خدا جو مجرموں کو تلاش کرتا اور سزا دیتا ہے۔

ابھی زبیری نے قسم کو پورا نہیں کیا تھا اور اسی قدر کہا تھا کہ اتنے میں یحییٰ نے اُس کو روک دیا اور اور کہا کہ خاموش قسم تنہا ہونی چاہیئے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ اُس شخص کے سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا جو اس کی عظمت اور جلالت بیان کرتا ہے اس سے بڑی قسم یہ ہے کہ تو صاف طور سے مجھ پر حلفیہ الزام لگا اور خداوند تعالیٰ کی قوت اور عظمت کا کیا ذکر کرتا ہے وہ ایسا ہی ہے تو تو اپنی قوت اور عظمت پر بھروسہ کر کے قسم کھا کر بیان کر کہ یہ معاملہ اس طرح سے ہے۔

زبیری یہ سُن کانپنے لگا اور کہا کہ یہ تو بہت بڑی قسم ہے خلیفہ ہارون الرشید نے کہا کہ اگر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷) اس قول سے ہوتا ہے کہ امام جب کوئی مسئلہ بیان کرتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ وحی ہو تمام شاگردوں میں امام شافعی بلند رتبہ تھے اور بمقابلہ دیگر شاگردوں کے امام محمد بھی اُن کے ساتھ خاص مراعات سے پیش آتے تھے امام محمد کی شہرت اگرچہ زیادہ [illegible] میں ہے لیکن و تفسیر۔ حدیث۔ ادب میں بھی اجتہاد کا درجہ رکھتے تھے امام صاحب کی تصنیفات میں سے موطا۔ مبسوط۔ جامع صغیر۔ جامع کبیر۔ زیادات کتاب الحج۔ سیر صغیر و کبیر مشہور ہیں ہمراہی خلیفہ ۱۸۹ہجری میں رے کے قریب موضع رنبویہ میں انتقال کیا اتفاق سے کسائی نحوی نے بھی اسی جگہ انتقال کیا تو ہارون کو بہت صدمہ ہوا اور کہا کہ آج فقہ اور نحو دونوں کو ہم دفن کر آئے علامہ یزیدی نے نہایت جان گداز مرثیہ کہا ہے جس کا ایک شعر یہ ہے

فقلنا اذا ما اشکل الخطب من لنا ۔۔۔ بایضاحہ یوما وانت بقیتنا

(ترجمہ) ہم نے کہا کہ جب تو نہ رہا تو ہمارے لئے مشکلات کا حل کرنے والا کہاں سے آویگا ۱۲ مصنف

Marfat.com

تم سچ کہتے ہو تو قسم کھانے سے خوف کیوں کرتے ہو؟ اس بدبخت آدمی نے یہ خیال کر کے کہ اگر جھوٹ بولنے کا اقرار کر لیگا تو سزا ہو گی اور خلیفہ یحییٰ سے اپنا بدلہ نہیں لے سکے گا اور [illegible] خیال ہوگا کہ خلیفہ نے خود ہی اُس کو حلف دروغی کی اجازت دی ہو گی یا یہ کہ جھوٹی شہادت پر خلیفہ نے اُس دانستہ سزا نہ دی۔ قسم کھالی اور یحییٰ کی موت کے محضر پر دستخط کر دیئے تمام مؤرخین اس سزا کا بیان کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے زبیری کو دی۔ ذکر ہے کہ زبیری یہ قسم کھا کر دربار سے اُٹھکر اپنے گھر روانہ ہوا راستہ میں اُس نے کسی چیز سے ٹھوکر کھائی اور ٹھوکر کھاتے ہی گرا اور گرتے ہی اُس کو ایسا صدمہ پہنچا کہ اسی دن شام ہونے سے پہلے پہلے مر گیا جب اس کو دفن کرنے کے لئے قبرستان میں لے گئے اور اُس کی نعش قبر کے اندر رکھ کر قبر پر مٹی ڈالنے لگے تو تمام مٹی اندر دھس جاتی تھی۔ اور جس قدر مٹی ڈالتے تھے وہ فوراً قبر کے اندر اُترتی چلی جاتی تھی لوگ عاجز آ گئے مگر وہ قبر بند نہ ہو سکی لوگوں نے اُس کو عذاب الٰہی سمجھکر آپس میں ذکر کیا کہ اس شخص نے جو حلف دروغی کی تھی یہ اُس کی سزا ہے اور مجبوراً اس کی قبر پر ایک چھت سی بنا کر اس کو ویسا ہی چھوڑ کر چلے آئے۔

ہارون الرشید حالانکہ اس قدر نیک دل تھا لیکن اس وقت اُس نے اس کرامت کا کچھ خیال نہیں کیا کیونکہ یہ اُس کی خواہش کے برخلاف تھی باوجودیکہ یحییٰ کو معافی نامہ دے دیا تھا اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کی بیگناہی کی شہادت مل گئی تھی لیکن ہارون الرشید نے یحییٰ کو قید خانہ میں مروا ڈالا۔

[illegible]

اسی سال مصر میں بغاوت کے خوفناک آثار ظاہر ہوئے۔ اس پر ہارون نے موسیٰ بن عیسیٰ گورنر مصر کو جو ہارون الرشید کے باپ خلیفہ المہدی کا چچازاد بھائی تھا گورنری مصر سے واپس طلب کر لیا۔ ہارون الرشید کو موسیٰ پر مشتبہ ہو گیا کہ اُس کے خیالات [illegible] نہیں ہیں اور اسی کی تحریک سے یہ بغاوت برپا ہوئی ہے۔

[illegible]

ہارون الرشید نے موسیٰ کو موقوف اور [illegible] ذلیل اور ادنیٰ شخص کو گورنر [illegible] ابو حفص ہے میرے حضور میں حاضر کرو یہ شخص [illegible] نہایت خراب وضع کے کپڑے پہنا کرتا تھا اور [illegible]

Marfat.com

نوکر کو بھی بٹھا لیتا تھا خلیفہ نے اس کر یہ منظر آدمی سے [illegible]

اُس نے کراہت سے جواب دیا کہ ہاں ایک شرط سے منظور ہے اور وہ یہ ہے [illegible]

میں کامل انتظام اور امن وامان قائم کردوں تو پھر جب میں چاہوں وہاں سے چلا آؤں [illegible]

سے دریافت کرنے کی ضرورت نہ رہے۔ ہارون الرشید نے یہ بات منظور کر لی اور عمر مصر

کو روانہ ہوگیا۔ قاہرہ میں پہنچ کر عمر سیدھا موسیٰ کے مکان پر گیا اور جو لوگ اُس کے دربار میں

حاضر تھے اُن سب کے اخیر میں جاکر بیٹھ گیا۔ جب سب حاضرین دربار چلے گئے موسیٰ نے

اُس کو بیٹھا ہوا دیکھ کر پوچھا کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟ عمر نے خلیفہ کا پروانہ نکال کر موسیٰ کو دے دیا

موسیٰ نے اُس کو پڑھ کر دریافت کیا کہ کیا ابا حفص اللہ تعالیٰ اُن پر رحمت کرے تشریف لے آئے ہیں

حامل پروانہ نے کہا کہ ابوحفص میں ہی ہوں موسیٰ نے کہا اللہ تعالیٰ فرعون پر لعنت کرے اُس نے کہا

تھا کہ کیا مصر[1] کی سلطنت میری نہیں ہے۔

موسیٰ نے بغیر ذرہ بھر تامل کے مصر کی گورنری ابوحفص کو تفویض کر دی۔ اب عمر نے اپنے فرائض منصبی کو انجام دینا شروع کیا۔ سب کاموں سے پہلے اپنے سکرٹری کو اول ہی یہ ہدایت کر دی کہ اگر کوئی شخص نذرانہ یا تحفہ تحائف میرے لئے لائے تو سوائے زر نقد کے اور کوئی چیز تحفہ میں ہرگز قبول نہ کرنا جب افسر اور سردار اور بزرگان مصر معمولی تحفے اور ہدیے لے کر حاضر ہوئے اُس نے صرف زر نقد اور قیمتی کپڑے بطور تحفہ کے قبول کر لئے اور دیگر تحفہ جات مثلاً گھوڑے اور کنیزیں وغیرہ کو قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ اس زر نقد اور کپڑوں کو باحتیاط تمام رکھا اور ہر ایک چیز پر کاغذی چٹ لگا کر اُس کے مالک کا نام اُس پر لکھ دیا۔

مصر کے لوگ خراج وقت مقررہ سے بہت ہی بعد میں ادا کیا کرتے تھے۔ عمر نے اس بات کا انتظام کرنا چاہا اس لئے بطور نظیر قائم کرنے کے اُس نے ایک شخص سے لگان کا مطالبہ کیا۔ اُس نے عمر کو دھوکا دینا چاہا۔ اور کہا کہ بغداد جا کر خود خلیفہ کے خزانے میں یہ لگان ادا کروں گا

[1] حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں فرعون نے جو بادشاہ مصر تھا خدائی کا دعویٰ کیا تھا اسی کی ہدایت و تنبیہ کے لئے موسیٰ مامور ہوئے تھے مگر فرعون نے راہ ضلالت نہ چھوڑی اور کہا (الیس لی ملک مصر) بالآخر عذاب الٰہی نازل ہوا اور فرعون معہ اپنی قوم کے دریائے نیل میں غرق ہوا۔ موسیٰ نے یہ بات حقارت سے کہی کہ خدا تو ایسا خادم ہے کہ ابوحفص جیسے کو بے اشارہ کو مصر کا گورنر کر دیا۔ فرعون پر لعنت ہو کہ اُس نے ایسے بے حیثیت ملک پر غرور اور دعویٰ خدائی کا کیا تھا۔ ۱۲ مصباح

Marfat.com

کچھ عرصہ کے بعد اُس شخص نے مصر میں خراج دینا چاہا اور بہت دلیل کی کہ روپیہ موجود ہے ہمیں لیلو مگر عمر نے نہیں لیا اور اس شخص کو اُس کے حسب اقرار بغداد بھجوادیا اُس کے بعد کسی شخص نے عمر کو پھر فریب اور دھوکا نہیں دیا پہلی دوسری دونوں اقساط سب نے معمول وقت پر داخل خزانہ کر دیں جب تیسری قسط کا وقت آیا اور لوگوں کے پاس حقیقت میں قسط ادا کرنے کو روپیہ موجود نہیں تھا تو اُنہوں نے مہلت مانگی اور عذر کیا کہ ہمارے پاس ابھی روپیہ نہیں ہے یہ سن کر عمر نے وہی زر نقد اور تحائف جو اس کی تقرری کے وقت لوگوں نے اُس کو پیش کئے تھے منگواکر اُن کے دینے والوں کے نام سے تیسری قسط میں محسوب کر کے داخل خزانہ شاہی کر لئے اور پھر جو خفیف رقم بقایا کی اُن پر نکلیں صرف اسی کا مطالبہ کیا۔ لوگوں نے جب عمر کی اس قدر دیانت داری دیکھی تو اُنہوں نے ایسے دیانت دار عامل کو وقت میں ڈالنے سے توبہ کی اور آپس میں عہد کیا کہ معمولی اور مقررہ اوقات پر اقساط داخل خزانہ کر دیا کریں گے۔ ابتدا آفرینش عالم سے انسان کی یاد میں یہ اول ہی مرتبہ تھا کہ مصریوں نے اپنا اپنا خراج وقت مقررہ پر ادا کیا یہ سب انتظام مکمل کر کے عمر نے عہدہ گورنری مصر سے استعفا دیدیا اور بغداد میں واپس آگیا۔

ابو ہیدام کی بغاوت

۱۷۶ھ ہجری مصری اور یمنی قوموں میں وہی قدیمی عناد کی آگ دمشق میں پھر بھڑکی۔ عامر ابن عمارہ جو ابو ہیدم کی کنیت سے مشہور تھا ایک نہایت شجاع اور بہادر عرب تھا وہ قوم مضری کا سرگروہ اور پیشوا تھا۔ اُس کے فتنہ اور فساد کرنے کا سبب یہ ہوا کہ ہارون الرشید کے عامل نے سجستان میں ابو ہیدام کے بھائی کو مار ڈالا ابو ہیدام نے یہ سنکر عَلَم بغاوت کشادہ کر دیا بہت سے لوگ اُس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے۔

یہ شخص بھی مثل مشہور عربوں کے شاعر تھا۔ وہ اپنے بھائی کا ایک مرثیہ عوام الناس کے مجمع میں پڑھا کرتا تھا اس مرثیہ کے چند شعروں نے لوگوں کے دلوں کو مشتعل [illegible]

[illegible]

ہارون الرشید نے ابو ہیدام کے ایک بھائی کو ملالیا جس نے فریب سے اپنے بھائی کو گرفتار کروادیا۔ چونکہ یہ کوئی بڑی بغاوت نہ تھی اور خلیفہ کی حکومت کے تہ و بالا کرنے کے لئے نہیں کی گئی تھی اس لئے ہارون الرشید نے ابو ہیدام کو رہا کر دیا۔

عطاف ابن سفیان کی بغاوت اور

اسی زمانہ میں یعنی ۱۷۷ھ میں العطاف ابن سفیان الازدی نے جو شہر موصل کے سرداروں

میں سب سے بڑا مقتدر اور طاقتور تھا۔ ہارون الرشید کے نائب [illegible]
بغاوت کر دی اور چار ہزار آدمیوں کا لشکر جمع کر کے خراج وصول کرنا شروع [illegible]
وہ شہر پر قابض رہا۔ پھر ہارون الرشید نے خود جا کر موصل پر حملہ کر کے اس کی فصیل [illegible]
عطاف آرمینا کی جانب فرار ہو گیا اسی سال ہارون الرشید نے فضل ابن یحییٰ برمکی کو جو [illegible] اور
سیستان کا گورنر تھا گورنر خراسان بھی مقرر کر دیا تاکہ وہ ان غیر منظم صوبجات میں بھی امن و امان قائم کرے

۱۹۴ھ ہجری میں قوم ہوفیہ نے اپنے گورنر اسحٰق بن سلیمان کے برخلاف بغاوت ملک مصر میں کی
ہارون الرشید نے ہرثمہ بن اعین گورنر فلسطین کو ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا آخر کار اس
قوم نے پھر اطاعت قبول کی۔ قوم ہوفیہ کا تعلق اقوام قیس اور قداعہ سے تھا یہ قومیں ان جھگڑوں
میں شریک تھیں جو دمشق میں برپا ہوا تھا۔

۱۹۴ھ میں قوم ہوفیہ کی بغاوت اور ان کی سرکوبی

ملک الجزیرہ میں الولید ابن طریف الشیبانی نے بغاوت برپا کر دی اور خلیفہ کے دو چھوٹے
چھوٹے لشکروں کو جو اس کے مقابلہ کے لئے گئے تھے شکست دی۔ آخر کار ہارون الرشید نے یزید
ابن مزید کو ولید کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ یزید بھی قوم کا شیبانی تھا غالباً یزید اپنے ہم قوم پر حملہ کرنے
سے متنفر تھا اور اسی وجہ سے اس نے بہت سا عرصہ بیکاری میں فضول گذار دیا۔

ولید شیبانی کی بغاوت اور اس کا قتل

خاندان برمکی کی یزید سے کچھ مخالفت تھی انہوں نے خلیفہ کو اس بات سے آگاہ کیا کہ یزید اور ولید
دونوں ہم قوم ہیں اس لئے یزید وقت ضائع کر رہا ہے اور ولید سے نہیں لڑتا خلیفہ نے اس
بات سے واقف ہو کر ایک خفگی کا پروانہ یزید کو بھیجا جس کا مضمون یہ تھا کہ "اگر میں اس مہم پر بجائے
تمہارے کسی ادنیٰ ملازم کو بھیج دیتا تو تم نے جو کچھ اب تک کیا ہے وہ اس سے زیادہ کارروائی کر کے
دکھاتا معلوم ہوا کہ تم قابل اعتماد نہیں ہو اور تم اپنی قوم کی بہت طرفداری کرتے ہو۔ خدا کی قسم اگر تم
نے بلاتوقف ولید کو سزا نہ دی تو میں کسی آدمی کو بھیج کر تمہارا سر کٹوا کر یہاں منگوا لوں گا۔"

یزید کو جب یہ عتاب نامہ پہنچا تو اس نے سوچا کہ اب بغیر لڑائی چارہ نہیں اس لئے اس نے
آخر کار ولید سے لڑائی کی ٹھان لی اور اتنی سرعت سے ولید کے مقابلہ کو بڑھا کہ جب میدان جنگ
میں پہنچا تو بوجہ شدت پیاس اپنی انگشتری اپنے منہ میں تسکین کے لئے رکھ لی اور [illegible]
مخاطب ہو کر کہا کہ "میرے والدین خدا کرے تم پر فدا ہوں۔ ولید کی فوج میں سب [illegible]

Marfat.com

غیر قواعد دان باغی ہیں جو تم سے اب مقابلہ کرینگے۔ تم مستقل رہو جب وہ حملہ کر چکیں تو تم اُن پر حملہ کرنا جب باغیوں کو ایک دفعہ شکست ہو جائے گی تو پھر اُن میں بالکل ہمت نہیں رہے گی اور سب منتشر ہو جاوینگے۔ چنانچہ جیسا یزید نے کہا تھا ویسا ہی ہوا۔ اول باغیوں نے یزید اور اسکی فوج پر حملہ کیا فوج نے یہ حملہ برداشت کر کے باغیوں پر حملہ کیا اور اُن کو بالکل درہم برہم کر دیا۔

عجیب مشابہت

یزید کا بیٹا اپنے باپ کے ہمراہ اس معرکہ میں موجود تھا۔ کہتے ہیں کہ باپ اور بیٹے میں اس قدر مشابہت تھی کہ دونوں میں تمیز کرنا نہایت مشکل کام تھا سوائے اس کے کہ یزید کی پیشانی پر تلوار کے زخم کا ایک نشان ہو رہا تھا صرف اُس سے وہ پہچانا جاتا تھا۔ اسد کی یہ خواہش تھی کہ میرے بھی اسی طرح زخم کا نشان پڑ جائے اس معرکہ میں جب ایک دشمن نے اس پر تلوار لگانی چاہی تو اُس نے بجائے سپر پر روکنے کے اپنے سر پر روکی اور جس جگہ یزید کے زخم تھا اسی جگہ اُس کے بھی ہو گیا۔

لیلیٰ خواہر ولید

جبکہ الولید قتل ہو گیا تو اس کی بہن لیلیٰ مردانہ لباس میں مسلح ہو کر یزید سے لڑنے کے لئے آئی اور ایک فوج جمع کر کے یزید کی فوج پر حملہ کر دیا۔ لیکن میدان جنگ میں یزید نے اُسے پہچان لیا۔ اپنا گھوڑا دوڑا کر اُس کے پاس گیا اور لیلیٰ کے اسپ کے زین پر اپنا نیزہ رکھکر اس کو زور سے چلا کر نصیحت کی کہ "تو گھر میں جا کر بیٹھ۔ کیا تو اپنی قوم کو بدنام کرنے آئی ہے" یہ سنکر لیلیٰ کو شرم آئی اور وہ میدان سے چلی گئی۔ لیلیٰ ایک بڑی شاعرہ تھی اپنے بھائی الولید کی وفات پر جو مرثیہ کہا ہے وہ اب تک کتابوں میں موجود ہے۔

صوبہ افریقہ میں خلیفہ کی حکومت برائے نام ہونے سے کچھ ہی زمانہ تھی لیکن یزید بن حاتم کی پرزور گورنری میں وہاں خوب انتظام اور کامل امن و امان ہو گیا اور خلیفہ کی سے حکومت مانی جانے لگی۔

فرقہ عبادیہ کی بغاوت

حاتم ۱۷۰ھ میں مرگیا اور اس کا بیٹا داؤد نائب [illegible] اس وقت خارجیوں کے ایک فرقہ عبادیہ نے وہاں غدر کر دیا۔ داؤد نے اُن کی سرکوبی کے لئے ایک فوج روانہ کی لیکن باغی فتحیاب ہوئے اور اس کی فوج کو شکست ہوئی۔ پھر داؤد نے اور کمک بھیجی جس نے فرقہ عبادیہ کی خوب خونریزی کے ساتھ شکست دیکر منتشر کر دیا۔

Marfat.com

داؤد نو ماہ تک گورنر رہا پھر ہارون الرشید نے اُسکے بعد روح بن [illegible]
اس کی گورنری میں اس صوبہ میں امن قائم رہا جس کا سبب مورخین یہ بتلاتے ہیں کہ [illegible] کے
بھائی یزید نے بہت باغی قتل کئے اس لئے اُن میں خوف چھا گیا وہ خاموش رہے روح [illegible]
میں ماہ رمضان میں فوت ہوگیا اور اُس کے بھائی کی قبر کے برابر اس کو بھی دفن کر دیا گیا۔

ہارون الرشید نے الفضل بن روح کو صوبجات افریقہ کا گورنر بجائے حبیب ابن نصر المہلبی کے جس کو کہ ہارون الرشید نے اول مقرر کر کے بھیجا تھا اور پھر واپس بلا لیا مقرر کیا الفضل نے اپنے بھتیجے المغیرہ کو ٹیونس میں اپنا نائب مقرر کر کے بھیجا۔ المغیرہ نے اپنے طرز عمل سے ٹیونس کے سرداروں اور فوج کو اپنے سے ناراض کر لیا۔ ان سب نے اُس کی موقوفی کی درخواست بھیجی لیکن یہ درخواست اُس کے چچا الفضل نے نامنظور کی اس پر وہاں کے قائدوں (سرداروں) نے مجتمع ہو کر ایک شخص کو جس کا نام ابن الجارود تھا اپنا افسر مقرر کر لیا اور المغیرہ کو وہاں سے نکال دیا پھر اُنہوں نے الفضل کو یک نامہ لکھا جس میں ظاہر کیا کہ "ہم لوگ خلیفہ کی حکومت سے آزاد ہونا نہیں چاہتے ہم نے صرف لفٹنٹ گورنر المغیرہ کو بوجہ اُس کے جبر و ظلم اور بداطواری کے یہاں سے نکال دیا ہے ہماری درخواست ہے کہ آپ اس عہدہ پر کسی قابل شخص کو مقرر فرما کے روانہ کریں،، الفضل نے اس درخواست کے بموجب اپنے چچا زاد بھائی عبداللہ ابن یزید ابن حاتم کو اپنا نائب مقرر کر کے ٹیونس روانہ کیا لیکن جب عبداللہ ٹیونس سے ایک منزل رہ گیا تو ابن الجارود نے اپنی کچھ فوج بھیجی اور اور حکم دیا کہ عبداللہ کے ہمراہ جتنے آدمی ہوں سب کو گرفتار کر لو۔ اور یہ تاکید کر دی کہ بغیر میرے حکم کے اور کچھ نہ کرنا افسران فوج نے یہ خیال کر کے کہ الفضل نے جو اپنے چچا زاد بھائی کو یہاں کا عامل مقرر کر کے بھیجا ہے۔ اس سے اس کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر سب کو سزا دی جائے اور اُس کے بھتیجے کو جو یہاں سے نکال دیا تھا اُس کا بدلہ لیوے۔ یہ خیال کر کے اُس فوج نے عبداللہ کی جماعت پر حملہ کر دیا۔ اس نو مقرر شدہ لفٹنٹ گورنر کو مار ڈالا اور اس کی فوج کے افسروں کو قید کر دیا۔ ابن الجارود اور اس کا فریق اب کھلم کھلا بغاوت پر آمادہ ہوگیا اور الفضل کے [illegible] کرانے کی تمام تدبیریں استعمال کیں۔ ابن الفاری جو اس تمام فتنہ اور فساد کا بانی تھا ابن نے حکومت اپنے ہاتھ میں لیلی اور ایک نہایت عاقلانہ لیکن پُر مکر و فریب تدبیر کی تاکہ اور دیگر شہروں کے

فضل کا عامل افریقہ ہونا

ٹیونس میں بغاوت

ابن الفاسی

حکام بھی اس تجویز میں متفق ہو جائیں۔ اُس نے صوبۂ افریقیہ کے سب شہروں کے مفتیوں اور قاضیوں کے نام ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ خط بدیں مضمون روانہ کئے کہ "الفضل نے امیر المؤمنین کی سلطنت میں ایسا جبر و ظلم کر رکھا ہے کہ ہم نے مجبور ہو کر اُس کی حکومت کے برخلاف بغاوت کر دی چنانچہ ہمارے خیال میں آپ سے زیادہ کوئی شخص اس بات کے قابل نہیں معلوم ہوتا کہ وہ امیر المؤمنین کا نائب ہو کر یہاں حکومت کرے اس لئے ہمارا ارادہ ہے کہ اگر ہم فتحمند ہو گئے تو آپ کو اپنا پیشوا اور حاکم بنا لیں گے۔ ہم نے امیر المؤمنین کو بھی اس مضمون کی عرضی روانہ کی ہے کہ آپ کو وہ اس صوبہ کا گورنر مقرر فرماویں اور بر تقدیر اگر ہم کامیاب نہ ہو سکیں تو اُس حالت میں اس بات کو آپ کسی سے ظاہر نہ کریں کہ ہم آپ کو گورنر بنانا چاہتے تھے خدا حافظ"

ان خطوط کے پہنچتے ہی تمام حکام بھی الفضل سے برگشتہ ہو گئے اور اُن کی کوشش سے باغیوں کے جھنڈے کے نیچے بہت سے آدمی اور بہت سی فوجیں جمع ہو گئیں اُنھوں نے الفضل کو اول ہی معرکہ میں شکست دیدی۔ الفضل مجبوراً شہر قیروان میں لوٹ آیا یہاں بھی اُس نے ایک دن تک باغیوں کا مقابلہ کیا لیکن دوسرے دن ابن الجارود کی فوج نے شہر کے دروازے توڑ ڈالے الفضل اور اُس کی فوج کو وہاں سے بھگا دیا اور شہر قوس تک اس کا تعاقب کیا۔ جہاں اُس نے الفضل کو گرفتار کر کے مار ڈالا۔ الفضل کے مارے جانے سے اس کی فوج نہایت خشمگین ہوئی اور اس نے مجتمع ہو کر العلیٰ ابن سعید کو گورنر شہر زاب مقرر کر لیا اور ابن الجارود کی فوج کے دو سخت حملے پسپا کئے لیکن شہر قیروان پر قابض نہ رہ سکی۔

ہارون الرشید نے ابن الجارود کی بغاوت کا حال سُن کر ہرثمہ بن اعین کو حکم دیا کہ افریقیہ کے اس فتنہ و فساد کو رفع کرے لیکن اس سے پیشتر ہارون الرشید نے یحییٰ ابن موسیٰ کو روانہ کر دیا تاکہ وہ بغیر لڑائی ابن الجارود سرگروہ باغیاں کو مطیع ہو جانے کی ترغیب دے۔ یحییٰ قیروان میں اُس وقت پہنچا جبکہ ابن الجارود وہاں کی قلعہ بندی کر کے مقابلہ کے لئے تیار بیٹھا تھا یحییٰ نے خلیفہ کا پروانہ دکھا کر ابن الجارود سے یہ گفتگو شروع کر دی کہ اگر وہ خلیفہ کی اطاعت کرے تو بہتر ہے۔ ابن الجارود نے یحییٰ کو ٹالنا اور دھوکا دینا چاہا اور کہا کہ اگر میں قیروان تم کو سپرد کر دوں تو عوام الناس جنہوں نے العلیٰ کو اپنا حاکم مقرر کر لیا ہے اس شہر پر قبضہ کر لیں گے

اور پھر یہ شہر خلیفہ کی حکومت سے نکل جائے گا لیکن میں اس قلعہ میں سے نکل کر [illegible]
کرنے والا ہوں۔ اگر میں اس حملہ میں کامیاب ہو گیا تو میں ہرثمہ کے آنے سے [illegible]
اور اگر میں کامیاب نہ ہوا تو پھر تم کو اختیار ہے جو چاہو سو کرنا یحییٰ کو صاف [illegible]
کہ یہ ابن الجارود کا فریب ہے۔ اگر اس نے الاعلیٰ کو شکست دیدی تو وہ پھر ہرثمہ سے بھی
ضرور لڑیگا۔ اس لئے یحییٰ ابن الفارسی کو الگ تخلیہ میں لے گیا۔ اول تو بغاوت میں [illegible]
پر اُس کو لعنت ملامت کی اور پھر امید دلاکر کہ تیری خطا خلیفہ سے معاف کرادی جائیگی اس کو یہ
ترغیب دی کہ وہ ابن الجارود کو مغلوب اور مطیع کرنے میں مدد دیوے۔ اسپر رضامند ہو کر ابن الفارسی
نے اپنی پُرفریب حکمت عملی پھر چلی اور ابن الجارود کو طرح بطرح کے اتہاموں سے متہم اور ملزم کر کے
اُس کی فوج کی ایک بڑی تعداد کو اپنی جانب کر لیا اور ابن الجارود سے لڑائی برپا کردی۔ ابن الجارود
نے اپنا بدلہ ابن الفارسی سے لینا چاہا۔ اُس نے اپنے ایک دوست طالب نامی کو اپنے سے متفق کر کے
یہ سازش کی کہ میں ابن الفارسی کو اُس کے مکر اور فریب سے مطلع اور اُس کو ملامت کر کے اپنی جانب
اُس کی توجہ کو منعطف کراؤں گا۔ تو اُس وقت ابن الفارسی کو مار ڈالنا۔ چنانچہ اسی تجویز کے
مطابق ابن الفارسی مارا گیا۔ اور اُس کی فوج کو شکست ہوئی یحییٰ پھر ہرثمہ کے ساتھ شامل ہونے
کے لئے طرابلس چلا گیا۔ جونہی عوام الناس کو معلوم ہوا کہ ہارون الرشید کا فرستادہ سفیر اس قدر
قریب آگیا ہے تو ہر چہار جانب سے اُنہوں نے الاعلیٰ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہونا شروع کر دیا
ابن الجارود نے یہ دیکھکر کہ لوگ مجھکو چھوڑتے جاتے ہیں یحییٰ کو ایک خط لکھا اور اس کو قیروان سپرد
کرنا چاہا۔ یحییٰ قیروان کی جانب روانہ ہوا۔ ہر ایک کی یہی آرزو تھی کہ میں ہی اول پہنچوں تاکہ میری
عزت زیادہ ہو مگر الاعلیٰ وہاں پہنچ گیا اور قیروان پر قبضہ کر کے ہرثمہ کی ملاقات کے لئے روانہ
ہوا ابن الجارود نے اس سے پیشتر ہی اپنے تئیں ہرثمہ کو سپرد کر دیا۔ ہرثمہ نے اس کو خلیفہ کے
پاس بغداد روانہ کر دیا۔ اور خلیفہ کے حضور میں ایک عرضداشت روانہ کی ابن الجارود نے جو
بغاوت کی تھی اس کا باعث الاعلیٰ ہوا تھا۔ ہارون الرشید نے الاعلیٰ کو بھی بغداد بلوایا جب
الاعلیٰ بغداد پہنچ گیا تو خلیفہ نے اس کو ایک خلعت دیا اور بہت انعامات عطا فرمائے اور ابن الجارود کو
بغداد میں مقید رکھا ہرثمہ نے شہر قیروان پر ربیع الاول کے مہینے میں قبضہ کر لیا اور ابن [illegible]

ہرثمہ نے افریقہ کے لوگوں کو بڑا ہی سرکش اور مفسد پایا۔ جو رات دن سرکشی و بغاوت کرتے رہتے تھے۔ آخر کار ہرثمہ نے اس صوبہ کی گورنری سے ماہ رمضان ۱۸۱ھ میں استعفا دیدیا۔

محمد بن مقاتل

ہارون الرشید نے ہرثمہ کی جگہ اپنے رضاعی بھائی محمد ابن مقاتل کو صوبہ افریقہ کا عامل مقرر کیا۔ محمدؒ نے اپنی فوج کو اس قدر ناراض رکھا کہ فوج نے باشندوں کے ساتھ سازش کر کے محمد کی حکومت کے برخلاف بغاوت کردی اور مخلد ابن مرہ کو اپنا حاکم بنا لیا۔ ابن مرّہ کو شکست ہوئی اور اُس نے ایک مسجد میں پناہ لی لیکن وہ وہاں سے گرفتار کر کے مار ڈالا گیا۔ پھر اہل ٹیونس نے محمد کی حکومت کے برخلاف بغاوت کردی اور تمّام ابن تمیم کو اپنا سردار مقرر کر کے قیروان پر ۱۸۳ھ میں حملہ کردیا۔ تمّام نے یہ شہر فتح کر کے محمدؒ کو یہاں سے بلامزاحمت روانہ ہونے کی اس شرط سے اجازت دے دی کہ وہ افریقہ سے چلا جاوے۔

ابراہیم ابن اغلب اور گورنری افریقہ کا موروثی ہونا

ابراہیم بن اغلب جو صوبہ زاب کا عامل تھا اُس نے تمّام کو شکست دے کر بھگا دیا اور محمدؒ کو واپس بلوا لیا۔ لیکن ابراہیم بن اغلب نے محمد کو دوبارہ جو بلوایا یہ اُس کا فریب تھا اُس نے خلیفہ ہارون الرشید سے یہ ظاہر کیا کہ محمد کی حکومت سے عوام الناس سخت ناراض ہیں اور خلیفہ کو اس بات کی ترغیب دی کہ اگر آپ مجھکو افریقہ کا گورنر مقرر کردینگے تو میں خزانہ شاہی میں چالیس ہزار دینار خراج سالانہ دیا کرونگا حالانکہ وہ سب گورنر صوبہ افریقہ سے ایک لاکھ دینار وصول کیا کرتے تھے ہارون الرشید نے یہ خیال کیکے کہ اگر ابراہیم بھی وہاں دشمنوں سے مل جائیگا تو صوبہ افریقہ ہمیشہ بغیر بہت سی خونریزی ہونے کے قبضہ میں نہیں رہ سکے گا۔ ابراہیم کی یہ درخواست قبول ہی نہیں کرلی۔ بلکہ اس عہدہ گورنری کو خاندان اغلب میں موروثی کردیا۔

مغربی افریقہ کے بربری باشندے بدعتی مسلمان تھے یعنی وہ اب تک اپنے [illegible] خیالات اور باتوں پر یقین رکھتے تھے۔ اور مثل ایرانیوں کے اس طرح کے [illegible] حامی تھے جو کہ مذہب کے سخت احکام اور حدود عائد کرتے [illegible] اسی وجہ سے [illegible] باعث مثل ایرانیوں کے اولاد حضرت علیؓ کے مطیع ہوتے جاتے تھے چونکہ علوی اپنے مذہب کو آزادانہ رکھتے تھے۔ اس سے پیشتر ۱۶۹ھ میں خلیفہ المہدی کے زمانہ میں ادریس ابن علیؓ نے جو امام حسنؑ کی اولاد میں سے تھے مکہ شریف میں خروج کیا اس میں ناکامیاب ہو کر وہ افریقہ میں بھاگ کر

چلے آئے۔ وہاں دو برس کے بعد اُنھوں نے اپنے تئیں امام ظاہر کیا اور ... تعداد نے اُن کو اپنا بادشاہ تسلیم کرلیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اُنھوں نے تمام ملک ... اور شہر تلیزان کو اپنا دارالخلافہ مقرر کیا۔ یہ حال سُن کر یحییٰ برمکی سے ہارون الرشید ... یحییٰ نے ایک عرب سلیمان نامی کو اس جوان امام کے قتل کرنے کے لئے روانہ کیا ... اپنے تئیں علی کے بڑے طرفداروں میں ظاہر کیا اور اسی وجہ سے امام ادریس نے اس پر اعتماد اور بھروسہ کرلیا۔ اس سلیمان نے موقع پاکر ان کو ایک زہر کی شیشی سنگھا دی جس کی وجہ سے امام ادریس ۹۲ھ ۱۷۹۱ء میں فوت ہو گئے قاتل بھاگ گیا مگر اس کے سر پر بھی ایک سخت زخم آیا ادریس کے دوست رشید نامی نے اُس کا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا۔ اس جرم کے ارتکاب سے کوئی فائدہ نہیں ہوا چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد امام ادریس کی بیویوں میں سے ایک کے لڑکا پیدا ہوا اپنے باپ کا جانشین تسلیم کیا گیا اور شہر فیض جس کو ۸۰۸ء میں اسی خاندان میں سے ایک نے آباد کیا تھا۔ دارالخلافہ مقرر ہوا ابراہیم بن اغلب نے اوّل اوّل تو یہ خیال کیا کہ ادریس ثانی ابھی نابالغ ہے اسلئے اس کی سلطنت بھی اپنی سلطنت میں شامل کرلینی چاہیئے لیکن پھر اُس نے لڑائی کرنے سے اجتناب کیا۔ غالباً اس کا یہ سبب ہوا کہ اُس نے خیال کیا کہ بنی امیہ کی سلطنت جو اسپین اندلس میں قائم ہوگئی ہے اُس کے اس قدر قریب ایک علوی خاندان کی سلطنت ہونے سے بحالت ناراضگی خلیفہ بغداد مجھکو بہت فائدہ ہوگا۔

اپنی سلطنت کے صوبجات کے فتنہ وفساد رفع کرنے اور مسلمان دشمنوں سے جنگ میں مصروف رہنے کے علاوہ خلیفہ ہارون الرشید کو سلطنت روم (بزنطائن) یا خوزار کی غیر مہذب اقوام ترکمانوں سے ہمیشہ لڑائیاں کرتی تھیں۔ ان دونوں میں سے کسی ایک دشمن کے مقابلہ کے لئے وہ اپنی نہ رُکنے والی مسلمانوں کی تمام فوج کو نہیں بھیج سکتا تھا کیونکہ اس کی ... سی فوج سلطنت کے کسی نہ کسی حصہ میں بغاوت کے فرو کرنے میں مصروف رہتی تھی ... ہارون الرشید یونانیوں کی سلطنت روم پر ہر سال حملہ کرتا رہتا تھا اور جس سال خود نہ جاتا اپنے ایک نہ ایک نائب کو جہاد پر بھیجتا تھا اور ہر دفعہ فتحیاب ہو کر ... مال و دولت اور لونڈی غلام لایا کرتا تھا۔ ۱۹۰ھ میں جاڑے کے موسم میں ایک ...

کریٹ اور قبرس کا فتح ہونا

شکست ہوئی۔ لیکن عربوں کے بیان کے موافق کریٹ میں اور رومی (یونانی) مورخین کے بیان کے بموجب قبرس کی بحری لڑائی میں مسلمانوں کی فتح ہوئی۔ یونانی امیر البحر تھیوفیلوس گرفتار ہو کر ہارون الرشید کے حضور میں لایا گیا۔ خلیفہ نے اُس سے کہا کہ دو باتوں میں سے ایک بات قبول کر دیا اسلام یا موت۔ جب اُس نے مسلمان ہونے سے انکار کر دیا تو اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے

سلطنت یونان سے جنگ اور اس کی باجگذاری

ہارون الرشید نے ۱۷۹ھ ۷۹۵ء میں یونانیوں کے شہر صفصاف پر قبضہ کر کے عبدالملک ابن صالح کو یونانیوں کے ملک میں اور آگے روانہ کیا۔ عبدالملک شہر انکرا تک بڑھتے چلا گیا۔ یونانیوں کے شہنشاہ قسطنطین کو اس کی ستمگر والدہ نے اندھا کر دیا۔ اس کے بعد جو واقعات یونان میں ہوئے اُن سے یونانیوں کی ہمت اور بھی ٹوٹ گئی۔ طرفین کے قیدیوں کے تبادے کے بعد اور یہ تبادلہ عباسیوں کے زمانے میں اول ہی مرتبہ تھا۔ عرب اپنے وطن کو لوٹ گئے۔ یونانیوں سے چار برس کے لئے صلح کا معاہدہ ہو گیا اور سلطنت روم کی شہنشاہ بیگم ایرینی نے خلیفہ کو ایک کثیر المقدار خراج دینا منظور کر لیا۔

اس طرف اہالیان خوزار یعنی ترکمانوں نے آرمینا پر حملہ کر کے بہت سے مسلمانوں کو تہ تیغ کیا چونکہ ہارون الرشید ان کو اپنی سلطنت کی حدود سے نکالنے کے لئے اس طرف گیا ہوا تھا اس لئے اس سال وہ سلطنت روم کے غیر محفوظ مقاموں کو فتح کر کے فائدہ نہیں اُٹھا سکا۔

نقفور شاہ یونان کا خط ہارون الرشید کے نام

۸۰۲ء میں نائسفورس (نقفور) نے سلطنت روم پر قبضہ کر لیا خلیفہ کی اس سے پھر جنگ شروع ہوئی۔ اس نئے شہنشاہ روم (یونان) نے ہارون الرشید کو یہ خط لکھا۔

نائسفورس شاہ یونان کی جانب سے ہارون الرشید شاہ عرب کو معلوم ہو کہ مجھ سے پہلے ملکہ جو یہاں تخت نشین تھی وہ اپنے تئیں نہایت کمزور اور تم کو بڑا ہی زبردست خیال کرتی تھی اس لئے ... دیا کرتی تھی حالانکہ اس رقم سے دوہرا خراج خود تم کو ادا کرنا چاہیئے تھا۔ چونکہ وہ ... کمزوری و حماقت تھی۔ مرقوم ہے کہ جس قدر خراج سلطنت روم سے تم ... وصول ہو چکا ہے وہ سب اور نیز وہ رقم جو اپنے اس جرم کی معافی کے عوض ادا کرنا چاہو یہ سب میرے پاس بھیجو ورنہ میرے اور تمہارے درمیان تلوار سے فیصلہ ہو گا۔

جب ہارون الرشید نے یہ خط پڑھا تو اُس کا چہرہ غصے سے لال ہو گیا۔ امراء اور وزراء کسی

ہیں اُس کی جانب آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی مجال نہیں ہوئی ...
خوف زدہ ہو کر اُس کے سامنے سے چلے گئے۔ تب خلیفہ نے دوات اور قلم ...
نائسفورس کے خط کی پشت پر یہ جواب لکھا۔

خط بنام نقفور

بسم اللہ الرحمٰن۔ امیر المؤمنین ہارون الرشید کی جانب سے نائسفورس سگ ...
معلوم ہو کہ اے پسر کافرہ تمہارا خط میرے پاس پہنچا اُس کا جواب کانوں سے سننے کے ...
تم آنکھوں سے دیکھ لوگے۔ ہارون اُسی دن مع فوج یونان کی طرف روانہ ہو گیا اور ...
ہرقلہ کو فتح کر کے جلا دیا اور ویران کر ڈالا پھر یونان کا بہت سا علاقہ فتح کر لیا یہاں تک کہ

شاہ یونان سے جنگ ہونا اور اس کا ششماہی خراج ادا کرنا

نائسفورس نے جو ایک باغی مسمیٰ بارڈنیس کی سرکوبی میں مصروف تھا مجبوراً صلح کے لئے التجا کی
یہ صلح آخر کار خلیفہ نے اس شرط پر منظور کر لی کہ نائسفورس ہر ششماہی خراج ادا کیا کرے۔

لیکن ہارون الرشید جب واپس آگیا اور رقہ میں پہنچ گیا اور نائسفورس نے بارڈنیس پر فتح
پالی تو یہ خیال کر کے کہ آج کل سردی نہایت سخت پڑتی ہے اس لئے خلیفہ واپس آکر اب میرے
ملک پر حملہ نہیں کر سکے گا۔ معاہدہ فسخ کر دیا۔ جب اس امر کی اطلاع رقہ میں پہنچی تو ہارون الرشید سے
یہ واقعہ کہنے کی کسی میں ہمت نہ پڑی اس خیال سے کہ ایسے سخت موسم میں کہیں خلیفہ اسی کو لڑائی پر نہ بھیج دے

یونانیوں کی بدعہدی اور انکی تباہی

آخر کار ایک شاعر نے اشعار کے ذریعے سے اس امر کی آگاہی خلیفہ کو دی جن کا مطلب یہ تھا کہ
نائسفورس نے وہ معاہدہ فسخ کر ڈالا جو امیر المؤمنین نے اُس سے کیا تھا لیکن امید ہے کہ اس نقض عہد
سے وہی برباد ہوگا امیر المؤمنین کو خوشخبری دینی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ تم کو ایک بڑی فتح عنایت کرے گا
اور وہ ایسی فتح ہوگی جو ہمارے زمانہ کی تمام فتوحات سے زیادہ شان و شوکت والی ہوگی۔ جب
ہارون الرشید کو یہ حال معلوم ہوا تو اُس نے کہا کہ کیا نائسفورس نے معاہدہ منسوخ کر دیا ...
وزیروں سے بہت ناراض ہوا کہ اُنہوں نے اس امر کی اطلاع بھی نہ دی اور مجھ کو ...
خلیفہ اُسی وقت سرحد یونان کی طرف روانہ ہوا اگرچہ سردی نہایت سخت تھی اور ...
برداشت کرنا پڑی لیکن ہارون الرشید نے نائسفورس کو سخت شکست دی یونان کی چالیس ہزار ...
آخر کار بعد تبادلہ اسیران طرفین پھر صلح ہو گئی۔ علی ابن عیسیٰ نے بغاوت خراسان میں ...
جس کا ہم آئندہ تذکرہ کریں گے۔ اس سے یونانیوں سے ...

Marfat.com

ہارون الرشید نے ایک لاکھ پینتیس ۳۵ ہزار فوج سے حملہ کر کے ہرقلہ کو فتح کر لیا اور ہارون الرشید کے جرنیلوں نے ملک روم کے دیگر تمام قلعجات فتح کر کے منہدم کر دیئے اور خلیفہ کے بیڑہ جہازات نے جزیرہ قبرص کے قریب ۱۷ ہزار یونانیوں کو گرفتار کر کے ملک شام کو روانہ کر دیا۔

شاہ یونان نے جزیہ و خراج دینا منظور کیا

نائسفورس کی اب کے بار بالکل ہمت ٹوٹ گئی اور وہ شکستہ دل ہو گیا۔ مجبوراً اس نے نہایت عاجزانہ شرائط منظور کر کے صلح کی التجا کی اپنے اور اپنے بال بچوں اور بی بی وغیرہ کا جزیہ دینا منظور کیا اور اقرار کیا کہ ہرقلہ کو اب کبھی آباد نہ کروں گا۔ جونہی کہ خلیفہ وہاں سے واپس آیا یہ سب اقرارات فراموش کر دیئے گئے اور ۱۸۹ھ میں یونانیوں نے یزید ابن مخلد کو شکست دی جو ہارون الرشید کے حکم سے دس ہزار فوج کے ہمراہ یونانیوں سے مقابلہ کو گیا ہوا تھا۔ یزید کو یہ شکست شہر طرطوس کے نزدیک ہوئی ہرثمہ بن اعین جو تیس ہزار کی جمعیت سے قلعہ طرطوس اور سرحد کی حفاظت کے لئے متعین تھا وہ بھی اچھی طرح کامیاب نہ ہو سکا۔ اس کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ہرثمہ کو خراسان کی بغاوت رفع کرنے کے لئے خلیفہ نے ادھر بھیجدیا اس لئے یونانی کچھ عرصہ کے لئے اس قابل ہو گئے کہ مسلمانوں کی حکومت کو اُن سے خوب پیدا ہو گیا۔

ہرثمہ کی روانگی جانب خراسان اور یونانیوں کی بدعہدی

ہارون الرشید نے اپنا غصہ اُن عیسائیوں پر کہ جو اس کی سلطنت میں رہا کرتے تھے اس طور سے اُتارا کہ عمرؓ خلیفہ دوم نے بیت المقدس فتح کرنیکے وقت ذمی عیسائیوں کیلئے قواعد اور ضوابط باندہ

حضرت عمرؓ خلیفہ دوم کا معاہدہ عیسائیوں کے ساتھ ...

لہ حضرت عمر نے بیت المقدس کے عیسائیوں کیساتھ جو معاہدہ کیا تھا اس سے بڑھکر کوئی عمدہ اور آسان اور بسہل التعمیل معاہدہ غیر قوموں کی حفاظت جان اور مال اور آزادی کیلئے ہو نہیں سکتا اس بات کو سب مورخوں نے تسلیم کیا ہے لیکن تعجب ہے کہ مسٹر پامر جیسا فاضل شخص یوں تحریر کرتا ہے کہ ہارون الرشید نے اپنے غصہ کے جوش میں عیسائیوں کے ستانے کے لئے اپنے ملک میں یہ معاہدہ پھر جاری کر دیا بادی النظر میں تو اس عبارت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جس بادشاہ کو مسٹر پامر ظالم اور سفاک ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ یعنی ہارون الرشید کو تو ان کی اس تحریر سے تو برعکس اُس کے ظلم کے اُس کے انصاف پسند اور عدل گستری اور رفاہ پسندی اور غیر قوموں کے ساتھ مراعات اور حسن سلوک کی تعریف نکلتی ہے کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے معاہدہ نفاذ پذیر کرنے سے پہلے اس (ہارون الرشید) نے عیسائیوں کے لئے نہایت ہی آسان اور سہل قوانین مقرر کئے حضرت عمر کا معاہدہ بالکل سخت نہ تھا بلکہ اس سے جس قدر عیسائیوں کی جان و مال اور آزادی کی حفاظت کسی سلطنت اور قوم میں نہیں مل سکتی مسٹر پامر نے حضرت عمرؓ کے معاہدہ بیت المقدس کا غلط ... کی آگاہی کے واسطے اس معاہدہ کا ترجمہ تاریخ ابو جعفر جریر طبری (فتح بیت المقدس) سے ... بیت المقدس کا معاہدہ حضرت عمر کی موجودگی میں ہوا تھا اس میں خود انہیں کے الفاظ ہیں اور وہ معاہدہ یہ ہے کہ یہ وہ امان ہے جو خدا کے غلام امیر المومنین عمرؓ نے ایلیا (بیت المقدس) کے لوگوں کو دی یہ امان ان کی جان۔ مال۔ گرجا۔ صلیب۔ تندرست بیمار اور ان کے تمام مذہب والوں کیلئے ہے اس طرح پر کہ انکے گرجاؤں میں نہ سکونت کیجائیگی نہ وہ گرائے جائینگے نہ اُن کو یا اُن کے احاطہ کو کچھ نقصان پہنچایا جائیگا۔ ان کی صلیبوں اور انکے مال میں کچھ کمی کی جائیگی۔ مذہب کے بارہ میں اُن پر جبر نہ کیا جائیگا نہ اُن میں سے کسی کو نقصان پہنچایا جائیگا ایلیا میں اُن کے ساتھ یہودی نہ رہنے پائیں ایلیا والوں پر یہ فرض ہے کہ اور شہروں کی طرح جزیہ دیں اور یونانیوں کو نکال دیں۔ ان یونانیوں میں سے جو شہر سے (بقیہ صفحہ آیندہ)

Marfat.com

دیئے تھے اور بعدہٗ منسوخ ہو گئے تھے ان کا اپنی سلطنت میں پھر نفاذ کر [illegible]
عیسائیوں کی جان اور ان کے مال کی پورے طور سے حفاظت کی جائیگی اور ان کے [illegible]

(بقیہ نوٹ صفحہ ۹۰) نکلے گا اس کی جان و مال کو امن ہے تاآنکہ وہ جائے پناہ میں پہنچ جائے اور جو ایلیا ہی میں رہنا اختیار کرے [illegible] امن ہے اور جزیہ دینا ہوگا اور ایلیا والوں میں سے جو شخص اپنی جان و مال لیکر یونانیوں کے ساتھ چلا جانا چاہے تو ان کو اور ان کے صلیبوں کو امن ہے یہانتک کہ وہ اپنی جائے پناہ تک پہنچ جائیں اور جو کچھ اس تحریر میں ہے اس پر خدا کا رسول کا خلفا کا اور مسلمانوں کا ذمہ ہے بشرطیکہ یہ لوگ جزیہ مقررہ ادا کرتے رہیں اس تحریر پر گواہ ہیں خالد بن ولید اور عمرو بن العاص اور عبدالرحمن بن عوف اور معاویہ بن [illegible] اور ۱۵ سنہ ہجری میں لکھا ہے" اس فرمان میں صاف تصریح ہے (جیسا کہ ایک فاضل محقق تحریر کرتا ہے) کہ عیسائیوں کے جان و مال اور مذہب ہر طرح سے محفوظ رہیں گے اور یہ ظاہر ہے کہ کسی قوم کو جس قدر حقوق حاصل ہو سکتے ہیں انہی تین چیزوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ گرجے اور چرچ کی نسبت یہ تفصیل ہے کہ نہ وہ توڑے جاویں گے نہ ان کی عمارت کو کسی قسم کا نقصان پہنچایا جائے گا نہ ان کے احاطوں میں دست اندازی کی جاویگی۔ مذہبی آزادی کی نسبت دوبارہ تصریح ہے لا یکرھون علی دینھم عیسائیوں کے خیال میں چونکہ حضرت عیسےٰ کو یہودیوں نے صلیب دے کر قتل کیا تھا اور یہ واقعہ خاص بیت المقدس میں پیش آیا تھا اس لئے ان کی خاطر سے یہ شرط منظور کی کہ یہودی بیت المقدس میں نہ رہنے پاویںگے یونانی باوجود اس کے کہ مسلمانوں سے لڑے تھے اور درحقیقت وہی مسلمانوں کے اصلی عدو تھے تاہم ان کے لئے یہ خاص رعایتیں ملحوظ رکھیں کہ بیت المقدس میں رہنا چاہیں تو رہ سکتے ہیں اور نکل جانا چاہیں تو نکل کر جا سکتے ہیں دونوں حالتوں میں ان کو امن حاصل ہوگا اور ان کے گرجا اور معبدوں سے کچھ تعرض نہ کیا جائیگا۔ سب سے بڑھکر یہ کہ بیت المقدس کے وہ عیسائی جو وطن سے نکل کر رومیوں سے جا ملیں تو اس پر بھی ان سے کچھ تعرض نہ کیا جائیگا بلکہ ان کے گرجے وغیرہ جو بیت المقدس میں ہیں سب محفوظ رہیں گے کیا کوئی قوم مفتوح ملک کے ساتھ اس سے زیادہ انصافانہ برتاؤ کر سکتی ہے سب سے مقدم امر یہ ہے کہ ذمیوں کی جان و مال کو مسلمانوں کی جان و مال کے برابر قرار دیا کوئی مسلمان اگر کسی ذمی کو قتل کر ڈالتا تھا تو حضرت عمرؓ فوراً اس کے بدلے اس مسلمان کو قتل کرا دیتے تھے امام شافعیؒ نے روایت کی ہے کہ قبیلہ بکر بن وائل کے ایک شخص نے حیرہ کے ایک عیسائی کو مار ڈالا حضرت عمرؓ نے لکھ بھیجا کہ قاتل مقتول کے وارثوں کو دیدیا جائے۔ چنانچہ وہ شخص مقتول کے وارث کو جس کا نام حنین تھا حوالہ کیا گیا اور اس نے اس کو قتل کر ڈالا (الدرایہ فی تخریج الہدایہ مطبوعہ دہلی ۳۰۷) مال اور جائداد کے متعلق ان کے حقوق کی حفاظت اس سے بڑھکر کیا ہو سکتی ہے کہ جس قدر زمینیں ان کے قبضہ میں تھیں وہ اسی حیثیت سے بحال رکھی گئیں کہ جس حیثیت سے پہلے ان کے قبضہ میں تھیں یہانتک کہ مسلمانوں کو ان کی زمینوں کا خریدنا بھی ناجائز قرار دیا گیا ایک بڑا حق جو رعایا کو حاصل ہو سکتا ہے یہ ہے کہ انتظامات ملکی میں ان کو حصہ دیا جائے حضرت عمرؓ ہمیشہ ان انتظامات میں جن کا تعلق ذمیوں سے ہوتا تھا ذمیوں کے مشورے اور استصواب کے بغیر کام نہیں کرتے تھے عراق کا بندوبست پیش تھا تو عجمی رئیسوں کو مدینہ بلاکر مال گذاری کے حال دریافت کئے مصر میں جو انتظام کیا اس میں مقوقس (عیسائی حاکم مصر از جانب روم قبل فتح مصر) سے اکثر رائے لی (مقریزی جلد اول صفحہ ۷۴) جان و مال اور جائداد کے متعلق جو حقوق ذمیوں کو دیئے گئے تھے وہ صرف زبانی نہ تھے بلکہ نہایت مضبوطی کے ساتھ اس کی پابندی کی جاتی تھی۔ شام کے ایک کاشتکار نے شکایت کی کہ اہل فوج نے اس کی زراعت کو پامال کر دیا حضرت عمرؓ نے بیت المال سے دس ہزار درہم اسکو معاوضہ میں دیئے (کتاب الخراج صفحہ ۶۸)

بعض احکام رسوم اور عادات کے متعلق تھے مثلاً ذمی مسلمانوں کے ساتھ وضع قطع لباس سواری میں مشابہت نہ کریں [illegible] اوڑھیں اور ان کی زین کے آگے گول لکڑی ہو اور ان کی جوتیوں کے تسمے دوہرے ہوں اور ان کی عورتیں کجاوے [illegible] اس کی وجہ خود حضرت عمرؓ نے یہ ظاہر کی تھی کہ یہ باتیں اس لئے مقرر کی جاتی ہیں تاکہ ذمیوں کی وضع مسلمانوں کی وضع [illegible] بلاشبہ یہ حضرت عمرؓ کے احکام ہیں لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ یہ احکام ذمیوں کی تحقیر کی وجہ سے صادر ہوئے تھے سخت غلطی [illegible] عمرؓ کا ایک طبعی مذاق تھا کہ وہ قومی امتیاز کو پسند کرتے تھے انہوں نے اہل فوج کو اکثر فرمانوں میں لکھا ہے کہ وہ [illegible] گھوڑوں پر رکاب کے سہارے سے سوار نہ ہوں موٹے کپڑے استعمال کریں جن سے مقصد یہ تھا کہ اہل عرب اپنے [illegible] خصوصیتوں کو محفوظ رکھیں۔ اسی بنا پر انہوں نے اہل عجم کو جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا تاکید کی کہ وہ [illegible] نہ ہونے دیں اہل عجم زمانہ اسلام سے پہلے زنار باندھتے تھے لمبی ٹوپیاں اوڑھتے تھے ان کے زین آج کل کے [illegible] ہوتے تھے ان کی عورتیں اونٹوں پر سوار نہیں ہوتی تھیں چنانچہ انہیں رسوم و عادات کی نسبت حضرت عمرؓ [illegible] کریں اول اول یہ حکم تھا کہ اہل ذمہ اسلامی شہروں میں اپنی عبادت گاہیں نہ بنائیں لیکن اخیر کا تعامل [illegible]

Marfat.com

ذمہ داری کی جاتی ہے مسلمانوں کی جانب سے اُن کی مذہبی رسوم کی ادائیگی میں یا اُن کے مکانات میں یا دیگر عمارات میں کوئی مداخلت نہیں کیجاویگی بشرطیکہ ایسے گرجا اور دیگر مذاہبی عمارت مسلمان حکام کے ملاحظہ کیلئے رات اور دن کشادہ رہیں۔ تمام اجنبی اور دیگر قوم کے اشخاص کو اجازت دی جاتی ہے کہ اگر وہ مناسب سمجھیں تو اس شہر کو چھوڑ کر چلے جا سکتے ہیں لیکن جو شخص کہ یہاں رہنا پسند کریگا اس کو انہیں ضوابط کا پابند ہونا پڑیگا۔ کسی شخص سے محصول وغیرہ جب تک کہ فصل درو شدہ جمع نہ کرلیجائے نہ لیا جاویگا۔ مسلمانوں کا ادب ہر جگہ کرنا پڑیگا۔ عیسائیوں کو مسلمانوں کے ساتھ نہایت خوش اخلاقی

(بقیہ نوٹ صفحہ ۸۶) کہ امن وامان میں خلل نہ ہو اور مسلمان رعایا جو اکثر عرب کی نسل سے تھی اور ناقوس کی صداؤں سے اُن کے کان آشنا نہ تھے فساد پر آمادہ نہ ہو جائیں جب یہ خوف جاتا رہا تو ذمیوں کو عام اجازت مل گئی۔ چنانچہ بغداد میں جو خاص اسلامی شہر تھا سینکڑوں ہزاروں چرچ اور گرجے تعمیر ہوئے اضلاع کے حکام کو تاکیدی فرمان بھیجتے تھے کہ ذمیوں پر کسی طرح کی زیادتی نہ ہونے پائے اور خود بالمشافہہ لوگوں کو اِس کی تاکید کرتے رہتے تھے قاضی ابو یوسف نے کتاب الخراج کے باب الجزیہ میں روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ جب شام سے واپس آرہے تھے تو چند آدمیوں کو دیکھا کہ دھوپ میں کھڑے ہیں اور ان سر پر تیل ڈالا جا رہا ہے لوگوں سے پوچھا کہ کیا ماجرا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ "نادار ی" فرمایا کہ چھوڑ دو اور ان کو تکلیف نہ دو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ لاتعذبوا الناس فان الذین یعذبون الناس فی الدنیا یعذبہم اللہ یوم القیامۃ" یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگوں کو تکلیف نہ دو جو لوگ دنیا میں لوگوں کو عذاب پہنچاتے ہیں خدائے تعالےٰ قیامت میں اُن کو عذاب پہنچائے گا۔

مذہبی امور میں ذمیوں کو پوری آزادی حاصل تھی وہ ہر قسم کے مذہبی رسوم ادا کرتے تھے علانیہ ناقوس بجاتے تھے صلیب نکالتے تھے ہر قسم کے میلے ٹھیلے کرتے تھے اُن کے پیشوایان مذہبی کو جو مذہبی اختیارات حاصل تھے وہ بالکل برقرار رکھے گئے تھے مصر میں اسکندریہ کا پیٹر یارک (پادری اعظم) بنیامین تیرہ برس رومیوں کے ڈر سے اِدھر اُدھر مارا مارا پھرا عمرو ابن العاص نے جب مصر فتح کیا تو ۲۰ھ ہجری میں اُس کو تحریری امان لکھکر بھیجی وہ نہایت ممنون ہوکر آیا اور پیٹر یارک کی کرسی دوبارہ اُس کو نصیب ہوئی چنانچہ علامہ مقریزی نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴۹۲ جلد اول میں اِس واقعہ کی پوری تفصیل لکھی ہے۔ حضرت عمر اسلام کی اشاعت کی اگرچہ نہایت کوشش کرتے تھے اور منصب خلافت کے لحاظ سے ان کا یہ فرض تھا لیکن وہیں تک جہاں تک وعظ و پند کے ذریعے سے ممکن تھا ورنہ یہ خیال وہ ہمیشہ ظاہر کردیا کرتے تھے کہ مذہب کے قبول کرنے پر کوئی شخص مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ استق ان کا ایک عیسائی غلام تھا۔ اس کو ہمیشہ مذہب اسلام قبول کرنے کی ترغیب دلاتے تھے لیکن جب اُس نے انکار کیا تو فرمایا کہ لااکراہ فی الدین" یعنی مذہب میں زبردستی نہیں ہے۔

ذمیوں کو نئی عبادت گاہوں کو بنانے شراب بیچنے صلیب نکالنے ناقوس پھونکنے اصطباغ دینے سے ممانعت کرنا یہ سب احکام جن قیود کے ساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے دیئے تھے وہ بالکل مناسب تھے لیکن زمانہ مابعد کے مورخوں نے ان قیدوں کا ذکر [illegible] اس وجہ سے دنیا میں ایک عالمگیر غلطی پھیل گئی صلیب کی نسبت معاہدہ میں جو الفاظ تھے اس میں یہ قید تھی کہ [illegible] صلیب نہ نکالیں ناقوس کی نسبت یہ تصریح تھی کہ ذمی رات دن میں جس وقت چاہیں ناقوس بجائیں [illegible] سور کی نسبت یہ الفاظ تھے کہ ذمی سور کو مسلمانوں کے احاطہ میں نہ لے جائیں [illegible] دیا گیا تھا کہ جن کے باپ مسلمان ہوچکے اُس کی نابالغ اولاد کو اُس کے باپ کے [illegible] اصطباغ دے کر عیسائی نہ بنائیں آج کل جس قدر تاریخیں متداول ہیں اُن میں غیر قوموں کی نسبت حضرت عمر کے نہایت سخت احکام منقول ہیں لیکن جب اس بات پر لحاظ کیا جاتا ہے کہ یہ اُس زمانے کی تصنیفیں ہیں جب اسلامی گروہ میں تعصب کا مذاق پیدا ہو گیا تھا اور اس کے ساتھ قدیم زمانہ کی تصنیفات پر نظر ڈالی جائے جس میں اس قسم کے واقعات بالکل نہیں یا بہت کم ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر تعصب آتا گیا ہے اُسی قدر روایتیں خود بخود تعصب کے سانچے میں ڈھلتی گئی ہیں۔ خلیفہ دوم یعنے حضرت عمر کا معاہدہ جو بیت المقدس کے مفتوح عیسائیوں کے ساتھ کیا گیا اس کی عمدگی کی نسبت اور زائد نتائج اخذ کرنے کا بار آپ ناظرین پر ڈالا جاتا ہے ۱۲ مصباح

سے پیش آتا ہوگا اور جب وہ آویں تو اُن کی تعظیم کیلئے کھڑا ہو جایا کریں گے اور ان کو
سب سے اعلیٰ جگہ پر بٹھانا چاہیئے۔ شہر مذاہب یا اُس کے باہر مسلمانوں کے ملک میں
گرجا یا خانقاہ یا دیگر مذہبی عمارات نہیں بنا سکیں گے اور وہ اپنی اولاد کو قرآن شریف
لیکن اگر کوئی عیسائی مسلمان ہونا چاہیگا تو اس امر سے اُس کو ممانعت نہیں کی جاوے گی عیسائی
کی کسی رسم کو عام طور سے کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ عیسائی مسلمانوں کے لباس یا اطوار و
عادات کی نقل نہ کر سکیں گے نہ مسلمانوں کی زبان میں تحریر یا نقش و نگار کر سکیں گے نہ مسلمانوں
جیسے نام رکھ سکیں گے۔ نہ گھوڑوں پر زین ڈال کر سوار ہو سکیں گے اور نہ صلیب کو پہن سکیں گے
اور نہ عوام میں اُس کو ظاہر کر سکیں گے۔ گھنٹیوں کا بھی وہ استعمال نہ کر سکیں گے
نہ ناقوس بجا سکیں گے۔ ہاں آہستہ آواز سے بجانے کا مضائقہ نہیں ہے نہ شمع و چراغ
اپنی عمارات وقف میں رکھیں گے اور اپنے مردوں پر روتے ہوئے چلا چلا کر آوازیں نہیں نکال
سکیں گے اور اپنے سر کے آگے کا حصہ منڈوایا کرینگے اور اپنی پوشاک لپیٹے رکھا کریں گے۔
اور آخری شرط یہ ہے کہ کسی مسلمان کے گھر میں کسی عذر اور حیلہ سے مداخلت نہ کر سکیں گے
ان شرائط کے علاوہ حضرت عمرؓ نے مفصلہ ذیل واقعات اور ایزاد کر دیئے تھے کہ کوئی عیسائی
کسی مسلمان کو نہ مارے گا اور اگر عیسائی مفصلہ بالا شرائط میں سے کسی شرط کی پابندی نہ کریں گے
تو عیسائی اقرار کرتے ہیں کہ اُن کی جان کی حفاظت ضبط سمجھی جائے اور ان کو وہی سزا دی جائے
جو باغی رعایا کو دی جاتی ہے۔"

اب تک ہم نے ہارون الرشید کے متعلق صرف انہیں واقعات کا ذکر کیا ہے کہ جو سلطنت سے تعلق
رکھتے تھے اور در حقیقت اُس میں خلیفہ ہی سب سے زیادہ کارکن معلوم ہوتا ہے لیکن ابھی تک
اُس کے متعلق اور کچھ حالات معلوم نہیں ہوئے ان سب واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ
صرف ہارون الرشید ہی نظم و نسق سلطنت نہیں کرتا تھا بلکہ اُس کا وزیر یحییٰ برمکی اور اس کے
بیٹے بھی کیا کرتے تھے۔ خلیفہ ہارون الرشید کے ذاتی کارنامے اور اس کی تواریخ سلاطین
خاندانِ برمکی کے ساتھ ایسے وابستہ اور ملے جلے ہوئے ہیں کہ برمکیوں کے ذکر کے
خلیفہ ہارون الرشید کا حال بطور ایک عام آدمی کے تحریر کرنا ناممکن ہے

دعوت برمکی

جن ناظرین نے کتاب الف لیلہ دیکھی ہوگی ان کو جعفر برمکی کے نام سے خوب آگاہی ہوگی خلیفہ ہارون الرشید جب بغداد میں بھیس بدل کر راتوں کو رعایا کا حال دریافت کرنے پھرا کرتا تھا تو جعفر ہمیشہ خلیفہ ہارون الرشید کے ہمراہ ہوتا تھا الف لیلہ کے ایک بامذاق قصہ میں جو دعوت برمکی کا ذکر ہے اُسی وجہ سے یہ جملہ ”دعوت برمکی“ زبان انگریزی میں ایک ضرب المثل بن گیا ہے برمکیوں کا قصہ اور خاص کر جعفر برمکی کے قتل کا ذکر تمام مشرقی ممالک کی تاریخوں میں سب سے زیادہ رنج دہ اور رقت آمیز بیان ہے ۔اب ہم برمکیوں کا تھوڑا حال مختصر طور سے بیان کرتے ہیں۔

باب سوم

زوالِ خاندانِ برمکی

یحییٰ برمکی ہارون الرشید کا قدیمی محافظ اور اتالیق تھا اُس کے خاندان کے ساتھ ہارون الرشید نے جو کچھ کیا اور خصوصاً اپنے رفیق جعفر کو قتل کیا یہ واقعہ ہارون الرشید کے عہد حکومت میں سیاہ داغ ہے۔

ہارون الرشید کی طبیعت کے خاندان برامکہ سے یک لخت مکدر ہو جانے کے کئی سبب ... برامکہ کے برخلاف بہت سے مقتدر لوگ حقیقت میں دشمن ہو گئے تھے سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ برمکی خالص ایرانی النسل تھے اور سلطنت کے اعلیٰ اعلیٰ عہدے ... خاندان میں مخصوص ہو گئے تھے اس طرح سے گویا سلطنت کی حکومت درحقیقت برامکہ ہی کے ہاتھ میں تھی اور یہ بات گروہ عرب کو ناگوار تھی گروہ عرب جس کا سرگروہ فضل بن الربیع تھا اور اس فضل کا باپ عہد حکومت خلیفہ الہادی میں وزیر رہ چکا تھا لیکن ہارون الرشید نے اُس کو موقوف کر کے یحییٰ کو اپنا وزیر اعظم مقرر کر لیا تھا ہر موقعہ پر برامکہ کے خلاف ہارون الرشید

جعفر کی شکایت میں گمنام منظوم عرضی

کی طبیعت کو مشتعل اور برہم کرتا رہتا تھا ایک مرتبہ ایک منظوم عرضی [illegible] کے حضور میں ارسال کی اس عرضی کا مطلب ذیل یہ تھا۔

"زمین پر جو خدا کا امین ہے اور جو حل وعقد کی طاقت رکھتا ہے اس سے کہہ دو [illegible] تیرے مانند بادشاہ ہیں تجھ میں اور ان میں کوئی فرق نہیں ہے وہ تیرے حکموں کو [illegible] لیکن اُن کے حکموں کی پورے طور پر تعمیل ہوتی ہے جعفر نے ایک ایسا محل بنایا ہے جس کے مانند محل میں کوئی ہندوستانی یا ایرانی کبھی نہیں رہا اس محل کے فرش زمین میں موتی [illegible] نصب ہیں اور اس کی پھٹکیری عود وعنبر سے بنائی گئی ہے ہم کو یہ خوف ہے کہ جب تو قبر میں [illegible] جاوے گا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تیری سلطنت پر قابض ہو جائے سوائے نمک حرام نوکر کے اور کس کا ایسا خیال اپنے آقا کی نسبت ہو سکتا ہے"

برامکہ میں مذہبی پابندی کم تھی

برمکیوں میں مذہبی پابندی بھی بہت کم تھی شیعوں نے مذہب اسلام میں جو بدعتیں کرلیں تھیں اُن کی جانب برامکہ کا میلان طبع علانیہ تھا برامکہ کے محلوں میں جو مجلسیں ہوتی تھیں ان میں مذہبی مباحث پر آزادانہ طور سے علانیہ رائے دی جاتی تھی اُن کے دشمن یہ سب باتیں تلاش کرکے اور چُن چُن کر تاکہ اُن پر الزام آسکے ہارون الرشید تک پہنچاتے تھے۔ پھر ایک اور عرضی جس پر سینکڑوں لوگوں کے دستخط تھے ایک عالم نے ہارون الرشید کے حضور میں برامکہ کی شکایت میں پیش کی جس کا مضمون یہ تھا کہ امیر المؤمنین! تو خدا کو محشر میں کیا جواب دیگا اور اللہ تعالیٰ کے [illegible] تو اپنے کاموں کو مستحسن کیسے ثابت کرسکے گا؟ حالانکہ تو نے یحییٰ ابن خالد اور اس کے بیٹوں اور

برامکہ کی شکایت میں دوسری عرضی

رشتہ داروں کو غیر محدود اختیار دے رکھا ہے اور اُن کو تمام سلطنت کی حکومت تفویض کر [illegible] ہے یہ لوگ زندیق اور مرتد ہیں اور زنادیق کے اصولوں پر خفیہ طور سے کاربند ہیں۔

ہارون الرشید نے یہ عرضی اغلباً تنبیہ اور احتیاط کی غرض سے یحییٰ کو دکھا [illegible] اور [illegible] جنہوں نے یہ عرضی تحریر کی تھی اور جن کا نام محمد تھا قید کردیا لیکن اس امر میں [illegible] اس عرضی کے مضمون سے ہارون الرشید کے دل پر بڑا اثر ہوا تاہم اس بات کے [illegible] کیلئے بہت سی دلیلیں موجود ہیں کہ خاندان برمکی پر جو ارتداد اور الحاد یا ملک حرامی [illegible] کا الزام لگایا گیا تھا۔ ان سب باتوں سے خلیفہ ہارون الرشید چشم پوشی کیا [illegible]

نہ کرتا اگر ایک خانگی توہین نہ ہوتی جس کی بابت ہارون الرشید نے خیال کیا کہ یہ بدنامی اسی طرح رفع ہوسکتی ہے کہ جو جو اشخاص اس سے تعلق رکھتے ہیں اُن کو فوراً قتل کر دیا جائے۔ اس خانگی امر کی صرف درباریوں اور ندیموں ہی کو خبر ہوتی لیکن ہارون الرشید نے اپنے خون (رشتہ دار) کی عزت کے بزور بچانے میں جو ظالمانہ طریقہ اختیار کیا اس وجہ سے یہ بات عوام کو بھی معلوم ہوگئی اور تمام آیندہ مورخین کے لئے رائے ظاہر کرنے کے واسطے یہ حال ایک جواب مضمون ہوگیا یہ بات جعفر برمکی اور عباسہ خواہر ہارون الرشید کی شادی (جو مثل افسانہ کے ہے) کا واقعہ ہے ہارون الرشید کو جعفر سے اس قدر محبت ہو گئی تھی کہ وہ اس کا تھوڑی دیر کیلئے بھی اپنے پاس سے علیحدہ ہونا گوارا نہیں کرتا تھا اور یہ اتحاد اور محبت کا جوش اس درجہ بڑھ گیا تھا کہ ہارون الرشید نے ایک چوغہ اس قسم کا بنوایا تھا کہ جس میں دو گریبان رکھوائے تھے۔ اس چوغہ کو خلیفہ اور جعفر ایک ساتھ اور ایک ہی وقت پہنا کرتے تھے۔ اسی طرح سے ہارون الرشید کو اپنی بہن عباسہ سے کمال محبت تھی۔ چونکہ بوجہ پردہ کے جعفر کی موجودگی میں وہ ہارون کے پاس نہیں آسکتی تھی اس لئے ہارون الرشید نے یہ خیال کیا کہ عباسہ اور جعفر کا نکاح کر دیا جائے کیونکہ پردہ کی قید کے رفع ہو جانے کے بعد یہ دونوں آزادانہ طور سے میرے پاس آسکیں گے لیکن ہارون الرشید ہمیشہ بات فخر یہ کہتا تھا کہ میں ہی ایک خالص ہاشمی النسل صرف ایسا خلیفہ ہوں جو کہ تخت پر بیٹھا ہوں پس ہارون الرشید یہ خیال ایک لمحہ کیلئے بھی برداشت نہیں کرسکتا تھا کہ اس کے خاندان کا خالص خون ایک ایرانی جوان کے خون کی آمیزش سے گدلا کیا جائے۔ اسلئے نکاح کیوقت ہارون الرشید نے جعفر اور عباسہ دونوں سے یہ عہد قسمیہ کرالیا کہ سوائے ہارون الرشید کے حضور کے وہ کبھی آپس میں ملاقات نہ کریں اور نہ زناشوئی کے تعلقات رکھیں کہ اُن کا نکاح صرف برائے نام کر دیا گیا ہے۔

جعفر اور عباسہ کی شادی

نکاح ہو جانے کی وجہ سے جعفر کو حرم سلطانی میں آزادانہ طور سے آمد و رفت اور اُس کو اکثر شہزادیوں کے پاس بیٹھنے کا اتفاق ہونے لگا لیکن [illegible] کے خطرناک نتیجہ سے وہ خوب آگاہ تھا اس وجہ سے اُس نے ہمیشہ یہ احتیاط رکھی کہ عباسہ کی جانب نظر ہی نہیں اُٹھاتا تھا لیکن عباسہ جعفر کی طرح محتاط نہ تھی اور اُس نے ٹھان لی تھی کہ میں تجرد میں اپنی زندگی نہیں گزاروں گی علاوہ ازیں جعفر نہایت حسین اور خوبصورت تھا عباسہ کو اس سے اعلیٰ درجہ کا

Marfat.com

تعشق ہوگیا آخر کار لالچ اور خوف سے عباسہ نے جعفر کی ماں کو ...
اور عباسہ دونوں کی ملاقات کوشش کرکے کرادیگی اس لیے اُس نے جعفر سے ...
کیا کہ ایک بڑی ہی صبیح و ملیح کنیز بکتی ہے اور وہ بڑی قابل اور لائق ہے۔ غرضکہ یہانتک ...
جعفر اس کنیز کے نام پر غائبانہ عاشق ہوگیا جعفر کی ماں نے کنیز کے دھوکے میں عباسہ اور جعفر کی
ملاقات کرادی جب صبح ہوئی اور جعفر سے شراب کا نشہ اُترا تو اس کی ماں نے اُس کو بلادی ...
اور اُس نے عباسہ کو شناخت کیا تو جعفر خلیفہ کے خوف سے کانپنے لگا اور اپنی ماں سے شکایت کی
کہ تم نے ہم دونوں کو برباد کرڈالا۔ بہرحال اب بچاؤ کی صرف ایک تدبیر باقی ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ بات نہایت
خفیہ رکھی جائے اور کسی کو اس کی خبر نہ ہو اب ان دونوں کی دوستی ہوگئی یہانتک کہ عباسہ کے دو لڑکے
ہوگئے۔ جب ان دونوں کے بچپن کا زمانہ گزر گیا تو ان دونوں کو تعلیم کی غرض سے جعفر نے مکہ شریف
بھیجدیا اس بھیجنے سے یہ بھی غرض تھی کہ ہارون الرشید کی نظر سے وہ علیحدہ رہیں اور اُس کو اُن کا اصلی
حال معلوم نہ ہونے پائے۔ شہزادیاں حرم جعفر کو نہایت عزیز رکھتی تھیں اس وجہ سے کہ وہ انکے کام ہمیشہ
کرادیا کرتا تھا لیکن بدقسمتی سے جعفر نے مغرور زبیدہ کو رضامند رکھنے میں کوتاہی کی زبیدہ ہارون الرشید
کے چچا کی بیٹی اور اسکی نہایت چاہیتی عزیز بیوی تھی اور اسی وجہ سے آخر کار یہ راز افشا ہوگیا۔

خلیفہ کی برامکہ سے ناراضگی کے وجوہات

یہ واقعہ اور نیز دیگر واقعات ایسے جمع ہوگئے کہ جن کی وجہ سے خاندان برامکہ پر یکایک کامل طور
سے تباہی اور بربادی آگئی۔ بعض مورخین بیان کرتے ہیں کہ ہارون الرشید کی خاندان برامکہ سے
اول ہی اول ناراضگی کی یہ چار وجہ ہوئیں (۱) کہ ہارون الرشید نے حضرت علی ابن ابی طالب کی
اولاد میں سے ایک شخص یحیٰی ابن عبداللہ کو قتل کرنے کے لئے جعفر کو حکم دیا۔ (یحیٰی بن عبداللہ کی
بغاوت کا ہم اس سے پیشتر ذکر کرچکے ہیں) جعفر نے اُن کو قتل کرنے میں تامل کیا اور ان کو قید سے رہا کیا
تاکہ وہ کسی طرف فرار ہوجائیں کسی نے اس بات کی خبر ہارون الرشید کو بھی کردی کہ جعفر نے آپکے حکم
کی تعمیل نہیں کی اور یحیٰی کو قیدخانہ سے رہا کردیا یہ سُن کر ہارون الرشید نے جعفر کو بلایا اور اس سے دریافت
کیا کہ یحیٰی کا کیا حال ہے؟ جعفر نے کہا کہ وہ قیدخانہ میں ہے خلیفہ نے کہا کہ تم میری جان کی قسم کھا
کہہ سکتے ہو کہ وہ قید ہے؟ جعفر سمجھ گیا کہ کسی نے میری مخبری کردی تب اُس نے کہا کہ امیرالمومنین
میں نے اُس کو چھوڑ دیا کیونکہ مجھے اس کی بےگناہی کا یقین تھا خلیفہ نے کہا کہ تم نے اچھا کیا

Marfat.com

اور مجھے بھی اس بارے میں تمہاری رائے سے اتفاق ہے لیکن جونہی کہ جعفر رخصت ہوا تو ہارون الرشید نے کہا کہ یا اللہ یا تو تو مجھے مار ڈال یا میں جعفر کو قتل کر دوں۔

(۲) جعفر نے ایک مکان بنایا تھا اور اس پر بے شمار روپیہ صرف کر ڈالا تھا۔ یہ حال سنکر ہارون الرشید نے ندیموں سے کہا کہ دیکھو جب جعفر نے ایک مکان پر اس قدر روپیہ صرف کیا ہے تو معلوم نہیں کہ اس کے اور دیگر مصارف پر خدا جانے کس قدر خرچ ہوتا ہوگا۔

(۳) بعض اشخاص کہتے ہیں کہ خاندان برمکی میں جو اس قدر بیجا خوش اخلاقی تواضع اور فیاضی اور سخاوت تھی اور اس وجہ سے وہ ہر دلعزیز ہو گئے تھے یہ بھی ان کی بربادی کا سبب ہے۔

(۴) بعضوں کا بیان ہے کہ فضل اور جعفر کو ہارون الرشید نے غیر محدود اختیارات اور آزادی دے دی تھی اس کی وجہ سے وہ جو چاہتے تھے کر گذرتے تھے۔ یہ وجہ بھی ان کے استیصال کی ہے۔

اسمٰعیل اور خلیفہ کی گفتگو

اسمٰعیل بن یحییٰ ہارون الرشید کا ایک رشتہ دار بیان کرتا ہے کہ ہارون الرشید کے دل میں برامکہ کی جانب سے اول ہی اول غصہ کی چنگاری اس طرح روشن ہوئی کہ ہارون الرشید ایک دن شکار کھیلنے گیا۔ جعفر مع اپنے سواروں کے پہلے ہی چلا گیا تھا اور خلیفہ کے جلوس میں نہ تھا جس راستے سے خلیفہ گذرا ادھر جعفر کی جاگیر کی زمین بہت زرخیز اور آباد واقع تھی اس پر خلیفہ نے مجھ سے مفصلہ ذیل گفتگو کی۔

ہارون۔ ان برمکیوں کو دیکھو! ہم نے ان کو تو امیر کر دیا ہے اور اپنی اولاد کو غریب کر دیا ہم نے ان کو بہت ڈھیل دیدی۔"

اسمٰعیل (علیحدہ ہوکر) خدا اپنی پناہ میں رکھے (از زور سے) امیر المؤمنین! کیوں کیا کوئی خطا ہوئی

ہارون۔ دیکھو میں نے ان برامکہ کی خاطر عزیز رکھی اور اپنی اولاد سے غفلت کی یہ جائداد ہے میرے خیال میں میرے بیٹوں میں سے کسی ایک کی بھی ایسی نہیں دار الخلافہ کے عین جوار میں ایسا حال ہے تو خدا جانے اور جگہ تو کیا حال ہوگا

اسمٰعیل امیر المؤمنین! پسران برمک آپ کے غلام ہیں آپ کے نوکر ہیں ان کی جاگیریں اور زمینیں اور وہ خود غرضکہ سب کچھ آپ ہی کا ہے۔

ہارون (ایک بڑی غمگین شکل بناکے) کیا بنی عباس اس قدر غریب ہیں کہ ان کے پاس

Marfat.com

کچھ دولت نہیں اور نہ اُن کے لئے کوئی عہدہ ہے اور نہ کوئی ہے کیا

اسمٰعیل ۔ امیرالمؤمنین آپ کے دیگر ملازم بھی مثل برامکہ ہی کے احسان مند ہیں

ہارون ۔ اسمٰعیل میں نے جو کچھ تم سے کہا ہے اُس کا مجھے شبہ ہے کہ تم یہ بات

نہ کہدو اور پھر وہ اپنی حفاظت کرلیں یاد رکھو کہ میں نے سوائے تمہارے اور کسی سے

اگر یہ بات مشہور ہوئی تو میں سمجھ جاؤنگا کہ تمنے ہی یہ راز افشا کرکے امانت میں خیانت کی ہے

اسمٰعیل بہت ہی پریشان اور متفکر وہاں سے روانہ ہوا اور اس سوچ میں رہتا تھا کہ میں اس

یہ بلا ٹالنے کی کیا فکر کروں ۔ دوسرے دن وہ پھر خلیفہ کے پاس حاضر ہوا خلیفہ اسوقت اپنے محل میں

جو دریاء دجلہ کے کنارہ پر بغداد کے مشرق میں واقع تھا بیٹھا ہوا تھا اُس محل کے عین مقابل میں غربی

کنارہ پر جعفر کا محل تھا ہارون نے جعفر کے دروازہ پر بہت سے گھوڑے کھڑے دیکھکر اسمٰعیل کو مخاطب

کرکے کہا کہ دیکھو میں نے جو تم سے کل ذکر کیا تھا سو اب دیکھ لو جعفر کے دروازے پر کس قدر فوج اور

غلام اور سوار موجود ہیں اور میرے دروازے پر کوئی بھی نہیں ٹھیرتا ۔

اسمٰعیل نے کہا کہ امیرالمؤمنین آپ خدارا ایسے خیالات کو دل میں جگہ نہ دیں جعفر آپکا ملازم

اور غلام ہے اور آپنے اُس کو اپنا وزیر اور فوج کا سپہ سالار (کمانڈر انچیف) مقرر فرما رکھا ہے

امیرالمؤمنین! اگر اس کے دروازے پر فوج نہ ہو تو فرمائیے کہ کس کے دروازے پر ہو؟

جعفر کا خلیفہ کی نسبت کلمات ناسزا کہنا۔

تھوڑے ہی عرصہ کے بعد جعفر بھی خلیفہ کے حضور میں حاضر ہوا ۔ ہارون الرشید نے

اُس سے نہایت ہی محبت سے گفتگو کی اور جب جعفر جانے لگا تو خلیفہ نے اُس کو از راہ مہربانی

اپنے دو ہشیار غلام عطا فرمائے تاکہ وہ جعفر کی اردلی میں ہر وقت رہا کریں ظاہرہ تو یہ عطیہ خلیفہ کی

مہربانی و عنایت کا اظہار تھا لیکن حقیقت میں یہ دونوں غلام خلیفہ کے جاسوس تھے اور

خلیفہ کو جعفر کی تمام کارروائی سے اطلاع دیا کرتے تھے جعفر اس عطیہ سے بہت خوش ہوا اور

اس بات کا ذرا بھی شبہ نہیں ہوا کہ موت اُس کے سر پر منڈلا رہی ہے ۔

اسمٰعیل کہتا ہے کہ میں اس واقعہ کے تین دن کے بعد جعفر سے ملنے گیا اور وہاں ان

غلاموں میں سے ایک غلام موجود تھا اس لئے میں نے جعفر سے بہت ہی احتیاط سے

چونکہ میں جانتا تھا کہ ہماری سب باتیں خلیفہ کے کان تک پہنچیں گی ۔ اب خلیفہ

Marfat.com

جعفر کا گورنر خراسان مقرر ہونا

عامل وگورنر جنرل مقرر کر دیا اور اُس کو فوج و عَلم اور رایت اور بیش بہا سامان کہ جس سے اس کے مرتبہ کے موافق شان و شوکت ظاہر ہوتی تھی عطا فرمایا اسمٰعیل نے جعفر سے کہا کہ اب تو آپ ایسے ملک میں تشریف لے جاتے ہیں جو نہایت ہی زرخیز اور دولت سے مالا مال ہے اگر میں آپ کی بجائے اس طرح مقرر ہو کے جاتا تو میں اپنی جاگیروں میں سے ایک جاگیر امیر المؤمنین کے بیٹے کو دیدیتا جعفر نے جواب دیا کہ اسمٰعیل تمہارا چچازاد بھائی خلیفہ ہارون الرشید میری ہی مہربانی اور عنایت سے زندہ بھی ہے اور یہ ہمارے ہی خاندان کی برکت ہے جو خلیفہ کا خاندان اب تک زندہ اور قائم ہے کیا خلیفہ کے لئے یہ بات کافی نہیں ہے کہ میں نے اُس کے اُوپر کسی قسم کی دقت یا کسی قسم کا فکر امور سلطنت کا نہیں رہنے دیا۔ نہ خلیفہ کو اپنا فکر کرنا پڑتا ہے۔ نہ اپنے بیٹوں یا ملازمین یا کسی رعایا برایا کا۔ اور میں نے اس کا خزانہ معمور اور مالا مال کر دیا اور خلیفہ کے لئے دولت کے ڈھیر لگا دیئے باوجود میری اس سب جانفشانی کے اب خلیفہ کی آنکھیں اس بات پر لگی ہوئی ہیں کہ جو کچھ میں نے اپنے بیٹے اور اولاد کے لئے بچا رکھا ہے اُس کو چھین لے معلوم ہوا کہ بنی ہاشم کے حسد اور تکبر کا اثر اُس میں آگیا اور اب خلیفہ بہت طامع ہو گیا ہے" اسمٰعیل نے کہا کہ جناب خدارا ایسا خیال نہ کیجئے خلیفہ نے اس معاملہ میں مجھ سے ایک لفظ بھی نہیں کہا جعفر نے کہا کہ پھر ایسی بیہودہ باتوں کا مجھ سے تذکرہ کرنے سے کیا مطلب ہے خدا کی قسم اگر خلیفہ نے مجھ سے ان جاگیروں میں سے ایک جاگیر بھی مانگی تو یہ بات اُسکے لئے بڑی خرابی کی ہوگی" اسمٰعیل کہتا ہے کہ اس کے بعد نہ تو میں جعفر کے پاس جاتا نہ خلیفہ کے پاس حاضر ہوتا کیونکہ وہ دونوں مجھ پر مخبری کا شبہ کرنے لگے میں نے دل میں غور کیا کہ ایک خلیفہ ہے اور دوسرا اس کا وزیر اعظم ہے میں کیوں اُن کے درمیان میں دخل دوں لیکن میں نے یہ خیال کر لیا کہ اب برامکہ کا استیصال اور زوال قریب ہے

اسمٰعیل کہتا ہے کہ جعفر کی ماں کے ایک نوکر نے مجھے [illegible] ہماری گفتگو کے ایک ایک لفظ سے خلیفہ کو اطلاع دی۔ ہارون الرشید نے غلام کی یہ عرضی پڑھکر جس میں میری اور جعفر کی گفتگو تحریر تھی اپنے تئیں تین دن کوٹھڑی میں بند رکھا اور تین دن تک کسی سے ملاقات بھی نہیں کی لیکن خلیفہ نے یہ تین دن جعفر سے بدلہ لینے کی تدابیر کے سوچنے میں گذارے خلیفہ کی خفگی کا دیگر ذرائع سے بھی اظہار ہوتا ہے۔

Marfat.com

یحییٰ برمکی سے خلیفہ کی ناراضی

یحییٰ کی خدمات دیرینہ اور محبت کی وجہ سے ہارون الرشید نے اس [illegible] یہ اجازت تھی کہ جس وقت چاہے خلیفہ کے پاس حاضر ہو جائے۔ لیکن جب [illegible] سے شبہات ہو گئے تو یحییٰ کی اس بلا روک آمد و رفت کو خلیفہ نے غصہ اور رنج کی [illegible] بیجا سمجھا اور یحییٰ کے باغیانہ ارادوں کی ایک شہادت خیال کیا۔ ایک دن ہارون الرشید کے حضور میں بختیشوع[1] طبیب حاضر تھا اتنے میں یحییٰ خلیفہ کے پاس چلا آیا اور سلام کیا خلیفہ نے

بختیشوع طبیب کا بیان

بہ تامل سلام کا جواب دیکر فوراً بختیشوع کی جانب مڑ کے اس سے پوچھا کہ کیا کوئی شخص [illegible] کے تمہارے مکان میں بھی آجاتا ہے؟ حکیم نے جواب دیا کہ کوئی نہیں آتا خلیفہ نے کہا [illegible] میرے مکان میں بلا اجازت کیوں آجاتے ہیں۔؟

یحییٰ نے رنجیدگی سے جواب دیا کہ امیر المؤمنین آپ ہی نے خاص حکم دے رکھا ہے کہ میں جس وقت چاہا کروں آپ کے پاس حاضر ہو جایا کروں۔ چاہے آپ نے کپڑے ہی اتار رکھے ہوں یا بستر پر آرام کرنے تشریف لے گئے ہوں مجھکو اس بات کی خبر نہیں تھی کہ امیر المؤمنین کو اب تک جو بات پسند تھی وہ اب ناپسند ہو گئی ہے لیکن چونکہ اب مجھکو یہ بات معلوم ہو گئی اس لئے امیر المؤمنین میرے لئے جو جگہ تجویز فرمائیں گے میں وہیں تک حاضر ہوا کروں گا۔

اس بات پر ہارون الرشید کچھ شرمندہ ہوا اور یحییٰ کو جواب دیا کہ اس بات سے میرا مطلب تم کو رنج دینے کا نہ تھا یحییٰ وہاں سے نکلا ہی تھا کہ ہارون الرشید نے اپنے تمام غلاموں کو حکم دیا کہ یحییٰ آیا کرے تو تم اب اس کی تعظیم کیلئے کھڑے نہ ہوا کرو جیسے کہ تمہارا اب تک قاعدہ تھا اس کے بعد جب یحییٰ آیا اور غلام اس کی تعظیم کے لئے کھڑے نہیں ہوئے تو یحییٰ اس کا [illegible] سمجھ گیا اور پھر آنا کم کر دیا اس کے بعد جب کبھی یحییٰ آتا تو غلام ٹل جاتے اور اس کا کچھ خیال نہیں کرتے

قصر الخلد

بختیشوع طبیب بیان کرتا ہے کہ ایک روز میں خلیفہ کے حضور میں قصر الخلد[2] میں [illegible] اور خلیفہ دریا کے پار یحییٰ کے محل کی جانب اور جو لوگ وہاں آتے جاتے تھے ان [illegible]

---

[1] طبقات الاطباء میں مرقوم ہے کہ حکیم بختیشوع بن جبرئیل یونانی اطباء نہایت ہی جلیل القدر اور فاضل طبیب [illegible] سے جس قدر دولت کے خزانے اس کو حاصل ہوئے وہ دوسرے کو نہیں ملے خلیفہ متوکل کے عہد میں اس سے اعلیٰ درجہ [illegible] بلکہ لباس اور دیگر سامان آرائش میں خلیفہ اور اس میں کچھ فرق نہ تھا [illegible] میں فوت ہوا [illegible]

[2] شہر مدینۃ الاسلام (بغداد) میں قصر الخلد ایک اعلیٰ درجہ کی شاندار عمارت [illegible] مشہور عمارات (یعنی المذہب ایوان خلافت اور گنبد الخضراء وغیرہ) [illegible]

خلیفہ نے کہا کہ خدا یحییٰ کا بھلا کرے کہ اُس نے مجھے کاروبار سلطنت سے بچا رکھا ہے اور مجھے عیش و عشرت کے لئے مجھے خوب فرصت دے رکھی ہے لیکن بختیشوع کہتا ہے کہ جب دوسری دفعہ میں اُسی محل میں خلیفہ ہارون الرشید کے حضور میں حاضر ہوا تو خلیفہ اسی جگہ بیٹھا ہوا تھا اور خلیفہ کچھ خفا سا معلوم ہوتا تھا اُس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ یحییٰ نے کل کاروبار سلطنت اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اور میرے پاس کچھ نہیں لایا خلیفہ تو درحقیقت وہی ہے میں نہیں ہوں۔

آخر کار جعفر کا راز طشت از بام ہوگیا ہارون الرشید تین دن تک ... چوتھے دن اپنی عزیز بیوی زبیدہ کو بلوایا اور اس سے جعفر کی شکایت کی اور وہ عرضی دکھائی جو اس غلام نے ارسال کی تھی جعفر اور زبیدہ میں بہت عرصے سے آپس میں دشمنی تھی۔ زبیدہ جعفر کا راز معلوم ہوتے ہی اُس کے قتل کے درپے ہوگئی خلیفہ نے جعفر کے بارہ میں مشورہ کیا اور کہا کہ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ اگر خراسان پر برامکہ کا ایک دفعہ بھی قبضہ ہو جاوے گا تو میرے ہاتھ سے حکومت نکل جاوے گی۔

زبیدہ نے کہا کہ امیر المؤمنین آپکی اور برامکہ کی ایسی مثل ہے جیسے کوئی ... ہوں اور دریا میں ڈوب رہے ہوں اگر آپ کا ... اب ... اور آپ ... سے بچنا چاہتے ہیں تو آپ نے جو کچھ سنا ہے اُس سے بھی زیادہ ایک اہم امر ... جس کے سننے کی آپ کو مشکل سے برداشت ہو سکے گی لیکن ... آپکی ... اب بھی مثل سابق کے ناقص ہے تو میں آپ سے اندریں بارہ کچھ کہنا نہیں چاہتی آپ کو اختیار ہے جو چاہو سو کرو خلیفہ نے کہا کہ میں یہ بات سمجھا نہیں ... زبیدہ نے ایک غلام کو جس کا نام آرزو تھا بلوایا اور خلیفہ سے ...

ہارون الرشید نے آرزو سے کہا کہ اگر تو وہ حال ... صحیح صحیح بتلا دیگا تو تجھکو معاف کر دوں گا۔ آرزو نے جعفر ... کہا کہ امیر المؤمنین آپ نے ان دونوں کا ... نکاح کر دیا تھا اور جعفر نے درحقیقت عباسہ سے نکاح کر لیا ہے اور ان کے اولاد بھی ہوگئی ہے۔

اس بدلہ لینے والی عورت (زبیدہ) نے خلیفہ سے کہا کہ امیر المؤمنین ... جعفر کو عباسہ کے پاس

بیٹھنے کی اجازت دینا جو ظل اللہ کی بیٹی ہے اور ہر طرح سے جعفر سے افضل اور بہتر ہے ایسی تمثیل رکھتا ہے جیسے آگ اور پھوس باہم رکھے جائیں اُس کا نتیجہ یہی ہوا جو عرض کیا گیا۔

یہ حال سن کر ہارون الرشید کو نہایت سخت صدمہ ہوا چونکہ جس طرح ہم اول ہی بیان کر چکے ہیں ہارون الرشید کو خاندان ہاشمی پر ناز بہت تھا اور وہ اپنے اس خالص النسل شہنشاہ ہونے پر فخر کیا کرتا تھا یہ تمام قصہ سن کر اور اپنی زبان کا پاس نہ کر کے خلیفہ نے آرزو کو مروا ڈالا اور زبیدہ کے پاس سے جا کر خلیفہ نے اپنے خاص جلاد مسرور کو بلایا اور ایک نہایت سخت اور کرخت آواز میں اُس سے کہا کہ مسرور آج رات کو جب اندھیرا ہو جائے تو دس مزدور اور دو نوکر میرے پاس لے کر حاضر ہو جانا" ذیل میں جو خوفناک حال درج کیا جاتا ہے اُس سے ہارون الرشید کی ایک غیر معمولی کارروائی کا اظہار ہوتا ہے۔

مسرور نے حکم کی تعمیل کی اور مقررہ وقت پر اندھیرا ہو گیا تو مسرور نے ان بد قسمت مزدوروں کو خلیفہ کے حضور میں حاضر کیا ہارون الرشید مع ان سب مزدوروں کے اپنی بہن عباسہ کے سونے کے کمرہ میں گیا جہاں وہ سو رہی تھی۔

عباسہ سے ایک لفظ بولے بغیر اس نے اپنے نوکروں کو حکم دیا کہ عباسہ کو قتل کر ڈالو اور پھر ایک بڑے صندوق میں بند کر کے اسی جگہ دفن کر دو جب عباسہ کو قتل کر کے نعش صندوق میں بند کر دی گئی۔ تو صندوق میں قفل لگوا کر خلیفہ نے کنجی اپنے پاس رکھ لی اور مزدوروں سے کہا کہ زمین کو اتنا کھودو کہ اس میں سے پانی نکل آئے جب پانی زمین سے ظاہر ہو گیا تو خلیفہ نے مزدوروں سے کہا کہ صندوق اس میں ڈال دو اور اُس کو مٹی سے بھر دو۔ مزدوروں نے اس حکم کی تعمیل کر دی اور پھر زمین کو ہموار کر دیا اور فرش جیسا کہ اول تھا ویسا ہی بنا دیا خلیفہ کرسی پر بیٹھا ہوا اس تمام کارروائی کو خود دیکھتا رہا جب مزدور یہ سب کام کر چکے تو خلیفہ نے مسرور سے مخاطب ہو کر کہا کہ ان مزدوروں کو لیجاؤ ان کی اُجرت اُن کو دیدو۔ مسرور اس حکم کا مطلب سمجھ گیا۔ اُن سب مزدوروں کو بھاری بوجھ کے ساتھ تھیلیوں میں بند کر کے سی دیا اور اُن تھیلیوں کو دریائے دجلہ میں پھینکدیا پھر خلیفہ نے اُس مکان کی کنجی مسرور کو دے دی اور کہا کہ جبتک میں اس کو تجھ سے نہ مانگوں اُس وقت تک یہ کنجی اپنے پاس رکھ اور مسرور کو یہی حکم دیا کہ محل

Marfat.com

کے صحن میں ایک ترکی خیمہ نصب کرادے مسرور نے خیمہ نصب کروادیا۔

خلیفہ آفتاب نکلنے سے پہلے اُس خیمہ میں آبیٹھا کسی کو خلیفہ کی نیت اور ارادہ کی خبر نہ تھی اُس دن جمعرات کا روز تھا اور صبح کا وقت تھا خلیفہ نے دربار منعقد کیا جمعرات کے روز جعفر مع اپنے سواروں وغیرہ کے خلیفہ کے پاس حاضر ہوا کرتا تھا خلیفہ نے مسرور کو حکم دیا کہ آج تم کہیں نہ جانا میرے قریب ہی حاضر رہنا دربار ی آتے جاتے تھے اور خلیفہ کو سلام کرکے اپنی مقررہ نشستوں پر بیٹھتے جاتے تھے اسی اثنا میں جعفر بھی آیا خلیفہ نے نہایت ہی خاطرداری سے اُس کا استقبال کیا اور اُس کو خوش آمدید کہا۔ ہنسا اور اُس کے ساتھ ہنسی اور دل لگی کی باتیں کریں اور اُس کو اپنے پاس بٹھالیا۔ جعفر نے تمام عرائض اور درخواستیں وغیرہ جو ہر چہار اطراف سلطنت سے آئی تھیں خلیفہ کو سنائیں۔ خلیفہ نے عرضیوں اور شکایتوں اور دعووں پر مناسب احکام صادر کردیئے تب جعفر نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین! اگر اجازت ہو تو میں آج خراسان چلا جاؤں خلیفہ نے یہ سن کر نجومی کو بلایا جو قریب ہی بیٹھا ہوا تھا اور اس سے دریافت کیا کہ اب کیا بجا ہے؟ نجومی نے آفتاب کی بلندی دیکھکر عرض کیا کہ ساڑھے نو بجے ہیں ہارون الرشید بھی علم نجوم سے آگاہ تھا اُس نے خود زائچہ کھینچا اور جعفر سے کہا کہ برادر من! یہ روز تمہارے لئے نامبارک ہے اور یہ وقت بھی نحس ہے مجھے خوف ہے کہ تم کو کچھ آفت نہ پہنچے۔ لہذا یہ بات مناسب ہوگی کہ تم کل جمعہ کی نماز کے وقت تک اُدھر کا قصد نہ کرو اور سفر پر اُس وقت جانا جبکہ مبارک اور سعید ستارے سامنے آجائیں اور پھر رات شہر وان میں بسر کرکے علی الصباح وہاں سے روانہ ہوجانا اور بہ نسبت اسوقت کے جانے کے کل تمہارا جانا بہت بہتر ہوگا۔ جعفر کا دل خلیفہ کے کہنے کے بموجب ٹھہرنے کو نہیں چاہتا تھا اس لئے جعفر نے منجم سے اصطرلاب لیکر خود اپنا زائچہ بناکر دیکھا اور دیکھکر عرض کیا کہ امیر المؤمنین! خدا کی قسم فرمانا سچ ہے جیسا کہ زائچہ میں اس وقت ستارہ تیزی سے چل رہا ہے میں نے ... نہ کبھی اشکال بروج میں ایسا تنگ تر راستہ دیکھا تھا جیسا کہ آج ... جعفر رخصت ہوکر اپنے گھر گیا راستہ ادنی و اعلیٰ سب اُس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوجاتے تھے۔

آخر کار جعفر اپنے محل پر پہنچا جس کے گرداگرد فوج پڑی ہوئی تھی جو لوگ اُسکے محل پر عرض و معروض کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تھے اُن کو جواب دیکر رخصت کردیا لوگوں کو رخصت کرکے

Marfat.com

جعفر بمشکل اپنے مکان میں گیا ہی تھا کہ ہارون الرشید نے مسرور سے کہا [illegible] اُس سے کہنا کہ خراسان سے ایک عرضی آئی ہے اُسکے پڑھنے کے لئے آپ کو بلایا ہے اور جب جعفر حرم سلطانی کے اول دروازے پر آجائے تو پھر وہاں سپاہیوں کو تعینات کر دینا اور اسی طرح دوسرے دروازے پر غلاموں کو مقرر کر دینا اور اس کے ہمراہ کسی آدمی کو نہ آنے دینا بلکہ اُن کو یہاں تک تنہا لانا اور پھر اُس کو اُس ترکی خیمے میں لیجانا جو کل تم سے نصب کرایا تھا اور جب وہ خیمے کے اندر پہنچ جائے تب جعفر کا سر کاٹ کر میرے پاس لے آنا اور جو کچھ میں نے تم کو حکم دیا ہے اُس سے خدا کی مخلوقات میں سے کسی کو آگاہ نہ کرنا اور گھڑی گھڑی دریافت کرنے سے مجھ کو تکلیف نہ دینا اگر تم نے میری ہدایتوں کے بموجب عمل نہ کیا تو پھر میں تمہارا سر بھی جعفر کے سر کے ساتھ کٹواؤں گا بس اب جلد جاؤ دیکھو ابھی جعفر کو اس حال سے آگاہی ہو جانے نہ پائے مسرور جعفر کے مکان پر گیا اور اس کو اپنی اطلاع کرائی جعفر اُس وقت اپنے کپڑے اُتار کر لیٹا ہی تھا کہ مسرور کی اطلاع ہوئی جعفر اُٹھ بیٹھا اور مسرور کو اپنے پاس اندر بلا لیا۔

مسرور نے کہا کہ خلیفہ نے آپ کو یاد فرمایا ہے۔

جعفر نے کہا کہ مسرور ابھی تو ابھی خلیفہ کے حضور میں سے آیا ہوں اب اس وقت جو بلایا ہے ایسا کیا ضروری کام ہے؟

مسرور نے جواب دیا کہ خراسان سے کچھ عرضیاں آئی ہیں اور آپ کو اُن کے پڑھنے کے لئے بلایا ہے اُس پر جعفر کو تسلی ہو گئی اور وہ اپنے کپڑے پہن اور تلوار لگا مسرور کے ہمراہ روانہ ہوا لیکن جونہی کہ وہ اول دروازہ میں داخل ہوا تو وہاں سپاہیوں کو مقیم پایا اور دوسرے دروازہ میں داخل ہوا تو وہاں غلاموں کو متعین پایا اور تیسرے دروازہ میں داخل ہو کر اور پیچھے پھر کر دیکھا تو اپنے ساتھ اپنے کسی غلام یا خادم کو نہیں پایا اور یہ دیکھ کر کہ میں دربار میں تنہا ہوں اُس کو اپنے اس طرح آنے پر افسوس ہوا لیکن اب تو وہ وقت گذر چکا تھا اب پچھتانے سے کیا ہوتا تھا مسرور جعفر کو اُسی رومی خیمہ میں لے گیا اور کہا کہ یہاں بیٹھ جائیے اور جب جعفر نے وہاں کسی اور شخص کو نہیں دیکھا تو وہ سمجھا کہ اب میری خیر نہیں ہے اور مسرور سے مخاطب ہو کر کہا کہ برادر من! یہ کیا بات ہے؟

مسرور نے جواب دیا کہ تم اس معاملہ کو خوب جانتے ہو اب تمہارا وقت آخر آپہنچا ہے

امیر المؤمنین نے مجھکو یہ حکم دیا ہے کہ میں تمہارا سر کاٹ کر اُن کے حضور میں فوراً پیش کروں جعفر یہ سن کر رونے لگا اور مسرور کے ہاتھ اور پاؤں چوم کر اُس سے کہا کہ اے برادر! اے مسرور! تم اس بات کو اچھی طرح جانتے ہو کہ شاہی غلاموں میں اور خاندان شاہی میں مجھے تمہاری خاطر سب سے زیادہ منظور تھی اور تم مجھ سے جو کہا کرتے تھے میں ہمیشہ تمہارے سب کام چاہے دن ہو یا رات ہو کر دیا کرتا تھا تم جانتے ہو کہ میرا کیا رتبہ ہے اور امیر المؤمنین پر میرا کس قدر اقتدار ہے امیر المؤمنین اپنے راز کی تمام باتیں مجھ سے فرمادیا کرتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے امیر المؤمنین سے میری چغلی کھائی ہے اگر تم مجھکو یہاں سے صرف چلے جانے کی اجازت دیدو تو میں تم کو دو لاکھ دینار (ایک لاکھ پونڈ) ابھی لاکے دیدونگا مسرور نے کہا کہ نہیں میں اجازت نہیں دے سکتا تب جعفر نے کہا کہ اچھا مجھے خلیفہ کے سامنے ہی لے چل شاید مجھے دیکھکر اُس کو رحم آجائے اور معاف کردے مسرور نے کہا نہیں میں یہ بھی نہیں کرسکتا میں خلیفہ کے پاس جانے کی جرأت نہیں رکھتا میں خوب واقف ہوں کہ اب تم کسی طرح بھی نہیں بچ سکتے جعفر نے دوبارہ کہا کہ اچھا تم اتنا ہی کرو کہ خلیفہ کے پاس جاکر اتنا کہدو کہ جو کچھ آپنے فرمایا تھا اس کی تعمیل ہوگئی پھر دیکھو خلیفہ کیا کہتا ہے پھر آکر جو تمہارا جی چاہے وہ کرنا اگر تم میرا کہنا مانوگے اور میری جان بچ جائیگی تو میں خدا اور فرشتوں کو گواہ کرتا ہوں کہ جو کچھ میرے پاس ہے اُس میں سے آدھے کا تم کو مالک کردوں گا اور تم کو فوج کا سپہ سالار (کمانڈر انچیف) مقرر کرادوں گا جعفر روتا ہوا مسرور سے یہ التجا کررہا تھا مسرور کو بھی رحم آگیا اس نے کہا اچھا میں جاتا ہوں پس وہ چالیس حبشی غلاموں کو خیمہ کے گرداگرد پہرہ پر کھڑا کرکے اور اپنی پیٹی اور تلوار لگا کے خلیفہ کے حضور میں گیا خلیفہ بیٹھا ہوا تھا اور غصہ کی وجہ سے اُسکے چہرہ پر پسینہ آرہا تھا ایک لکڑی اُس کے ہاتھ میں تھی اس کی نوک آہستہ آہستہ زمین پر مار رہا تھا مسرور کو دیکھکر خلیفہ نے کہا کہ خدا کرے تیری ماں تیرا ماتم کرے تو نے جعفر کے ساتھ کیا کیا مسرور نے کہا کہ جو کچھ آپنے فرمایا تھا اُس کی تعمیل کر آیا ہوں خلیفہ نے کہا کہ [illegible] مسرور نے عرض کیا کہ خیمہ میں ہے۔ خلیفہ نے کہا کہ سر فوراً یہاں لے آ مسرور خیمہ میں واپس گیا جعفر کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہا تھا اور اُسوقت رکوع میں تھا مسرور نے جعفر کو نماز بھی ختم کرنے نہیں دی اور تلوار نکال کر اسکا سر کاٹ ڈالا اور پھر ڈاڑھی سے پکڑ کر سر کو خلیفہ کے روبرو لیجا کر زمین پر ڈال دیا تمام راستے خون سر میں سے بہتا گیا

جعفر برمکی کا قتل

Marfat.com

اور اب تک خون بہ رہا تھا خلیفہ نے سر دیکھ کر ایک بڑا سانس بھرا اور زار و قطار رویا خلیفہ بولتا جاتا تھا اور ایک ایک لفظ پر اپنی لکڑی سے زمین کھودتا جاتا تھا اور بعض وقت لکڑی کو اپنے دانتوں سے کاٹتا تھا۔ پھر سر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے جعفر! کیا تجھے میں نے اپنے برابر نہیں کر لیا تھا؟ اے جعفر تو نے میرا حق نمک بھلا دیا تو نے میرے حقوق کو اور اپنے معاہدہ کو فراموش کر دیا۔ تو نے میری عنایتوں اور مہربانیوں کو بھلا دیا اور تو نے ان سب باتوں کے نتیجہ پر خیال نہیں کیا اور یہ بھی خیال نہیں کیا کہ زمانہ ایک دم میں بدل جاتا ہے اور انسان کی حالت دگرگوں ہو جاتی ہے اور قسمت ذرا کی ذرا میں پلٹ جاتی ہے اے جعفر تو نے مجھکو دھوکہ دیا اور تمام آدمیوں کے سامنے مجھے کلمات ناسزا کہے۔ اے جعفر تو نے اپنے تئیں اور مجھکو بھی دونوں کو برباد کر دیا۔

عباسہ اور جعفر کی اولاد کا قتل

اس کے بعد جعفر اور عباسہ کے دونوں لڑکوں کو لانے کے لئے[1] ہارون الرشید نے کسی شخص کو مدینہ منورہ روانہ کیا اور اس نے ان دونوں کو لا کر خلیفہ کے حضور میں حاضر کیا خلیفہ نے اُن کو دیکھکر اُن کی بہت تعریف یہ لڑکے بہت ہی حسین تھے۔ پھر ہارون الرشید نے ان سے کچھ گفتگو کی گفتگو میں اُس کو معلوم ہوا کہ ان لڑکوں میں اہالیان مدینہ کی سی طلاقت لسان اور بنی ہاشم کی فصاحت اور بلاغت موجود ہے خلیفہ نے بڑے لڑکے سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ نور چشم من! تمہارا کیا نام ہے اس نے جواب دیا کہ میرا نام الحسن ہے پھر دوسرے سے پوچھا کہ برخوردار من! تمہارا کیا نام ہے اُس نے کہا کہ مجھے الحسین کہتے ہیں خلیفہ ان دونوں کو دیر تک دیکھتا رہا اور پھر رونے لگا اور اُن سے کہا لڑکو! تمہاری خوبصورتی اور بیگناہی کا میرے دل پر اثر ہوتا ہے خدا اُس پر رحم نہ کرے جو تم سے بُرائی کرے اُن بیچاروں کو کیا معلوم کہ خلیفہ کا ہماری بابت کیا ارادہ ہے اتنے میں خلیفہ نے مسرور سے پوچھا کہ وہ کنجی کیا ہوئی جو میں نے تجھکو احتیاط سے رکھنے کیلئے دی تھی۔ مسرور نے کہا کہ امیر المؤمنین! یہ رہی میرے پاس موجود ہے۔ خلیفہ نے کہا کہ لا مجھے دے پھر خلیفہ نے چند غلاموں اور خادموں کو بلوایا اور حکم دیا کہ جعفر کے مکان میں ایک گڑھا کھودو اس کے بعد خلیفہ نے مسرور کو حکم دیا کہ ان دونوں لڑکوں کو مار ڈال اور اُن کی ماں کے ساتھ انکو بھی اسی گڑھے میں دفن کر دے یہ کہکر خلیفہ رویا مسرور کہتا ہے کہ خلیفہ کو روتا دیکھکر مجھے خیال ہوا کہ شاید رحم کر کے لڑکوں کو

[1] یہ سب خیالی افسانہ ہے اس میں اصلیت بالکل نہیں ہے ۱۲ مصباح

چھوڑ دیگا مگر خلیفہ نے اُن کو مروا ہی ڈالا اور اپنی آنکھوں سے آنسو پونچھکر تمام حاضرین کو حکم دیا کہ خبردار آج سے کوئی برامکہ کا نام تک نہ لیوے جعفر کے قتل کے بعد الفضل کو بھی اُسی رات بلا کر اپنے محل میں قید کر دیا یحییٰ کو اُسی کے گھر میں نظر بند کر دیا برامکہ کی تمام جائداد ضبط کر لی اور خاندان برامکہ کے ایک ہزار سے زیادہ آدمیوں کو قتل کروایا۔[1]

العرانی مورخ

العرانی ۔ ایک مورخ خاندان برامکہ کے یک لخت زوال و استیصال کی بابت ایک عجیب حکایت بیان کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ ایک شخص نے ایک دفعہ یہ بیان کیا کہ میں ایک دفعہ دفتر خزانہ میں بیٹھا ہوا تھا اور میری نظر ایک بہی کے اندراج پر پڑ گئی جس میں تحریر تھا کہ "جعفر لسپر یحییٰ کی خلعت اور پوشاک کے لئے چار لاکھ دینار طلائی (دو لاکھ پونڈ) دیئے گئے" چند دنوں کے بعد جب پھر خزانہ میں گیا تو اُسی بہی پر یہ تحریر تھا کہ "لسپر یحییٰ کی نعش جلانے کے لئے روغن نفط اور چٹائی کے لئے دس قیراط دیئے گئے" اور قیراط $\frac{1}{24}$ حصہ دینار کے مساوی ہوتا ہے۔

متذکرۂ بالا واقعہ ۱۸۰۳ء میں ہارون الرشید کے مکہ شریف سے واپس لوٹتے ہوئے وقوع پذیر ہوا اور اغلب یہ بات خیال کی جاتی ہے کہ حج کو جانے سے پہلے ہی خلیفہ کو برامکہ پر شبہات ہو گئے تھے بعض مورخین کا بیان ہے کہ ان مقدس شہروں (مکہ شریف اور مدینہ منورہ) کی زیارت کے لئے خلیفہ اس لئے آیا تھا تاکہ وہ عباسہ کے لڑکوں کو خود جا کے دیکھے اور لڑکوں کو دیکھکر پہچانے کہ جیسی افواہ مشہور ہے آیا یہ صحیح ہے یا نہیں اور عباسہ یا جعفر دونوں میں کسی سے ان کی شکل ملتی ہے یا نہیں؟ صحیح اور ٹھیک یہی بات ہے کہ جعفر کے قتل کا حکم حجاز سے لوٹتے ہوئے خلیفہ نے مقام انبار میں دیا تھا۔[2]

جعفر نے عبدالملک بن صالح کے ساتھ جو فیاضی کی تھی (جیسا کہ ہم اول تحریر کر چکے) اُس نے اُن کو خزانہ شاہی سے ایک رقم کثیر دلادی تھی اور اُسکے بیٹے

---

[1] جن عربی کتابوں سے مسٹر پامر نے یہ ترجمہ کیا ہے اُن میں تو صرف یہ تحریر ہے ... جعفر کو قتل کرایا مسٹر پامر نے ایک ہزار آدمی بے نام و نشان خدا جانے یہاں ... ۱۲ مصباح

[2] ناظرین! عباسہ کا قتل ہونا اور اس کا جعفر کے ساتھ شادی کا افسانہ بالکل لغو اور نادرست بات ہے اس قصہ کو الف لیلیٰ کے دیگر فرضی قصوں سے زیادہ وقعت نہیں ہے عرب مورخین نے اس کو روایت اور درایت دونوں طور سے بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ یہ واقعہ اور اس کے متعلقات از سرتا پا بالکل سب غلط ہیں۔ درحقیقت جعفر کا قتل ہونا پولٹیکل وجوہات سے تھا اور وہ سب وجوہات اسی کتاب میں درج ہیں۔ ۱۲ مصباح

Marfat.com

کرنے پر خلیفہ کو راضی کر لیا تھا اگرچہ اُس وقت تو یہ امور بادی النظر میں بے حقیقت تھے مگر ایسے ہی امور سے ہارون الرشید کے دل میں حسد پیدا ہو گیا اس کے علاوہ ہارون الرشید جعفر سے اس لئے بھی ناراض تھا کہ اس کا رجحان حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خاندان اور ان کی اولاد کی جانب زیادہ تھا یہی وجہ ہے کہ ہارون الرشید کے دل میں جب جعفر کی جانب سے ایک دفعہ رنج پڑ گیا تو وہ بڑھتا ہی چلا گیا اس کے بعد جو شخص جعفر کی شکایت کرتا تھا ہارون الرشید اس کی بات بہت مستعدی اور دل سے سُنتا تھا۔

مفصلہ ذیل بیان سے جو ایک عرب مورخ نے لکھا ہے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جعفر کو پولٹیکل وجوہات سے نہیں بلکہ ایک مفروضہ بدسلوکی کا بدلہ لینے کی خاطر یا اپنے خاندان کے دامن پر سے دھبّہ مٹانے کے لئے ہارون الرشید نے قتل کرا دیا تھا۔

ہارون الرشید کی ایک بہن نے اس سے دریافت کیا کہ آپ نے خاندان برامکہ کے ساتھ ایسا ظالمانہ برتاؤ کس لئے کیا؟ خلیفہ نے جواب دیا کہ اگر میرے پیراہن کو بھی اس کا سبب معلوم ہو جائے تو میں اُس کے بھی ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوں۔

خلیفہ کے بچپن کے دانت اور بال

یحییٰ کی بیوی نے جو ہارون الرشید کی رضاعی ماں تھی جب یہ سُنا کہ یحییٰ قید ہو گیا تو ہارون الرشید کے پاس آئی اور بڑی دقتوں سے خلیفہ کے حضور میں پہنچی اُس نے خلیفہ کو اسکے بچپن کے دانت اور بالوں کی لَٹ جو نہایت احتیاط سے اب تک محفوظ رکھی تھی دکھائیں اور خلیفہ سے التجا کی کہ مجھکو تجھ سے اِس قدر محبت ہے کہ تیرے بچپن کی یہ چیزیں با حتیاط رکھ چھوڑی ہیں اب تو اُن کا یہی عوض کر کہ یحییٰ کو قید سے چھوڑ دے خلیفہ نے اپنے بالوں اور دانتوں کو اُس سے مول لینا چاہا لیکن یحییٰ کو چھوڑنے کا اقرار نہیں کیا اس بات پر اس عورت نے غصّہ میں آکر اُن چیزوں کو اپنے پاؤں کے نیچے مل ڈالا اور کہا کیا یہ اشیاء میں تجھے بطور ہدیہ کے پیش کروں! جب اُس کا مطلب حاصل نہ ہوا تو وہ چلی آئی۔

یحییٰ اور فضل کا قید ہونا

جعفر کا باپ یحییٰ اور اس کا بھائی فضل بھی قید ہو گئے تھے جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں لیکن قید میں ان پر سختی نہیں تھی اُن کو ذاتی ملازم اور عورتیں رکھنے کی قیدخانہ میں بھی اجازت تھی وہ بہت دنوں تک قیدخانہ میں اسی آرام سے رہے مگر جب عبدالملک بن صالح قید ہو گئے

جن کا ذکر ہم آیندہ کریں گے تب خلیفہ نے ان سب پر قیدخانہ میں بڑی سختی کی۔

یحییٰ کو قتل جعفر کی اطلاع ہونا

جب کبھی شخص نے یحییٰ کو قتل جعفر کی خبر دی کہ ہارون الرشید نے جعفر کو مار ڈالا تو یہ سن کر یحییٰ نے کہا کہ اسی طرح خدا بھی اس کے بیٹے کو مار ڈالے گا اُس شخص نے کہا کہ اس نے تمہارے مکانات بھی ویران کردیئے یحییٰ نے کہا کہ خدا اسی طرح اس کا گھر بھی ویران کردے گا ہارون الرشید کو جب اس گفتگو کی خبر ہوئی تو وہ بہت گھبرایا اور پریشان ہوا اور کہا کہ میں نے یحییٰ کے منہ سے آج تک ایسی کوئی بات کبھی نہیں سنی تھی کہ جو سچ نہ ہوئی ہو۔

یحییٰ برمکی کی دعا کعبہ شریف میں

یحییٰ کے خاندان کے لوگوں کو بڑے بڑے عہدے حاصل ہوگئے تھے اور جس عیش و عشرت میں ان سب نے اس قدر عرصہ مدید تک بسر کی اس بات سے یحییٰ اکثر خوف کھایا کرتا تھا چونکہ وہ اپنے آقا کی تلون مزاجی سے واقف تھا یحییٰ ڈرا کرتا تھا کہ خلیفہ کہیں برہم ہو کر ہم سب کو موقوف نہ کردے مورخین کا بیان ہے کہ لوگوں نے ایک روز یحییٰ کو مکہ شریف میں کعبہ کا طواف کرتے ہوئے اور (یہ طواف بھی مناسک حج میں سے ہے) یہ دعا خدا سے مانگتے ہوئے سنا کہ "اے خدا اگر تیری مرضی اس میں ہو کہ تو نے جو کچھ مجھکو دنیاوی جاہ و حشم دیا ہے اس سے تو مجھکو محروم کردے اور مجھ سے میری دولت اور بیوی اور سب بچے لیلئے تو یا اللہ میں تیری رضا پر راضی ہوں تو ان سب سے مجھکو محروم کردے مگر یا اللہ تو میرے بیٹے فضل کو زندہ اور سلامت رکھ نہ بھیجے یحییٰ کعبہ سے چلا آیا اور تھوڑی دیر کے بعد پھر کعبہ میں آیا اور یہ دعا مانگی کہ مالک میرے مجھ سے بڑی خطا ہوئی اور میں بڑا نالائق ہوں جو تجھ سے بھی دعا میں استثنا چاہتا ہوں اے خدا تو مالک ہے تو چاہے تو فضل کو بھی لیلے" مسلمان مورخین اس دعا کو مقبول مثل کلام پیغمبران سمجھتے ہیں چنانچہ کہ اس کے تھوڑے ہی عرصہ کے ہارون الرشید نے خاندان برامکہ کو نیست و نابود کر ڈالا۔

ایک اور موقع پر لوگوں نے یحییٰ کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا کہ اے خدا تو مجھکو اسی دنیا میں دے لینا اور عقبیٰ میں مجھکو سزا نہ دینا" اور یحییٰ کے خاندان کا برباد ہونا دنیا ہی میں دعا کے قبول ہونے کا اثر ہے۔

فضل برمکی

ایک دفعہ ہارون الرشید نے مسرور کو فضل کے پاس قیدخانہ میں بھیجا اور حکم دیا کہ جس طرح ہوسکے فضل سے اُس کی دولت کا صحیح صحیح پتہ لگانا کہ اگر فضل نے کچھ دولت چھپا دی ہو

ہو تو وہ بتلا دے اور اگر وہ انکار کرے تو اُسکے دو سو دُرے (تازیانہ) لگانا مسرور نے فضل سے جاکر یہ پیغام کہا اور اس کو صلاحاً یہی ترغیب دی کہ اپنی سلامتی اور صحت جسمانی پر لحاظ کرکے اپنی دولت کو اُن پر ترجیح نہ دے فضل نے جواب دیا کہ اے مسرور! واللہ میں جھوٹ نہیں بولتا اور امیر المؤمنین بھی اس بات سے واقف ہیں کہ ایک تازیانہ لگنے کی نسبت میں مرجانیکو زیادہ پسند کرتا ہوں اور اے مسرور اس بات کو تو تم لوگ سب جانتے ہو کہ ہم نے ہمیشہ دولت کو صرف کرکے اپنی عزت قائم رکھی ہے تو اب یہ کیونکر ممکن ہوسکتا ہے کہ ہم دولت کو چھپا کر اپنے جسموں کو تکلیف دلواتے؟ اور اگر تم نہیں مانتے تو خلیفہ نے جو کچھ حکم دیا ہے اس کی تعمیل کرو۔ یہ سنکر مسرور نے رومال میں سے ایک کوڑا نکال کر اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ فضل کے دو سو کوڑے مارو غلاموں نے اس قدر بیرحمی سے فضل کو کوڑے لگائے کہ اُس سزا کے ختم ہوئے پر بالکل مردہ کے مانند ہوگیا خوش قسمتی سے قیدخانہ میں ایک ایسا شخص بھی موجود تھا کہ جو عمل جراحی جانتا تھا اُس کو فوراً فضل کے علاج کے لئے بلایا گیا۔

جراح نے فضل کی کمر دیکھ کر کہا کہ اُن کے تو صرف پچاس کوڑے لگے ہیں اور اُن کو یہ زیادہ کی تعداد جو یاد رہی یہ اُن کی غلطی ہے جراح نے یہ بات صرف فضل کے اطمینان اور تسلی کے لئے کہی تھی چنانچہ بعد علاج کے اُس نے کہا تھا کہ ان کو دو سو کوڑوں کا اس قدر صدمہ ہوا تھا کہ دو ہزار کا بھی اتنا ہی ہوتا جراح نے فضل کو کمر کے بل ایک چٹائی پر لٹایا اور سینے پر کھڑے ہوکر اس کو خوب پیروں سے ملا پھر اس کو زمین پر کھینچنا شروع کیا کوڑوں کے لگنے سے جس قدر فضل کی کھال پھٹ گئی تھی وہ سب اُتر کے کھینچنے کی وجہ سے گوشت نکل آیا۔ علاج کے اس واہیات طریق سے درحقیقت فضل کی جان بچ گئی کیونکہ اس طرح گھسیٹنے سے خون کا دورہ پھر شروع ہوگیا۔ اور زخم ایسے ہوگئے جن کے عرصہ قلیل میں مندمل ہوجانے کی امید ہوگئی۔ غسل صحت کے بعد فضل نے اپنے ایک دوست سے ہزار درہم قرض لئے اور اپنے کامیاب جراح کو پیش کیے لیکن جراح نے اُن کے لینے سے انکار کیا فضل نے یہ خیال کرکے کہ شاید یہ خفیف رقم تھی اور اسی واسطے جراح نے قبول نہیں کی اپنے دوست سے ایک ہزار درہم اور قرض لئے اور یہ دو ہزار درہم جراح کو نذر کئے لیکن جراح نے اُنکے لینے سے بھی انکار کردیا اور کہا کہ میں نے ایسے سخی کا علاج کیا ہے۔

Marfat.com

کہ جو دنیا میں سب سخیوں سے زیادہ سخی اور فیاض ہے میں اُس کے علاج کرنے کے لئے کوئی اجرت چاہے وہ کسی قدر رقم کثیر کیوں نہ ہو ہرگز ہرگز نہ لونگا چونکہ یہ ڈاکٹر درحقیقت ایک غریب آدمی تھا اُس کی سخاوت نے فضل کو بہت ہی تعجب میں ڈالا فضل نے اقرار کیا کہ اس جراح کی یہ فیاضی میری بڑی سے بڑی سخاوت سے بھی بہت زیادہ ہے۔

یحیٰی برمکی کی موت

یحیٰی نے ستر برس کی عمر میں ماہ نومبر ۸۰۵ء میں بحالت ایک جیلخانہ میں قضا کی یحیٰی کے مرنے کے بعد بستر پر سے ایک کاغذ کا پرچہ ملا جس میں مفصلہ ذیل الفاظ تحریر تھے مستغیث عدالت کے روبرو جاتا ہے اور مستغاث علیہ بھی اُس کے پیچھے بہت جلد آنے والا ہے اُس عدالت کا مجسٹریٹ ایسا شخص منصف (خدائے تعالیٰ) ہے جو کبھی غلطی نہیں کرتا اور نہ اس کو گواہ اور شاہدوں کی ضرورت ہے،، یہ پرچہ ہارون الرشید کے حضور میں پیش کیا گیا اور اس پرچے نے ہارون الرشید پر وہی اثر کیا جو اس کے لکھنے والے کا منشاء تھا یعنی خلیفہ کو نہایت ہی رنج اور خوف ہوا،،

فضل برمکی کی موت

یحیٰی کے انتقال کے تین برس کے بعد فضل بھی قید خانہ میں پھوڑے (ثقل باللسان) کے نکل آنے سے مرگیا یہ بات تو یاد ہی ہوگی کہ فضل خلیفہ ہارون الرشید کا رضاعی بھائی تھا جس وقت ہارون الرشید نے فضل کی موت کا حال سُنا تو کہا کہ اب میری بھی موت قریب ہے خلیفہ کے فضل سے تھوڑے عرصے کے بعد فوت ہو جانے پر یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ ہارون الرشید سچ کہا کرتا تھا۔

عبدالرحمٰن عباسی خلیفہ کے رشتہ دار ایک بڑے عالم باوقار تھے کوفہ میں رہا کرتے تھے اس شریف لیکن بدقسمت خاندان برامکہ کی گردش کا ایک عجیب رقت انگیز واقعہ بیان کرتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ "ایک دن عید الضحیٰ کے دن میں سلام کے لئے اپنی والدہ کے پاس گیا تو میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ اور معمر عورت کے ساتھ وہ باتیں کر رہی تھیں اس عورت کی پوشاک بہت ہی ادنےٰ درجے کے کپڑے کی تھی میری والدہ نے مجھ سے پوچھا کہ جانتے ہو یہ کون عورت ہیں؟ جو میری ملاقات کو آئی ہیں میں نے کہا کہ میں نہیں جانتا میری والدہ نے مجھ سے کہا کہ یہ جعفر برمکی کی ماں ہیں میں نے پھر اُن کو سلام کیا اور نہایت ہی ادب سے ان سے گفتگو کی میں نے اُن سے کہا کہ اے محترمہ آپ نے کسی ایسی سب سے زیادہ عجیب بات کا ذکر کیجئے جو

کبھی آپ کی نظر سے گذری ہو انہوں نے جواب دیا کہ اے پسر وارث [illegible]
تہوار (عید الضحیٰ) کا دن آتا تھا تو میری خدمت میں چار سو لونڈیاں ہوا کرتی جنہیں [illegible]
خیال کرتی تھی کہ جیسی کہ چاہیئے ویسی خدمت میرا بیٹا (جعفر) نہیں کرتا لیکن اب یہ تہوار آ [illegible]
اور اب مجھ کو دو بھیڑوں کی کھالوں کی ضرورت ہے تاکہ ایک کو میں اپنا بستر بناؤں
اور ایک کو چادر بناؤں میں نے یہ سنکر اُن کو پانسو درہم نذر کئے وہ نہایت خوش ہوئیں پھر
وہ اکثر ہمارے مکان پر آیا کرتی تھیں یہاں تک کہ موت نے ہم کو اُن سے جدا کیا۔

برامکہ کے زوال اور استیصال کے بہت سے آدمی اُن کی بدقسمتی پر دل افسوس کیا کرتے تھے
لیکن چونکہ برامکہ خلیفہ موجودہ وقت کی ناراضگی کی وجہ سے مارے گئے اس لئے ان پر ماتم کرنے یا ان کے
غم میں رونے والوں کی اکثر سلامتی اور حفاظت جان متصور نہ تھی ایک شخص جس کا نام ابراہیم تھا وہ جعفر
کا دوست تھا جعفر اُس پر بہت ہی مہربانی کیا کرتا تھا۔

ابراہیم کا قتل

جعفر کے قتل کا اُس کو ایسا رنج تھا کہ وہ جب شراب پیا کرتا تو جعفر کو یاد کرکے بہت رویا اور کہا
کرتا تھا کہ خدا کی قسم! جعفر کے قاتل سے میں اُس کا قصاص ضرور لوں گا۔ ابراہیم کی یہ باتیں خود
ابراہیم کے بیٹے اور غلام نے ہارون الرشید سے کہدیں خلیفہ نے ابراہیم کو بلایا اُس سے
اپنی دوستی کا اظہار کیا اور اُس کو خوب شراب پلائی جب اُس کو نشہ بہت ہوگیا تب خلیفہ
نے جعفر کو یاد کرکے رونا شروع کیا اور کہا کہ "اب جعفر کا سا دوست کہاں مل سکتا ہے
ہائے میں نے جعفر کو کیوں قتل کیا۔ اس سے تو یہی بہتر تھا کہ میری سلطنت ہی چلی جاتی اور جس
دن سے جعفر قتل ہوا ہے اُس دن سے اب تک مجھکو نیند نہیں آئی یہ سنکر ابراہیم خوب رویا اور
کہا کہ امیر المومنین! آپ نے درحقیقت یہ کام اچھا نہیں کیا جعفر کا سا آدمی ملنا اب مشکل ہے جب
اس طرح ہارون الرشید نے فریب سے ابراہیم کا راز معلوم کیا تو پھر وہاں سے ابراہیم پر لعنت کرتا
ہوا کھڑا ہوگیا اس کے کھڑے ہونے کے چند لمحہ کے بعد بیچارہ بے وقوف ہمدرد خاندان برامکہ بھی قتل
کردیا گیا ؀

Marfat.com

باب چہارم

ہارون الرشید کی خلافت کا آخری زمانہ اور اُسکی وفات

شہر رقہ کا دار الخلافہ مقرر ہونا

خاندانِ برامکہ کے زوال اور استیصال کے بعد اور اُن کے تمام آوردوں اور ماتحتوں کی بربادی سے باشندگانِ بغداد خلیفہ سے بدظن رہنے لگے اس لئے ہارون الرشید نے بغداد کو چھوڑ کر شہر رقّہ اپنا دار الخلافہ مقرر کر لیا اس سے پہلے بھی ہارون الرشید نے بغداد سے اپنی نفرت ظاہر کی تھی اور کوفہ کو دار الخلافہ مقرر کرنا چاہا تھا لیکن کوفیوں کی اولاد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے طرفداری کی وجہ سے اُس نے کوفہ کو پسند نہیں کیا ہارون الرشید نے دار الخلافہ کی تبدیلی کے وجوہات جو غالباً صحیح معلوم ہوتے ہیں یہ بتلائے کہ چونکہ ملک الجزیرہ میں ہمیشہ بغاوتیں ہوتی رہتی تھیں اور شمالی صوبجات میں بنی اُمیہ کی طرفداری میں اب تک بہت جوش باقی ہے اس لئے یہی بات مناسب ہے کہ ہارون الرشید کم سے کم الجزیرہ جاکر اپنی موجودگی سے وہاں کی غیر مطیع رعایا کے دلوں میں اپنی ہیبت اور خوف دل نشین کر دے۔

صوبہ خراسان ایران کے قومی فرقوں کا ہیڈکوارٹر تھا یہ ملک مذہب شیعہ کے اشاعت کے لئے بہت مناسب ثابت ہوا یہ صوبہ خلیفہ کی تمام سلطنت کے صوبجات میں پُرفتنہ و فساد اور بغاوتی صوبہ مشہور تھا ہم قبل ازیں اسی کتاب میں بتا چکے ہیں کہ خاندان امیہ کی خلافت کے زمانہ میں ابومسلم کی ماتحتی میں یہیں سے شور و فساد شروع ہوا اور بالآخر اسی بغاوت کے باعث بنی اُمیہ سے سلطنت اور تاج و تخت جاتا رہا اور بظاہر اب معلوم ہوتا تھا کہ خاندانِ عباسیہ کو بھی یہ صوبہ اُسی طرح مضر ثابت ہوگا۔

Marfat.com

حمزہ بن اترک کی بغاوت

۷۹۵ء میں وہاں ایک بغاوت پھوٹی جس کا بانی اور سرغنہ ایک شخص مسمی حمزہ بن اترک تھا اس شخص نے صوبہ کوہستان میں لوٹ مار مچا دی اور وہاں کے باشندوں کو قتل کر کے آخر کار شہر بشنج کو فتح کر کے اس پر قابض ہو گیا گورنر ہرات اُس کے مقابلہ کے لئے چھ سو فوج لے کر گیا لیکن اول ہی معرکہ میں گورنر نے شکست کھائی اور مارا گیا۔

عیسیٰ بن علی کی فتح

یہ سنکر علی ابن عیسیٰ گورنر خراسان نے اپنے بیٹے الحسین کو دس ہزار لشکر کا افسر مقرر کر کے باغیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا لیکن الحسین نے حمزہ پر حملہ کرنا نہیں چاہا۔ اس لئے الحسین موقوف کر دیا گیا اور بجائے اُسکے اس کا بھائی عیسیٰ جنرل فوج مقرر کیا گیا۔ اول اول تو عیسیٰ ناکامیاب رہا لیکن بعد ازاں اُس نے باغی فوجوں کو منتشر کر کے بہت سے باغیوں کو قتل کیا بعد شکست کے حمزہ نے صرف چالیس ہمراہیوں کے ساتھ بھاگ کر کوہستان میں پناہ لی جن جن لوگوں نے اُس بغاوت میں شرکت کی تھی عیسیٰ نے اُن سے سخت بدلہ لیا تیس ہزار سے زائد آدمیوں کو قتل کرایا اور جس قدر دیہات کہ باغیوں کے طرفدار ہو گئے تھے اُن سب کو جلا ڈالا۔

طاہر ابن حسین

حمزہ نے خود مختار بننے کی پھر دوبارہ کوشش کی لیکن شکست پائی اس دفعہ اُس کے چہرہ پر ایک زخم لگا وہ بھاگ کر شہر السقرار میں انگوروں کے باغوں میں چھپ گیا وہاں سے نکل کر اُس نے قرب وجوار کے دیہات کو ویران کر ڈالا اور تمام باشندگان دیہات کو تہ تیغ بے دریغ کیا حمزہ کے اور مظلموں کے منجملہ یہ بھی ایک ظلم تھا کہ اُس نے اور اُس کے ہمراہیوں نے ایک مدرسہ پر حملہ کر کے اُستاد اور تیس طالب علموں کو مار ڈالا طاہر ابن حسین (یہ اُس خانہ جنگی کا کہ جو بعد وفات ہارون الرشید کے واقع ہوئی مشہور سرغنہ ہے) جو اس وقت بشنج کا لفٹنٹ گورنر تھا حمزہ کے مقابلہ کے لئے بھیجا گیا اُس نے باغیوں کا قلع اور قمع کیا۔ طاہر کا سزا دینے کا طریقہ بڑا ہی ہیبت ناک تھا وہ درختوں کو باہم جھکوا کر اور ان میں باغی کو بندھوا کر اُن درختوں کو کھلوا دیتا تھا درخت جب اپنی اصلی جگہ پر جانے لگتے تو اُن کی کشش کے زور سے بدقسمت مجرم کے دو ٹکڑے ہو جاتے تھے۔

اول تو حمزہ فرار ہو گیا مگر بعد ازاں اُس نے خلیفہ کی اطاعت اختیار کر لی۔

Marfat.com

علی بن عیسیٰ گورنر خراسان

علی بن عیسیٰ نے اب جبر و ظلم سے باشندگان خراسان سے زر نقد روپیہ لے کر جمع کرنا شروع کر دیا جس سے وہ بڑا دولتمند ہو گیا اُس نے ظلم اور ناانصافی اس قدر کثرت سے کی اور اخذ و جبر ناجائز اتنا بے انتہا کیا کہ خراسان کے باشندوں نے اس کی شکایت ہائے عظیم کی بیشمار عرضیاں اور استغاثے ہارون الرشید کی خدمت میں ارسال کئے خلیفہ نے ان معاملات کی تحقیقات بذات خود کرنا چاہی اور علی ابن عیسیٰ کو حکم بھیجدیا کہ شہر رے میں حاضر ہو جائے جہاں خلیفہ مع اپنے دونوں بیٹوں کے موجود تھا لیکن یہ عامل خراسان خلیفہ کے حضور میں بے شمار تحائف گرانبہا لے کر حاضر ہوا ہارون الرشید نے بھی اس کو خلعت گرانبہا عطا فرمایا اور اپنا اعتماد اس پر ظاہر کر کے اُس کو پھر دوبارہ خراسان کی گورنری پر مقرر کر کے بھیجدیا باشندگان خراسان کی عرضیوں اور شکایتوں پر خلیفہ نے جو یہ لاپروائی ظاہر کی اس سے ان لوگوں کا جوش حد جنوں تک پہنچ گیا اہالیان خراسان اپنے آقا اور حکمران عربوں کو اول ہی ناپسند کرتے تھے اب ان کو ایسی نفرت ہو گئی کہ جو چھپ نہیں سکتی تھی۔

رفیع بن لیث کی بغاوت

خاندان برامکہ کے قتل اور استیصال سے ان میں اور بھی زیادہ جوش اور غصہ ہو گیا اس دفعہ ایک اور باغی سرغنہ نے جو وہاں خروج کیا تو اُس نے اپنے جھنڈے کے نیچے جمع ہونے کا تمام باشندگان خراسان کو مشتاق پایا یہ باغی سرغنہ رفیع بن لیث تھا او نصر ابن سیّار کا پوتا تھا اور نصر ابو مسلم کی بغاوت میں مارا گیا تھا۔

جس واقعہ کی وجہ سے رفیع نے بغاوت پر کمر باندھی وہ مثل ایک قصہ کے ہے اور اس سے اُس وقت کے مسلمانوں کی طرز معاشرت کا احوال معلوم ہوتا ہے۔

رفیع بہت حسین اور بڑا شجاع شہسوار تھا خلیفہ کے ایک آزاد کردہ بردہ کی زوجہ پر عاشق ہو گیا اُس عورت کو اُسکے خاوند نے چھوڑ رکھا تھا اور وہ بغداد میں اکیلی رہا کرتا تھا رفیع نے اول تو اس عورت کے خاوند کو ترغیب دی کہ وہ اس کو طلاق دیدے مگر اس عورت کی ذاتی جائداد بہت تھی اسلئے اُسکے خاوند نے یہ بات منظور نہ کی تو رفیع نے اس عورت کو یہ فریب سکھایا کہ تو یہ بہانہ کر کہ میں نے مذہب اسلام ترک کر دیا تبدیل مذہب کی وجہ سے اُس کے خاوند نے اُس کو طلاق دیدی اور طلاق سے عورت اپنے خاوند کی بی بی دوبارہ نہیں ہو سکتی

Marfat.com

تاوقتیکہ کسی دوسرے شخص سے وہ نکاح نہ کرے اور وہ دوسرا شخص بی بی ... ہارون الرشید اس فریب اور مکر کا حال سن کر سخت غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ ... لگائے جائیں اور بعد ازاں اُس کو قید کر دیا جائے اور اس عورت کے واسطے یہ سزا مقرر کی کہ اس کا منہ کالا کرکے اور گدھے پر سوار کرکے سمرقند کے ہر کوچہ و بازار میں اس کو تشہیر کیا جاوے اس حکم کے اول حصہ کی تعمیل ہو گئی مگر اس عورت کے رشتہ داروں نے خلیفہ سے عرض و معروض کرکے عورت کی سزا معاف کر دی۔

اس کے تھوڑے عرصے کے بعد رفیع زندان میں سے پھر فرار ہو گیا اور علی ابن عیسیٰ کے پاس جا کر پناہ لی لیکن جب رفیع کو یہ معلوم ہوا کہ اس کی بی بی اب بھی اس سے علیحدہ رکھی گئی ہے تو اُس نے بغاوت برپا کرنے کی کوشش کی۔

چونکہ علی ابن عیسیٰ کے برخلاف تمام باشندے اول ہی سے بغاوت کرنے پر تیار بیٹھے ہوئے تھے۔ اسلئے رفیع کے علم بغاوت برپا کرتے ہی بڑے جوش کے ساتھ لوگ اُس کے پاس جمع ہونے شروع ہو گئے علی نے اس فتنہ و فساد کے دبانے کیلئے اپنے بیٹے کو فوج دیکر روانہ کیا لیکن اُس کی فوج کو شکست ہوئی اور وہ مارا گیا علی مقابلہ کے لئے پھر خود میدان جنگ میں گیا لیکن وہ بھی پسپا ہوا علی کے پسپا ہوتے ہی یہ بغاوت تعجب انگیز سرعت کے ساتھ پھیل گئی۔ بلخ کے لوگ بھی باغیوں سے مل گئے۔ علی کی جانب سے جو حکام مقرر تھے بلخیوں نے ان سب کو تہ تیغ کیا اور علی کا محل لوٹ لیا۔

علی بن عیسیٰ کی شکست

چاروں جانب سے شکست پر شکست پا کر علی مرو کو بھاگ گیا اور تمام احوال کی ایک عرضی لکھکر خلیفہ ہارون الرشید کے حضور میں ارسال کی۔ اس طرف باغیوں نے شروع ہی سے اپنی تابعداری اور خلیفہ کی اطاعت کا اظہار کر رکھا تھا اور صرف یہ کہتے تھے کہ ہماری شکایت کا مدعا تو صرف یہ ہے کہ علی خراسان کا گورنر جنرل نہ رہے۔

ہارون الرشید نے اس ناراضگی اور بددلی کے سبب علی کو گورنری خراسان سے موقوف کرنا چاہا مگر ایسے گورنر جنرل کی معزولی جس کے اختیار میں ہنوز خزانہ۔ زر نقد اور فوج تھی بڑی ہی احتیاط سے عمل میں لائی جا سکتی ہے۔

Marfat.com

ہرثمہ کا گورنر خراسان مقرر ہونا

ہارون الرشید نے اس مشکل کام کی انجام دہی کے لئے ایک شخص ہرثمہ کو منتخب کیا جو اُس کا نہایت معتمد جنرل فوج تھا ہرثمہ خود بھی ایرانی تھا اور اس لئے یہ جن لوگوں پر حکومت کرنے کے لئے منتخب کیا گیا ان کی عادات واطوار سے خوب واقف تھا۔

اس مشہور افسر (ہرثمہ) کو بلا کر خلیفہ ہارون الرشید نے اس سے یہ فرمایا کہ میں تم کو ایک مہم پر بھیجتا ہوں مگر یہ راز مناسب وقت تک پوشیدہ رکھنا تمہارا قمیص بھی اگر اس راز سے واقف ہو جائے تو تم اس کو بھی جلا ڈالنا وہ یہ ہے کہ میں تم کو گورنر خراسان مقرر کرتا ہوں لیکن اگر علی بن عیسیٰ کو یہ بات معلوم ہو جائے گی تو وہ فوج سے مقابلہ کرکے تم کو روکے گا تم اپنی فوج میں یہ مشہور کردو کہ تم علی کی مدد کو جاتے ہو لیکن جب تم مرو میں پہنچ جاؤ تو تم علی کو گرفتار کر لینا اور جو کچھ مال و اسباب علی نے وہاں کے باشندوں کا بہ جبر و اخذ ناواجب لیا ہے وہ تم ان سب کو واپس دلا دینا خلیفہ نے پھر اپنا حکم باضابطہ ہرثمہ کو گورنر خراسان مقرر کرنے کا تحریر کر دیا اور ہرثمہ کو تین پروانے دیئے کہ اپنے ہمراہ لیتا جاوے ایک پروانہ فوج کے نام تھا کہ وہ قیام انتظام میں اپنے نئے گورنر (ہرثمہ) کو مدد دیویں۔ دوسرا پروانہ باشندگان خراسان کے نام تھا اس میں اقرار تحریر تھا کہ جو کچھ تمہاری شکایتیں ہیں وہ دور کر دی جائیں گی اور نیز اس میں ان کو یہ نصیحت اور ہدایت لکھی ہوئی تھی کہ وہ ہر حال میں امیر المؤمنین خلیفہ ہارون الرشید کے منقاد مطیع اور فرمان بردار رہیں کہ اسی میں اُن کی بہتری متصور ہے تیسرا پروانہ علی بن عیسیٰ کے نام تھا خلیفہ نے یہ پروانہ بہ اظہار خفگی میں ناراضگی سے نہایت سخت و سُست الفاظ میں تحریر کرایا تھا اور علی ابن عیسیٰ کو بہت سی لعنت و ملامت لکھ رکھی تھی کہ تو نے ایسے ایسے جبر و ظلم کئے کہ اُن کی وجہ سے لوگوں اور رعایا کے دلوں میں سے تو نے اپنے بادشاہ کی محبت کو محو کرا دیا۔

ہرثمہ بیس ہزار فوج لے کر مرو کو روانہ ہوا اور چونکہ علی کو یہ خیال تھا کہ وہ [illegible] آیا ہے اس لئے اس نے شہر پناہ کے دروازے تک آکر ہرثمہ کا [illegible] استقبال کیا ہرثمہ علی کے ہمراہ محل تک آیا اور جب وہ دونوں کھانا کھا چکے تب ہرثمہ نے علی کو خلیفہ کا پروانہ دکھایا اس معزول گورنر نے پروانہ دیکھتے ہی فوراً خلیفہ کے حکم کی تعمیل کی ہرثمہ نے اس کو گرفتار کرکے اس کے پیروں میں بھاری بیڑیاں ڈال دیں۔ مرو کی جامع مسجد میں بیٹھ کر ہرثمہ ہر روز

Marfat.com

انصاف کیا کرتا تھا جن لوگوں سے علی نے ناواجب طور سے [illegible]
ہرثمہ کے حضور میں اس پر دعاوی کیئے تھے اُن کی جواب دہی کے لئے علی [illegible]
جامع مسجد میں آنا پڑتا تھا۔

علی بن عیسیٰ کی گرفتاری

ہرثمہ نے علی کو ایک بے کاٹھی کے اونٹ پر سوار کرا کر خلیفہ کے حضور میں حاضر [illegible]
رقہ کو روانہ کیا اور علی کے تمام رشتہ دار اور دوستوں کو گرفتار کر لیا۔ علی کی جائداد [illegible]
ملیں پونڈ طلا (ساڑھے پانچ کروڑ روپیہ) اور اس قدر خزانہ تھا کہ پانسو اونٹوں پر لد [illegible]
یہ زر نقد در حقیقت خلیفہ کے خزانے میں داخل کیا گیا اور ان بد قسمت خراسانیوں کو نہیں ملا جن [illegible]
علی نے یہ رقم کثیر لوٹی تھی مرو کے اُن باشندوں کو جن سے علی نے نا واجبی طور پر روپیہ لیا تھا
اور جنہوں نے عدالت میں باضابطہ درخواست اُس کے واپس لینے کے لئے کی تھی اس کا معاوضہ
دلایا گیا۔

اس اثناء میں رفیع کی بغاوت بڑھتی جاتی تھی جیحوں کے پار کا تمام علاقہ (ترکستان) اُس کی
بغاوت میں شریک ہو گیا ہرثمہ کی فوج نے جیحوں کے عبور کرنے سے انکار کر دیا کہ جب تک
اور کمک نہ آجائے گی ہم جیحوں کو عبور نہیں کرینگے جب یہ خبر خلیفہ کو پہنچی تو ہارون الرشید نے
بذات خود میدان جنگ میں جانے کا ارادہ کیا۔

ہارون الرشید کا بذات خود میدان جنگ میں جانا

۱۹۲ھ ہجری میں ہارون الرشید خراسان جانے کے لئے رقہ سے بغداد کو روانہ ہوا اس
اپنے بیٹے القاسم کو رقہ کی حکومت اور حفاظت سپرد کی ماہ شعبان کی ۵ تاریخ کو ہارون الر[illegible]
بغداد سے نہروان روانہ ہوا اور اپنے دوسرے بیٹے المامون کو دار الخلافہ سابق یعنی بغداد [illegible]
گورنر مقرر فرمایا خلیفہ کی روانگی کے وقت الفضل ابن سہل[1] نے جو ایرانی النسل تھا مامون [illegible]

---

[1] فضل بن سہل نسباً و مذہباً مجوسی تھا ماموں کے ہاتھ پر ۱۹۰ھ ہجری میں اسلام لایا جعفر برمکی نے اس کو ہارون الرشید کی خدمت [illegible]
شہزادہ ماموں کی مصاحبت کے لئے پیش کیا اس کے ہارون الرشید کے دربار میں حاضر ہونے اور [illegible]
سلام نہ کرنے کی حکایت مشہور ہے یہ شاہزادگی کے زمانہ میں ماموں کا ندیم رہا ماموں پر نہایت حاوی ہو گیا [illegible]
اس میں سب خوبیاں موجود تھیں ماموں کی خلافت میں وزیر اعظم مقرر ہوا تیس لاکھ درہم ماہوار اس کی تنخواہ تھی اس کے [illegible]
کی اتنی بڑی تنخواہ مقرر نہیں ہوئی اس کا لقب ذوالریاستین تھا ۲۰۲ھ میں ماموں کے ایما سے ایک حمام میں قتل کیا گیا [illegible]
بعد اس کا بھائی حسن بن سہل وزیر اعظم ہوا جس کی بیٹی بوران سے ماموں نے شادی کی ۱۲ مصلح

Marfat.com

...نے عرض کیا کہ خدا جانے خلیفہ ہارون الرشید کو کیا اتفاق پیش آئے اس حال آیندہ سے کوئی بھی واقف نہیں ازروئے تقسیم صوبۂ خراسان تو آپ ہی کے حصہ میں آیا ہے اور آپ کے بھائی الامین نے آپ پر یہ فوقیت پا ہی لی ہے کہ وہ آپ سے پہلے تخت نشین ہووے آپ امین سے کچھ بھلائی کی امید نہ رکھیں وہ آپ کو ہر طور سے حقوقِ تخت نشینی سے محروم کرے گا کیونکہ وہ زبیدہ خاتون کا بیٹا ہے اور اُس کے تمام رشتہ دار بنی ہاشم ہیں۔ اس لئے یہ بات بہتر ہے کہ آپ جس طرح سے ہو سکے خلیفہ کو رضامند کر کے اس کے ہمراہ ہی چلئے۔ یہ نصیحت المامون نے قبول کر لی اور کچھ پس و پیش کے بعد خلیفہ نے مامون کی یہ درخواست منظور کر لی۔

فضل بن سہل — یہ فضل بن سہل ایرانی النسل اور خاندان برامکہ کا آوردہ تھا اصلاً تو وہ مذہب کا مجوسی تھا لیکن تھوڑے عرصے سے وہ اسلام لے آیا تھا ہارون الرشید نے اُس کو المامون کا اتالیق مقرر کر دیا اس نوجوان شہزادہ (مامون) پر اس کا پورا پورا قابو ہو گیا۔

ہارون الرشید کے دونوں بیٹوں امین اور مامون کی وجہ سے وہی جنگ و جدل دونوں برادروں میں ہونے والا تھا کہ جس نے ابتدائے زمانہ ہی سلطنت اسلام کو ہلا رکھا تھا۔

مامون کی ماں ایک ایرانی عورت تھی اور امین ہارون الرشید کی عزیز بیوی زبیدہ کے بطن سے تھا زبیدہ ہارون الرشید کے چچا کی بیٹی تھی اس وجہ سے امین خالص عربی نسل تھا۔

خلیفہ کو ولیعہد کرنے میں ... [illegible] — ہارون الرشید کو بھی مثل اپنے پیشرو خلفاؤں کے اپنا ولیعہد یا جانشین مقرر کرنے میں بڑی دقت ہوئی اس مشکل کے رفع کرنے کے لئے ہارون الرشید نے جو کچھ کوشش کیں اُن کا الٹا نتیجہ ہوا اور آخر کار سلطنت کئی حصوں پر منقسم ہو گئی بلکہ اخیر میں اسی وجہ سے سلطنت کو زوال ہوا۔

ہارون الرشید کے دو بڑے بیٹے تھے ایک کا نام محمد (الامین) اور دوسرے کا نام عبد اللہ (المامون) تھا امین صرف خالص عربی نسل ہی نہ تھا بلکہ محمد صاحب صلعم ... یعنی بنی ہاشم تھا اسی وجہ سے عربوں کا گروہ فطرتاً امین ہی کا ولیعہد ... کی مانند تمام خوبیاں تھیں وہ بڑا حسین اور خوبصورت شجاع اور بہادر تھا لیکن اس میں لیاقت انتظامی بالکل نہ تھی عیش و عشرت میں پڑا رہتا تھا برعکس اس کے عبد اللہ المامون ایک ایرانی عورت کے بطن سے تھا اس لئے ایرانی گروہ کی فطرتاً سب سے زیادہ خواہش یہ تھی کہ المامون ہی ولیعہد مقرر ہو جا...

علاوہ ازیں مامون میں عقل و تمیز بہت تھی اور وہ اولوالعزم بھی تھا۔

ہارون الرشید اس بات سے بخوبی واقف تھا کہ میرے مرنے کے بعد ان دونوں بھائیوں میں لڑائی ہو کے رہے گی گو یہ دونوں از خود لڑائی نہ کریں گے مگر لوگ ان کو آپس میں ضرور لڑوا دینگے چونکہ عربوں کے گروہ کو بعد زوال خاندان برامکہ جو عروج حاصل ہو گیا ہے اس لئے وہ طبعی طور سے اپنے فریق کو اور زیادہ طاقتور اور اپنے تئیں مقتدر رہنانے کے لئے ایسے شہزادہ کا تخت پر بیٹھنا چاہینگے جو مانند ان کے خالص عربی النسل ہو برخلاف اس کے ایرانی گروہ اپنی زائل شدہ قوت پھر حاصل کرنے کے لئے اور مقتدر بننے کے لئے یہ خواہش کریں گے کہ ایسا خلیفہ مقرر ہووے جو ایرانیوں کا بالکل طرفدار ہو یہ بات اب صاف طور سے معلوم ہونے لگی کہ عرب اور ایرانیوں میں جو دشمنی ہمیشہ سے چلی آرہی ہے وہ ان دونوں شہزادوں کے نام سے بدیر یا جلد جنگ و جدل کی صورت میں ظاہر ہونے والی ہے۔

ہارون الرشید کا سلطنت کو دو حصوں میں منقسم کرنا

اس خوفناک خطرے کے دفعیہ کے لئے ہارون الرشید نے یہ تدبیر کی کہ اپنی سلطنت کو دو حصوں میں منقسم کر دیا جس کی رو سے مامون کے حصہ میں مشرقی صوبجات جہاں ایرانی عنصر کا زیادہ زور تھا آئے اور اس بات کی قرارداد ہو گئی کہ مامون اپنا دار السلطنت مرو کو مقرر کرے امین کے حصہ میں عرب اور عراق شام و مصر اور شمالی افریقہ کے ملک آئے جہاں کہ عربوں ہی کا اقتدار تھا ماسوا اس کے امین کے حصہ میں بغداد کی سلطنت اور مقدس شہروں حرمین شریفین کی تولیت بھی آئی اور ہارون الرشید کے وفات پانے کے بعد امین کا مذہب اسلام کا دینی پیشوا (خلیفہ) مقرر ہونا بھی قرار دیا گیا۔

یہ بھی معاہدہ ہو گیا کہ اگر دونوں بھائیوں میں سے کوئی مر جاوے تو اسکے بعد جو زندہ رہے اسی کو تمام سلطنت کی حکومت اور خلافت بطریق حق بازگشت کے ملے گی اگرچہ اس معاہدہ اور قرارداد کی یہ تمام کارروائی پیش بینی اور مآل اندیشی سے خالی نہ تھی تو بھی آخری شرط اس معاہدہ کی جس قدر خوفناک تھی اس کا بیان فضول ہے۔ ہارون الرشید نے جب اس طرح تقسیم کا ارادہ کر لیا تو حج کرنے کے لئے مکہ شریف گیا اور دونوں بیٹوں کو اپنے ہمراہ لے گیا تاکہ تقسیم کا جو انتظام کہ اس نے کیا ہے اس پر پابند رہنے کا دونوں برادروں سے اس مقدس جگہ میں حلف لے چنانچہ

Marfat.com

خاص کعبہ کے اندر اِن دونوں نے قسم کھائی اور معاہدہ کیا کہ ہمارے والد مکرم نے جو کچھ انتظام ہمارے لئے مقرر فرمایا ہے اس پر ہم پابند رہیں گے اور مذہبی طور سے بھی ہمیشہ ایک دوسرے کے حقوق کے لیئے پابند رہیں گے جس وثیقہ پر یہ شرائط تحریر تھیں اس پر سلطنت کے بڑے بڑے ارکان اور اعلیٰ افسروں اور خاندان شاہی کے دستخط بطور شاہدوں کے ثبت کرائے گئے پھر یہ وثیقہ کعبہ شریف کے دروازہ پر آویزاں کیا گیا جو شخص کہ در کعبہ پر یہ کاغذ آویزاں کرانے گیا اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر یہ وثیقہ زمین پر گر پڑا تمام حاضرین نے اس کو بدفالی خیال کیا گو در حقیقت اس کے نتائج کی پیش بینی کے لئے کسی فال وغیرہ کی ضرورت نہ تھی۔

یہ مسئلہ جانشینی ہارون الرشید کو بہت پریشان اور بے چین رکھا کرتا تھا ذیل کی حکایت سے اس بات کی پوری تصدیق ہوتی ہے۔

کسائی نحوی

الکسائی (کسائی نحوی) جو اس زمانہ کا ایک بہت بڑا مشہور عالم و فاضل تھا ذکر کرتا ہے کہ میں ایک دن خلیفہ ہارون الرشید کے حضور میں حاضر ہوا بعد معمولی سلام و آداب کے میں اپنے گھر جاتا ہی تھا کہ ہارون الرشید نے مجھکو حکم دیا کہ ذرا بیٹھے رہو پھر جب تمام درباری رخصت ہو گئے صرف میں اور خلیفہ کے دو چار عزیز اور ندیم رہ گئے تو خلیفہ نے مجھ سے کہا کہ اے علی کیا تم محمد و عبداللہ (امین و مامون) سے ملاقات کرنا چاہتے ہو میں نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین مجھے تو ان کے دیکھنے کا بہت شوق ہے اور مجھے یہ دیکھکر بڑی خوشی حاصل ہوگی کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے امیر المؤمنین کے گھر میں ان کو پیدا کیا یہ سنکر ہارون الرشید نے دونوں بیٹوں کو بلوایا تھوڑی دیر میں وہ مثل چمکتے ہوئے ستاروں کے سامنے آئے نہایت ادب اور رعب و داب سے وہ دونوں نیچی نظریں کئے ہوئے کمرہ کے وسط میں آ گئے ہارون الرشید نے امین کو اپنے دست راست مامون کو دست چپ کی جانب بیٹھنے کا حکم دیا اور مجھ سے فرمایا کہ تم ان شہزادوں کا امتحان لو ان دونوں نے میرے تمام سوالات کا اپنے [illegible] کے ساتھ جواب دیا کہ ہارون الرشید کی طبیعت نہایت خوش اور محظوظ ہوئی پھر خلیفہ نے ان دونوں کو سینہ سے لگا کے خوب پیار کر کے رخصت کر دیا جب وہ چلے گئے تو میں نے دیکھا کہ ہارون الرشید کے رخساروں پر آنسو بہ رہے ہیں میرے دریافت کرنے پر خلیفہ نے فرمایا کہ مجھے اس خیال نے

Marfat.com

رولادیا کہ ان دونوں بھائیوں میں آیندہ بڑے بڑے جھگڑے اور [illegible] اس وقت بھی ان کا آیندہ حال معلوم تھا اگرچہ عرب نے ابتدا ہی سے ہارون الرشید [illegible] رکھا تھا کہ وہ امین ہی کو اپنا جانشین مقرر فرمائے۔

عمانی شاعر

ایک شاعر العمانی نے اس مضمون پر خلیفہ کے حضور میں ایک ایسی موثر تقریر کی کہ ہارون الرشید نے اُس سے فرمایا کہ اے عمانی خوش ہو کہ تیری خواہش کے مطابق میرا جانشین امین ہی ہوگا اس نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین میں اب ایسا خوش ہوا ہوں کہ جیسے بارش سے سبزی اور فرزند کے ہونے سے زن عقیمہ اور بیمار ازسرنو صحت پانے سے خوش ہوتا ہے امین ایک بے نظیر اور لاثانی شہزادہ ہے اور وہ اپنی بقائے شہرت اور عزت کے لئے سرگرم رہے گا اور اپنے عملوں سے اپنا نام روشن کرے گا ہارون الرشید نے پھر اُس سے پوچھا کہ تمہارا خیال اُس کے بھائی ماموں کی نسبت کیا ہے؟ اُس نے عرض کیا کہ وہ مثل اچھی گھاس کے ہے لیکن سعدان[1] کی مانند نہیں ہارون الرشید نے کہا کہ اللہ تعالٰی اُس ریگستانی عرب کو ضائع کرے کہ یہ مجھے کس طرح رنج دیتا ہے اگر مجھ سے پوچھا جاوے تو خدا کی قسم میں ماموں کے اندر خلیفہ منصور کا عزم خلیفہ مہدی کا رحم اور خلیفہ ہادی کی شان و شوکت پاتا ہوں اگر میں اُس کو چوتھے[2] خلیفہ سے بھی تشبیہ دوں تو ماموں اس بات کا بھی مستحق ہے۔

اصمعی کی روایت

الاصمعی[3] بیان کرتا ہے کہ میں نے ایک دن خلیفہ ہارون الرشید کو ایک غیر معمولی حالت اضطراب میں پایا۔ گاہ بیٹھ جاتا اور کبھی پلنگ پر لیٹ جاتا تھا میں جب خلیفہ کے حضور میں حاضر ہوا تو خلیفہ آبدیدہ تھا اور آہستہ آہستہ اشعار پڑھ رہا تھا جس کا مضمون یہ تھا کہ تمام اقوام پر اسی شخص کو حکومت کرنے دو جو مستقل مزاج اور خالص دل رکھتا ہو اور متلوّن المزاج بیوقوف

[1] سعدان ایک کانٹوں دار پودا ہوتا ہے۔ مویشی کے لئے نہایت مفید پودا ہے اس کے کھانے سے مویشی موٹے اور تروتازہ ہوتے ہیں۔ یہ تمام فقرہ عرب میں ضرب المثل ہے ۱۲

[2] ان ناموں کی ترتیب سے ہارون الرشید چوتھا خلیفہ ہوتا ہے اُس نے اپنے سے تشبیہ دینے کے لئے اشارہ کیا ہے [illegible] کر دیگر عربی تاریخوں میں موجود ہے ۱۲ مصباح

[3] اصمعی ایک بڑا عالم بصرہ کا رہنے والا تھا عربی علم لغت قریبًا ایک خمس اسی کی روایت سے مدون ہوا ہے بڑا شاعر تھا اور قسم قسم کے اشعار کہتا تھا ایک بحر میں صرف رجز کے بارہ ہزار شعر یاد تھے صاحب تصنیف بھی ہے ذہین بہت [illegible] میں پیدا ہوا اور [illegible] میں مرگیا ۱۲ مصباح۔

شخص کو بادشاہ نہ کرو کیونکہ اس کے خیالات اور اقوال پر کبھی اطمینان نہیں ہو سکتا۔

یہ اشعار سن کر میں نے خیال کیا کہ خلیفہ آج کسی ضروری تجویز کے سوچنے میں مشغول ہے تھوڑی دیر میں خلیفہ نے مسرور کو بلا کر حکم دیا کہ یحییٰ کو بلالا چنانچہ اس امر سے میرے خیال کی تصدیق ہو گئی جب یہ بوڑھا وزیر اعظم آ گیا تو ہارون الرشید نے اُس سے کہا کہ اے ابوالفضل[1]! حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بغیر وصیت کیے ایسے وقت میں وفات پائی جبکہ اسلام کا گویا زمانہ طفولیت ہی تھا اور مذہب اسلام تازہ تازہ تھا آنحضرت کی وجہ سے کل عرب کی اقوام متحد اور متفق ہو گئیں اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ذلت اور جاہلیت کے بعد اللہ تعالےٰ نے اُن عربوں پر رحمت فرما کر ان کو عزت عطا فرمائی پا اُس کے بعد خلافت کے جھگڑے اُٹھے جنکے وہ صدمے وہ نتیجے ہوئے کہ جن سے تم بھی خوب واقف ہو لہذا میرا یہ ارادہ ہے کہ اپنے جانشینوں کے لئے میں کچھ انتظام کر جاؤں اور خلافت اس کو سونپوں کہ جس کا چال وچلن اور عادات واطوار مجھے پسند ہوں اور جس کی ملکداری (پولیٹکل) کی لیاقتوں پر مجھے پورا پورا اطمینان ہو۔

میں عبد اللہ (المامون) کو اس قابل سمجھتا ہو لیکن بنی ہاشم یہ چاہتے ہیں کہ میں محمد (امین) کو اپنا جانشین مقرر کروں اور اس میں عرب اپنے لئے بہتری سمجھتے ہیں گو وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ امین متلون المزاج و فضول خرچ ہے اور عیش و عشرت میں ڈوبا ہوا ہے عورتوں کے کہنے میں بہت ہے اب اگر میں عبد اللہ کو امین پر ترجیح دیتا ہوں تو بنی ہاشم مجھ سے نفرت کرنے لگیں گے اور اگر میں امین کو اپنا ولیعہد مقرر کرتا ہوں تو مجھے اس کا خوف ہے کہ سلطنت میں بڑی خرابیاں نمودار ہو جاویں گی۔ آخر کار بعد طول طویل مشورہ کے اُن دونوں کی یہی رائے قرار پائی کہ منقسم کر دی جائے جس کا حال اس سے پہلے تحریر ہو چکا ہے۔

زبیدہ خاتون کی شکایت

زبیدہ نے بھی اپنے بیٹے کی طرفداری میں اپنے خاوند پر زور بہت ڈالا سخت شکایت کی کہ آپ نے مامون کو تو فوجی مصارف کے لئے زر نقد عطا فرمایا اور امین کو کچھ نہ دیا ہارون الرشید نے غصہ سے جواب دیا کہ تم میرے کاموں کی چھان بین کرنے والی کون ہو

[1] عموماً مسلمانوں کا نام اپنے بڑے بیٹے کے نام پر لفظ ابو (باپ) زیادہ کرنے سے مشہور ہو جاتا ہے مثلاً یحییٰ ابوالفضل کے نام سے (یعنی فضل کا باپ) مشہور ہے فضل اُس کے بڑے بیٹے کا نام تھا اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بیٹے قاسم کی وجہ سے ابوالقاسم مشہور تھے قاسم طفولیت ہی میں فوت ہو گئے ۱۲ مصباح

Marfat.com

تمہارے بیٹے کے حصہ میں جو ملک آیا ہے اس میں امن و امان ہمیشہ رہتا ہے اور عبداللہ کے حصہ میں جو صوبجات آئے ہیں وہ بڑے بغاوت انگیز ہیں وہاں ہمیشہ جنگ وجدل رہتا ہے اس لئے عبداللہ کو فوج اور روپیہ کی زیادہ ضرورت ہے مجھے اس بات کا بالکل خوف نہیں ہے کہ عبداللہ سے تمہارے بیٹے کو کسی قسم کا خطرہ ہوگا بلکہ مجھکو بڑا خوف یہ ہے کہ تمہارے بیٹے سے عبداللہ کو بہت خطرہ ہوگا۔ خلیفہ ہارون الرشید جب خراسان کی جانب روانہ ہوا تو اس کی صحت اچھی نہ تھی اس لئے دونوں شہزادوں کے طرفداروں کو یہ بات ضروری ہوگئی کہ وہ ہوشیار رہیں اور ہر بات کی خبر دیتے رہیں یہ دونوں فریق اب اپنے بادشاہ کی موت کے منتظر رہنے لگے تاکہ ان کی مقصد برآری کے لئے راہ کھلے یہ انتظار ان کو زیادہ عرصہ تک کھینچنا نہ پڑا ہارون الرشید نے خراسان کی جانب ابھی دو چار ہی منزلیں طے کی ہونگی کہ اس نے اپنے ایک ندیم سے جس کا نام الصباح التباری تھا یہ کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ میں تم لوگوں میں اب زیادہ عرصہ تک نہ رہونگا اب میری موت قریب ہے کیونکہ جو تکلیف مجھے ہے تم اُس سے واقف نہیں ہو الصباح نے ہارون الرشید کی تسلی اور طمانیت کے لئے کوشش کی۔ اس بات پر ہارون الرشید ایک درخت کے نیچے آرام کرنے کے لئے بیٹھ گیا اور جو خدمتگار اور ملازم کہ ہم رکاب تھے ان کو حکم دیا کہ یہاں سے ہٹ جاؤ اور تخلیہ کردو جب سب ہٹ گئے تو خلیفہ نے اپنے کپڑے اُتارے اور صباح کو ایک ریشم کی پٹی اپنے جسم پر بندھی ہوئی دکھائی اس پٹی سے خلیفہ نے اپنا سارا بدن کس رکھا تھا پھر صباح سے مخاطب ہوکے کہا کہ میں بہت بیمار ہوں اور میرے بدن میں سخت درد رہتا ہے لیکن میں اپنی حالت سے کسی شخص کو آگاہ نہیں کرتا ہوں چونکہ میرے تمام نوکر میرے گرداگرد میرے بیٹوں میں سے ایک نہ ایک کے جاسوس ہیں۔ مامون کی جانب سے مسرور میرا نگران ہے اور جبرئیل

خلیفہ کی صحت بروقت روانگی جانب خراسان

الصباح التباری سے خلیفہ کا تخلیہ

سلہ جبرئیل بن بختیشوع بن جارجس یونانی۔ دربار ہارون الرشید کا مشہور فاضل طبیب تھا اُس کے علاج بڑے بڑے معرکے کے مشہور ہیں ۱۷۵ھ ہجری میں جب جعفر برمکی بیمار ہوا تو خلیفہ نے اسی طبیب کو علاج کے لئے مقرر کیا تھا دربار ہارون الرشید میں اس کا رتبہ وزرا سے کم نہ تھا جب امین تخت نشین ہوا تو وہ اس کی بڑی عزت کرتا تھا اور بغیر اجازت اُس کے پانی تک نہ پیتا تھا پھر جب ہارون الرشید کی اُس نے خدمت کی عہد مامون میں بمقام مدائن ۲۱۳ھ میں فوت ہوا اور دیر مارجس میں دفن ہوا علاوہ طب کے دیگر فن میں بھی اس کی تصنیفات ہیں ہارون کی بے تعصبی کی اس حکیم کی نظیر سے اور کیا دلیل ہوسکتی ہے باوجودیکہ ایسا عظیم القدر شہنشاہ تھا تکلف و تعصب مزاج میں برائے نام بھی نہ تھا جبرئیل اور بختیشوع وغیرہ عیسائی اطباء کا جو اعزاز دربار میں تھا آج اس کی نظیر سے یورپ اور ایشیا خالی ہے جو عزت عیسائیوں کو دربار میں تھی ویسا ہی مرتبہ یہودی پارسی ہندو علماء اور حکماء کا بھی تھا ۱۲۔ مصباح احمد

Marfat.com

جبرئیل بن بختیشوع طبیب

بن بختیشوع امین کی جانب سے جاسوس ہے اس جگہ کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو میرے سانس نہ گنتا ہو اور اُس وقت کا کہ جب میری زندگی ختم ہو شمار نہ کرتا ہو اس بات کی تصدیق کے لئے دیکھو میں ایک گھوڑا لانے کے لئے حکم کرتا ہوں اور اب تم دیکھ لینا کہ ایک نہایت تھکا ماندہ اور اڑیل گھوڑا حاضر کردینگے تاکہ مجھے اور زیادہ سخت تکلیف ہو لیکن اس بات کا تم کسی سے ذکر نہ کرنا صباح نے یہ سنکر اللہ تعالےٰ سے دعا مانگی کہ احکم الحاکمین خلیفہ کی عمر دراز کرے پھر جب خلیفہ نے گھوڑا منگایا تو درحقیقت وہ گھوڑا ایسا ہی نکلا جیسے کہ خلیفہ نے اول ہی پیشینگوئی کردی تھی خلیفہ نے صباح کی جانب ایک نظر اُٹھا کر دیکھا گویا اشارہ تھا کہ میں جیسا کہتا تھا وہی بات ہے یا نہیں اور پھر کسی سے ایک لفظ بولے بغیر سوار ہوگیا۔

اس حکایت سے یہ بات صاف طور سے ظاہر ہوتی ہے کہ اس عظیم القدر شہنشاہ ہارون الرشید اعظم کی سلطنت کا آخری زمانہ کس قدر رنج اور مصیبت میں گذرا خود بینی اور عداوت ال متجاوز فخر و تکبر سے اس نے سب سے عمدہ دوستوں کو مستاصل اور اپنے رشتہ داروں کے دل سے اپنی محبت زائل کردی اور اپنی رعایا کے دلوں میں بجائے الفت اور محبت کے خوف اور ہیبت دل نشین کردی وہ جانتا تھا کہ میرے بیٹے میری موت کا بڑی آرزو کے ساتھ انتظار کر رہے ہیں اور اُن کے لئے جو ورثہ چھوڑ جاؤنگا اُس پر وہ مثل دو کتوں کے لڑنے جھگڑنے کے لئے تیار بیٹھے ہوئے ہیں۔ جائے عبرت ہے کہ ایسا طاقتور اور عظیم الشان خلیفہ کو جس کے سر کے ایک اشارے سے ایک سلطنت متزلزل اور ویران ہوسکتی تھی اپنے خاص طبیب سے اپنی اس تکلیف و بیماری کا حال کہ جس میں وہ مبتلا تھا ظاہر کرنے کی جرأت نہیں کہ نہ اپنے ملازموں کو ایک اور عمدہ گھوڑے کے حاضر کرنے کے لئے حکم دیتا ہے۔

اس مہم کے دوران میں ہارون الرشید اپنے وزراء پر ہمیشہ ناراض تھا خود ہی اس امر کا بانی تھا مگر خاندان برامکہ کی برموقع کارروائیاں اور ... مشوروں کو یاد کرکے وہ ہمیشہ یہی کہتا رہا کہ میں نے اُن کی قدر نہ کی۔

حلوان کی پہاڑیوں کو عبور کرکے ہارون الرشید نے شہر کرمان شاہ میں قیام کیا اور اپنی فوج سے مخاطب ہوکر یہ کہا کہ مشرق اور مغرب دونوں اطراف میں ہمیشہ فوجی کارروائی ک

Marfat.com

ضرورت رہی مغرب میں تو اب امن و امان ہے اور اب میں مشرقی ملکوں کی بغاوتیں ... کرکے امن و امان قائم کرنا چاہتا ہوں گو کہ یحییٰ اور اُس کے بیٹے اب مجھے اپنے مشوروں سے دینے کے لئے موجود نہیں ہیں"

خلیفہ نے کرمان شاہ میں فوج سے گفتگو کی

اس مہم میں نیا وزیر اعظم فضل بن ربیع بھی خلیفہ کے ہمرکاب تھا اس فضل کا باپ بھی خلیفہ المہدی والد ہارون الرشید کے عہد میں وزیر تھا اور خلیفہ الہادی کے مختصر حکومت میں یہ فضل خود بھی وزیر رہ چکا تھا مگر ہارون الرشید نے تخت پر جلوس فرماتے ہی اس کو موقوف کرکے یحییٰ برمکی کو اپنا وزیر اعظم مقرر کرلیا بعد ازاں یحییٰ اور اس کے بیٹوں نے فضل سے اچھا سلوک نہیں کیا بلکہ اُس سے بہ تکبر پیش آتے تھے اسلئے فضل کو برامکہ سے کچھ اُنس نہ تھا برامکہ کے زوال و استیصال کے بعد یہ فضل وزیر اعظم مقرر ہوا اور عربوں کا سرگروہ تسلیم کیا گیا۔

فضل بن ربیع وزیر اعظم

طوس کے نواح میں پہنچکر ہارون الرشید نے اپنی ناطاقتی اور کمزوری کے چھپانے کی کوشش کی مگر اب وہ ایسا صاحب فراش ہوگیا کہ خادم و ملازم اُس کو پکڑ کر اُٹھاتے بٹھاتے تھے اس کی بیماری کی اس حالت سے تمام فوج میں بڑی گھبراہٹ پڑگئی جب اُس کو یہ بات معلوم ہوئی تو ہارون الرشید نے گھوڑے پر سوار ہونے کی بڑی کوشش کی تاکہ فوج اس کو بچشم خود دیکھکر تسلی اور قرار پکڑے خلیفہ نے اول تو ایک بڑے عربی اسپ پر اور پھر ایک یابو پر اور بعد سب کے ایک خچر پر چڑھنے کی بار بار کوشش کی مگر وہ چڑھ نہ سکا اس لئے اس نے غلاموں کو حکم دیا کہ مجھکو واپس لے چلو واللہ لوگ سچے ہیں۔

خلیفہ کا طوس میں پہنچنا

جبرئیل بن بختیشوع معالج شاہی بیان کرتا ہے کہ میں ایک دن شہر رقہ میں خلیفہ کے حضور میں حاضر ہوا اور میں نے دیکھا کہ خلیفہ بالکل چپ چاپ لیٹا ہوا ہے نہ آنکھیں کھولتا ہے نہ کچھ حرکت کرتا ہے میں نے عرض کی کہ امیر المؤمنین کیسی طبیعت ہے؟ ہارون الرشید نے فرمایا کہ آج رات مجھے ایک الہام ہوا ہے جس کی وجہ سے میری روح پر صدمہ ہے اور وہ یہ ہے کہ آج شب ایک ہاتھ اور ایک بازو جس کو میں پہچانتا ہوں مگر میں اس کے مالک کا نام بھول گیا ہوں میرے بستر کے نیچے سے برآمد ہوا اور مجھے کچھ سُرخ مٹی دکھائی پھر اسی وقت ہاتف غیب نے یہ آواز دی کہ یہ اس زمین کی مٹی ہے یہاں تم دفن کئے جاؤ گے میں نے دریافت کیا کہ اس ملک کا نام کیا ہے پھر ہاتف غیب نے یہ جواب

ہارون الرشید کو علم غیبی کا طوس میں دفن ہونے کی اطلاع دینا

کہ اس ملک کا نام طوس ہے جبرئیل کہتا ہے کہ یہ سنکر میں نے ہارون الرشید کی تشفی و تسکین کی اور کہا کہ امیر المومنین معدہ کی برائی کی وجہ سے یا سلطنت کے اس حصہ میں جو بغاوت ہو رہی ہے اس کا خیال خواب میں بندھ گیا ہو گا اس وجہ سے آپنے یہ خواب پریشان دیکھا ہے آپ کچھ فکر ہرگز نہ کریں خدانخواستہ یہ بات سچ کیوں ہونے لگی اب آپ آرام فرمائیں اور دل کو اور باتوں سے بہلائیں۔ میری اس طرح کی گفتگو سے خلیفہ کے خیالات پریشان بہت جلد تبدیل ہو گئے لیکن طوس کی لال مٹی ہی میں خلیفہ کا دفن ہونا مقدر ہو چکا تھا۔ رفیع ابن لیث کی بغاوت فرو کرنے کے دوران میں ہارون الرشید نے طوس کے قریب ایک گاؤں میں قیام کیا یکایک بڑے جوش کے ساتھ اسکے پیر کانپنے لگے اور خلیفہ سے کھڑا نہ رہا جا سکا غلام اور خدام اور اسکے حرم کی مستورات اسکے گرد اگرد جمع ہو گئیں اس وقت خلیفہ نے جبرئیل بن بختیشوع سے کہا کہ طوس کی بابت رقہ میں جو مجھے الہام ہوا تھا اور میں نے تم سے اس کی بابت ذکر کیا تھا وہ بات تمہیں یاد ہے کہ نہیں؟ پھر خلیفہ نے سر اٹھا کر مسرور کی جانب دیکھکر اس کو حکم دیا کہ اس باغ کی مٹی جہاں میں مقیم ہوں ذرا سی اٹھا لا مسرور فوراً اس باغ کی مٹی اپنی کھلی ہتیلی پر لیکر حاضر ہوا اور ہارون الرشید کو دکھلائی خلیفہ نے دیکھتے ہی کہا کہ یہ وہی سرخ مٹی ہے اور یہ وہی ہاتھ اور بازو ہے جو میں نے خواب میں دیکھتا تھا خلیفہ سے پھر ضبط نہ ہو سکا مثل بچوں کے رونے اور سسکیاں لینے لگا۔

بشیر بن لیث کی گرفتاری

ہارون الرشید کی اس قابل رحم حالت کے وقت بشیر برادر رفیع سرغنہ باغیان قید ہو کر کیمپ شاہی میں لایا گیا ہارون الرشید نے اپنے حضور میں بلانیکا حکم دیا فرمایا کہ اگر میری زندگی میں صرف اتنا ہی وقفہ ہو تا کہ میں اپنے ہونٹ بھی بلا سکتا تو اس وقت بھی میں یہ کہتا کہ اس کو مار ڈالو پھر ایک قصاب کو بلا کر خلیفہ نے اپنی آنکھوں کے سامنے اس زندہ قیدی کا ایک ایک عضو کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کرا دیا جب اس خوفناک سزا کی تعمیل ہو چکی تو خلیفہ کو غش آ گیا۔ بارہا

کا لبطور شاہنشاہ کے یہی آخری کام تھا۔

پھر جب خلیفہ کو ہوش آیا تو اس کو معلوم ہو گیا کہ اب میرا وقت قریب آلگا بقول لیکہ

آن پہنچی سر گرداب فنا کشتی عمر ہر نفس باد مخالف کا ہے جھونکا ہم کو

ہارون الرشید نے اپنے خادموں اور غلاموں کو حکم دیا کہ میں جس مکان میں بیٹھا ہوا ہوں یہیں

میرے لئے ایک قبر کھودو بعد اس کے بہت سے حافظوں نے
کے تمام قرآن شریف اُسکو سنایا خلیفہ اس اثنا میں اپنی قبر کے کنارے
سے پیشتر خلیفہ کو ایک اور غش آیا اور جب ہوش آیا تو اپنی آنکھیں کھولیں اور
دیکھکر تین شعر پڑھے جن کا مطلب یہ تھا کہ اے فضل کیا وہ وقت قریب آپہنچا جس
خوف تھا دیکھو حاضرین کی آنکھیں میری جانب نگران ہیں جو لوگ گذشتہ زمانہ میں
تھے وہ اب ہم کو بنظر ترحم دیکھ رہے ہیں ہم سب کو صبر کرنا چاہیئے جو قسمت میں ہے وہ ہو کر رہے
میں اب ان دوستوں کے لئے روتا ہوں جن سے میں محبت کیا کرتا تھا درحقیقت میرا یہ سب عیش و
عشرت فانی تھا جواب پھر نہیں آئیگا اپنی زندگی کے آخری لمحوں میں خلیفہ نے ایک موٹا کمبل لانے کا حکم دیا
کمبل کو اوڑھ کر خلیفہ اپنے ایک ملازم سہل ابن سعد کی کمر پر تکیہ لگا کر بیٹھ گیا اس کے بعد فوراً خلیفہ
کو بیماری کا دورہ شروع ہوا سہل خلیفہ کے سنبھالنے کے لئے کودا خلیفہ نے اس کو حکم دیا کہ نہیں کچھ
نہیں تو پھر اُسی طرح آکر بیٹھ جا سہل نے جواب دیا کہ امیر المؤمنین میں یہیں حاضر ہوں گو میں آرام
سے بیٹھا ہوا ہوں لیکن امیر المؤمنین کی تکلیف دیکھکر مجھ کو سخت رنج ہے یہ سُن کر ہارون الرشید
نے ایک قہقہہ لگایا اور کہا کہ اے سہل! یاد رکھ ایک شاعر نے جو ذیل کے مضمون کا شعر کہا ہے اُس کا
مصداق میں اُس وقت ہو رہا ہوں اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ میں ایک بہادر قوم کی نسل سے ہوں
اس وجہ سے میں اسوقت سخت ترین تکلیف کو بڑے استقلال اور رضا سے برداشت کر رہا ہوں"
ہارون الرشید کی یہ آخری کوشش تھی اور اس کے تھوڑے عرصہ کے بعد وزیر اعظم فضل
اور مسرور اور ایک یا دو دیگر درباریوں کے سامنے خلیفہ ہارون الرشید نے اپنا آخری سانس لیا
اور وفات پائی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہارون الرشید نے اپنے وزیر کو آخری ہدایت اور احکام یہ دیئے تھے کہ میرے مرنے کے بعد
تمام فوج اور خزانہ جو میرے ساتھ ہے وہ مامون کو دیدینا تاکہ وہ خراسان کی بغاوت با آسانی فرو
کرسکے اور سلطنت میں سے اُس کا جو حصہ مقرر کیا گیا ہے اُس پر امن وامان کی حالت میں قبضہ کرے
مگر امین کے وزیر کو اپنے فریق کے فوائد زیادہ مدنظر تھے ہارون الرشید کو دفناتے ہی وہ امین سے
ملنے کے لئے بغداد روانہ ہو گیا مامون نے ایک سفیر بھیجا کہ اُس سے ٹھیرنے کیلئے کہا ...

ہارون الرشید کا موت کے لئے تیار رہنا

سہل بن سعد سے خلیفہ کی گفتگو

ہارون الرشید کی وفات

ہارون الرشید کی وصیت

Marfat.com

مامون کا غصہ فضل ابن ربیع پر اور اسکے وزیر کی نصیحت

کے حکم کی کچھ پرواہ نہ کی اور بغداد چلا آیا۔

فضل ابن ربیع کی اس بغاوت پر مامون کو نہایت طیش آیا مامون کی جانب اس کا وزیر فضل ابن سہل تھا یہ ایرانیوں کا نہایت طرفدار تھا اور اپنے ہمنام یعنی امین کے وزیر فضل ابن ربیع سے اُس کی بہت دشمنی تھی اُس نے اپنے آقا (مامون) سے کہا کہ اب آپ کو ایک قطعی فیصلہ کرنیوالی لڑائی کیلئے ضرور تیار ہونا چاہیئے کیونکہ آپکے بھائی کے وزیر نے جو آپکو فوج اور خزانہ نہیں دیا اس سے اسکا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپکے حصہ میں بطور وراثت جو سلطنت آئی ہے اُسکے حصول سے آپکو محروم کردے اُس نے مامون کے دل میں یہ بات بھی ذہن نشین کردی کہ ابو مسلم کے زمانہ میں ایرانیوں کے زور بازو ہی کی وجہ سے عباسیوں کو سلطنت اور عروج حاصل ہوا تھا اور اگر آپ بھی ایرانیوں کی دلجمعی اور تسخیر قلوب کرلیں گے تو آپ بہت قوت پکڑ سکتے ہیں اور پھر آپ تنہا تمام سلطنت کے شہنشاہ ہوسکتے ہیں۔

مامون نے اس مشورہ کو پسند کیا اُس نے خراسانی باغیوں کے ساتھ صلح کرلی اور حتی الامکان ہر ایک طور سے اپنی نئی رعایا پر احسانات اور مراعات شروع کردیں مامون بڑا عقلمند اور ہوشیار تھا اُس نے اپنے بھائی سے علانیہ تو بگاڑ نہ کیا لیکن اس بات کا منتظر رہا کہ امین ہی علی رؤس الاشہاد کوئی ایسی کارروائی کرے جو میری جانب منتج بہ دشمنی ہو تاکہ پھر میں جو کارروائی کروں عوام اُس کو بے انصافی نہ کہیں اور خود حفاظتی کی کارروائی سمجھیں۔

امین کا معاہدہ کو منسوخ کرنا

مامون کو اس بات کا بہت انتظار کرنا پڑا فضل ابن ربیع کی ترغیب سے امین نے اول تو اپنے بعد مامون کا حق خلافت منسوخ کردیا اور اپنے صغیر السن بیٹے موسیٰ کو اپنا جانشین مقرر کردیا پھر یہ حکم دیا کہ جمعہ کی نماز کے خطبوں میں سے مامون کا نام نکال دیا جائے اور سب سے آخر میں مامون کے پاس ایک سفارت بھیجکر یہ کہلا بھیجا کہ اپنے صوبجات میں سے [illegible] ہم کو دیدو مامون نے اس آخری درخواست کو منظور کرنے سے با[illegible] کا ہونا اٹل ہوگیا۔

امین کا مامون پر فوج کشی کرنا اور ذلیل ہونا

امین نے اپنے وزیر کی ناعاقبت اندیشانہ ترغیب سے علی ابن عیسیٰ کو رہا کردیا اور اُس کو ایک لشکر کا افسر مقرر کرکے گورنر خراسان مقرر کیا اور کہا کہ جب تو مامون پر فتح پالے تو خراسان پر قبضہ کرلینا۔ علی کی اس تقرری سے مامون کی طاقت اور قوت اور بھی زیادہ مضبوط ہوگئی کیونکہ

ایرانی جو اس کے طرفدار تھے وہ عربوں سے اول ہی رنجیدہ رہتے تھے اور [illegible]
اس پر جب اُنہوں نے یہ سنا کہ ہم پر وہی ظالم شخص پھر حکمران مقرر کیا جائے [illegible]
ناجائز سے رہائی پانے کے لینے ہمنے اپنا خون اول ہی ضائع کیا تھا اس لئے وہ مامون کے اور بھی
زیادہ طرفدار ہو گئے اُدھر امین نے علی کے زیرِ حکم ایک بہت بڑا لشکر متعین کیا اور امین کی ماں زبیدہ
نے اُس جنرل فوج کو نقرئی زنجیریں بنا کر دیں کہ ان میں باندھ کر مامون کو قید کر کے لانا جب
یہ فوج بغداد سے روانہ ہوئی تو امین اُس فوج کے ہمراہ آٹھ میل بغداد سے چل کر آیا اور پھر فوج
کو جانب خراسان رخصت کر دیا۔ ہمارا ارادہ اس کتاب میں اس خانہ جنگی کو مفصلاً تحریر کرنے کا
نہیں ہے کہ جس کے لئے یہ فوج بغداد سے روانہ ہوئی ہم صرف اسی قدر بیان کر دینا کافی سمجھتے
ہیں کہ ایک مختصر معرکہ کے بعد مامون فتحیاب ہو گیا اور پھر اُس نے بغداد کا محاصرہ کر کے اس کو بھی
فتح کر لیا۔ امین گرفتار ہو کر مارا گیا اور مامون خلیفہ ہو گیا۔

ہارون الرشید نے اپنے پیچھے ایک بیشمار خزانہ چھوڑا بعض مورخین کے نزدیک وہ نوسّو[۱] ملین دینار یا چار سو ملین پونڈ یا آٹھ ارب روپیہ سے کم نہ تھا علاوہ ازیں جائداد اور زمین اور لونڈی اور غلام علیحدہ تھے۔ حالانکہ ہارون الرشید نہایت ہی سخی اور فیاض تھا اور کثرت سے روپیہ صرف کیا کرتا تھا اس دولت کثیر کا مقابلہ اگر ہم صرف بعض رومی (یونانی) شہنشاہوں کی جمع کی ہوئی دولت سے کرتے ہیں تو شہنشاہی خزانہ میں نسبتاً جو اس قدر زیادہ کثیر التعداد روپیہ آتا تھا اُس کی بابت کئی خیالات پیدا ہوتے ہیں وہ یہ ہیں کہ یہ روپیہ خزانہ میں اکثر واجبی طور

خلیفہ ہارون الرشید کے خزانہ کی تعداد

[۱] مسٹر ہامر نے ہارون کے کثیر التعداد خزانے پر بڑا تعجب کیا ہے کہ اس قدر خزانہ واجبی طور اور دیانداری سے نہیں آتا ہوگا اور پھر اُس خزانہ کا یونان (برنطائن) کے بادشاہوں کے خزانہ سے مقابلہ کیا ہے پھر تعجب کیا ہے کہ کئی بادشاہ یونانی اس قدر خزانہ جمع نہ کر سکے جتنا ہارون الرشید نے مرنے کے بعد چھوڑا اُس کا صاف جواب یہ ہے کہ یہ کوئی تعجب اور خیال دوڑانے کی بات نہیں ہے سلطنت (برنطائن) کی نسبت ہارون الرشید کی سلطنت آٹھ گنی زیادہ تھی اس نسبت سے [illegible] یونانی بادشاہ جتنا خزانہ جمع کر سکتے تھے اتنا ہارون الرشید اکیلا ہی کر سکتا تھا علاوہ ازیں ہارون الرشید کی سلطنت میں نہایت درجہ کا امن وامان اور فارغ البالی تھی جیسا کہ خود ہامر صاحب نے اس کتاب میں درج کیا ہے اور (برنطائن) کی سلطنت میں [illegible] اور فتنہ اور فساد رہے ہیں جیسا کہ مسٹر سیٹڈسن صاحب مورخ رومی (یونانی) سلطنت برنطائن [illegible]

یا دیانت داری سے نہیں آتا تھا اس زیادہ وصولی کی وجہ سے صوبجات ہی پر وہ اثر نہیں پڑتا تھا جہاں کہ کسی نہ کسی صوبہ میں ہمیشہ بغاوت رہا کرتی تھی بلکہ اعلیٰ افسران فوج اور گورنران صوبجات بھی اکثر اس بات پر مجبور کئے جاتے تھے کہ وہ اپنا تمام جمع کیا ہوا خزانہ خلیفہ کو دیدیں اور عوام کی جائداد بھی اکثر ضبط کر لی جاتی تھی اس معاملہ میں ہم خلیفہ کی خودسرانہ کارروائی کی ایک

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۶) اس سلطنت کی وسعت تو یہ تھی کہ بحر روم کے کنارے کے ممالک اس سلطنت میں شامل تھے۔ مثلاً یونان اٹلی کچھ حصہ اسپین اور کچھ افریقہ کا ملک اور انتظام کا یہ حال تھا کہ یہ سلطنت اندرونی بیرونی حملوں کے مقابلے کے لئے بالکل کمزور تھی۔ لوٹ مار خواہشات نفسانی اور کوئی ایسی برائی نہ تھی جو وہاں کے امرا اور رعایا میں موجود نہ ہو جنرلان فوج باغی ہو جاتے تھے بادشاہ اکثر معزول کر دئے جاتے تھے۔ اکثر یہ ہوتا تھا کہ بادشاہ کی بیٹی اور بی بی خود ہی بادشاہوں کو زہر دیتی تھیں یا دیگر طور سے مار ڈالتی تھیں علم و اخلاق کچھ بھی نہ تھا جس سلطنت کا یہ حال ہو پھر وہاں خاک خزانہ جمع ہو سکتا ہے جو شخص قوت پکڑ جاتا ہوگا وہی خزانہ خوب صرف کرتا ہوگا تاکہ اپنے قیام کے لئے مضبوطی کرے ہارون الرشید کی سلطنت ایک تو خود ہی بڑی وسیع تھی اور دوسرے اسی برنطائن سلطنت کا بادشاہ اس کو ششماہی خراج دیا کرتا تھا جیسا کہ اسی کتاب میں پامر صاحب تحریر کر چکے ہیں اول سلطنت عباسیہ میں خلیفہ منصور کے زمانہ سے خزانہ جمع ہوتا چلا آتا تھا اور جب سے اس سلطنت کا کوئی بادشاہ مقتول یا معزول بھی نہیں ہوا پھر خلیفہ ہارون الرشید کے پاس خزانہ اس قدر ہوا تو کوئی تعجب نہیں ہے۔ مسٹر پامر کی عبارت میں نقیض بہت پائی جاتی ہے ایک جگہ اس کتاب میں پھر لکھ دیا ہے کہ وہ بڑا طامع تھا اور دو چار جگہ یہ لکھدیا ہے کہ ہارون الرشید بڑا سخی تھا اگر اکثر بیان مسٹر پامر پر خیال کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑا سخی تھا طامع اور لالچی ہرگز نہ تھا مگر طامع کے لفظ سے اتنا اور خیال ہوتا ہے کہ وہ مسرف اور مبذر نہ ہوگا غرضکہ قرائن سے پایا جاتا ہے کہ خیر الامور اوسطہا پر اس کا عمل تھا گورنروں وغیرہ سے بعض مرتبہ روپیہ وہ بطور جرمانہ کے لیا کرتا تھا جبکہ اس کو پوری شہادت اس بات کی مل جاتی تھی کہ انہوں نے رعایا سے جبر و ظلم سے روپیہ لیا ہے بلکہ اکثر ایسے گورنر کو موقوف اور مقید کر دیتا تھا [illegible] کا حال اسی کتاب میں تحریر ہوا ہے۔ بلکہ یہ بات ثابت ہونے پر کہ رعایا سے جبریہ روپیہ [illegible] دلایا جاتا تھا اگر ایسا نہ کرتا تو رعایا میں فارغ البالی اور امن کیسے ہو سکتا تھا اور یہ بات اسکے کمال انصاف پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ مرو کے تمام باشندوں کو جنہوں نے حسب ضابطہ اپنا ثبوت ملکیت بہم پہنچایا تمام روپیہ اُن کا دلایا گیا۔ رعایا کی فارغ البالی اور خوشحالی اور امن و امان کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ ۱۲ مصباح

تمثیل بیان کرتے ہیں اور یہ محمد بن سلیمان خلیفہ منصور کے [illegible] نے ۱۷۳ھ میں بصرہ میں انتقال کیا۔ محمد کے انتقال پر اس کی تمام جائداد [illegible] لئے خلیفہ نے حکم بھیجا یا عمال نے جو چیز خلیفہ کے قابل تھی وہ ضبط کر لی اور اس [illegible] زر نقد بھی ضبط کر لیا ہارون الرشید نے اس کثیر التعداد روپیہ کو چھین کر اپنے ندیموں [illegible] کو خوب انعام دیئے اور باقی ماندہ خزانہ میں داخل کیا خلیفہ نے جس سبب سے محمد کی یہ جائداد [illegible] وہ راز محمد کے بھائی جعفر ابن سلیمان ہی نے خلیفہ سے ظاہر کیا تھا جعفر نے از راہ حسد اپنے بھائی کی یہ چغلی کھائی اور خلیفہ کو اس بات کا یقین دلایا کہ محمد نے اپنی تمام جائداد و املاک اصلی قیمت سے زیادہ پر رہن رکھ دی ہے تاکہ اس طرح سے جو روپیہ وصول ہو تو اس روپے کو خوب خلافت کے لئے صرف کرے کیونکہ اس کا ارادہ آپ کی بجائے خلیفہ بننے کا ہے ایسی حالت میں اگر آپ اُس کی جائداد ضبط کر لیں گے تو آپ کا یہ فعل ناجائز اور خلاف انصاف نہ ہوگا ہارون الرشید نے جعفر ابن سلیمان کے تمام عرائض اور خطوط جمع کر رکھے جب محمد مر گیا تو یہ جعفر جو اس کا بھائی علاتی تھا صرف تنہا اس کا وارث تھا اُس کی تمام جائداد جعفر ہی کو پہنچی لیکن ہارون الرشید نے اُسکے دعوے کے برخلاف اُسی کے خطوط وغیرہ استعمال کئے اور محمد کی جائداد کو ضبط کر لیا۔

محمد بن سلیمان عباسی کی بغاوت

ل مسٹر پامر بھی عجیب خیالات کے آدمی تھے جو بات کہ عین مصلحت ملکی اور اغراض حکمرانی کے بالکل مطابق ہوتی ہے آپ نے اُس کو خود سری اور ظلم سے نسبت دی ہے بھلا وہ تو زمانہ مڈل ایجز کا تھا یعنی اس زمانہ میں تہذیب کو ترقی اس قدر نہیں ہوئی تھی مگر آج کل علی العموم زمانہ میں تہذیب خیال کی جاتی ہے آجکل بھی ایسا کوئی مہذب ملک ہے کہ جہاں کامل شہادت بغاوت پر ضبطی جائداد اور قتل وغیرہ کی سزا مقرر نہ ہو شہادتوں پر تمام مہذب ممالک کا آج کل دار و مدار ہے [illegible] کو ایسی شہادت کامل بغاوت کی گذر گئی یعنی محمد کے بھائی کی تب اُس نے یہ کام کیا مگر قرائن سے پایا جاتا ہے کہ [illegible] پر محمد کی جائداد ضبط نہیں کی گئی بلکہ اور ثبوت بہم پہنچ گیا ہوگا تب حکم ضبطی کا دیا ہوگا ورنہ اگر ہارون الرشید کو [illegible] منظور نہ ہوتا اور ظلم پر اُتر آتا تو اُسی وقت محمد کی جائداد ضبط کر کے محمد کو قتل کرا دیتا پایہ کہ اگر درحقیقت [illegible] جعفر نے خلیفہ وقت کے روبرو حلف دروغی کیے ایک شخص پر جھوٹ تہمت لگائی اور اُسکے قتل سے [illegible] ہی وارث تھا اور جعفر کو مال نہ دینا یہ اُسکے جھوٹ اور حلف دروغی اور تہمت کی سزا [illegible] لوگوں کے [illegible] مصلحت کی وجہ سے دی گئی اور معاملات سلطنت اور حکمت عملی کے لحاظ سے [illegible]

ہارون الرشید کے حسد کے ایک اور مقتول موسیٰ ابن جعفر تھے یہ فاطمہؓ کی اولاد میں سے تھے
اور فاطمہؓ محمد صاحب پیغمبر خدا کی صاحبزادی تھی۔ موسیٰؒ کے ایک رشتہ دار نے جو اُن سے
دشمنی رکھتا تھا ہارون الرشید کو یہ اطلاع دی کہ تمام لوگ موسیٰ کو جائز امام سمجھ کے اپنی پیداوار کا
ایک خمس اُن کو ادا کرتے ہیں اور امام موسیٰ آپ کے برخلاف بغاوت کرنے پر آمادہ ہیں۔
ان باتوں کی اطلاع ہارون الرشید کو متواتر اور بار بار کی گئی آخر کار اس بات سے اُس کے
دل پر بہت اثر ہوا اور خلیفہ کو بڑا ہی فکر ہو گیا۔ اس مخبر کو ایک کثیر التعداد رقم بطریق انعام عطا کی گئی
مگر یہ دغا باز آدمی اپنی غداری کا پھل نہ پا سکا کیونکہ اُس کو ایک مہلک بیماری فوراً لاحق ہو گئی
جس کی وجہ سے وہ مر گیا۔ جن لوگوں کے حاضر ہونے سے خلیفہ کو کسی قسم کا رنج یا فکر ہوتا تھا ایسے
لوگ یکایک بیمار ہو کر مہلک امراض میں ہمیشہ گرفتار ہو جایا کرتے تھے۔ امام موسیٰ سے ہارون الرشید
کی ناراضی کا پہلا سبب تو ظاہراً یہ تھا کہ خلیفہ ایک دفعہ حج کے لئے مقدس شہروں کی زیارت کو
گیا تھا جب وہ مدینہ میں گیا اور آنحضرت کے روضۂ شریف میں داخل ہوا تو کہا کہ آپ پر درود
اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ نازل ہو۔ اے رسولِ خدا! اے میرے چچازاد بھائی!! یہ آخری الفاظ
اُس نے فخریہ طور سے اپنے نام میں زائد کر دیئے تھے تاکہ تمام حاضرین پر اپنی بڑائی (عظمت) ثابت کرے
یہ سنکر امام موسیٰ جو وہاں موجود تھے آگے بڑھے اور کہا "رحمت کاملہ اور درود خدا کی آپ پر
نازل ہو۔ اے میرے باپ!!" کیونکہ امام موسیٰ آنحضرت صلعم کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کی
اولاد میں تھے۔ اس لئے اس طرح خطاب کیا یہ بات سنکر ہارون الرشید کا منہ غصہ سے
لال ہو گیا اور کہا کہ اے موسیٰ یہ تو بڑے فخر کی بات ہے۔ بعد ازیں وہ اپنے ساتھ امام موسیٰ کو
عراق لیگیا اور ایک شخص مسمی السندی کے گھر میں اُن کو قید کر دیا۔ پھر اُس کے ہاتھ سے
اُس نے ان کو مروا ڈالا۔ یہ امر نہایت خفیہ طور سے عمل میں لایا گیا۔ کیونکہ امام موسیٰ

لہ ان امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شہادت کا باعث خاندان برامکہ ہوا ہے اور شیعہ مورخوں کا بیان ہے کہ انہیں (برامکہ) لوگوں نے امام صاحب کو زہر دلوایا ہے علاوہ ازیں رئیس المحدثین سید نعمت اللہ موسوی الحسینی الجزائری نے اپنی کتاب زہر الربیع میں قتل برامکہ کا سبب حسب ذیل لکھا ہے "سبب استیصال برامکہ ظاہراً وجوہات مختلف بود۔ اما سبب حقیقی آں لعین نفرین حضرت علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام کہ در موقف عرفات برایشان نفرین کرد۔ بسبب آں کہ ایشاں حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام را سعایت کردند و بسبب شہادت آنجناب الشان بودند"۔ ۱۲

Marfat.com

اور نیز اس لئے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تھے عوام الناس [illegible]
کرتے تھے اور ان کو علانیہ قتل کرانے میں یہ خوف تھا کہ کہیں عوام الناس منحرف نہ ہو جائیں
خلیفہ نے علماء اور معززین کی ایک جماعت (جوری) مقرر کی تا کہ امام موسیٰ کی موت کا سبب [illegible]
کرے اور خلیفہ مارڈالنے کی تہمت سے پاک و بری ہو جائے۔ اُن لوگوں نے اس بات کی تصدیق کی
کہ امام موسیٰ اپنی موت سے مرے ہیں۔

عبدالملک بن صالح عباسی کی گرفتاری

عبدالملک بن صالح جو خاندان عباسیہ میں سے تھا اور اس وجہ سے خلیفہ کا قریبی رشتہ دار تھا ہارون الرشید اُس سے بھی ناراض ہو گیا۔ عبدالملک کا ایک بیٹا عبدالرحمٰن نام تھا اسی وجہ سے مسلمانوں کے دستور کے بموجب وہ ابو عبدالرحمٰن (عبدالرحمٰن کا باپ) کہلاتا تھا۔ اس ناخلف بیٹے نے اپنے باپ کے ایک منشی قمامہ نام سے سازش کر کے ہارون الرشید سے مخبری کی کہ میرا باپ خلافت کا دعویدار ہے اور بغاوت پر آمادہ ہے اسلئے ہارون الرشید نے عبدالملک کو گرفتار کرالیا اور ربیع بن فضل اپنے وزیر کے گھر میں قید کر دیا۔ ایک روز ہارون الرشید نے اپنے روبرو عبدالملک کو بلایا اور کہا کہ تم بڑے احسان فراموش ہو میں نے تمہارے ساتھ جو ہمیشہ بخششیں اور احسانات کئے ہیں کیا اُن کا یہی بدلہ ہے؟ کہ اب تم میری نسبت دغا اور فریب کی کاروائی کا ارادہ کرتے ہو۔"

عبدالملک نے جواب دیا کہ امیرالمؤمنین! یہ بات درست نہیں ہے۔ میرا ایسا ارادہ ہرگز نہیں ہے بیشک اگر میرا ایسا ارادہ ہوتا تو میں اب پچھتاتا کیونکہ اس حالت میں آپکو مجھ سے بدلہ لینا جائز ہو جاتا امیرالمؤمنین! آپ تو رسول اللہ کے خلیفہ ہیں ہم پر آپ کی اطاعت اور آپ کو نیک مشورہ دینا فرض ہے اور آپ پر یہ فرض ہے کہ آپ رعایا پر انصاف سے حکمرانی کریں اور ان کی خطائیں معاف کریں ہارون الرشید نے کہا کہ تم زبان کے تو بہت منکسر ہو مگر دل کے بہت طامع ہو دیکھو تمہارا منشی قمامہ بھی تمہاری غداری کی تصدیق کرتا ہے" قمامہ بلوایا گیا۔ ہارون الرشید نے اُس سے کہا کہ جو کچھ تم جانتے ہو بلا خوف تامل بیان کرو قمامہ نے کہا کہ عبدالملک۔ امیرالمؤمنین کے برخلاف بغاوت اور غداری کی تیاریاں کر رہا ہے عبدالملک نے کہا کہ امیرالمؤمنین! یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ قمامہ نے میری غیبت میں آپسے جھوٹ بول دیا ہے کیونکہ یہ نمک حرام اب میرے سامنے ہی مجھ پر تہمت لگا رہا ہے۔

ہارون الرشید نے کہا کہ تمہارا بیٹا عبدالرحمٰن بھی تمہاری طامعانہ کوششوں کی تصدیق کرتا ہے

Marfat.com

اور تمہارا جرم ثابت کرنے میں اُن دونوں شخصوں کی شہادت سے زیادہ اور کس کی شہادت معتبر ہوسکتی ہے قیدی (عبدالملک) نے جواب دیا کہ امیر المؤمنین امیر ابیٹا یا تو بموجب حکم کے ایسا کہتا ہے یا وہ باغی اولاد ہوگیا ہے۔ اگر وہ بموجب حکم کے یہ بات کہتا ہے تب تو وہ معذور ہے اور اگر وہ باغی ہوگیا ہے تو وہ نافرمان اور ناشکر گزار اولاد ہے ایسے شخصوں سے بچنے کے لئے خدائے تعالےٰ خود متنبہ کرتا ہے کہ "تمہاری بیویوں اور اولاد میں تمہارے دشمن موجود ہیں" پس اُن سے احتیاط رکھو اور حذر کرتے رہو۔ (اِن من ازواجکم واولادکم عدوا لکم فاحذروھم) یہ سنکر ہارون الرشید اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ تمہارا معاملہ تو مجھ پر مثل روز روشن کے ظاہر ہوگیا ہے لیکن مجھکو جلدی منظور نہیں ہے میں تمہارے اور اپنے درمیان میں خدا کو حَکَم قرار دیتا ہوں۔"

عبدالملک نے کہا کہ میں بھی خدا کو حَکَم قرار دیکر اُسکے فیصلہ پر رضامند ہوں اور امیر المؤمنین اُس کے فیصلہ کی تعمیل کرنے والے ہیں اور مجھے اس بات پر اطمینان ہے کہ آپ اپنے نفسانی غصہ کو اللہ تعالی کے احکاموں پر ترجیح نہ دینگے۔

خلیفہ نے دوبارہ اس قیدی (عبدالملک) کو اپنے حضور میں پھر بُلایا۔ اُس کو مخاطب کرکے یہ شعر پڑھا جس کا مطلب یہ تھا کہ "میں تو چاہتا ہوں کہ وہ زندہ رہے مگر وہ چاہتا ہے کہ میں مر جاؤں بعض لوگ جو تجھکو تیرے دوست معلوم ہوتے ہیں اُن سے پُر حذر اور ہوشیار رہ کیونکہ وہ تیری نسبت بُری نیتیں اور خراب ارادے ہوتے ہیں" اور واللہ! میں بادلوں میں سے خون کی بارش برستے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور اس سے پہلے خوفناک بجلی میری آنکھوں کے سامنے چمک چکی ہے اور اس طوفان کے ختم ہوتے ہی مجھ کو یہ نظر آرہا ہے کہ بے سر بہت سے تن پڑے ہوئے ہیں اور ہاتھ بغیر کلائی کے زمین پر پڑے ہوئے ہیں لیکن اے بنی ہاشم! تحمل اور حلم اختیار کرو تمہاری تکلیفوں کو رفع کرکے تمہارا گدلا چشمہ صاف اور شفاف کر دیا ہے زمام تمہارے اختیار میں ہے لیکن اُس حادثہ کے وقوع سے قبل [illegible] جس کی وجہ سے ہاتھ اور سر کٹ کر زمین پر گرنے لگیں۔"

عبدالملک نے کہا کہ امیر المؤمنین! خدا سے خوف کریئے ایسا خیال نہ کریئے۔ خدا نے اپنی مخلوق کو بطور ودیعت اور امانت کے آپکے سپرد کیا ہے اس کی امانت کے ساتھ احتیاط سے عمل کیجئے اور

شکرگزاری کی جگہ ناسپاسی نہ کیجئے اور جو انعام کا مستحق ہوا اس کو [illegible]
اخلاصًانہ مشورے دیئے ہیں اور ہمیشہ آپ کی اطاعت میں سرگرم [illegible]
جہاں کہیں آپ کی سلطنت میں کمزوری اور بدنظمی نمودار ہوئی تو میں نے [illegible]
استقلال کیساتھ مدد کی ہے اور آپکے دشمنوں کو ہمیشہ شکست اور ہزیمت دی [illegible]
میری مدد فرماوے اور میری جانب سے آپکے دل میں رحم اور آپ کی جو رحم کی عادت ہے وہ
عادت خدا کرے کہ میرے واسطے بھی قائم رہے اور مجھ پر یہ سب آپ کا شبہ ہی شبہ ہے اور قرآن
شریف میں شبہ کرنے کا گناہ لکھ رکھا ہے کہ اِنّ بعض الظنّ اثم اور واللہ یہ سب چغلی کھائی ہوئی
کسی میرے دشمن کی ہے جو میرے گوشت کا بھوکا اور خون کا پیاسا ہے۔ خدا کی قسم آپکی تخت نشینی
میں جو جو دقتیں نمودار ہوئی تھیں میں نے اُن کو رفع کرکے آپ کی کارروائی کے لئے راستہ
صاف کردیا تھا اور میں نے تمام آدمیوں کے دلوں میں آپ کی اطاعت ڈال دی تھی اور آپ
بھی واقف ہیں کہ کس طرح تمام تمام رات میں نے آپکے کاموں میں صرف کردی ہے اور کیسی کیسی
مشکلات میں میں نے آپ کا ساتھ دیا ہے ؛

عبدالملک کی اس فصیح و بلیغ گفتگو کا ہارون الرشید نے صرف یہ جواب دیا کہ واللہ اگر مجھکو بنی ہاشم
کا لحاظ مدِنظر نہ ہوتا تو میں تمہارا سر کٹوا دیتا یہ کہکر پھر عبدالملک کو قید خانہ میں بھیجدیا تھوڑے عرصہ
کے بعد بنی عباس میں سے ایک شخص کی سفارش پر اس مطلق العنان خود مختار شہنشاہ نے وہ تشدد
اور سختی موقوف کردی جو عبدالملک پر قید خانہ میں ہوئی تھی۔ عبدالملک ہارون الرشید کی وفات تک نظربند [illegible]

خلیفہ امین الرشید نے اپنی خلافت کے زمانہ میں عبدالملک کو نظربندی سے رہا کرکے اس کو
شام کا گورنر مقرر کردیا۔ عبدالملک کا گورنر شام مقرر ہونا

اپنے محسن اور آقا (امین) کی عنایت کے عوض اور شکرگزاری میں عبدالملک نے یہ حلف اٹھایا
تھا کہ اگر خلیفہ امین میری زندگی میں قتل ہو جاویگا تو ماموں کی اطاعت میں ہرگز ہرگز نہ [illegible]
لیکن عبدالملک نے امین سے پہلے ہی انتقال کیا۔

ایک موقع پر ہارون الرشید نے عبدالملک سے کہا کہ تم صالح کی نسل سے ہرگز نہیں ہو عبدالملک
نے کہا تو پھر میں کس کی نسل سے ہوں؟ خلیفہ نے جواب دیا کہ مروان کی نسل سے عبدالملک نے

Marfat.com

کہا ہاں شاید ایسا ہی ہو مگر مجھے اس بات کی اس وقت کوئی پروا نہیں کہ میری رگوں میں ان دونوں بزرگوں میں سے کس کا خون جاری ہے"۔

عبدالملک کی بابت یحییٰ برمکی سے استفسار

برامکہ کے زوال کے بعد ہارون الرشید نے ایک دن یحییٰ کے پاس ایک آدمی بھیجکر اُس سے کہلایا کہ اگر تم عبدالملک کے بغاوت انگیز خیالات کے کل حالات سے مجھکو مطلع کر دو گے تو میں تم کو تمہارے سابقہ منصب پر بحال کر دونگا۔

یحییٰ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم میں نے عبدالملک کے اس قسم کے خیالات کبھی نہیں پائے اور اگر اُس کے ایسے خیالات ہوتے تو میں اُس سے امیرالمؤمنین کی ہر طرح حفاظت کرتا کیونکہ امیرالمؤمنین کی تمام سلطنت اور حکومت گویا میری ہی سلطنت اور حکومت تھی اور میرا اقبال یا ادبار امیرالمؤمنین ہی کے اقبال اور ادبار پر منحصر تھا۔ پھر یہ امر کس طرح ممکن تھا کہ عبدالملک اس قسم کے خیالات میں مجھ سے امداد چاہتا۔ جیسا کہ آپ نے میرے ساتھ سلوک کیا کیا مجھے عبدالملک سے اس قسم کے سلوک کی امید ہو سکتی تھی (ہرگز نہیں) بلکہ اس حالت میں تو مجھے اپنی ابتری اور ادبار کی اُمید ہوتی نہ کہ بہتری کی برائے خدا اس قسم کی سازشوں کا ظن اور شبہ نہ کیجئے اور عبدالملک ایک بڑا لائق اور قابل شخص ہے اور ایسے شخص کو آپ کے خاندان میں دیکھنے سے مجھکو خوشی حاصل ہوتی تھی اسی وجہ سے میں نے اُس کو اُس کے عہدے پر مقرر کر دیا اور اسکے اطوار و عادات سے میں بہت ہی خوش تھا رہا یہ امر کہ میں اُس پر بہت مہربان تھا اور عنایت فرماتا رہا یہ صرف اُسکے علم و فضل اور قابلیت کی وجہ سے تھا۔

جب ہارون الرشید نے یہ جواب سُنا تو اُس نے یحییٰ سے پھر یہ دھمکی کہلا بھیجی کہ اگر اس معاملہ میں سچ سچ حال نہ بتلاؤ گے تو میں تمہارے بیٹے فضل کو مروا ڈالوں گا۔ یحییٰ نے معمولی متانت سے صرف یہ جواب دیا کہ امیرالمؤمنین سے کہدینا کہ ہم آپ کے اختیار میں ہیں آپ کا جو جی چاہے سو کر اور بات تو کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ سُن کر اُس آدمی نے فضل سے کہا کہ چلو امیرالمؤمنین نے

فضل اور یحییٰ کی عارضی جدائی

قتل کا حکم دیا ہے یہ سنکر باپ بیٹے نہایت دلی درد اور رقت کیساتھ ایک دوسرے سے رخصت ہوئے فضل نے کہا کہ اے باپ مجھ سے راضی ہو۔ یحییٰ نے جواب دیا کہ ہاں میں تجھ سے بہت راضی رہا اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے اسی طرح راضی رہے پھر فضل کو گویا قتل کرنے کے لئے یحییٰ کے پاس سے لے گئے لیکن خلیفہ کو یحییٰ کے برخلاف اس معاملہ میں کچھ معلوم نہیں ہوا اس لئے اجا۔

Marfat.com

تین دن کے فضل کو یحیٰ کے پاس پھر بھیجدیا۔

زبیدہ خاتون

زبیدہ خاتون ہارون الرشید کے چچا کی دختر اور اس کی نہایت پیاری اور معزز بی بی تھی یہ بھی مثل ہارون الرشید کے نہایت پاکدامن صاحب عفت و عصمت اور بڑی عابدہ و زاہدہ اور اعلیٰ درجہ کی سخی اور فیاض تھی۔ زبیدہ کی ایک سو کنیزوں کو قرآن شریف حفظ یاد تھا اور زبیدہ کو اگر کچھ کام تھا تو وہ قرآن خوانی کا تھا اُن سو کنیزوں میں سے ہر ایک تین چار رسے پڑھا کرتی تھی گویا زبیدہ خاتون کا محل مثل شہد کے چھتے کے تھا جو ہر وقت قرآن پڑھنے کی صدا سے گونجا رہتا تھا۔

زبیدہ خاتون کا فیض اب تک جاری ہے

یہ بات زبیدہ خاتون ہی کی فیاضی اور سخاوت کی وجہ سے ہے کہ پاک شہر مکہ میں اول ہی اوّل مرتبہ پانی بہت کثرت اور بڑی اچھی طرح سے بہم پہنچایا گیا تھا اس سے پہلے پانی کی وہاں بہت کمی تھی اور خصوصاً حج کے ایام میں جو ایک عظیم الشان سالانہ مجمع ہوتا تھا تو پانی کی ایک ایک مشک ایک ایک دینار (پانچ روپیہ) میں آیا کرتی تھی۔ علاوہ ازیں اُس سڑک پر جو بغداد سے مکہ شریف کو جاتی ہے زبیدہ خاتون نے بہت سے کنویں (چاہ) بنوا دیئے تھے اور حجاج کے آرام کیلئے متعدد کاروانسرائیں بنوا دی تھیں

زبیدہ خاتون کا انتظام خانہ داری

زبیدہ خاتون کی خانہ داری کا انتظام بھی بڑی فیاضی اور صرف کثیر سے ہوتا تھا زبیدہ کے لئے سونے اور چاندی کی رکابیوں اور طباقوں میں کھانا چنا جاتا تھا اس سے پہلے عرب کے دستور کے موافق صرف سفرہ بچھایا جاتا تھا یا چمڑہ کا دسترخوان ہوتا تھا اور امیروں اور بادشاہ سب کا یہی دستور تھا اور جس محل یا ہودہ یا تخت پر زبیدہ سوار ہوتی وہ آبنوس یا صندل کی لکڑی کا ہوتا تھا اور چاندی سے مرصع اور نقش و نگار سے مزین ہوتا تھا۔

زبیدہ خاتون کا باڈی گارڈ

زبیدہ نے اپنی کنیزوں کا اپنے لئے ایک باڈی گارڈ بنایا تھا اور اُن کو زرق و برق نفیس کی وردیاں بنوا دی تھیں اور جہاں زبیدہ جاتی یہ باڈی گارڈ اس کے ہمراہ ہوتا تھا۔ زبیدہ خاتون کی یہ رسم پھر بغداد کے تمام دولتمندوں اور امراء اور اشرافوں نے اختیار کرلی۔

ہارون الرشید کی سوانحعمری کی تحریر کے وقت اس زمانہ کی پولیٹکل مصلحتوں پر خیال کرنا ضروری ہے۔

ہارون الرشید کے چال و چلن عادات و اطوار پر بحث کرتے ہوئے یا اُسکے حالات لکھتے ہوئے ہم کو زمانہ حال کی خوبیوں اور نیکیوں کو سند گردان کر اُس کے کام کا ہرگز ہرگز موازنہ کرنا نہیں چاہیئے۔ بلکہ ہمکو یہ بات لازمی و ضروری ہے کہ ہم اُس خلیفہ عالیشان کے زمانہ کی پولیٹکل مصلحتوں پر پورا پورا خیال دوڑالیا کریں۔

ہارون الرشید کو دینی احکام اور اپنے مذہبی اعتقادات پر نہایت یقین تھا اور یہ بات کیونکر نہ ہوتی کیا وہ خدا کے رسول کا جانشین اور خلیفہ نہ تھا اور روئے زمین پر کیا وہ ظل اللہ نہ تھا اس کا یہ خیال تھا اور اس خیال میں تمام لوگ اُس سے متفق تھے کہ خلیفہ کو اس بات کا پورا اور جائز اختیار حاصل ہوتا ہے کہ جس کسی پر اُس کو شبہ ہو تو اس کو قتل کر دے کیونکہ اُس کے احکام میں بحث کرنا گویا اسلام کے برخلاف بغاوت کرنا ہوتا تھا اور کفر کا فتویٰ لگنے کا خوف ہو جاتا تھا۔

جعفر برمکی نے خود اپنے قتل کے حکم میں خلیفہ کے اختیار حاکم قتل پر اغلبًا کوئی بحث نہیں کی اور درحقیقت ایسا کوئی شخص بھی نہیں کر سکتا تھا گو عمومًا حکم سزا پر لوگوں نے واویلا کیا اور ماتم برپا کیا یا اپنے دلوں میں سزا کے واجبی ہوئے پر شک کیا۔

مستند اور معتبر ترجمہ — میں نے اس کتاب میں خلیفہ ہارون الرشید کے تمام شہنشاہانہ اور پولیٹیکل واقعات جو معتبر اور مستند کتابوں سے مل سکے لکھ دیئے ہیں۔ اب تک تو ہم نے خلیفہ ہارون الرشید کو ویسا خوش مزاج نہیں پایا جیسا کہ ہم الف لیلہ میں پڑھا کرتے ہیں لیکن یہ بات خوب ذہن نشین اور یاد کر لینی چاہیئے کہ الف لیلہ میں جو ہارون الرشید کا ذکر ہے وہ صرف اُن واقعات کا ہے کہ جن میں اس کے خوش مزاج دوست برمکیوں کا اُس پر اثر تھا یا جس وقت کہ وہ سلطنت کی ذمہ داری اور حزم اور احتیاطوں سے آزاد ہو کر سیر کو نکلا کرتا تھا اُس وقت کا ذکر ہے۔

اب ہم اس کے متعلق چند افسانہ جات لکھ کر کہ جن سے مشرقی کتابیں بھری پڑی ہیں ہارون الرشید کے نجی کے حالات لکھیں گے۔

باب پنجم

خلیفہ ہارون الرشید کے نجی کے حالات

الف لیلہ پر منتقانہ رائے — الف لیلہ کے قصوں میں ہارون الرشید کا نام اس قدر کثرت سے موجود ہے کہ اُسکے عہد کے چھوٹے چھوٹے واقعات کی آگاہی کے لیئے ہم کو اسی کتاب کی جانب طبعًا رجوع ہونا پڑتا ہے مگر اس بارے میں یہ کتاب ایک محقق کیلیئے تکمیلی نہیں ہو سکتی کیونکہ الف لیلہ کے بعض سے

افسانوں میں خلیفہ نے جو حصہ لیا ہے وہ بالکل ماتحت حصہ ہے [illegible]
لباس کر کے بغداد کے کوچوں میں پھرنے سے صرف دوسرے لوگوں [illegible]
اس کا سب سے بڑا سبب تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہارون الرشید کے متعلق جس قدر قصے [illegible]
ذو معنے الفاظ ہونیکی وجہ سے ٹھیک ترجمہ عربی سے انگریزی میں نہ ہو سکا اور یا یہ کہ بعض اور معانی
کے الفاظ کے مشتبہ و مترادف ہونیسے اُن الفاظ کا اصلی مطلب اور معانی کا لطف حاصل نہ ہو سکا۔

انگریزی زبان میں پُرانی وضع کی الف لیلہ وہ ہے جو مسٹر گیلنڈ نے فرانسیسی زبان سے ترجمہ کیا ہے اور اُسی کو لوگ عموماً کثرت سے پڑھتے ہیں لیکن اس ترجمہ سے مثل اصل عربی کتاب کے پورا پورا لطف حاصل نہیں ہوتا اور نہ اس کتاب سے مشرقی ممالک کی طرز زندگانی اور معاشرت کا پورا پورا احوال معلوم ہوتا ہے اس ترجمہ کی نسبت اُس ترجمہ سے زیادہ حالات معلوم ہوتے ہیں جو مسٹر لین نے حال میں کیا ہے۔

اول الذکر ترجمہ کے بعض قصہ جات میں تو نفس مطلب بھی خبط کر دیا گیا ہے۔ مثلاً اس امر کے معلوم ہونیسے بہت سے ناظرین حیران رہجاوینگے کہ الف لیلہ کے دو سب سے عمدہ قصے یعنے (الہ دین اور اُسکا عجیب و غریب چراغ) اور (علی بابا اور چالیس ٹھگوں کا) یہ دونوں قصے عربی کی اصل کتاب الف لیلہ میں موجود نہیں ہیں علی بابا کا قصہ تو میں نے خود عربی کی کتاب میں دیکھا ہے گو جس طرح سے الف لیلہ میں ہے اُس سے ذرا مختلف ہے۔ لیکن یہ بات مشتبہ ہے ابھی متحقق نہیں ہوئی کہ آیا الہ دین کا قصہ مشرقی ممالک کا افسانہ ہے یا نہیں کیونکہ الف لیلہ میں جو اُس کی طرز معاشرت کا حال لکھا ہوا ہے تو بالکل عربوں کے شہر کے طرز کی مانند ہے۔ الف لیلہ کے بہت سے قصے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ دیگر زبانوں کی کتابوں سے اور غالباً ایرانی قصہ جات سے لئے گئے ہیں۔ ہمکو اس جگہ الف لیلہ کے قصوں کو دوبارہ لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ اُن سے ہر شخص واقف ہے۔ الف لیلہ کا بڑا حصہ تو بالکل خالص افسانوں ہی سے پُر ہے پایہ ہو کہ خلیفہ ہارون الرشید جو راتوں کو بغداد میں پھرا کرتا تھا اسی وجہ سے پرانے زمانے کے قصے بہت ہو گئے جمال اور خاتونان بغداد اور تینوں قلندروں کے قصہ میں خلیفہ کا تو صرف یہ ذکر ہے کہ وہاں سب کا قصہ سنتا ہے اور ختم قصہ پر ایک خاص خاتون سے شادی کر لیتا ہے۔ یہ قصہ پایہ ہو کہ قصوں کا یہ سلسلہ بطور ایک سحر کے قصہ کے دلچسپ ہے اور اس کے آخر میں خلیفہ کو ایک جنیہ جو مسلمان ہے خلیفہ کو نائب اسلام کا پیشوا سمجھکر اُسکو سلام کر کے خلیفہ سے ملاقات کرتی ہے۔

ہارون الرشید سے ایک جنیہ کی ملاقات

جن عفریت اور غول کی تشریح

ممالک مشرقی میں بھی پریوں کی بابت اُسی طرح سے افسانجات مشہور اور مروج ہیں جیسے کہ یورپ میں ہیں لیکن ان ہر دو ممالک کے قصہ میں پریوں کی طاقت اور قوت میں کچھ اختلاف ہے۔ ایرانی لفظ پری اور انگریزی لفظ فیروے (پری) بلحاظ مخرج ایک ہی لفظ معلوم ہوتا ہے عرب کے قصوں میں یہ نظر سے پوشیدہ وجود یا تو جن ہوتا ہے یعنی بہت بڑی قوت اور طاقت والا دیو جو بجائے خاک کے آگ سے پیدا ہوا ہے لیکن اور دیگر باتوں میں انسان سے مشابہ ہوتا ہے یا عفریت ہوتا ہے جو بہت ہیبتناک اور عجیب الخلقت دیو ہوتا ہے لیکن یہ بہت شریر اور نقصان رسان ہوتا ہے۔ عربوں کے قصوں میں عجیب الخلقت مخلوقات اور بھی ہوتی ہیں مثلاً ہاتھ یا صدی اور یہ ایک قسم کا بھوت ہوتا ہے جو مقتول آدمی کے سر میں سے نکلتا ہے اور قصاص لینے کیلئے چلایا کرتا ہے علاوہ ازیں ایک غول ہوتا ہے جو آدم خور بھی ہوتا ہے اور آدمی کا خون بھی چوستا ہے اور الف لیلہ کے ناظرین غول کے نام سے تو خوب واقف ہونگے مثل پرانے زمانے کے قصوں کے ایک اور عجیب الخلقت جانور کا ذکر عربی قصہ جات میں ہوتا ہے جسکے اوپر کا نصف جسم انسان کے جسم کے مانند ہوتا ہے اور اُسکے وجود کی بابت اس درجہ یقین کیا جاتا ہے کہ بہت سے عرب مصنفین نے تو یہی تحریر کر دیا ہے کہ یمن کے لوگ اُس جانور کا شکار کر کے اُسکو بطور خوراک کے کھاتے ہیں۔ عربوں کے قصہ جات میں ساحروں اور جادوگرنیوں کا بھی بیان ہوتا ہے جن کو بھی انسانی معمولی قوت کے علاوہ مثل جنوں کے زور و قوت حاصل ہو جاتا ہے اور تمام جادو اور سحر کا منبع شہر بابل کے ایک کنوئے (چاہ) میں ہے جہاں آسمان سے پھینکے ہوئے دو فرشتے ہاروت اور ماروت نام ایڑیوں کے بل اوندھے لٹکے ہوئے ہیں اور قیامت تک ایسے ہی لٹکے رہیں گے جو شخص اُن سے سحر سیکھنے جاتا ہے تو وہ دونوں اسکو خوشی سے جادو سکھا دیتے ہیں۔

الف لیلہ میں تین سیبوں کا ایک قصہ ہے جس میں ذکر ہے کہ ایک ماہی گیر نے خلیفہ کی قسمت ... دریا میں جال پھینکا اور جب جال دریا میں سے کھینچا گیا تو اُس میں ایک جوان عورت کی ... نعش کو دیکھ کر ہارون الرشید نے جعفر سے کہا کہ یا تو اس مقتولہ کے قاتل کا پتہ لگا ... اس قصہ میں ایک ایسے حادثہ کا ذکر ہے جو در حقیقت وقوع ہوا ہوگا لیکن ہماری اس تاریخ سے اس قصہ کا کوئی خاص تعلق نہیں

نورالدین اور انیس الجلیس

نورالدین اور انیس الجلیس یا جس طرح کہ پرانے ترجموں میں ہے نورالدین اور خوبصورت کنیز ایرانی کے قصہ میں بھی خلیفہ ہارون الرشید کا ذکر ہے اور وہ اس طرح ہے کہ خلیفہ ایک رات دریائے دجلہ میں اپنی شاہی کشتی میں بیٹھا ہوا سیر کر رہا تھا یکایک وہ یہ دیکھ کر نہایت متعجب ہوا کہ دریا سے دجلہ کے کنارے خلیفہ کی

Marfat.com

سیر اور خوش طبعی کیلئے جو محل بنے ہوئے تھے اُن میں سے ایک محل میں اس قدر روشنی تھی
وہ محل روشنی کی وجہ سے بقعہ نور بن رہا ہے۔ خلیفہ اس روشنی کا سبب دریافت کرنے کیلئے
اور پوشیدہ طور سے وہاں گیا۔ وہاں جاکر ہارون رشید نے یہ دیکھا کہ اُس محل کا داروغہ جو ایک شیخ تھا اور
فضل عبادت وتقویٰ اور زہد کیلئے اب تک مشہور تھا اُسکے پاس ایک نوجوان آدمی اور ایک کنیز بیٹھے ہوئے
ہیں اور یہ تینوں شراب کے پینے میں مشغول ہیں یہ جوان آدمی اور یہ کنیز کسی مقامی گورنر کے خوف سے بغداد
بھاگ کر آئے تھے۔ خلیفہ اور جعفر ایک درخت پر چڑھ گئے اور ان کو دیکھنے لگے درخت پر سے خلیفہ نے دیکھا کہ
شیخ ابراہیم ایک بانسری نکال کر لایا جسکو ہارون رشید اپنے دربار کے مغنی سے سُنا کرتا تھا اور شیخ نے وہ
بانسری اُس کنیز کے بجانے کیلئے دی یہ دیکھکر خلیفہ نے جعفر سے کہا کہ اگر یہ کنیز اچھا نہیں گاویگی تو خدا کی قسم
میں تجھکو اور ان سب کو قتل کردونگا لیکن اگر اُس نے اچھا گایا تو میں ان سب کی خطائیں معاف کرکے
عدم نگرانی کی وجہ سے تجھکو پھانسی دیدونگا۔ جعفر نے کہا کہ یا اللہ یہ کنیز اچھا نہ گاوے۔ خلیفہ نے دریافت کیا
کہ یہ کیوں جعفر نے جواب دیا تاکہ پھر آپ ہم سب کو قتل کرڈالو اس لئے مرگ انبوہ جشنے دارد لیکن اس کنیز نے
اس خوش الحانی سے گایا کہ ہارون رشید کا تمام غصہ وغیرہ جاتا رہا اور خلیفہ نے چاہا کہ میں بھی بھیس بدل کر
ان کی محفل میں شریک ہو جاؤں۔ ایک ماہی گیر خلیفہ کی ممانعت کی ہوئی جگہ میں مچھلیاں پکڑ رہا تھا خلیفہ نے
عاریتاً اُس سے اُسکے کپڑے لیکے پہنے اور کچھ مچھلیاں لیکر شیخ اور اُسکے دوستوں کے پاس پہونچا اور اُنکے
ہاتھ کچھ مچھلیاں فروخت کیں۔ ان مچھلیوں کو خلیفہ نے اپنے ہی ہاتھ سے پکایا اور کھانا کھانے میں ان
لوگوں نے اس ماہی (خلیفہ) کو بھی شریک طعام کرلیا۔ پھر اُسکے آگے کا یہ قصہ کہ کسطرح یہ جوان آدمی بصرہ
کے بادشاہ کے وزیر متوفی کا بیٹا نکلا اور بہت سی مسافت اور سیاحت کے بعد کہ جسکے دوران میں وہ
اپنے حریف کے ہاتھ سے قتل ہونے سے بال بال بچ گیا اور بعدازاں خلیفہ کی ملازمت میں رہتے اپنی
کنیز کے کیسی فارغ البالی سے زندگی بسر کی ناظرین یہ سب قصہ الف لیلہ میں معلوم کرسکتے ہیں۔
الف لیلہ کے دیگر مشہور قصوں میں ایک تو جھوٹے خلیفہ کا قصہ ہے۔ ایک شخص جعلی ہارون الرشید بنکر
شاہی بجرے میں رات کو دریائے دجلہ کی سیر کیا کرتا تھا۔ ہارون الرشید ایک رات بھیس بدلے دریا پر جا نکلا
وہاں اس وضعی خلیفہ سے ہارون رشید کی مڈبھیڑ ہوگئی۔ پھر اس وضعی خلیفہ کی سیر موقوف ہوگئی۔
ایک سوتے جاگتے کا قصہ ہے جو کہ اب ہر مشہور زبان میں ترجمہ ہوگیا ہے دو قصے الف لیلہ میں ایسے

ہارون رشید
کی سلطنت اور
تصنیف

لکھے ہوئے ہیں جن میں ہارون رشید کی عدالت اور انصاف و فراست کا ذکر ہے لیکن یہ دونوں قصے ایک عیسائی آدمی کے کان کو عجیب معلوم ہونگے اور وہ یہ ہیں کہ ایک باورچی اس جرم میں ماخوذ ہوا کہ وہ جن روٹیوں میں گوشت بھر کر سموسہ بیچتا ہے وہ انسانی خوراک کے قابل نہیں ہوتی ہیں وہ نانبائی خلیفہ کے حضور میں سزا کیلئے پیش کیا گیا خلیفہ نے حکم دیا کہ اسکا سر کاٹکر اس کی دوکان کے دروازے پر ایک کیل میں ٹانکدو۔ اور اُسکے تمام سموسے شہر کے دروازہ کے باہر پھنکوا دو۔ اسی طرح ایک اور نانبائی ماخوذ ہوا وہ اپنے آٹے میں خراب آٹا ملاتا تھا اور وزن میں بھی روٹی کم تولتا تھا۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ اسکو اُسکے تنور میں زندہ جلادو اور اس کی دوکان گراکر زمین کے برابر ہموار کردو۔ مگر تھوڑے عرصے کے بعد وزیر اعظم جعفر نے جرأت کرکے خلیفہ سے عرض کیا کہ امیر المؤمنین! یہ سزا تو بہت ہی سخت ہے۔ ہارون رشید نے کہا ہاں شاید میں نے جلدی میں اسکو یہ سزا دیدی ہے۔ پھر جعفر کو حکم دیا کہ شہر کے سوداگروں کی نگرانی کیلئے تم پولیس کیواسطے نئے قوانین مرتب کرو

ممالک مشرق میں بادشاہوں کو اپنی رعایا کی جان لینے کا جو اختیار ہوتا ہے وہ چونکا دینے والا ہے ایک مرتبہ ہارون الرشید سے ایک یہودی نجومی نے یہ پیشین گوئی کی کہ تم ایک سال کے اندر مرجاؤگے۔ یہ سنکر ہارون رشید کو بڑا فکر ہوا اور کھانا پینا اور سب عیش و آرام چھوڑ دیئے۔ آخر کار یحییٰ وزیر اعظم نے جو جعفر کا باپ تھا یہ ارادہ کیا کہ میں خلیفہ کا فکر دور کرکے اُسکے دل کو مطمئن کردونگا اس نے اس نجومی کو خلیفہ کے حضور میں بلوا کر اُس سے یہ دریافت کیا کہ تم خود کبتک زندہ رہوگے۔ یہودی نے جواب دیا کہ میرا نجوم تو یہ کہتا ہے کہ میری بہت بڑی عمر ہوگی یحییٰ نے ہارون الرشید سے دریافت کیا کہ امیر المؤمنین! اگر آپ ارشاد کریں تو اس نجومی کو فوراً مار ڈالوں خلیفے نے کہا کہ ہاں اجازت ہے یحییٰ نے اس بدقسمت کا سر اُسی وقت اور وہیں تلوار سے اڑا دیا۔ یحییٰ نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین آپنے اس شخص کی پیشینگوئی کا جھوٹ اور سچ ملاحظہ فرمالیا خلیفہ کا رنج و فکر جاتا رہا اور اسکو اطمینان حاصل ہوگیا جن جن مورخوں نے یہ واقعہ لکھا ہے اُنہوں نے یحییٰ کے اس کام کو ہوشیاری اور عقلمندی بلکہ انسانی ہمدردی اور قابل تعریف کام خیال کیا ہے۔ اسی وجہ سے مشرقی علما اور ... دلوں میں آداب اور اخلاق کے قاعدوں کو ذہن نشین کرنیکے لئے ... ضروری یہ بات بھی تجھی تھی کہ وہ اپنے شہنشاہ کو جس قسم کی نصیحت کرنا یا مشورہ دینا چاہتے تھے تو اُسکے مناسب حال ایک قصہ بناکر بالواسطہ مشورہ دیا کرتے تھے اور اگر کوئی نصیحت یا مشورہ بلا واسطہ دیا جاتا تو اُس مشورہ کی عوض اُس مشیر کا سر کٹوا دیا جاتا تھا

ہارون الرشید کو نیند بہت کم آتی تھی اسلئے دل بہلانیکے لئے وہ با توسہ تبدیل لباس بغداد کے کوچہ و بازار

یہودی نجومی

ہارون رشید کی نیند کا

Marfat.com

میں پھرا کرتا تھا اور اُسوقت اُسکے معتمد ہمراہی جعفر اور مسرور ہوا کرتے تھے ... کہانیاں یا عمدہ عمدہ نظمیں سُنا کرتا تھا الف لیلہ کی تحریر کا باعث زیادہ تر یہی ... وہ قصے مندرج ہیں جو ہارون الرشید کی نیند کے نہ آنیکے وقت اُسکے حضور میں اسکا دل بہلانے کیلئے ... تھے ایک بار ایسے ہی موقعہ پر ہارون الرشید نے جعفر سے کہا کہ آج مجھے نیند نہیں آتی ہے اور میرا دل ... اور میں حیران ہوں کہ کیا کروں" یہ سنتے ہی مسرور جو پاس کھڑا ہوا تھا بے تحاشا کھل کھلا کر ہنس پڑا ... نے مسرور سے خفگی سے پوچھا کہ تو میری باتوں پر ہنستا ہے۔ یا تو دیوانہ ہوگیا ہے؟ خواجہ سرا نے جواب دیا کہ ... امیر المؤمنین! آپ تمام پیغمبروں کے سرتاج (رسول مقبول) کے رشتہ میں ہیں مجھے اس رشتہ کی قسم ہے جو آپنے فرمایا یہ بات نہیں ہے وہ بات اور ہے کہ جسکی وجہ سے مجھے ہنسی ضبط نہ ہوسکی اور وہ یہ ہے کہ میں نے کل ایک آدمی ابن القربی نام کو دجلہ کے کنارے سب لوگوں کو ہنساتے اور محظوظ کرتے ہوئے دیکھا تھا اسوقت اسکی یاد آکر مجھے یکایک ہنسی آگئی اور اس بات کی میں بعاجزی آپسے معافی چاہتا ہوں۔ خلیفہ نے فرمایا کہ تو ابھی جا کر اُسکو فوراً یہاں بلا لا مسرور گیا اور اس ظریف کو تلاش کرکے دربار میں لے آیا لیکن خلیفہ کے حضور میں لانے سے پیشتر مسرور نے اُس ظریف سے یہ ٹھیرا کہ جو کچھ امیر المؤمنین تجھکو دیں اُسمیں سے دو تہائی مجھے دینا اور باقی ایک تہائی تو لینا بہت سی بحث اور تنازعہ کے بعد ابن القربی نے یہ بات منظور کرلی اور پھر یہ دونوں خلیفہ کے حضور میں حاضر ہوئے معمولی آداب اور سلام کے بعد خلیفہ نے اُس ظریف سے کہا کہ اگر تمہاری باتوں سے مجھکو ہنسی نہیں آویگی تو میں تمہارے اس چمڑے کا بیگ تین بار ماروں گا۔ یہ کہکر ایک بیگ کیجانب اشارہ کیا جو خلیفہ کے پاس پڑا ہوا تھا اُس ظریف نے جسکو درحقیقت ایک دفعہ اول بھی ڈنڈوں سے پٹنے کا تجربہ ہوچکا تھا۔ اس بیگ سے تین دفعہ پٹنے کو بہت ہی خفیف تصور کیا مگر تاہم جسقدر اُسکے امکان میں تھا نہایت ہی لطیف و ظریف باتیں سنائیں کہ جنکے سننے سے ایک مغموم اور دیوانہ آدمی کو بھی ہنسی آئے بغیر نہ رہ سکتی لیکن خلیفہ کے چہرہ پر مسکراہٹ تک نہیں آئی پھر خلیفہ نے کہا کہ اب تم مار کھانے کے مستحق ہوگئے اور بیگ اُٹھا کر خلیفہ نے ایک بیگ ظریف کے مارا بیگ کے لگنے سے ایک آواز نکلی کیونکہ بیگ میں چھوٹے چھوٹے پتھر بھرے ہوئے تھے اور اس چوٹ کے لگنے سے ظریف کو بڑی تکلیف ہوئی ظریف نے خلیفہ سے عرض کیا کہ آپ ذرا صبر فرماویں۔ کیونکہ میرا اور مسرور کا یہ معاہدہ ہوچکا تھا کہ جو کچھ امیر المؤمنین عنایت فرمائینگے اُسمیں سے ⅔ حصہ مسرور کا ہوگا پس آپ باقی کے یہ دو بیگ مسرور کے ماریئے تاکہ بموجب معاہدہ کے اسکا حصہ اُس کو پہنچ جاوے یہ سنکر خلیفہ نے مسرور کو بلوایا اور اُسکے بیگ ...

ابن القربی اور مسرور کا معاہدہ

Marfat.com

شروع کیئے۔ ایک ہی بیگ کھا کر مسرور پکارا کہ امیر المؤمنین مجھکو تو ایک تہائی ہی کافی ہے۔ اس ظریف کو یہ ادا پسند آئی
یہ سنکر خلیفہ کو اسقدر ہنسی آئی کہ ضبط نہ ہو سکی۔ ہارون رشید بہت ہی ہنسا اور ان دونوں کو انعام دیکر رخصت کیا
الف لیلہ کے اور بہت سے دیگر چھوٹے چھوٹے قصے اور نیز دیگر عربی مورخین کی اور بہت سی
مبالغہ تصنیفات ہیں جن میں ہنسی اور دل لگی کی بیشمار باتیں ہیں جن کا یہاں بیان کرنا ناممکن ہے۔ اُن قصوں میں
باستثنائے چند کے واہیات باتیں ہارون الرشید کے دربار کے بڑے بڑے امراء کی ظاہر ہوتی ہیں اور
اسلیئے خلیفہ اور اُسکے درباریوں اور ندماء کا اخلاق بہت ہی کم درجہ کا ہو جاتا ہے یہانتک کہ اس زمانہ حال کی بُرائیوں
سے بدتر ہو جاتا ہے۔[ل]

ل یہ باتیں قابل اعتماد اور معتبر نہیں ہیں جیسا کہ خود اس جگہ مسٹر پامر صاحب نے لکھا ہے کہ ان باتوں میں نہایت درجہ کا مبالغہ کیا گیا ہے علاوہ ازیں مسٹر پامر اور دیگر مورخین الف لیلہ کے قصوں کو "باستثنائے چند" خالص افسانہ ہی سمجھتے ہیں۔ پھر یہ باتیں سچ کس طرح تصور کی جاویں۔ جب ایک بیان کا مخرج ہی جھوٹا مان لیا گیا تو پھر وہ بیان کیسے صحیح ہو سکتا ہے ایسا ہی دیگر کتابوں کا حال ہوگا مسٹر پامر نے کسی کتاب کا یا اس کے مصنف کا نام نہیں لکھا ورنہ اُن کی بابت بھی حق و راست ہونے پر بحث کی جاتی یہ دلیل مسٹر پامر کی سمجھ میں نہیں آتی کہ بالفرض محال اگر ان درباریوں کے خراب خصائل ہونے پر یقین بھی کر لیا جاوے تو ان کی برائی سے خلیفہ ہارون الرشید کا اخلاق کم پایہ کا کیوں ہو جاتا ہے یہ وہی مثل ہوئی کہ جرم کرے اور پکڑا جائے کوئی یعنی جرم کسی کا اور الزام کسی پر اگر یا لفرض خلیفہ پر یہ حملہ کیا گیا ہے کہ ایسے نالائق درباریوں کو اس نے اپنے دربار میں کیوں جگہ دی اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو عقل و قیاس اس بات کو نہیں مانتے کہ ایسا عابد و زاہد عالم و فاضل بادشاہ اپنی صحبت میں ایسے رذیلوں کو جگہ دے اور بر تقدیر اگر کوئی ندیم خفیہ طور سے ایسا ہو بھی تو خلیفہ کو غیب کا حال کس طرح معلوم ہو جاتا وہ بھی تو انسان تھا سوا خدائے تعالےٰ کے انسان غیب کب جان سکتا ہے۔ پامر صاحب نے الف لیلہ کا صرف حوالہ دیا ہے مگر افسوس اُن قصوں کی تشریح نہیں کردی کہ جن سے ہارون الرشید کے درباریوں کی بُرائی زمانہ حال کی بُرائیوں سے بھی بدتر ثابت ہوتی ہے الف لیلہ ہمارے سامنے ہے کئی بار الٹ پلٹ کر دیکھا مکرر سہ کرر کا تو کیا ذکر ہے مگر ہم کو برائیاں نہیں معلوم ہوئیں۔

یقین ہے کہ ناظرین آپ نے الف لیلہ تو کئی بار پڑھی ہوگی۔ یہ کتاب افسانوں کی نہایت مشہور ہے اور ہر جگہ مل سکتی ہے اس امر کی بحث آپ کے لئے چھوڑی جاتی ہے مگر ہم اسی طرح دیگر کتابوں پر اپنا قیاس دوڑاتے ہیں کہ ان کے الزام بھی غلط ہونگے۔

یہ بات قابل لحاظ ہے کہ کوئی زمانہ کبھی بھی برائیوں سے خالی نہیں رہا۔ دیگر ممالک کے مصنفین نے تو اپنے یا دیگر ملکوں کے بادشاہوں پر ایسے صاف صاف الفاظوں میں حملہ کیا ہے کہ جن کا بیان باعث شرم ہے خیر ان بیچارے عربی مصنفین نے (حسب بیان مسٹر پامر) تو غنیمت ہے کہ درباریوں پر ہی حملہ کیا براہ راست خلیفہ پر نہ کیا۔ اگر اپنی طاقت لسان سے خلیفہ پر خراب سے خراب برائیاں تھوپ دیتے تو ان کا کوئی کیا کر لیتا۔ مصنفین اپنے زور قلم کے آگے بادشاہ اور امراء کو پرکاہ کے برابر بھی نہیں سمجھتے اس بات کی دو ایک تمثیل ذیل میں وسیع کی جاتی ہیں۔ چارلس ڈکنز صاحب نے اپنی کتاب ذیل آف ٹو سٹیز) میں فرانس کے شہنشاہ اور وہاں کے امراء کی واہیات باتوں۔ زنا بالجبر قتل و غارتگری اور لوٹ مار کا کیا حال لکھا ہے کہ جس کے پڑھنے سے دل کانپ جاتا ہے انہی صاحب نے اپنی ایک دوسری کتاب (اڈونچراف اولیور ٹوسٹ) میں انگلستان کے بچوں کی اٹھا لانے وغیرہ باتوں کا حال لکھتے ہوئے حکام پر غفلت کا جرم کسطرح لگایا ہے اسی طرح ایک مصنفہ میری ہینٹ نے اپنی [illegible] میں انگلینڈ کے بادشاہ اڈورڈ چہارم اور اُسکے ندماء اور درباریوں پر کوئی واہیات یا بُری بات ایسی نہیں چھوڑی جس کا الزام ان بیچاروں پر نہ تھوپا ہو یعنی ایڈورڈ چہارم کا زبردستی خوبصورت عورت کو اس کے خاوند سے چھین لینا درباریوں کی سازشیں فریب۔ مکر۔ دغا اور شہدپن۔ غرض کوئی برائی ایسی نہیں چھوڑی جو ان پر نہ لگائی گئی ہو۔ اسی طرح ایک نہایت مشہور و معروف مسٹر جے۔ ڈبلیو ایم۔ رینالڈ صاحب نے اپنی کتاب "مسٹریز آف دی کورٹ آف لنڈن" میں جس کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے اور اس کا نام دربار لندن کے اسرار رکھا گیا ہے انگریزی قومی زندگی کا فوٹو۔ عیاشی کی برائیاں۔ بد معاشی کے نتیجے ریاکاری کی قباحتیں سیاہ کاری کی سزائیں خلق اللہ کے ساتھ بد سلوکی کا معاوضہ۔ جرائم کی پاداش وغیرہ وغیرہ یہ سب اس وقت کے شہزادوں معززاور معتمد امراء اور امیر لیڈیوں کی رفتار اور گفتار کے پیرایہ میں بیان کیا ہے اس کتاب کی بارہ جلدیں بڑی بڑی ضخیم ہیں (بقیہ صفحہ آیندہ)

Marfat.com

مگر ہاں اس بات کے ساتھ ہم کو اس امرِ واقعہ کا بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ ابو نواس [illegible]
کہانیوں کا بیان کرنے والا ہے وہ دربار کا مسخرہ تھا اور اغلب یہ ہے کہ حرم سلطانی کے [illegible]
حال جس کو یا تو خود خلیفہ یا اسکے غلام اُس سے بیان کرتے تو ابو نواس اس میں انتہا درجہ کا مبالغہ [illegible]

ہارون الرشید اور ابو نواس کے لطائف اور ظرافت کی سینکڑوں حکایتیں موجود ہیں منجملہ ان
ایک یہ ہے کہ ایک دن ابو نواس نے خلیفہ کے حضور میں یہ مقولہ بیان کیا کہ اکثر عذر گناہ بدتر از گناہ
خلیفہ کہتا تھا کہ نہیں۔ عذر ہمیشہ ہی بہتر ہوتا ہے اسپر دونوں کا بہت مباحثہ ہوا۔ آخر میں اس شاعر ابو نواس
نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین! رات ہونے سے پیشتر میں آپ پر اس مقولہ کی سچائی ثابت کر دونگا خلیفہ خفا
ہو کر یہ کہکر کھڑا ہو گیا کہ اگر تم اپنا یہ اقرار رات تک پورا نہ کروگے تو میں تمہارا سر کٹوا دونگا رات کو خلیفہ جب
اپنے حرم سلطانی میں گیا تو رات کے اندھیرے میں یکایک ایک ڈاڑھی والے چہرہ نے خلیفہ کی پیشانی
پر بوسہ دیا اس طرح کہ ڈاڑھی کے بال خلیفہ کے منہ پر رہے جس سے خلیفہ کو تکلیف ہوئی خلیفہ نے نہایت غصہ
سے حکم دیا کہ شمع لاؤ اور ایک جلاد کو بلاؤ جب شمع آئی تو خلیفہ نے دیکھا کہ جس ذات شریف نے یہ بیساختہ ہنسی
کی ہے وہ ابو نواس ہی ہیں جو خاموش کھڑے ہوئے ہیں خلیفہ نے خفا ہو کر پوچھا کہ اے شریر! اس حرکت سے
تیرا کیا مطلب ہے؟ ابو نواس نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین! میں نے تو آپکو زبیدہ خاتون تصور کرکے یہ
حرکت کی تھی۔ افسوس کہ زبیدہ خاتون کے شبہ میں آپ سے یہ حرکت کر بیٹھا میں آپ سے اپنے اس جرم کا عذر کر کے
معافی چاہتا ہوں۔ ہارون الرشید یہ سن کر اور زیادہ مشتعل ہوا اور پکارا کہ یہ عذر تو گناہ سے بھی بدتر ہے
سنکر ابو نواس نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین! آپکی زبان سے یہ لفظ "عذر گناہ بدتر از گناہ" کہلانا منظور تھا [illegible]

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تلاش سے ہر ملک کا حال معلوم ہو سکتا ہے ناظرین! مصنفین کونسی بُرائی ہے جو بادشاہوں اور امیروں اور ندیموں پر مسلط [illegible] مسٹر پامر نے عربی کتابوں کا نام نہیں لکھا ورنہ ہارون الرشید کے درباریوں کی برائیوں کا زمانہ حال کی برائیوں سے مقابلہ کرکے موازنہ تحریر کرتے مگر کتابوں کی [illegible] مجبوری ہے جس کا ہم کو افسوس ہے ۱۲ از مصباح مترجم ۔ لـه ہارون الرشید کے متعلق بہت سے غلط افسانے شہرت پکڑ گئے ہیں جن کی کچھ اصلیت [illegible] اور طرہ یہ کہ بعض مشہور مصنفوں نے بلا تحقیق ان بے سر و پا غلط واقعات کو اپنی تالیفات میں نقل کر دیا ہے جس سے عوام کو ان غلط خیالات کے [illegible] ثبوت مل گیا ہے بالخصوص بعض یورپین مصنفین نے اُن کو سچ سمجھ کر ایسے مضحکات کا خوب ہی خاکہ اڑایا ہے ایک عام قاعدہ ہے کہ جو شخص [illegible] خوبیوں کے شہرت اور نیکنامی حاصل کرتا ہے اس کی نسبت اچھی اور بری سینکڑوں روایتیں خود بخود پیدا ہو جاتی ہیں اور بعض حالتوں میں [illegible] ہو جاتی ہے کہ متین لوگوں کو اُس پر تواتر کا شک ہو جاتا ہے یہ بات ہارون رشید پر ہی کچھ منحصر نہیں ہے یہ حکایت عذر گناہ بدتر از گناہ [illegible] آگے کی حکایت مرغی اور مرغ کا لطیفہ جس کو پامر صاحب نے ہارون الرشید کے واقعات میں ذکر کیا ہے ہم اسکو تمام ہندوستان میں [illegible] جلال الدین اکبر بادشاہ کے دربار کی نسبت ملا دو پیازہ اور بیربل کے نام کی [illegible] ایسی کتابیں شائع کردیں ہارون رشید کی مانند اکبر کی بیدار مغزی اور شائستگی کی بھی تمام [illegible]

Marfat.com

اپنے اقرار کے بموجب یہ مقولہ ثابت کر دیا ہے۔ یہ کہکر ابو نواس رخصت ہوا۔ اس پر خلیفہ نے ہنسکر اُس کی جانب اپنا ایک جوتہ پھینکا۔

مرغ اور مرغی کا لطیفہ ایک مرتبہ ایسے دل لگی کے موقع پر ابو نواس خلیفہ سے پھر بازی لے گیا۔ ایک روز شام کے وقت خلیفہ مع اپنے ندمار کے دیوانخانے میں بیٹھا ہوا ہنسی مذاق کی باتیں کر رہا تھا۔ ابو نواس ابھی تک نہیں آیا تھا۔ اس دیر میں آنے کی وجہ سے سزا دینے کیلئے خلیفہ ہارون رشید نے ایک عمدہ تجویز سوچی خلیفہ نے ایک کھیل نکالا جس میں یہ قاعدہ رکھا کہ جس طور سے میں عمل کروں اُسی طرح سب عمل کریں جو عمدہ طور سے عمل کریگا اُس کو ایک دینار انعام دیا جاویگا لیکن جو شخص عمدہ طور سے عمل نہ کریگا اُس کے بارہ ڈنڈے لگائے جاوینگے۔ پھر ہارون الرشید نے کچھ انڈے منگائے۔ ان میں سے ایک انڈا لیکر اپنی مسند کے نیچے رکھ لیا۔ اسی طرح اپنے درباریوں کو عمل کرنیکا حکم دیا جنہوں نے ایک ایک انڈا اپنے نیچے رکھ لیا۔ وہ یہ سب انڈے چھپا ہی رہے تھے کہ اتنے میں ابو نواس بھی آموجود ہوا۔ اب خلیفہ نے کھیل شروع کیا اور ابو نواس کو بھی اپنے کھیل میں شریک کر لیا۔ جب ابو نواس شریک ہو گیا تو خلیفہ نے مثل مرغی کے بولنا اور چلّانا (کڑکنا) شروع کیا اور ایک انڈا اپنے نیچے سے نکالا اسطرح سے کہ گویا مرغی نے انڈا دیا ہے اسی طرح سب درباری عمل کرتے رہے یہانتک کہ ابو نواس کی باری آئی اُس کے پاس کوئی انڈا نہ تھا۔ وہ حیران تھا کہ میں یہ عمل کیسے کروں۔ اگر اسی طرح عمل نہ کرونگا تو بارہ ڈنڈے کھانے پڑینگے اور سب درباریونکی شرارت سے بھری ہوئی نگاہیں اُسکی جانب لگی ہوئی تھیں کہ یکایک ابو نواس اپنی جگہ سے جست کرکے کودا اور کمرے کے بیچ میں جا کھڑا ہوا اور اپنے بازو اپنی پسلیوں سے پھڑپھڑا کر بار بار اور بڑے زور سے پکارا کہ "کڑوں کوں" گویا کہ وہاں اور سب مرغیاں ہیں اور صرف یہی مرغ ہے اس پر خلیفہ اور سب حاضرین ہنس پڑے اور خوش ہو گئے اور ابو نواس پٹنے سے بچ گیا۔

ابو نواس کی ڈاڑھی کا لطیفہ ابو نواس کی ایک اور ظریفانہ حکایت مشہور ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک [illegible] بادشاہ نے ابو نواس کی ڈاڑھی مول لے لی۔ اور حکم دیا کہ "اسے اب نہیں بڑھائے جاؤ تا کہ لمبی ہو جاوے جب ضرورت ہوگی میں لے لونگا"۔ ایک دن دربار میں ابو نواس نے کچھ ایسی حرکت کی کہ جس سے خلیفہ ناراض ہوا اور اُسنے بطور تنبیہ ابو نواس کو حکم دیا کہ اپنی ڈاڑھی کا خیال رکھو یہ سنتے ہی ابو نواس نے اپنے دونوں ہاتھ [illegible] کرنیکے طور سے اُٹھائے

میں ان بے اصل فسانوں کی کچھ بھی اصلیت نہیں پائی جاتی۔ اب سمجھ لینا چاہیئے کہ ایسے ناشائستہ اور مزخرفات قصے اکبر اور ہارون الرشید جیسے بیدار مغز بادشاہوں کی نسبت [illegible] کے نزدیک کب قابل قبول ہو سکتے ہیں ۱۲ مصباح مترجم

Marfat.com

اور زور سے پکارا کہ الحمد للہ یہ ڈاڑھی اب پھر میری ہو گئی کیونکہ امیر المومنین خود ... ہنس پڑا اور اُس کا غصہ فرو ہو گیا۔

اس حکایت سے سپین کے بادشاہ کے ایک درباری کی بعینہٖ نظیر یاد آتی ہے ایک مرتبہ بادشاہ نے بے توجہی سے اپنے ایک درباری سے لفظ "دوست" کہدیا یہ لفظ سنتے ہی اُس درباری نے فوراً ٹوپی اپنے سر پر اوڑھ لی۔ اس پر بادشاہ اسپین نے خفگی سے اس سے دریافت کیا کہ اس آزادی اور گستاخی کی تو نے کس سے اجازت لی ہے اُس نے عرض کیا حضور مجھکو ضرور امرائے اسپین کے زمرہ میں داخل کر چکے ہیں ورنہ اس طرح دوست کہکر مجھ سے گفتگو نہ فرماتے اور اس لئے میں نے اُنہیں حقوق کی وجہ سے جو امراء کو حاصل ہوتے ہیں اپنی ٹوپی حضور کے سامنے اپنے سر پر رکھ لی ہے اس پر درحقیقت بادشاہ نے اس کو زمرہ امراء میں داخل کئے جانے کا حکم دے دیا۔

ابو نواس اپنی ظرافت اور حاضر جوابی کی وجہ سے کئی دفعہ علاوہ مار پٹنے کے اس سے بھی زیادہ سخت سخت سزاؤں سے بچ جاتا تھا۔ خلیفہ ہارون الرشید کو شراب[1] پینے کی بہت عادت تھی اور علاوہ ازیں وہ قرآن شریف کے دیگر احکاموں سے بھی اکثر متجاوز ہو جاتا تھا ایک دن مذہبی احکام اور نیک خیالی کی وجہ سے یہ حکم دیدیا کہ ابو نواس کو اسی وقت اور اسی جگہ قتل کر ڈالو۔ ابو نواس نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین کیا آپ مجھکو بے جرم اور بلا دلیل متلون المزاجی سے قتل کراتے ہیں۔ ابونواس کی حاضر جوابی

ہارون الرشید نے کہا کہ نہیں بلکہ تم قتل کئے جانیکے مستحق ہو۔ اس شاعر نے جواب دیا کہ اللہ تعالے ابھی گنہگاروں کو اول اُن کے جرائم سے مطلع فرماتا ہے اور پھر اُن کو معاف کر دیتا ہے فرمائیے کہ میں قتل کئے جانیکا کس وجہ سے مستحق ہوں؟ خلیفہ نے کہا کہ تم نے جو ایک شعر کہا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اے ساقی مجھکو شراب

[1] خلیفہ ہارون الرشید کے شراب پینے یا مے نوشی سے علامہ ابن خلدون نے انکار کیا ہے لیکن نبیذ کا پینا علامہ موصوف کو بھی تسلیم ہے یہ نبیذ کھجور کی تاڑی یعنی تازہ عرق ہوتا تھا جس کو رنگین طبع بجائے شراب کے استعمال کرتے تھے اور علماء عراق نے اس کی حلت کا فتوٰی بسبب اس کے کہ اس میں نشہ نہیں ہوتا تھا دے دیا تھا چنانچہ ابو نواس لکھتا ہے ع اباح العراقی النبیذ وشربہ۔ عراقی سے امام ابو حنیفہ مراد ہیں اس قسم کے حیلے اور مے نوشی خلفاء میں عام طور سے تھی بلکہ اُس وقت کی عام معاشرت کا یہی نمونہ تھا اور مے نوشی سے ہر جگہ نبیذ کا دور مراد ہے المامون میں بھی حلت نبیذ کی بابت ایسا ہی احوال مرقوم ہے ... یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید کا شراب یا دیگر منشی عرقیات پیتا تو درکنار ہرگز ہرگز ان کو چھوتا تک نہ ہوگا کیونکہ اگر وہ خود ... تو ابو نواس کو صرف خیالی شراب پینے یا یہ کہو کہ نظم میں شراب کا پینا باندھنے پر کیوں ماخوذ کرتا۔ بالفرض محال اگر ہارون الرشید کی ایسی عادت ہوتی تو ابو نواس جواب میں صاف صاف گفتگو کر رہا ہے کیا یہ ممکن تھا کہ وہ خلیفہ سے لیے بچاؤ کیلئے یہ کہتا کہ میں نے تو شعروں ہی میں شراب کا پینا خیالی باندھا ہے اور آپ تو درحقیقت پیتے ہیں جو حکم مذہبی سرے اور ... ہوتا ہے وہی آپ پر ... کہتا خلیفہ میں درحقیقت یہ عادت تھی ہی نہیں جو شخص مذہبی احکاموں کا ایسا پابند ہو کر شراب کے پینے تک کے خیال سے اس قدر نفرت ظاہر کرے

پینے کو دے اور مجھ سے کہہ کہ یہ شراب ہے۔ جبکہ میرے سب افعال علی الاعلان اور ظاہر ہیں تو تو مجھ سے شراب کا نام کیوں چھپاتا ہے"۔ اسلئے شراب پینے کی وجہ سے تم قتل کئے جانیکے مستحق ہو گئے ہو۔ ابو نواس نے پوچھا کہ امیر المؤمنین! کیا آپ واقف ہیں کہ مجھے شراب دیدی گئی تھی اور میں نے اُس کو پی لی تھی؟ خلیفہ نے کہا کہ ہاں مجھے ایسا شبہ ہے۔ ابو نواس نے کہا کہ کیا آپ مجھے شبہ پر قتل کرانا چاہتے ہیں؟ حالانکہ قرآن شریف میں حکم ہے اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ یہ سن کر ہارون الرشید نے جواب دیا کہ تم نے اور نظمیں بھی ایسی ہی کہی ہیں جن کی وجہ سے تم قتل کے مستحق ہو مثلاً تمہارے شعر میں الحاد کا مضمون ہے اور جس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص اس بات کی اطلاع دینے کیلئے واپس نہیں آیا کہ وہ جنت میں یا دوزخ میں"۔ ابو نواس نے پوچھا کہ اچھا امیر المؤمنین! آپ ہی فرمائیے کہ کیا کوئی شخص اس بات کی بابت اطلاع دینے واپس آیا ہے؟ خلیفہ نے جواب دیا کہ نہیں یہ سن کر ابو نواس نے کہا کہ اس بات کا مجھے کامل یقین ہے کہ سچ بات کہنے میں آپ مجھے قتل نہ کروائینگے خلیفہ نے کہا کہ ان سب باتوں کے علاوہ تم نے اپنے ایک شعر میں اللہ تعالیٰ کی نسبت نعوذ باللہ کلمات بے ادبی کا اظہار کیا ہے اور اس شعر کا مضمون یہ ہے کہ اے [illegible] ایسا شخص ہے کہ مصیبت کے طوفان کے پیدا ہونیکے وقت ہم سب کی آنکھیں تیری ہی جانب لگی رہتی ہیں۔ آپ تشریف لائیے کیونکہ میں اور تو دونوں مل کے آسمانوں کے بادشاہ کو شکست دے سکتے ہیں"۔ ابو نواس نے خلیفہ سے پوچھا کہ کیا ہم نے اُس (اللہ تعالیٰ) کو شکست دیدی؟ خلیفہ نے جواب دیا میں نہیں جانتا کہ تم نے کیا کیا۔ ابو نواس نے کہا کہ امیر المؤمنین! جس بات کو آپ جانتے ہی نہیں ہیں تو اس کے عوض آپ مجھکو قتل نہ کرینگے ہارون الرشید جواب دیتے دیتے تھک گیا اور اس سے زیادہ صبر نہ ہو سکا ابو نواس سے کہا کہ تم اپنی یہ بیہودہ گفتگو بند کرو۔ تم نے ہمیشہ اپنی نظم میں ایسی ایسی باتوں کا ذکر کیا ہے کہ جن کی وجہ سے تم قتل کے مستحق ہو گئے ہو ابو نواس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو یہ باتیں [illegible]

کہ شاعر کو سخت ترین سزا (قتل) دینا پسند کیا ہے تو یہ بات عقل کب مانتی ہے کہ وہ شراب [illegible] ہوگی۔ چنانچہ علامہ ابن خلدون اور دیگر معتبر اور مستند مورخ اس بات کی تصدیق [illegible] تاڑی کھجور کی پیتا تھا کہ جس کی حلت کا فتویٰ مذہبی پیشواؤں نے دے دیا تھا اور مذہبی کتابیں [illegible] کہ ہارون الرشید مذہب کا بڑا پابند تھا اور بڑا ہی عالم و فاضل تھا پھر جو شخص مذہب کا پابند ہو اور عالم باعمل اور فاضل اجل ہو ایسی باتوں کا جو مذہبی احکام کے خلاف ہوں روا رکھ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اور یہ جو مسٹر [illegible] نے لکھا ہے کہ وہ دیگر احکام قرآن کی پابندی نہیں کرتا تھا [illegible] بالا جواب کافی ہے اور دوسرے یہ ایک بے دلیل بات ہے اور مسٹر [illegible] نے اس کی کوئی نظیر بھی نہیں لکھی اسلئے یہ بلا دلیل بات [illegible]

بہت بیشتر سے جانتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے والشعراء یتبعھم الغاوٗن
الم تر انھم فی کل واد یھیمون وانھم یقولون مالا یفعلون اور شاعروں کی باتوں پر وہ
چلتے ہیں جو گمراہ ہیں تو نے نہ دیکھا کہ وہ ہر وادی اور میدان میں سر مارتے پھرتے ہیں اور وہ ایسی باتیں
کہتے ہیں جن کو وہ نہیں کرتے،، خلیفہ نے فرمایا کہ ابو نواس کو جانے دو قتل نہ کرو۔ یہ تو کسی طرح گرفت میں آتا
ہی نہیں اس طرح حاضر جوابی سے ابو نواس کی جان بچی۔

حمید الطوسی کی حاضر جوابی

حاضر جوابی اور ظرافت بعض وقت بہت مفید پڑتی ہے اور اس کی تصدیق مفصلہ ذیل واقعہ سے ہوتی ہے۔ حمید الطوسی ایک بڑا افسر تھا۔ ایک دفعہ خلیفہ ہارون الرشید اس سے ناراض ہو گیا اور حکم دیا کہ اس کو فوراً اسی جگہ قتل کر دیا جاوے۔ یہ حکم سنکر حمید نے رونا شروع کر دیا۔ ہارون الرشید نے پوچھا کہ تو کس لئے روتا ہے حمید الطوسی نے کہا کہ میں مرنے کے ڈر سے نہیں روتا۔ موت تو تمامی ذی حیاتوں کیلئے عام تقادیر ہے لیکن مجھے اس بات پر رونا آتا ہے کہ افسوس امیں اس دنیا سے امیر المؤمنین کی خفگی کے دوران میں روانہ ہوتا ہوں۔ ہارون الرشید کو ہنسی آگئی اس کے قتل سے درگذرا اور اس کی جان بخشی کر دی

اسحٰق مغنی کی حاضر جوابی کا صلہ

اصمعی کا بیان ہے کہ ایک بار ہارون الرشید نے اسحٰق کے راگ گانے کی تعریف کی اور اسی وقت بطور انعام کے ایک رقم زر کثیر اس کو دے جانے کا حکم دیا۔ اس مغنی نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین! آپ کے تعریفی الفاظ میرے راگ سے بہت زیادہ فصیح و بلیغ ہیں پھر آپ مجھے انعام کس لئے عطا فرماتے ہیں؟ اس شکر گزاری کے صلہ میں خلیفہ نے اس کو اور زیادہ انعام دیا۔ اس پر اصمعی لکھتا ہے کہ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ اسحاق روپیہ کے پیدا کرنے میں مجھسے زیادہ ہوشیار ہے،،

سفیان اور فضیل کی حکایت

ایک حکایت جو اس زمانہ کی خصوصیات سے ہے اور جس سے اس طریقہ کا پتہ لگتا ہے کہ جس طور سے خلیفہ ہارون الرشید نے اس قدر دولت بے انتہا جمع کی تھی وہ حسب ذیل ہے۔

ایک بار سفیان بن عینیہ جو بغداد کے "قاضی القضاۃ" تھے اور "علم حدیث" کے بڑے مشہور اور مستند معتبر راوی ہیں مع ایک عابد گوشہ نشین کے جن کا نام فضیل تھا خلیفہ کے پاس آئے جب یہ خلیفہ کے محل میں داخل ہوئے تو فضیل نے پوچھا کہ خلیفہ کونسا ہے سفیان نے اشارہ سے بتلا دیا کہ یہ خلیفہ ہیں پھر خلیفہ سے جانب مخاطب ہو کر فضیل نے کہا کہ "اے خوبصورت چہرہ والے" ! تو ہی وہ شخص ہے جو لوگوں پر حکمرانی کرتا ہے

Marfat.com

اور تو نے ہی اپنے کندھوں پر اس قدر ذمہ داری لی ہے ۔ درحقیقت تو نے اپنے کندھوں پر بھاری بوجھ دھر لیا ہے۔"
یہ نصیحتانہ گفتگو سن کے خلیفہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ۔ جب رقت سے خلیفہ کو تسکین ہوئی
تو حکم دیا کہ ان دونوں بزرگوں کو ایک ایک تھیلی زرنقد کی دی جاوے ۔ مگر فضیل نے زرنقد نہ لیا
ہر چند خلیفہ نے اصرار کیا کہ آپ قبول کر لیں اور اگر آپ کو خود اس کی ضرورت نہیں ہے تو آپ اللہ تعالیٰ
کی راہ میں اس کو خیرات کر دینا مگر فضیل نے اسکے لینے سے قطعی انکار کر دیا ۔ سفیان نے ان سے کہا کہ آپ
لے لیں ۔ کیوں اس قدر انکار کرتے ہیں ؟ یہ سنکر فضیل نے قاضی القضاۃ کی ڈاڑھی غصہ سے پکڑ لی
اور کہا کہ تم قاضی القضاۃ ہو کے اس قدر غلطی عظیم کے کس طرح مرتکب ہوئے ؟ اگر ان لوگوں نے
(یعنی خلیفہ اور اسکے مقرر کردہ حکام نے) یہ روپیہ جائز طور سے حاصل کیا ہو تو اس حال میں مجھ کو اس کا
قبول کرنا جائز ہوتا۔"

علم حدیث

حدیث وہ اقوال ہیں جو حضرت محمد صاحب سے منسوب کئے جاتے ہیں اور حدیثیں گویا قرآن
شریف کی ضمیمہ جات ہیں ۔ ان میں ہر قسم کے قوانین (شریعت) موجود ہیں یہاں تک کہ زندگی کے روزمرہ
کے کام بھی انہیں کے مطابق کئے جاتے ہیں لیکن کوئی حدیث معتبر نہیں مانی جاتی جب تک کہ براہ راست مختلف
معتبر اشخاص (راویوں) کے ذریعہ سے اس کا سلسلہ حضرت محمد صاحب تک نہ پہنچتا ہو اور حدیث کے قابل
قبول ہونے کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ اس حدیث کے ہر ایک راوی کا نام ظاہر کیا جاوے
مثلاً اگر کوئی ناواقف مسلمان کسی اہل حدیث سے یہ مسئلہ دریافت کرے کہ آیا حج کے ایام میں بھڑ (زنبور)
کو مار ڈالنا جائز ہے یا نہیں ؟ کیونکہ ان ایام میں مکہ شریف میں سوائے قربانی کے جانور کے ذبح کرنے
کے اور جانور کا مار ڈالنا شریعت میں ممنوع ہے تو اہل حدیث اس مسئلہ کا جواب یوں دیگا کہ میں نے
الف رضی اللہ عنہ سے یہ بات سنی ہے ب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے اس طرح کہا کہ انہوں نے
ج رضی اللہ عنہ سے یہ سنا جنہوں نے د سے سنا تھا اور اسی طرح سلسلہ
علی رضی اللہ عنہ تک آتے ہیں جو پیغمبر صاحب کے چچازاد بھائی تھے کہ انہوں نے محمد صاحب
کو کہتے ہوئے سنا کہ اگر یہ جانور (زنبور) کسی آدمی کو کاٹ لے تو اسکو سواک سے مار ڈالنا چاہئیے
پیغمبر صاحب کو سواک کے استعمال سے بہت ہی شوق تھا اور اس طرح بھڑ کا مار ڈالنا
جائز اور مشروع ہو گیا۔"

Marfat.com

اہل حدیث اور عیسائی کی حکایت

ایک اہل حدیث[1] کی بابت یہ حکایت مشہور ہے کہ ایک دفعہ وہ اور ایک عیسائی ایک کشتی میں سوار تھے۔ عیسائی کی طبیعت ناساز تھی اس لیے اُس نے ایک شراب کی بوتل نکال ایک گلاس بھر کے اپنے پینے سے پہلے اپنے ہم سفر مسلمان کے آگے تواضعاً پیش کیا اہل حدیث نے بیں اُس گلاس کو پی گیا اور بعد ازاں اپنے ہونٹوں کو پونچھ پانچھ دریافت کیا کہ یہ کیا چیز تھی عیسائی نے سادہ دلی سے جواب دے دیا کہ یہ شراب تھی۔ یہ سنکر وہ اہل حدیث چیں بجبیں ہوا کیونکہ یہ شخص واقف ہے کہ مسلمان شراب نہیں پیتے ہیں۔ ان کی شریعت میں شراب حرام ہے اس نے عیسائی سے دریافت کیا کہ کیا درحقیقت یہ شراب ہی تھی؟ عیسائی نے جواب دیا کہ بیشک شراب تھی میرا غلام اس شراب کو ایک یہودی سوداگر سے خرید کر کے لایا تھا اس فاضل اہل حدیث نے جواب دیا کہ تم عجیب ضعیف الاعتقاد بیوقوف آدمی ہو ہم اہل حدیث یزید ابن ہارون اور سفیان ابن عینیہ جیسے معتبر اشخاص کی حدیث کے مستند اور معتبر ہونے پر بڑی

[1] اس امر سے تمام زمانہ واقف ہے کہ مسلمان اہل سنت وجماعت چار مذہب حنفی۔ مالکی۔ شافعی حنبلی کے پیرو ہیں۔ قرآن وحدیث اور اجماع امت وقیاس سے ان مذہبوں کی حقیقت اور اُن کی تقلید کا راہ راست ہونا بخوبی ثابت ہے تیسری صدی سے لے کر تیرہویں صدی کے اخیر تک سب مسلمانوں کا اتفاق تھا کہ یہ چاروں مذہب حق ہیں اور سب مسلمان ان چاروں مذہبوں میں سے کسی ایک کے پابند چلے آئے ہیں تیرھویں صدی میں نجد سے (جس کی قباحتیں صحیح حدیثوں سے ثابت ہیں) ایک شخص عبدالوہاب نامی نکلا حنبلی مذہب کہلا کر اہل سنت سے بہت سے مسائل میں مخالف ہوا اور جہال وغیرہم کو اپنا معتقد بنالیا اُن کا یہ عقیدہ تھا کہ ہمارے عقیدہ والے مسلمان ہیں ناحق سب اگلے پچھلے مسلمان مشرک اور کافر ہیں اور اسی خام خیال کو پختہ جان کر مسلمانان اہل سنت اور اُن کے علماء کے قتل اور غارت کو مباح کر دیا اور حرمین شریفین پر بھی تغلب کر لیا یہاں تک کہ ۱۲۳۳ھ میں انکی شوکت ٹوٹی اور گھر بار اجڑے اور لشکر اسلام کی فتح ہوئی جیسا کہ رد المختار میں جو مقبول العرب والعجم کتاب ہے یہ ذکر درج ہے اور صاحب رد المختار نے ان لوگوں کو خارجیوں اور باغیوں میں مندرج کیا ہے پھر اس گروہ کے عقائد کی کتاب جس کا نام کتاب التوحید مشہور ہے اور جس میں نبیوں اور ولیوں کو بت اور مسلمان ناخدا پرست لکھا ہے دہلی میں آئی اور انتشار پائی معتبرین سے سنا ہے کہ مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ نے اخیر عمر مرض میں اُسے دیکھ کے فرمایا تھا اگر عمر نے وفا کی تو اُس کا رد بلیغ تحفہ اثنا عشریہ کے طور پر لکھوں گا۔ مگر قضا الٰہی سے وصال ہو گیا اور وہ کتاب دہلی میں چھپی جس سے ہندوستان میں وہابی لوگ نکلے بدعتوں کی قباحت بیان کرتے کرتے اسلام کے نیک کاموں کو بھی شرک اور بدعت کہنے لگے کئی تو ان میں سے مقلد تھے اور بعضے غیر مقلد اور پھر سب غیر مقلد ہو گئے اور تقلید اماں دین مجتہدین کو شرک وحرام کہنے لگے اور لکھنے لگ گئے۔ علماء دیندار نے اُن کے جواب لکھے مگر بسبب قرب قیامت اور شیوع فتنہ وعرامت کے یہ لوگ تخریب اسلام میں دن بدن ترقی کرتے گئے بعضے اُن میں سے نیچری بن کر ضروریات دین سے منکر ہو گئے اور بہتوں نے اللہ تعالیٰ کی تقدیس اور تنزیہ میں فرق ڈال کر اس پاک ذات جل شانہ کو جسمانی مکانی بنا دیا اور اہل سنت سے اصولاً و فروعاً مخالفت میں اصرار کیا۔ مذہبوں سے بیزاری کرتے ہیں اور مذہب حنفی سے تو نہایت ہی اڑتے ہیں اور اپنی نادانی یا ہوا ر نفسانی کی رو سے اس نامی گرامی مذہب کے اکثر مسائل کو مخالف قرآن وحدیث بیان کرتے ہیں باوصفیکہ چاروں طرف سے جواب باصواب پاتے ہیں مگر اپنی ضد اور ہٹ سے باز نہیں آتے ہیں۔ اپنا نام عامل بالحدیث بتاتے ہیں اور ہوائے نفس کے تابع ہو کر یقیناً آیت وحدیث کے مخالف چلے جاتے ہیں حدیثوں کی سند کا نام لے کر تعصب سے حرام کو حلال اور حلال کو حرام بتا دیتے ہیں اور اماماں دین مجتہدین نے جن صحیح حدیثوں سے مسائل اخذ کئے ہیں ان کو موضوع اور نہایت ضعیف صرف اپنی زبان اور قلم سے بنا لیتے ہیں اور غور کرنے والے کے نزدیک ان کا ایسا حال ہے جیسا کہ کتاب مستطرف کی یہ حکایت ایک اہل حدیث اور عیسائی کی ہے اس میں مرقوم ہے کہ شراب پی کر ان محدث نے یوں کہا کہ اے احمق نصرانی ہم اہل حدیث تو جس سلسلہ میں سفیان ابن عینیہ ویزید بن ہارون جیسے

Marfat.com

بحث کرتے ہیں اور دلیل کرتے ہیں تو کیا میں اب ایک غلام کے اعتبار پر جس نے ایک یہودی سے سنا ہو تیرے ایک عیسائی کی بات کا یقین کرلوں مجھے یقین نہیں ہے کہ یہ شراب ہوگی - لاؤ ایک اور گلاس بھر دو

کتاب الاغانی کی طرز تحریر

عرب مصنفین کا یہ قاعدہ کہ کسی حکایت کے راویوں کے سلسلہ کو اُس کے اصلی بیان کرنے والے تک پہنچانا علاوہ دینی باتوں کے دنیاوی تواریخ میں مروج ہے مثلاً خلیفہ ہارون الرشید کے سوتیلے بھائی اور اسحاق مغنی میں جو بحث اور جھگڑا ہوا تھا جس کا ذکر آئندہ تحریر کیا جاوے گا - اس کا بیان کتاب الاغانی کے مصنف نے لکھا ہے - کتاب الاغانی ایک مشہور کتاب ہے جس میں شعراء اور مغنیوں کا تذکرہ ہے اُس نے یہ ذکر ایک شخص محمد نامی سے سنا تھا اور محمد نے یہ ذکر اپنے باپ احمد سے اور احمد نے اپنے باپ اسمٰعیل سے سُنا تھا اور اسمٰعیل نے اپنے بھائی اسحاق سے سنا تھا جس کا خود یہ ذکر ہے اس کتاب میں جس قدر حکایات ہیں وہ سب اسی طرح لکھی گئی ہیں اور اس لیئے ان حکایتوں کو یہ تصور کرنا چاہیئے کہ مختلف لوگوں کو یہ باتیں معلوم تھیں اور جن مختلف اشخاص کا بیان ہوتا ہے اُن کا پتہ دیگر ذرائع سے بھی بآسانی مل سکتا ہے - اس لیئے ان حکایتوں کا صحیح اور واقعی ہونا صاف ظاہر اور ہویدا ہے -

قاضی ابو یوسف

یہ لوگ شاہی یا اپنے مربی امراء کی خواہش کے موافق اپنے علم سے فیصلہ کردینے سے خوب واقف تھے قاضی ابو یوسف[1] کا خلیفہ ہارون الرشید کے سامنے پیش ہونے اور عہدہ پر مقرر ہونے کی وجہ

(بقیہ صفحہ گزشتہ) ہیں تو تھوڑے سے نسیان وغیرہ کی جرح سے انکی حدیث کو رد کردیتے ہیں تو جس سلسلہ روایت میں نصرانی اور اُس کا غلام اور [illegible] ہو اُس کا اعتبار ہم کب کرسکتے ہیں بخاری نے ضعف اسناد کی وجہ سے اس کو لی لیا ہے یہ کتنی سوا ایسے محارشات ہیں مستطرف ایک عربی کتاب ہے اور عربی کی زبان میں ہے یہ کتاب مصر کے چھاپہ خانے میں چھپی ہے - افسوس ہے کہ مسٹر پامر اسلام کے فرقوں کے اصول سے ناواقف تھے اپنی انہوں نے [illegible] کو اہل حدیث لکھدیا یہانتک کہ قاضی ابو یوسف جیسے عالم و فاضل سنت کو بھی انہی اہل حدیث میں سے لکھدیا - حالانکہ اہل سنت والجماعت وہ لوگ ہیں جو قرآن و حدیث و اجماع امت (فقہ) اور قیاس مجتہدین کے پیرو ہیں اور اسی دین (مذہب) ہیں کثرت سے مسلمان ہیں اور فرقہ اہل حدیث وہ ہے جو صرف قرآن و حدیث پر صرف اپنے اجتہاد سے عمل کرتے ہیں - قاضی ابو یوسف صاحب اور دیگر تمام علماء [illegible] والجماعت تھے اہل حدیث نہ تھے مسٹر پامر نے ناواقفی سے سب کو اہل حدیث لکھدیا ہے - بات درست نہیں [illegible]

(حاشیہ متعلق صفحہ ہذا) [1] سیرۃ النعمان میں مرقوم ہے کہ قاضی ابو یوسف امام ابو حنیفہ کے شاگرد رشید ہیں [illegible] کوفہ پیدا ہوئے تکمیل علوم کے بعد ۱۶۶ھ ہجری میں خلیفہ مہدی کے زمانہ میں قاضی مقرر ہوئے لیکن [illegible] ممالک اسلامیہ کے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے قاضی صاحب متعدد علوم میں کمال [illegible] ابو یوسف تفسیر مغازی اور ایام العرب کے حافظ تھے اور فقہ ان کا ادنی [illegible] امام ابو حنیفہ کے اور بہت سے ائمہ وقت کی خدمت میں قاضی صاحب نے علم کی تحصیل کی - اعمش ہشام بن عروہ سلیمان تیمی - ابو اسحاق شیبانی - یحیی ابن سعید انصاری وغیرہ سے حدیثیں روایت کیں محمد بن اسحاق سے مغازی و سیر پڑھی محمد بن ابی لیلیٰ سے فقہ کے مسائل سیکھے خدا نے ذہن اور حافظہ ایسا قوی دیا تھا کہ ایک ہی زمانہ میں ان تمام علوم کی تحصیل کرتے تھے - جمعرات کے دن ظہر کے وقت ربیع الاول کی پانچویں تاریخ ۱۸۲ھ ہجری میں وفات پائی اور مرتے وقت زبان پر یہ الفاظ تھے اے خدا تو جانتا ہے کہ میں نے کوئی فیصلہ عمداً خلاف واقعہ نہیں کیا میری ہمیشہ کوشش رہی کہ جو فیصلہ ہو تیری کتاب اور پیغمبر کے طریقہ کے موافق ہو قاضی صاحب [illegible] (بقیہ صفحہ آئندہ)

Marfat.com

اُن کی خوش اخلاقی ہے دربار کے ایک افسر نے ایکبار دروغ حلفی کی۔ ابو یوسف نے ایک فیصلہ دیا جو بالکل مطابق شریعت تھا اُس کو بے قصور ثابت کرکے رہا کرادیا تھا۔ اس افسر نے ایک دن ایک مسئلہ میں حیران پاکے اُس فاضل شیخ کی خلیفہ سے سفارش کی اور کہا ابو یوسف جھوٹ اور سچ کی تمیز میں اور فتویٰ دینے میں مثل ایک غلطی نہ کرنے والے طبیب کے ہیں یہ سنکر خلیفہ نے ابو یوسف کو بلوایا۔ جب قاضی محلوں کی دو طرفہ قطاروں کے بیچ میں سے جارہے تھے قاضی ابو یوسف نے ایک محل کی کھڑکی میں ایک خوبصورت جوان کو دیکھا جس نے ان کو دیکھتے ہی اپنی مصیبت کا حال اشاروں سے اُن سے کہا اور اُن کی مدد کا خواہاں ہوا جب ابو یوسف خلیفہ کے حضور میں حاضر ہوئے خلیفہ نے اُن سے فوراً یہ مسئلہ پوچھا کہ "اگر کوئی امام یا مذہبی پیشوا خود اپنی آنکھ سے کسی شخص کو ایسا جرم کرتے ہوئے دیکھکر گرفتار کرے کہ اُس جرم کے لئے شریعت میں سزائے تازیانہ مقرر ہو تو کیا امام پر اس شخص کو سزا دینا لازمی ہے،، قاضی ابو یوسف نے اپنی ہشیاری سے خیال کیا کہ جس جوان کو میں نے محل کی کھڑکی میں بیٹھا دیکھا تھا وہ ضرور خلیفہ کا رشتہ دار ہوگا اور یہ فتویٰ شاید اُسی کی بابت دریافت کیا ہے۔ ابو یوسف نے فوراً اس مسئلہ کا جواب دیا کہ "نہیں،،

یہ فتویٰ سُن کر ہارون الرشید سجدہ میں گیا اور اللہ تعالیٰ کا بے نہایت شکر ادا کیا پھر قاضی ابو یوسف سے پوچھا کہ تمہارے اس فیصلہ کی کیا دلیل ہے۔ قاضی صاحب نے جواب دیا کہ اللہ اور اسکے رسولؐ کا حکم ہے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) بڑے دولتمند تھے چنانچہ وقت انتقال کے وصیت کی کہ چار لاکھ روپیہ مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ۔ کوفہ اور بغداد کے محتاجوں کو دیئے جائیں۔ قاضی صاحب پہلے شخص ہیں جس نے علماء کے لئے ایک خاص لباس تجویز کیا جو آج تک برتا جاتا ہے ورنہ اس سے پہلے تمام لوگوں کا ایک لباس تھا تصنیفات میں کتاب الخراج مشہور ہے جیسا کہ مسٹر پامر نے انکو زمرہ المحدثین میں لکھا ہے یہ اہلحدیث نہ تھے بلکہ سنت والجماعت تھے مسٹر پامر کی تحریر نقیض بہت ہوتا ہے چنانچہ انہیں قاضی صاحب کے بیان عنوان میں تو لکھدیا ہے کہ بادشاہ یا امراء کی خواہش کے موافق فتویٰ دیتے تھے اور آگے جاکے بیان کیا ہے کہ یہ فتویٰ اُنہوں نے بالکل مطابق شریعت دیا مضامین جمع کسطرح ہو سکتی ہیں۔ ہاں یہ ثمرہ تعصب ہے جو یورپین مورخین میں مذہبی امور میں خصوصاً بہت پایا جاتا ہے قاضی صاحب کی تاریخ زندگی میں جو چیز سب سے زیادہ قابل قدر ہے وہ یہ ہے کہ وہ اپنے فرائض اس جرأت اور آزادی سے ادا کرتے تھے جس کی مثال ایشیائی سلطنتوں میں بہت کم مل سکتی ہے۔ کتاب الخراج آپ کی مشہور تصنیف ہے۔

ہارون الرشید نے خراج اور جزیہ کے متعلق قاضی صاحب سے یادداشتیں طلب کی تھیں۔ قاضی صاحب نے اس کے جواب میں چند تحریریں بھیجیں اگرچہ اس میں اور بہت سے مضامین ہیں لیکن زیادہ تر خراج کے مسائل ہیں اس لئے اس کو اس زمانہ کا قانون مالگذاری کہہ سکتے ہیں اس میں بعض موقع پر تنبیہاً ہارون الرشید کو انصاف اور حکمرانی کے طریقہ کی بابت آزادانہ بہت سخت الفاظ میں مخاطب کیا ہے قاضی صاحب کے سوا کس کی جرأت تھی کہ ہارون الرشید کی نسبت ایسا لکھتا تعجب ہے کہ ایسا آزاد اور پاکیزہ نفس شخص بھی دشمنوں کے حملہ سے نہیں بچا۔ قاضی صاحب کے مخالفین نے ان کو خوشامدی اور زمانہ ساز کہا ہے اور اس مضمون کی چند روایتیں بھی گھڑلی ہیں۔

بعض مورخین جن کو رطب و یابس سے کچھ بحث نہیں ان بیہودہ روایتوں کو نقل کردیتے ہیں جو کوتاہ بینوں کے لئے بس است کا کام دیتی ہیں اس قسم کی بعض حکایتیں تاریخ الخلفاء میں منقول ہیں مگر یہ ظاہر ہے کہ کتاب الخراج کے مقابلے میں ان روایتوں کا کس حد تک اعتبار ہو سکتا ہے

کہ شبہ پر کسی کو سزا نہ دی جائے۔ ہارون الرشید نے جواب دیا کہ جب کسی شخص نے خود اپنی آنکھ سے دیکھ لیا ہو تو پھر شبہ کہاں رہا۔ ابو یوسف نے کہا کہ بہ نسبت جاننے کے دیکھنا بہتر نہیں ہے اور نیز کسی جرم سے آگاہی ہونا بھی سزا دینے کیلئے کافی نہیں ہو سکتی تاوقتیکہ شاہد اُسکی بابت گواہی نہ دیں ایسا ہی شریعت میں حکم ہے۔ علاوہ ازیں کسی شخص کو اپنے آپ خود بغیر گواہ فیصلہ کرنیکا کب اختیار حاصل ہے خلیفہ کو ان مسئلوں کے سننے سے تسکین ہوگئی۔ پھر ہارون الرشید اور اُسکے بیٹے دونوں نے دو ہی جوان آدمی جو محل میں قید تھا اور جسکو راستہ میں قاضی ابو یوسف نے دیکھا تھا وہ جوان خلیفہ ہارون الرشید کا بیٹا تھا بڑی بڑی رقمیں زر نقد کی قاضی ابو یوسف کو بطور انعام دیں کیونکہ انہوں نے مسئلوں کا مفہوم اور مطلب مثل ندیموں کی گفتگو کے بہت ہی اچھی طرح ہشیاری اور دانائی سے خلیفہ کو سمجھایا

خلیفہ ہارون رشید کے جنتی ہونیکا فتویٰ

ایک اور موقع پر علماء نے ہارون الرشید کی بابت یہ فتویٰ دیدیا کہ خلیفہ بیشک جنت میں داخل ہوگا کیونکہ ہارون الرشید اپنے ایام جوانی میں ایک بار باوجود قدرت اور قادر ہونیکے اپنی ہوا و حرص نفسانی کے فریب میں آنے سے محترز رہا تھا اس سے ہارون الرشید کو بے انتہا خوشی اور خرمی تھی اور اسی طرح قرآن شریف میں آیا ہے "لیکن وہ لوگ جو اپنے مالک اللہ تعالےٰ کے انتقام سے ڈرتے ہیں اور اپنی ارواح کو ہوا و حرص شہوانی سے بچاتے ہیں اور روکتے ہیں درحقیقت جنت انہیں لوگوں کے رہنے کے لئے ہے"

عیسیٰ ابن جعفر اور اس کی کنیز

قاضی ابو یوسف ہمیشہ نیک نام رہے اور خلیفہ کو اپنے علم دینی سے بہت مدد دیتے رہے ایک دن ہارون الرشید نے اُن کو بلوا کر اپنے اور اپنے ایک رشتہ دار مسمی عیسیٰ ابن جعفر کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے حَکَم قرار دیا۔ عیسیٰ ابن جعفر کے پاس ایک کنیز تھی وہ خلیفہ کو پسند آگئی۔ اسلئے ہارون الرشید نے بطور تحفہ ہدیہ کے اُس کو لینا چاہا عیسیٰ نے کنیز کے دینے سے انکار کردیا۔ اس پر خلیفہ نے عیسیٰ سے کہا کہ اگر کنیز نہ دیگا تو اس کو قتل کردونگا اُس وقت بیچارے عیسےٰ نے خلیفہ

له اس سے زیادہ ہارون الرشید کی دینداری۔ پابندی مذہب اور انصاف اور معدلت عامہ کی اور کیا دلیل ہوگی کہ جرم کے شبہ میں اپنے عزیز بیٹے کو بھی فوراً قید کردیا۔ اور بیشک اگر علماء مذہب اُس کی سزا کے وجوب کا فتویٰ دے دیتے تو وہ ضرور اس کو سزا بھی دیتا کیونکہ قید اسی لئے کیا ہی تھا اور اس امر کی صرف دو نظیریں مل سکتی ہیں۔ ایک تو اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو سزا شرعی دی تھی اور ایک نوشیروان شہنشاہ ایران کی بابت بھی ایسی ہی حکایت مشہور ہے پھر بعض ناواقف مورخین تعصب سے یا جہل سے اگر یہ لکھیں کہ وہ مذہبی احکام کا پابند نہیں تھا تو اُن کا بیان کسی طرح بھی قابل سند اور لائق وقعت نہیں ہو سکتا اسکے علاوہ اور بیسیوں شہادتیں اس کی پابندی مذہب اور معدلت کے بارہ میں موجود ہیں ۱۲ از مصباح مترجم۔

Marfat.com

مفصل بیان کی کہ میں نے خلیفہ کو یہ اقرار تحریر کر دیا ہے کہ اگر میں کبھی اس کنیز کو
فروخت کروں تو اسی وقت میری بیوی پر طلاق ہو جاوے اور میرے سب غلام آزاد ہوں اور جو
جائداد ہے وہ محتاج اور مساکین کیلئے وقف ہو جاوے اسی وجہ سے میں کنیز کے دینے سے
انکار کیا۔ خلیفہ نے اس امر کا فیصلہ کرنے کے لئے قاضی ابو یوسف کو بلوایا اور یہ سب معاملہ ان سے
کہا انہوں نے ذرا سوچ کر عیسیٰ کو یہ صلاح دی کہ تو نصف کنیز کو خلیفہ کو بطور تحفہ کے دیدے اور دوسرے
نصف کو خلیفہ خرید فرمالے تاکہ اس کی قسم اُتر جائے چنانچہ اسی طور سے یہ معاملہ باحسن وجوہ ختم ہوا
اسی طرح ایک دفعہ جعفر برمکی اور خلیفہ کے درمیان فیصلہ کرنے کیلئے یہی ابو یوسف حَکَم مقرر ہوئے
تھے ایک رات جعفر برمکی اور ہارون الرشید دونوں نے نبیذ کا جلسہ قرار دیا تھا خلیفہ نے جعفر سے کہا کہ
میں نے سنا ہے تم نے ایک کنیز خریدی ہے جسکے خریدنے کا میں مدت سے شائق تھا تم اس کنیز کو میرے ہاتھ فروخت
کردو جعفر نے کہا میں تو اس کو بیع نہیں کرسکتا خلیفہ نے کہا اگر بیچتے نہیں تو مجھے ویسے ہی دیدو جعفر نے
کہا کہ میں اس کو ہدیۃً بھی نہیں دیسکتا۔ یہ سنکر ہارون الرشید غصہ میں چلا اُٹھا کہ اگر تم اس کنیز کو میرے ہاتھ بیع
کرو نہ ہدیۃً دو۔ تو زبیدہ پر طلاق بائن ہے یہ الفاظ بمشکل منہ سے نکلے ہی ہونگے کہ ان کے مطالب پر
جعفر اور خلیفہ آگاہ ہوئے اور دونوں خاموش ہو گئے۔ پھر خلیفہ نے کہا کہ یہ ایک ایسا معاملہ آپڑا ہے
جسکو سوائے قاضی ابو یوسف کے اور کوئی فیصل نہیں کر سکتا۔ قاضی صاحب کو فوراً بلوایا گیا۔ قاضی صاحب
یہ سمجھ کر کہ خلیفہ نے مجھکو اس وقت آدھی رات کو جو بلوایا ہے تو بیشک کوئی بہت ضروری معاملہ رجوع
ہوگا اس لئے وہ جلدی سے اُٹھے اور اپنے خچر پر سوار ہوئے اور سائیس سے کہا کہ توبڑہ میں دانہ ڈالکر اس کو
لیتا چل وہاں مجھے بہت دیر لگے گی اور تو اس عرصہ میں خچر کو دانہ کھلا دینا۔ جب قاضی صاحب وہاں پہنچے تو
خلیفہ ہارون الرشید تعظیم کیلئے کھڑا ہو گیا اور ان کا استقبال کر کے ادب سے اپنے برابر مسند پر بٹھالیا اور پھر
وہی گفتگو دوہرائی جو اُس میں اور جعفر میں ہوئی تھی قاضی صاحب نے یہ سن کر اول تو وہی ترکیب بتائی
جس کا ذکر اوپر کی حکایت میں گذرا ہے لیکن ہارون الرشید کو اس بات سے تسکین نہیں ہوئی کیونکہ
خلیفہ اُس کنیز کو فوراً اپنے قبضہ میں بغیر اپنی قسموں کے کفارہ کے پورا کئے لینا چاہتا تھا ابو یوسف نے
کہا کہ اس سے زیادہ کوئی آسان حجت شرعی نہیں ہو سکتی کہ اُس کنیز کا اپنے غلاموں میں سے ایک
کے ساتھ اُس کا نکاح کردو اور پھر وہ غلام بعد نکاح اس کو طلاق دیدے تب وہ کنیز آپ پر حلال ہو سکتی ہے

جعفر برمکی اور اسکی کنیز

ا۔ دیکھو حاشیہ بصفحہ آئندہ

Marfat.com

خلیفہ نے ایک غلام کو بلا کر اس کنیز کا اس سے وہیں اور اُسی وقت نکاح کر دیا اور پھر اس غلام کو
حکم دیا کہ تو اس کنیز کو طلاق دیدے مگر اس غلام نے طلاق دینے سے بالکل انکار کر دیا گو اس کو لالچ
بھی بہت دیا گیا مگر وہ راضی نہیں ہوا اس بات سے خلیفہ کو نہایت درجہ غصہ اور طیش آیا۔ قاضی
صاحب اب اور زیادہ مشکل مسئلہ کی فکر میں ہوئے اور پھر انہوں نے یہ صلاح دی کہ اس کنیز کے
خاوند کو بطور غلام کے اسی کنیز کو دیدیا جائے جب اُن کی اس حکم کی تعمیل ہوگئی تو قاضی صاحب نے
پھر یہ فتویٰ دیا کہ اس کنیز کا نکاح اس غلام سے جو ہوا تھا وہ اب منسوخ ہو گیا اس لئے کہ یہ غلام اب اس
کنیز کی ملکیت میں آگیا ہے۔ خلیفہ اور جعفر قاضی صاحب کی اس ہشیاری اور آگاہی علوم سے اس قدر
خوش ہوئے کہ جب قاضی صاحب رخصت ہو کر گھر جانے لگے تو اُن کے خچر کے توبڑے کو دونوں نے سونے (طلائی) بھر دیا۔

اس واقعہ پر عربی مورخ نے جو تشریح اپنی جانب سے لکھی ہے وہ یہ ہے کہ " اے فاضل ناظرین!
اس واقعہ سے کئی عمدہ نتیجے حاصل ہوتے ہیں۔ اول تو یہ کہ جعفر خلیفہ ہارون الرشید کو راضی کرنا چاہتا
ہے دوسرے اس حکایت سے ہارون الرشید کی نرم دلی اور رحم دلی اور انصاف اور معدلت کا حال
معلوم ہوتا ہے تیسرے قاضی ابو یوسف صاحب کے فضل و کمال اور تبحر علوم کا احوال ظاہر ہوتا ہے
اللہ تعالیٰ اُن سب کی ارواح پر بطفیل اپنے حبیب پاک کے رحمت فرماوے لیکن قسم کے کفارے کا
جو سوال ہے اس کو ہمارا خاص فرقہ مشکل سے یا بکراہ منظور اور جائز رکھتا ہے اور قاضی ابو یوسف
صاحب نے تو اس مسئلہ کا استخراج اپنے فرقہ کی شریعت کے عین مطابق کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس سے

(حاشیہ متعلق صفحہ ۱۵۲) لہ بعض خاص حالتوں میں جبکہ مرد اور عورت کا باہم نکاح ہونا شرعاً ممنوع ہو جاتا ہے مثلاً اگر کسی خاوند نے اپنی بیوی کو تین بار طلاق دیدی اور وہ شخص اس عورت سے پھر نکاح کرنا چاہے تو یہ شرعی ممانعت اسی طور سے رفع ہو سکتی ہے کہ وہ عورت اول کسی دیگر شخص سے نکاح کرے اور بعد ازاں اس شخص سے طلاق لیوے تب اول خاوند سے نکاح جائز ہے صرف الفاظ طلاق خاوند کے طلاق واقع ہو جانے کیلئے کافی ہیں۔ یہ نوٹ خود مشہر یا مترجم کا ہے۔

(حاشیہ متعلق صفحہ ہذا) لہ قاضی ابو یوسف صاحب سنت والجماعت کے چار فرقوں میں سے حنفی المذہب تھے اور یہ عربی مورخ باقیماندہ سنت الجماعت تین فرقوں یعنی شافعی حنبلی۔ یا مالکی میں سے کسی فرقہ میں تھے کتاب درمختار میں جو غایت درجہ کی با اعتبار بلکہ سرور عالم صلعم کی برکات کے آثار سے ہے مرقوم ہے کہ حنفی المذہب میں ہونے کا شکریہ ہم خاکساروں بے وقاروں سے کہاں ادا ہو سکتا ہے جب والمغرب جیسے اولیاء عظام یوں فرما گئے۔

حسبی من الخیرات ما اعددته یوم القیامۃ فی رضی الرحمن
دین النبی محمد خیر الورے ثم اعتقادی مذہب النعمان

یعنے قیامت کے دن باری تعالیٰ کے خوش کرنے کے لئے مجھکو یہ دو نیک کام کافی ہیں ایک تو دین اسلام دوسرا مذہب امام ہمام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جناب مصنف درمختار فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف اسطرح کیوں نہ فرماتے؟ ایسا عارف کامل کب کوئی ہوا ہے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے پچپن حج اور چالیس برس تک شب بیدار رہ کر عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی اور تیس سال تک علی الاتصال سوائے عیدین وایام تشریق کے روزہ دار رہے اور تمام عمر محنت شاقہ کر کے تدوین فقہ (بقیہ ... آئندہ)

Marfat.com

بہتر جاننے والا ہے کہ کونسی بات راستی پر ہے۔

ذیل کی حکایات سے کچھ وہ احوال معلوم ہوتا ہے جس طرح سے خلیفہ بالعموم اطراف پر عامل یا گورنر مقرر کرکے بھیجا کرتا تھا۔

عاملوں اور گورنروں کی تقرری کا طریقہ

اسمٰعیل بن صالح جو عبدالملک کا بھائی تھا جن کا ذکر اس سے بیشتر کتاب ہذا میں لکھا جا چکا کہ خلیفہ اُن سے ناراض ہو گیا تھا، ایک دن ہارون الرشید نے ملاقات کے لئے اپنے پاس بلوایا اسمٰعیل نے اپنے بھائی عبدالملک سے یہ اقرار کر لیا تھا کہ تمہارے قید کے زمانے میں تمہارے پاس میں کہیں نہیں جاؤنگا، لیکن فضل وزیر اعظم کی ترغیب سے جس نے اسمٰعیل سے کہا کہ تم عبدالملک سے یہ کہکے اجازت لیلو کہ خلیفہ کی طبیعت ناساز ہے اس لئے میں اُس کی عیادت کو جاتا ہوں۔ اسمٰعیل خلیفہ کے حضور میں حاضر ہونے کو روانہ ہوا لیکن اُس کے روانہ ہونے سے پیشتر عبدالملک نے اسمٰعیل سے کہا کہ وہ لوگ تم کو شراب پلانا اور تم سے راگ سننا چاہتے ہیں پس اگر تم وہاں جا کر یہ کام کروگے تو پھر میں تم کو اپنا بھائی نہیں سمجھونگا جب اسمٰعیل خلیفہ کے سامنے حاضر ہوا تو خلیفہ نے بڑی ہی مہربانی سے اُس کا استقبال کیا اور اپنے ہمراہ کھانا کھلایا۔ بعد کھانا کھلانیکے معالج شاہی جبرئیل بن بختیشوع عیسائی نے خلیفہ کو

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اور علم دین اسلام کو درجۂ کمال پر پہنچایا اور اخیر حج میں بیت اللہ شریف کے مجاوروں سے اجازت لیکر اندر داخل ہوئے اور دونوں ستونوں کے درمیان کھڑے ہو کر دوگانہ نفل ادا کیا اور دونوں رکعتوں میں پندرہ پندرہ سیپارے پڑھکر قرآن مجید ختم کیا بعد فارغ ہو کر زاری کرکے مناجات کی کہ الٰہی ما عبدک ہذا العبد الضعیف حق عبادتک لکن عرفک حق معرفتک یعنی خداوندا اس عاجز بندے نے تیری بندگی کا حق ہرگز ادا نہیں کیا مگر تیرے ایمان اور معرفت میں جہانتک کہ مخلوقات کا امکان ہے حق معرفت کا ادا کیا ہے پس عبادت کے نقصان کو معرفت کے کمال کی خاطر بخشدے تو بیت اللہ شریف کے اندر سے آواز غیبی آئی کہ ای ابو حنیفہ تو معرفت میں کامل ہے اور ہماری عبادت بھی تو نے اچھی کی وقد غفرنالک ولمن اتبعک ممن کان علیٰ مذہبک الی یوم القیمۃ ۔ یعنی یہ ہوئے کہ ہم نے تجھکو اور تیرے تابعداروں کو جو قیامت تک عبادت اور معرفت اور مجتہدات شرعیہ میں تیرے پیرو ہیں سب کو بخشا مراد یہ ہے کہ مسائل اسلام میں یعنی تمیز حلال و حرام ومابین فرض و واجب و سنت ومباحات وغیرہ اعمال صالح کا آپ کی تحقیق کے موافق عامل ہو یہ نہیں کہ صرف نام کے حنفی ہونے سے بہشتی ہوسکے اور قطب الاقطاب حضرت شیخ فریدالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ تذکرۃ الاولیا میں لکھتے ہیں کہ "آن چراغ شرع وملت آں شمع دین و دولت آن نعمان ثابت حقائق۔ آں عالم ... آن عارف عالم صوفی امام جہاں ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ صفت کسیکہ بہم زبانہا ستودہ باشد ... در ریاضت مجاہدہ او خلوت و مشاہدہ او نہایت رانداشت و در اصول طریقت و فروع شریعت درجہ رفیع و نظر سے ... مشائخ را دیدہ و با امام صادق رضی اللہ عنہ صحبت داشت واستاد فضیل و ابراہیم ادہم و بشر حافی و داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہم ... و لبسے بروضۂ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اجمعین رفت وگفت السلام علیک یا سید المرسلین جواب آمدہ علیک السلام یا امام المسلمین انتہی پس ایسی شہادتوں سے جب ثابت ہوا کہ غفر اللہ تعالیٰ کے فضل سے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اور سچے پیرو مغفور الانام ہیں اور امام صاحب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ان سچے سلف ... کے پیشوا اور امام ہیں تو ہم ... اُنکے اتباع پر فخر کیوں نہ کریں اور اس تقلید کو ذریعہ نجات کیوں نہ جانیں ...

Marfat.com

تھوڑی سی شراب پینے کی صلاح دی خلیفہ نے کہا خدا کی قسم اجب تک اسمٰعیل میرے ساتھ نہیں پئے گا میں بھی ہرگز نہیں پیونگا اسمٰعیل نے عرض کیا امیرالمؤمنین ! میں نے اس قسم کی باتوں سے توبہ کرلی ہے لیکن خلیفہ نے یہ انکار قبول نہیں کیا اس پر دونوں نے تین تین گلاس شراب کے پئے۔ بعدازاں ایک پردہ جو سامنے پڑا تھا وہ اٹھ گیا اور کنیزوں نے آکر ناچنا اور گانا شروع کیا اور فوراً بزم عیش و طرب مہیا ہو گئی۔ اسمٰعیل کو نہایت سرور ہوا۔ ہارون الرشید کے ہاتھ میں جواہرات بیش بہا کی ایک تسبیح تھی خلیفہ نے ایک کنیز سے بانسری لیکر اور وہی بیش بہا تسبیح اُس پر لپیٹ کر اسمٰعیل کی گودی میں پھینکدی اور اسمٰعیل سے کہا کچھ اشعار اس بین پر بجاؤ اور جواہرات بے بہا کی جو یہ تسبیح ہے اس سے اپنی توبہ کا کفارہ کردینا اسمٰعیل نے کچھ شعر سنائے جنکا مطلب حسب ذیل ہے میں نے اپنے ہاتھوں کو گناہ کرنا کبھی نہیں سکھایا اور میرے پیر مجھکو گناہ کی جانب کبھی نہیں لیگئے نہ آنکھ یا کان سے کسی گناہ کا خیال میرے دماغ میں کبھی آیا اور اب میں اپنی تقدیر پر روتا ہوں گو مجھ سے پہلے بہت سے لوگوں کی ایسی تقدیر ہو چکی ہے

اسمٰعیل بن صالح کا عامل مصر مقرر ہونا

ہارون الرشید ان اشعار کے سننے سے بہت خوش ہوا اور اُسی وقت ایک نیزہ منگوا کر اُسپر مصر کا پھریرا (جھنڈا یا نشان) لگا دیا اور وہ نیزہ اُسی وقت اور وہیں اسمٰعیل کو دیا۔ خلیفہ کے اس طرح نیزہ و نشان کے دینے سے گورنر مقرر ہو جاتے تھے خلیفہ کو جس ملک کا عامل یا گورنر مقرر کرنا مقصود ہوتا اُسی ملک کا نشان نیزہ پر چسپاں کرایا جاتا چنانچہ اسیطرح خلیفہ نے اسمٰعیل کو مصر کا گورنر مقرر فرمادیا۔ اسمٰعیل کا بیان ہے کہ میں نے مصر میں دوسال تک بڑے ہی عدل اور انصاف اور رعایا پروری سے حکومت کی اور بہت اچھا انتظام کیا اور پھر میں وہاں سے چلا آیا۔ اُس وقت میرے پاس میرے ذاتی پانچ لاکھ دینار (دولاکھ پچاس ہزار پونڈ) موجود تھے۔

ابراہیم الموصلی[1] بیان کرتا ہے کہ میں ایک دن سیر کے لئے نکلا میں ایک جلسہ مےنوشی میں شریک ہوا تھا اُس کی وجہ سے جو سستی ہو گئی تھی تو میں نے خیال کیا کہ ...

---

[1] ابراہیم الموصلی فن موسیقی کا مشہور استاد تھا خلیفہ ہارون الرشید کے دربار میں ... روپے) ماہوار کا نوکر تھا۔ البرامکہ میں کتاب عقد الفرید حالات مغنیین کے حوالہ سے تحریر ہے کہ ابن جامع بھی زلزل عمر بن بانہ غزال علویہ اُسکے ہمعصر تھے لیکن جو لطف اُسکے گانے میں تھا دوسروں میں نہ تھا ہارون الرشید نے ایک دن برصوما سے سوال کیا کہ ابراہیم کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے اُس نے جواب دیا کہ امیرالمؤمنین! وہ ایسا باغ ہے جس میں ہر قسم کے پھول اور پھل ہیں۔ ابراہیم بہت راگنیوں کا موجد ہے اور اسحٰق موصلی اسی ابراہیم کا بیٹا ہے ۱۲ از مصباح مترجم

Marfat.com

جاتی رہیگی۔ جب میں سیر کو چلا یکا یک ایک مکان میں سے ... جس سے مجھے بے اختیار فوراً بھوک لگ آئی میں نے اپنے غلام سے کہا کہ فوراً دریافت کرو یہ خوشبو آرہی ہے جب مکان معلوم ہوگیا تو میں وہاں گیا اور دروازے کی کنڈی کھٹکھٹائی ایک کنیز دروازہ کھولنے آئی میں نے اُس سے کہا کہ تمہارے ہاں جو کھانا پک رہا ہے اس میں سے مجھے بھی کچھ دو کیونکہ مجھے بھوک لگ رہی ہے یہ سنکر وہ کنیز اپنی مالکہ کے پاس اندر گئی اور اُس کی اجازت حاصل کر کے ہم کو اندر لے گئی ہم کو ایک جگہ بٹھلا کر اُس نے ایک دیگچی میں سے کچھ نمک چکھا اور پھر اسمیں کھانا ایک پیالہ میں ڈال کر ہم دونوں کے آگے رکھدیا۔ ابراہیم کو یہ کھانا بہت ہی عمدہ اور ذائقہ دار معلوم ہوا اُس نے خوب دل کھول کے کھایا اور بعد فراغت اجازت لیکر روانہ ہونیکو تھا کہ مالکہ مکان نے یہ کہلا بھیجا کہ میرے خاوند کے اس وقت یہاں نہ موجود ہونیکا افسوس ہے اگر وہ اسوقت یہاں ہوتا تو مجھے امید تھی کہ وہ آپ کو اور زیادہ عرصہ تک مہمان رکھنے سے خوش ہوتا اور آپ کے ساتھ ہم نوالہ اور ہم پیالہ ہوتا۔ ابراہیم روانہ ہوگیا اور اس کو دروازہ پر ایک خچر پر سوار ملا۔ یہ مالک مکان تھا۔ اُس نے اپنی کنیز سے تمام احوال سن کر اور خچر پر سوار ہو کر ابراہیم کو تلاش کرنا شروع کیا اور اس سے ملاقات کر کے بڑے اصرار سے اُس کو اپنے مکان پر پھر لایا اور ایک بڑے آراستہ کمرے میں لیجا کر بٹھایا اور اپنے مہمان کے روبرو نہایت عمدہ عمدہ میوہ جات پھل اور مٹھائی وغیرہ اور عمدہ شراب رکھی اور شام تک اسکو اپنے گھر میں مہمان رکھا۔ دوسرے دن ابراہیم کے پاس یہ اطلاع پہنچی کہ خلیفہ نے کل تم کو کئی بار بلوایا۔ یہ سنکر ابراہیم اپنے میزبان سے رخصت ہو کر فوراً خلیفہ کے حضور میں حاضر ہوا اور اپنا تمام حال کل سیر اور کھانے وغیرہ کا بیان کر کے خلیفہ سے کل کی غیر حاضری کی بابت عذر و معذرت کرتا رہا اور اپنے میزبان کے گھر کے کھانے کی خلیفہ سے بڑی ہی تعریف کی خلیفہ یہ حال سن کر بہت خوش ہوا۔ ابراہیم سے پوچھا کہ آیا تمہارے میزبان نے تم سے تمہارا نام نہیں پوچھا؟ ابراہیم نے عرض کیا کہ نہیں پوچھا نام پوچھنے کی اُس وقت فرصت ہی نہیں ہوئی۔ اِدھر اُدھر کی باتوں میں وقت گزر گیا ابراہیم سے اس قدر بے انتہا تعریف سن کر ہارون الرشید کو بھی اِس اسٹو کے کھانے کی تمنا ہوئی۔ ابراہیم سے کہا کہ اگر تمہارا میزبان میرے اور تمہارے دونوں کے نام و نشان پوچھے بغیر ہماری دعوت کرے تو میں بھی وہاں چلا چلوں۔ اس بات کا دوسری رات کو بآسانی انتظام ہوگیا ابراہیم نے ...

ابراہیم الموصلی اور اسٹو والا

Marfat.com

جان نہ پہچان" میزبان سے یہ کہا کہ میرا ایک دوست بہت مقروض ہے اور آپ سے ملاقات کرنے کا وہ بہت مشتاق ہے مگر اس خوف سے کہ اُسکے قرضخواہ اُس کو دیکھکر گھیر نہ لیں اس وجہ سے دن میں آپ کے پاس نہیں آسکتا میں اور وہ آپکے پاس آج رات کو آویں گے جب رات ہوئی تو ابراہیم اور خلیفہ دونوں خچروں پر سوار ہوکے اس شخص کے مکان پر پہونچے اُسنے ان کا نہایت تواضع اور خاطرداری سے استقبال کرکے ایک کمرہ میں لیجاکے بٹھایا اور اُن کے آگے کھانا چنا۔ خلیفہ نے کہا کہ میں نے اپنی تمام عمر میں ایسا مزیدار کھانا کبھی نہیں کھایا اور جو کچھ خلیفہ نے وہاں دیکھا اور سُنا اُس سے بڑا ہی خوش ہوا پھر آپنے میزبان سے پوچھا کہ تمہارے گذرِ اوقات کی کیا صورت ہے؟ میزبان نے جواب دیا کہ جب میرے باپ کا انتقال ہوا تو میرے ورثہ میں ایک بڑی جائداد آئی۔ اُس جائداد کا ایک بڑا حصّہ تو میں نے فضولیات اور لہو ولعب میں اُڑایا اور برباد کیا پھر میں نے اپنا خرچ کم کردیا اور اب اللہ تعالےٰ کا شکر و احسان ہے کہ میری گزران مزے سے ہوتی ہے۔ خدا کے فضل سے مجھے اب کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی ہے بعد ازاں شراب کی خوشبوؤں اور کنیزوں کے راگ گانے سے خلیفہ کو اس درجہ سرور حاصل ہوا کہ خلیفہ نے ابراہیم سے کان میں کہا کہ "اس میزبان کو علیحدہ لیجا کر یہ بتلادے کہ میں خلیفہ ہارون الرشید ہوں" یہ سنکر ابراہیم نے میزبان سے علیحدگی میں کہا کہ تم جانتے ہو تمہارا یہ مہمان کون شخص ہے؟ میزبان نے کہا میں نہیں جانتا۔ ابراہیم نے کہا آگاہ ہو کہ یہ امیر المؤمنین ہیں میزبان یہ سنکر اسقدر ہنسا کہ ہنستے ہنستے لوٹ گیا اور کہتا رہا کہ آہا۔ یہ کیا عجب بات ہے۔ اے نادان! یہ سنکر خلیفہ بھی ہنسنے لگا پھر میزبان نے اپنی بیوی کو پکار کر بلایا اور کہا کہ تُنے ہمارے مہمانوں کو دیکھا؟ یہ شراب پی کر مدہوش ہیں۔ اور میرے شکریے میں ہنسی مذاق کی باتیں کرکے میرا دل خوش [illegible] ان میں سے ایک یہ کہتا ہے کہ میں امیر المؤمنین ہوں یہ کہکر ایک گلاس [illegible] ہارون الرشید کی جانب بڑھایا اور کہا کہ امیر المؤمنین! یہ نوش جان [illegible] اس بار ہارون رشید کو اور بھی ہنسی آئی۔ ابراہیم نے کہا کہ یہ تو درحقیقت اصلی امیر المؤمنین ہیں۔ میزبان نے ابراہیم سے یہ لفظ سن کر کہا کہ خدارا۔ اپنا یہ نشہ کا مذاق معاف رکھئے تم نے تو ابھی دو ہی گلاس پیے ہیں اور اتنے ہی نشہ میں اُس شخص کو امیر المؤمنین بنادیا ہے شاید ایک اور نصف گھنٹے میں تم اس شخص کو کہیں پیغمبر ہی

نہ بنادو۔ رات یوں ہی ہنسی میں گزری جب صبح ہونے لگی تو یہ دونوں مہمان [illegible]
رخصت ہونے لگے۔ ابراہیم نے اپنے میزبان کو اپنے بیان کی سچائی کا یقین کرانے میں [illegible]
ناکامیاب رہا تھا اسی وجہ سے اس نے اپنے میزبان سے وقت رخصت یہ کہا کہ صبح کو تم اپنے ہمسایہ
سے خلیفہ ہارون الرشید اور ابراہیم الموصلی کی شکل و شباہت کا حال دریافت کرنا اور چلتے ہوئے میزبان
کا نام دریافت کیا تو اس نے جواب دیا کہ میرا نام اسٹو والا ہے۔ صبح کو میزبان کے ہمسایوں نے اس سے
پوچھا کہ رات کو تمہارے ہاں کیا غل اور شور ہو رہا تھا اور وہ تمہارے دونوں مہمان کون تھے
جب میزبان رات کی بزم طرب کا سب حال بیان کر چکا تو ایک ہمسایہ نے اس سے دریافت کیا کہ یہ تو
بتلاؤ تمہارے مہمانوں کی کیا شکل و شباہت تھی۔ اور جب میزبان نے اُن کی شکل و شباہت کا پتہ
بتلایا تو اس ہمسایہ نے کہا کہ درحقیقت وہ شخص خلیفہ ہارون الرشید ہی تھا۔

میزبان یہ سن کر ابراہیم الموصلی کے گھر گیا اور اطلاع کرائی کہ اسٹو والا آپ سے ملنے آیا ہے ابراہیم
نے فوراً اُس کو اپنے پاس بُلوا لیا اور اپنے ساتھ سوار کر کے اُس کو خلیفہ کے محل پر لے گیا یہ دونوں
خلیفہ کے حضور میں حاضر ہوئے خلیفہ نے نہایت اصرار سے اسٹو والے سے کہا کہ تم ویسے ہی رات
کی طرح سے اپنی حقارت آمیز گفتگو کی نقل کرو۔ اسٹو والے نے بعینہ ویسی ہی نقل کی۔ خلیفہ
ہارون الرشید ہنستے ہنستے لوٹ گیا۔ پھر خلیفہ نے اُس کو ایک کثیر التعداد زر نقد انعام دیئے جانے کا حکم
فرما دیا اور کہا کہ تم اسٹو جس ترکیب سے بجاتے ہو وہ بتلادو۔ اس نے عرض کیا کہ امیر المومنین! جو چیز کہ
ایسی بیش بہا ثابت ہوئی کہ اُس کی وجہ سے میں آپ تک پہنچا اگر میں اس کو اب بتلادونگا تو پھر مجھے
کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ ہاں امیر المومنین کا جس وقت اسٹو کو دل چاہا کریگا میں بجا دیا کرونگا ہارون الرشید
اس کے اس جواب سے خوش ہوا اور یہ خوش قسمت میزبان بعد ازاں اسٹو والے کے نام سے مشہور ہو گیا۔

خانہ کعبہ میں ہارون الرشید اور ایک عرب کی بے خوف گفتگو

ہارون الرشید سے لوگ اکثر بڑی سختی سے گفتگو کر لیتے تھے اور ایسے جواب دیتے تھے جس میں
ذرا بھی تواضع یا خلق نہیں ہوتا تھا۔ ایک بار ہارون الرشید حج کے لئے مکہ شریف گیا اور کعبہ شریف
کا طواف کرنے کو ہی تھا کیونکہ یہ طواف بھی شریعت کے حکم کے موافق مناسک حج میں داخل [illegible]
کہ یکایک ایک عرب نے ہارون الرشید سے آگے نکل کر کعبہ شریف کا طواف کرنا شروع کر دیا اس کی اس حرکت
خلیفہ کو بہت تعجب ہوا ندیموں نے اپنے آقا کا اشارہ پا کر اس بہادر عرب کو روکا جس نے فوراً

Marfat.com

جو ابدیا کہ اللہ تعالیٰ نے امام (پیشوائے مذہب) اور رعیت کو اس جگہ مساوی کر دیا ہے جیسا کہ وہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے "اِس مقدس[1] جگہ کو ہمنے سب لوگوں کے لئے یکساں بنایا ہے چاہے کوئی اس میں رہنے والا ہو یا کوئی اجنبی مسافر ہو۔ اور جو کوئی بے انصافی سے اس مقدس جگہ کی بے ادبی کریگا تو ہم اُس کو دکھ کی مار دینگے"۔ جب ہارون الرشید نے یہ سُنا تو اپنے ندیموں کو حکم دیا کہ اس عرب کو جانے دو اور اس سے کچھ نہ کہو پھر خلیفہ نے جب حجر الاسود کو بوسہ دینا چاہا تو یہاں بھی اس عرب نے خلیفہ سے پہلے حجر الاسود کو بوسہ دیا۔ اور جب خلیفہ نے مقام ابراہیم پر (یہ وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دوبارہ کعبہ شریف کی تعمیر کی تھی) نماز پڑھنے کا ارادہ کیا۔ تو وہاں بھی اُس عرب نے خلیفہ سے پہلے نماز پڑھ لی حج کے جب تمام مناسک ادا ہو چکے تو ہارون الرشید نے ایک معتمد کو بھیجکر اس عرب کو اپنے پاس بلوایا عرب نے جواب دیا کہ مجھ کو تو ملنے کی ضرورت ہی نہیں۔ اگر خلیفہ مجھ سے ملنا چاہتا ہے تو اُس کو خود میرے پاس آنا چاہیئے۔ یہ جواب سن کے خلیفہ خود اُس عرب کے پاس گیا اور اُس کو سلام کر کے کہا کہ اگر تم اجازت دو تو میں یہاں بیٹھ جاؤں۔ عرب نے جواب دیا کہ یہ میرا مکان نہیں ہے اور نہ یہ مقدس جگہ میری ملک میں ہے ہم تم یہاں سب مساوی اور برابر ہیں اگر تمہارا دل چاہے بیٹھ جاؤ اگر دل نہ چاہے چلے جاؤ ہارون الرشید یہاں بیٹھ گیا اور کہا کہ اے اعرابی! میں تم سے تمہارے مذہبی فرائض کے بارے میں کچھ دریافت کیا چاہتا ہوں کیونکہ اگر تم اپنے مذہبی امور میں درست ہو گے تو تمہارے دیگر معاملات بھی درست ہونگے۔ لیکن اگر تم اپنے مذہبی امور کے جواب دینے میں ٹھیک نہ اُترے تو تمہاری دوسری باتیں ٹھیک نہ ہوں گی۔

اعرابی نے کہا کہ تم جو کچھ مجھسے پوچھنا چاہتے ہو وہ بطور سیکھنے کے پوچھنا چاہتے حیران کرنے اور دق کرنے کا ارادہ ہے۔ اعرابی کی اس حاضر جوابی سے اور کہا کہ نہیں حیران کرنے کے لئے نہیں سیکھنے کے لئے پوچھتا ہوں اعرابی نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو جس طور سے طالب العلم اُستاد کے سامنے بیٹھتا ہے اسی طرح ادب سے تم بھی بیٹھ جاؤ جب ہارون الرشید دوزانو مؤدب ہو کے بیٹھ گیا تو اعرابی نے کہا کہ اب جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھو۔ ہارون الرشید

[1] والمسجد الحرام الذی جعلناہ للناس سواء العاکف فیہ والباد ومن یرد فیہ بالحاد بظلم نذقہ من عذاب الیم ۱۲ مصباح مترجم

Marfat.com

نے کہا کہ میں تم سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالٰے نے تم پر کتنے فرض کئے ہیں... کہا کہ آیا تم اُس ایک فرض کا حال پوچھنا چاہتے ہو جو اللہ تعالٰے نے مجھ پر فرض کیا ہے یا پانچ کا یا چونتیس یا پچاسی کا حال یا میری تمام زندگی میں جو صرف ایک فرض ہے وہ پوچھنا چاہتے ہو یہ حساب سن کر ہارون الرشید چھوٹی ہنسی ہنسا۔ اور کہا کہ میں نے تو تم سے تمہارے فرائض کی بابت پوچھا تھا اور تم حساب لے بیٹھے۔ اعرابی نے جواب دیا کہ اے ہارون! اگر ہمارے مذہب میں حساب نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں سے حشر کے دن حساب نہ لیتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ[1] "کسی روح کو اُس دن رائی کے دانے برابر بھی نقصان نہیں پہنچایا جائیگا کیونکہ ہم کافی حساب داں ہیں۔ خلیفہ نے جب یہ سُنا کہ مجھکو صرف ایک سادہ ملفظ ہارون ہی سے مخاطب کیا گیا ہے اور امیر المؤمنین نہیں کہا تو وہ غصہ سے نیلا پیلا ہو گیا مگر وہ کعبہ شریف کے تقدس کا خیال کر کے ضبط کر گیا اور اس اعرابی سے کہا کہ جو کچھ تم نے کہا ہے اُس کو بالتشریح و بالتفصیل بیان کرو ورنہ میں تمہارا سر کٹوا دونگا۔ یہ سن کر خلیفہ کا ایک ندیم بولا کہ امیر المؤمنین! آپ اس کو معاف فرماویں اور مقدس جگہ پر اس اعرابی کی جان کو ہدیہ چڑھاویں یعنی اس کو قتل نہ کریں یہ گفتگو سن کر اعرابی ایک حقارت آمیز ہنسی ہنسا۔ اور کہا کہ میں نہیں جانتا کہ تم دونوں میں بڑا بے وقوف کون ہے؟ آیا وہ ہے کہ جو تقدیری بات کو معاف کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ یا وہ شخص ہے کہ جو اس بات کی بابت جلدی کرنا چاہتا ہے کہ جو بات ابھی تک تقدیر میں نہیں ہے؟ اور سنو تمہارے سوالات کے یہ جواب ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بہت کام فرض کئے ہیں میں نے جو تم سے ایک فرض کا ذکر کیا تھا اُس سے میری مراد مذہب اسلام سے تھی اور میں نے جو پانچ فرضوں کا ذکر کیا تھا اُس سے میرا مطلب روزانہ پنجگانہ نماز سے تھا اور سترہ سے میری غرض سترہ رکعتیں فرض نماز کی تھیں اور چونتیس[2] سے میری مراد عبادتوں سے ہے اور پچاسی سے مراد مطلب لفظ اللہ اکبر سے ہے جس کی تعداد پچاسی[3] ہے اور میری تمام زندگی میں جو صرف ایک فرض ہے اس سے میری مراد مکہ شریف کے حج سے ہے۔

[1] ونضع الموازين القسط ليوم القيٰمة فلا تظلم نفس شيئاً وان كان مثقال حبة من خردل اتينا بها وكفى بنا حاسبين ۱۲ مصباح مترجم

[2] غالباً چونتیس سجدوں سے مراد ہے جو سترہ فرض رکعت میں ہیں ۱۲ [3] یہ اللہ اکبر بھی غالباً فرض رکعتوں کی اللہ اکبر سے مراد ہے جس کی تعداد پچاسی سے کچھ زیادہ ہے۔ مگر خیر یہ ایک فروعی تعداد کی غلطی ہے ۱۲ مصباح مترجم

بعدازاں اُس اعرابی نے خلیفہ سے ایک مشکل مسئلہ پوچھا جس کا وہ اُنہی کی طرح [illegible]
اور یہ معمہ طلاق کے بارے میں تھا۔ ہارون الرشید اس اعرابی کے علم [illegible]
سے بڑا خوش ہوا حکم دیا کہ اس اعرابی کو دس ہزار درہم انعام دیا جائے مگر اعرابی [illegible]
قبول کرنے سے انکار کر دیا پھر ہارون الرشید نے کہا کہ وہ [illegible]
آپ کے واسطے مہیا کر دوں اعرابی نے کہا کہ نہیں کچھ ضرورت نہیں [illegible]
سامان مہیا کرتا ہے وہی میرے لئے مہیا کر دے گا ہارون الرشید [illegible]
قرضدار ہو؟ اعرابی نے جواب دیا "الحمد للہ" میں کسی کا قرضدار نہیں [illegible]
اعرابی نے خلیفہ کو ہر بات میں قائل اور نادم کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔
جب یہ ملاقات ختم ہو چکی تو ہارون الرشید کو معلوم ہوا کہ یہ [illegible] حضرت علی ابن
ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد نرینہ سے ہے اور چونکہ خاندان علوی [illegible]
بے دخل ہو چکا تھا اس لئے اس علوی نے اس [illegible]
فائدہ اُٹھا کر اپنا علم و فضل اور کمال اور اپنی آزادی اور [illegible] ظاہر کی۔ [illegible]
رضی اللہ عنہ کی مغرور اولاد (ہارون الرشید) کو نادم اور قائل کیا۔
ابراہیم الموصلی جس کی بابت چند حکایتیں اس سے ماقبل مرقوم ہو چکی ہیں وہ [illegible]
کے سب مغنیوں سے علم موسیقی میں گوئے سبقت لے گیا تھا اور [illegible]
اگر ہم خود اسی کے بیان پر یقین کر لیں تو اس کے راگ غیر معمولی [illegible]
ہارون الرشید سے چھٹی لے کر ابراہیم نے ایک روز اپنے گھر میں آرام [illegible]
جاتے ہوئے اپنے دربانوں کو حکم دیا کہ چاہے کوئی شخص آوے اور [illegible]
تم ٹال دینا اور مجھ سے آج کسی کی اطلاع نہ کرنا مگر ابراہیم جب اپنے گھر [illegible]
متعجب ہوا کہ زنانے مکان میں ایک بزرگ صورت شیخ [illegible]
کہ ابراہیم بجائے اسکے کہ اس کی مداخلت بیجا پر ناراض ہوتا اس نے اس شیخ کو سلام [illegible]
خیر مقدم کیا۔ یہ بزرگ صورت شیخ بڑی ہی طلاقت لسان سے گفتگو کرتا تھا۔ ابراہیم [illegible]
ہمراہ کھانا کھایا شراب پی اور دونوں نے مل کے خوب گایا بجایا۔ اس [illegible]

Marfat.com

لحنوں کی طرز میں گایا بجایا۔ اور اس طرح کا گانا سننے سے اس کا میزبان بہت ہی خوش ہوا لیکن (بعدہ)
یہ شخص اسی خفیہ طریقہ سے غائب ہوگیا کہ جس طور سے آیا تھا اس کو یکایک غائب دیکھ کر ابراہیم
تلوار لے کر دربانوں کے پاس دوڑا ہوا گیا ان کو دھمکایا کہ اگر تم یہ بات صاف صاف نہیں بتلاؤ گے
کہ یہ عرب کس طرح میرے مکان میں داخل ہوا تھا اور اب یکایک کس طرح غائب ہوگیا
تو میں تم کو قتل کرادوں گا۔ اُنہوں نے کہا کہ ابھی تک تو کوئی شخص دروازہ میں سے نہیں گیا
ابراہیم اور دربانوں میں ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ان کے درمیان میں سے اُس غیر معلوم مہمان کی
یکایک یہ آواز آئی کہ اے ابراہیم! تو کچھ فکر مت کر آج تیرے پاس میں الومرّہ یعنی بڑائی عجم تھا
اور میں نے ہی آج تیرے ہمراہ کھانا وغیرہ کھایا اور راگ گائے تھے۔ ابراہیم نے اس شخص کا لب و لہجہ
یاد رکھا اور پھر اُسی طرز سے خلیفہ کے حضور میں راگ سنائے ہارون الرشید اس واقعہ کے سننے
اور نئے لہجوں کے ساتھ راگ سنکر بہت ہی خوش ہوا حرم کی مستوراتوں کے سامنے اگر یہ واقعہ ہوتا
تو وہ اس خوبصورت اور فاضل شیخ کا غالباً بڑی ہی مختلف طرز سے بیان کرتیں۔

ہارون الرشید کی عربی زوجہ

ہارون الرشید ایک دن جعفر کے ساتھ سیر کو نکلا راستہ میں خلیفہ نے کچھ عربی لڑکیاں دیکھیں ان میں
سے ایک لڑکی ایک عرب سردار کی بیٹی تھی۔ خلیفہ اُس کی عقلمندی اور فصاحت دیکھ کر اور فی البدیہہ
اشعار سنکر اُس لڑکی پر فریفتہ ہوگیا اور اُس عرب سردار سے اس لڑکی کا خطبہ کر کے اُس
سے نکاح کر لیا۔ چند روز کے بعد یہ عرب سردار مرگیا۔ ہارون الرشید جو اپنی اس عربی بیوی
سے غایت درجہ الفت اور نہایت محبت کرتا تھا یہ غم انگیز خبر خود ہی اپنی عربی زوجہ سے کہنے گیا
یہ لڑکی خلیفہ کو دیکھتے ہی اُس کے بشرہ سے غم کے آثار پاگئی۔ اور بغیر بولے یا کچھ سنے ایک
کوٹھڑی میں بھاگ گئی اور اپنی بیش بہا پوشاک اُتار کر ماتمی لباس پہن لیا اور رو کر چلائی
کہ ہیہات ہیہات! میرا باپ فوت ہوگیا۔ وامصیبتا! وا اسفاہ! خلیفہ بھی کوٹھڑی میں گیا
اور اپنی بیوی کی تسکین اور دلجوئی کرنے لگا۔ اور جس وقت غم کی اول باری اُس سے دور ہوئی تو
خلیفہ نے پوچھا کہ تو نے بغیر میرے کہے اپنے باپ کی موت کا احوال کس طرح جان لیا؟ اُس نے کہا
کہ امیر المؤمنین! میں نے آپکے قیافہ سے یہ بات معلوم کرلی کیونکہ جب سے میری اور آپ کی
دامن بندی ہوئی ہے میں نے آپکا ایسا غمگین چہرہ آج تک نہیں دیکھا تھا اور چونکہ میں واقف تھی کہ آپ

Marfat.com

بفضلہ تاہنوز بقید حیات ہیں تو سوائے میرے باپ کے اور کسی کی بابت مجھے چنداں فکر و اندیشہ کی جانہ تھی اور جب آپ اس طرح سے رنجیدہ آئے تو میں پہچان گئی کہ افسوس! میرے باپ کا انتقال ہوگیا۔ اس واقعہ کے تھوڑے عرصہ کے بعد خلیفہ کی یہ عربی زوجہ بھی اپنے باپ سے جا ملی یعنی فوت ہوگئی۔

معن ابن زائدہ خلیفہ کا ایک ندیم تھا خلیفہ کسی بات پر اُس سے ناراض ہوگیا۔ مگر ہارون الرشید نے معن کو اپنے ندیموں میں سے جدا نہ کیا اور اپنے پاس حاضر رہنے کی اجازت دے رکھی تھی۔ ہارون الرشید نے ایک دن یہ دیکھکر کہ معن آہستہ آہستہ اور بدقت چلتا ہے اُس سے کہا کہ اے معن! اب تم تو بڈھے ہوگئے۔ اُس نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین! ہاں میں آپ کی خدمت اور ملازمت میں بڈھا ہوگیا ہوں۔ ہارون الرشید نے کہا کہ ہمت تو تم میں اب تک باقی ہے اُس بڈھے نے جواب دیا کہ ہاں امیر المؤمنین! آپ کی ملازمت کی وجہ سے ہمت باقی ہے خلیفہ نے کہا کہ تم بہت بہادر معلوم ہوتے ہو۔ معن نے جواب دیا کہ ہاں امیر المؤمنین! آپ کے دشمنوں کے مقابلہ کے لئے بہت بہادر ہوں۔ یہ عقلمندی کی باتیں سُنکر خلیفہ پھر مہربانی فرمانے لگا یہاں تک کہ ایک دن خوش ہو کر اُس کو صوبہ بصرہ کا گورنر مقرر فرمایا۔

ایک رات خلیفہ ہارون الرشید کو نیند نہیں آئی اس لئے اُس نے جعفر برمکی کو بلا کر کہا کہ بوجہ نیند نہ آنے کے مجھکو تھکن معلوم ہوتی ہے اور طبیعت پریشان ہے تم ایسی باتیں کرو کہ میری یہ پریشانی رفع ہو جاوے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے بہت سے ایسے پیدا کئے ہیں کہ رنجیدہ دلوں کو خوش کرتے ہیں شاید تم بھی انہیں لوگوں میں ایک ہو جعفر نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین! آئیے محل کی چھت پر تشریف لے چلئے اور آسمان پر جو کروڑہا چمکتے ہوئے ستارے پھیلے ہوئے ہیں اُن کو مشاہدہ کیجئے اور غور کیجئے کہ بعض ستارے آپس میں کس قدر ملے ہوئے ہیں اور کس قدر جدا ہیں اور مہتاب جو طلوع ہو رہا ہے اُس کا چہرہ مثل اُس شخص کے چہرہ کے چمکتا ہے کہ جس سے آپ محبت فرماتے ہیں۔ کہا کہ نہیں میرا دل تو اس وقت ان کے دیکھنے کو نہیں چاہتا جعفر نے کہا محل کے کھڑکیاں کھول کر پائیں باغ کو اور خوبصورت درختوں کو ملاحظہ فرمائیے اور پرندوں کا راگ الاپنا اور پانی کے بہنے کی دھیمی دھیمی آواز سنئے اور پھولوں کی خوشبوئیں سونگھئے۔ پنچکی کی آواز سنئے اس میں سے آواز ایسی غم آلود نکلتی ہے کہ جس طرح کوئی عاشق اپنے معشوق

Marfat.com

کے فرق میں آہ و نالہ کر رہا ہو۔ یا امیر المؤمنین! آج مادی ... کہا کہ نہیں میرا دل اُن کے دیکھنے کو نہیں چاہتا۔ پھر جعفر نے عرض کیا ... نظر آتا ہے وہ کھلوا لیجئے۔ جہازوں کو دیکھئے۔ ملاحوں کا گانا اور کام کرنا ... بجانا اور تیرنا ملاحظہ فرمائیے۔ ہارون الرشید نے کہا کہ نہیں میرا دل ان کے دیکھنے کو اس وقت نہیں چاہتا۔ جعفر نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین! اصطبل میں تشریف لے چلئے اور اپنے گھوڑوں کو ملاحظہ فرمائیے۔ رنگ برنگ کے گھوڑے آپ کے اصطبل میں موجود ہیں۔ سیاہ جنگی گھوڑے تو آپ کے ایسے ہیں جنہوں نے سیاہی میں شب دیجور کو بھی مات کر دیا ہے اور دوسرے رنگوں کے گھوڑے مثلاً سفید، سبز، لال، نقرئی، کمیت، ابلق، تمام قسم کے اور طرح طرح کے گھوڑے موجود ہیں۔ اگر کوئی شخص ان کے رنگ دیکھے تو اس کی عقل چکرا جائے۔ خلیفہ نے کہا کہ نہیں میرا دل اس وقت ان کے دیکھنے کو نہیں چاہتا۔ پھر جعفر نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین آپ کی تین سو مغنیہ کنیزیں ہیں۔ اُن کا گانا بجانا سنئیے اور اُن کو بلوا لینے کا حکم دیجئے۔ شاید ایسا ہو کہ آپ کے دل کی پریشانی راگ سننے سے جاتی رہے۔ خلیفہ نے کہا کہ نہیں میرا دل اس وقت گانا سننے کو بھی نہیں چاہتا۔ تب جعفر نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین اپنے غلام جعفر برمکی کا سر کاٹ ڈالئے کیونکہ وہ اپنے آقا شہنشاہ کی پریشانی دُور نہیں کر سکتا۔

ابو نواس کی طرح ایک شخص ابو مریم مدنی بھی ایک بڑا ہی ظریف اور مسخرہ تھا خلیفہ کی اس پر بھی نہایت مہربانی تھی۔ ایک دن علی الصباح خلیفہ اُس کمرے میں گیا جہاں ابو مریم سو رہا تھا خلیفہ نے اُس کے منہ سے چادر اُٹھا کر کہا کہ آج تمہاری کیسی طبیعت ہے جو صبح ہو گئی اور تم نہیں اُٹھے۔ ابو مریم نے کہا جائیے اپنا کام کیجئے۔ ابھی تک صبح نہیں ہوئی۔ ہارون الرشید نے بڑی متانت سے کہا کہ جاگو اور صبح کی نماز پڑھو۔ ابو مریم نے جواب دیا کہ اس وقت صبح کی نماز پڑھنا تو ابو جارود کے مذہب میں درست ہے اور میں امام ابو یوسف کے مذہب پر ہوں ابھی ہمارا وقت صبح کی نماز پڑھنے کا نہیں ہوا ہے۔ پس خلیفہ نے تنہا اپنے آپ نماز پڑھنا شروع کیا اور جب نماز میں خلیفہ بعد الحمد قرآن شریف کی اس آیت پر پہنچا کہ مجھے کیا چیز تکلیف دیتی ہے جو میں اُس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ یہ سن کر ابو مریم چلا اُٹھا کہ میں تو درحقیقت اُس چیز کو نہیں جانتا۔ خلیفہ جب ...

وَمَا لِيَ لَا أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۱۲ مصباح

ابو مریم مدنی

Marfat.com

پڑھ چکا تو ابو مریم پر بہت ناراض ہوا۔ اور نماز کے اندر دخل دینے سے اُس پر بہت لعنت ملامت کی۔ ابو مریم نے عرض کیا کہ میرا مطلب آپ کی نماز میں دخل دہی سے نہیں تھا لیکن جب آپ نے مفصلہ بالا الفاظ کہے تو میں اُن کو سُن کر کانپ اُٹھا۔ یہ بات سُنکر خلیفہ سے ہنسی ضبط نہ ہو سکی بہت ہنسا لیکن ابو مریم کو تنبیہ کردی کہ آئندہ سے مذہبی امور میں ہنسی مذاق یا مسخراپن نہ کیا کریں۔

الحکم ندیم ہارون رشید کی حکایت

ایک دن ہارون الرشید نے اپنے ایک ندیم کو جس کا نام الحکم تھا یہ حکم دیا کہ کل علی الصباح میں شکار کو جاؤنگا تم بھی میرے ساتھ چلنا الحکم اپنے گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ خلیفہ نے اپنے ہمراہ کل مجھے شکار میں چلنے کا حکم دیا ہے لیکن میں خوب جانتا ہوں کہ مجھ سے یہ تکلیف برداشت نہیں ہو سکے گی کیونکہ مجھے صبح ہی ناشتہ کھانے کی عادت ہے اس بات سے تم بھی واقف ہو اور خلیفہ دوپہر سے پہلے کبھی کھانا نہیں کھاتا ہے اتنی دیر میں تو میں بھوکا مر جاؤنگا اور اللہ میں نہیں جاؤنگا الحکم کی بیوی نے کہا کہ نہیں یہ نہیں چاہیئے عدول حکمی کرنا اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور تمہارا نافرمانبردار ہونا ناممکن ہے! الحکم نے پوچھا کہ پھر میں کیا کروں گا اس کی بیوی نے کہا کہ تم اپنے ساتھ ایک کاغذ میں ذرا سا حلوا رکھ کے لے جاؤ۔ اُس کو اپنی پگڑی میں باندھ لینا اور فرصت کا جب وقت پاؤ تو کھا لینا اور بعد ازاں دوپہر کو تو خلیفہ کے ہمراہ کھانا کھا ہی لوگے دوسرے دن علی الصباح الحکم نے حلوے کا کاغذ اپنی پگڑی کے پیچوں میں رکھ لیا اور اپنے خچر پر سوار ہو کے خلیفہ کے جلوس میں شامل ہو گیا الحکم کی پگڑی بے ترتیب بنی تھی اُس میں سے حلوے کا کاغذ نظر آ سکتا تھا اور اتفاق بھی ایسا ہی ہوا کہ خلیفہ کی نظر اسی حلوے کے کاغذ پر پڑ گئی خلیفہ نے جعفر سے چپکے سے یہ کہا کہ کیا تم کو الحکم کی پگڑی میں سے حلوے کا کاغذ نظر آتا ہے؟ دیکھو میں اس کے ساتھ ہنسی کرکے اس کو میں حیران کرونگا اور اس کو حلوا نہیں کھانے دونگا۔ یہ کہکر سڑک پر چلتے چلتے خلیفہ نے اپنی وضع ایسی کرلی کہ گویا کہ ... سامنے نظر آیا ہے اور اپنا خچر سب سے آگے بڑھا لیا۔ الحکم نے اس موقع سے فائدہ اٹھا[illegible] پگڑی میں سے حلوے کا ایک لقمہ نکال کر اپنے منہ میں رکھ لیا الحکم[illegible] نے اپنے گھوڑے کی باگ اُس کی جانب پھیری اور پکارا[illegible] الحکم نے جلدی سے اپنے منہ سے حلوے کا نوالہ نکال کر اور زمین پر پھینک کر کہا کہ ہاں امیر المومنین کیا ارشاد ہے؟ ہارون الرشید نے کہا کہ آج اس خچر پر بیٹھنے سے میری طبیعت خوش نہیں ہوتی میرے خیال میں اس خچر

Marfat.com

کو کچھ نہ کچھ تکلیف ہے الحکم نے کہا کہ شاید سائیس نے اس خچر کو زیادہ دانہ کھلا دیا ہوگا تھوڑی دیر کے بعد خلیفہ نے اپنا گھوڑا پھر بڑھایا۔ الحکم جو بھوک سے نیم مردہ ہو رہا تھا اس نے سب کی آنکھ بچا کر جلدی سے ایک لقمہ حلوے کا اپنے منہ میں اب پھر رکھا ہی تھا کہ اتنے میں امیر المومنین کی آواز اس کو پکارنے کی پھر آئی الحکم نے مجبوراً یہ نوالہ بھی منہ سے نکال کے پھینکا اور خلیفہ کو جواب دیا ہارون الرشید نے کہا کہ خدا جانے آج اس خچر کو کیا ہو گیا یہ اچھی طرح میری مرضی کے مطابق چلتا ہی نہیں۔ الحکم نے عرض کیا کہ کل میں اس کو سالوتری کو دکھاؤنگا پھر سب تھوڑی دور آگے اور چلے الحکم اپنے آپ بڑبڑاتا اور شکایت کرتا چلتا تھا۔ اور تمام قسم کی لعنت ملامت اُس خچر اور نیز اُسکے مالک پر کرتا چلتا تھوڑی دیر کے بعد موقع پاکر الحکم نے حلوے کا ایک نوالہ اپنے منہ میں پھر رکھا ہی تھا کہ خلیفہ نے اس کی جانب مڑکر اُس کو پھر پکارا اس بدقسمت ندیم نے یہ نوالہ اپنے منہ میں سے پھینک کر چپکے سے کہ وائے ہائے آج کا دن میرے لئے کیسا روز سیاہ ہے ہر دفعہ یہی آواز آتی ہے یا حکم حکم تمہیں کون سا جنون ہو گیا ہے؟ ہارون الرشید نے کہا کہ اے حکم! میں خیال کرتا ہوں کہ اس خچر کو جان بوجھکر لنگڑا کر دیا گیا ہے تم نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح چلتا چلتا ٹھیرتا ہے؟ الحکم نے عرض کیا کہ امیر المومنین! کل سالوتری آکے اسکے نعلین لگادیگا اور پھر انشاء اللہ یہ خچر اچھی طرح چلا کریگا۔

ایران سے ایک قافلہ سوداگروں کا آرہا تھا سڑک پر خلیفہ کے لشکر سے اس کاروان کی مدبھیڑ ہوئی۔ اس کاروان میں سے ایک سوداگر نے آگے بڑھ کے ازرہ تعظیم خلیفہ کے سامنے زمین پر بوسہ دیا اور نہایت بیش قیمت تحائف پیش کئے منجملہ ان تحفوں کے ایک نہایت خوبصورت اور جوان ایرانی کنیز تھی۔ یہ کنیز نہایت حسین تھی۔ اس کا سینہ ابھرا ہوا تھا پتلی کمر تھی آنکھیں غزال وحشی کی مانند تھیں اور منہ کا دہانہ مثل خاتم حضرت سلیمان علیہ السلام کے تھا

ہارون الرشید نے جو عورتوں کی خوبصورتی کو ہمیشہ پسند کیا کرتا تھا اس سوداگر کو ان تحفہ جات کے عوض میں ایک بہت بڑی تعداد کثیر زر نقد کی بطور انعام عطا فرمائی اور الحکم کو یہ حکم دیا کہ اس کنیز کے ہمراہ فوراً بغداد کو جاؤ اور ایک عمدہ محل میں اس کو اتروا کر نہایت عمدہ عمدہ اور نفیس نفیس کھانے جلد پکوانے کا حکم دینا۔ الحکم نے خلیفہ کے احکام کی پوری پوری تعمیل کی تھوڑی دیر کے بعد خلیفہ بھی جلد شکار سے واپس آگیا اور اپنے تمام ہمراہیوں کو رخصت کر دیا اور بعد ازاں کھانا کھانے کے

Marfat.com

کمرے میں مع کنیز پارسی کے گیا اور وہاں جاتے ہوئے الحکم کو حکم دیا کہ تم یہاں دروازے پر پہرہ پر کھڑے رہو اور اگر شہنشاہ بیگم زبیدہ یہاں آجاویں تو مجھے فوراً اطلاع کر دینا الحکم نے جواب دیا کہ میں نے آپ کے سب احکام سُن لئے اول اللہ تعالیٰ کی اور بعد ازاں امیر المؤمنین کی اطاعت مجھپر فرض ہے یہ کہکر الحکم دروازے پر پہرہ دینے کے لئے کھڑا ہو گیا۔

خلیفہ نے کھانا کھانا ختم کیا ہی تھا اور شراب کی پیالیاں بھری تھیں کہ یکایک دروازے کی کنڈی کھٹکھٹانے کی آہستہ آہستہ آواز آئی۔ خلیفہ کو اس بات کا پورا یقین ہو گیا کہ شہنشاہ بیگم زبیدہ ہی نے آکے یہ کنڈی کھٹکھٹائی ہے۔ اس لئے گلاس اور بوتلیں جلدی سے علیحٰدہ رکھکر کنیز پارسی کو ایک الماری میں چھپا دیا اور بعد ازاں دروازہ کھول کر دیکھا کہ صرف الحکم ہی وہاں کھڑا ہے خلیفہ نے اُس سے پوچھا کہ کیا زبیدہ آرہی ہیں؟ الحکم نے کہا کہ امیر المؤمنین! زبیدہ تو نہیں آئیں لیکن میں یہ خیال کر رہا ہوں کہ افسوس اُس خچر سے آپ کو کس قدر تکلیف ہوئی۔ میں نے سائیس سے پوچھا تھا اُس نے کہا کہ درحقیقت اُس خچر نے زیادہ دانہ کھا لیا تھا کل اُس خچر کی فصد کھول دی جائیگی اور مجھے یقین ہے کہ خچر پھر جلد اچھا ہو جائیگا۔ خلیفہ نے غصہ ہو کر کہا کہ تم کو اُس خچر کی کیا فکر پڑ گئی ہے ایسی گفتگو سے اپنی زبان کو روکو۔ ہاں اگر تم زبیدہ خاتون کو آتے ہوئے دیکھو تو اُنکے آنے کی مجھے اُسی وقت اطلاع کر دینا۔ خلیفہ اور کنیز پارسی پھر اپنی اپنی جگہوں پر جاکے آرام سے بیٹھے ہی تھے کہ دروازہ کھٹکھٹانے کی پھر آواز آئی۔ خلیفہ نے جلدی سے پھر اُس خوبرو کنیز اور شراب وغیرہ کو چھپا دیا اور دروازہ کھول کر الحکم سے پوچھا کہ کیا زبیدہ خاتون درحقیقت آرہی ہیں؟ الحکم نے کہا کہ امیر المؤمنین زبیدہ خاتون تو نہیں آئیں لیکن یہ خیال کر کے کہ آپ خچر کی بابت کس قدر متفکر تھے میں نے بیطار سے اُس کا حال دریافت کیا تھا اُس نے کہا کہ اس خچر کو کسی قسم کی بیماری نہیں ہے چونکہ اس کو چلنے پھرنے کی مشق کم ہے اس لئے وہ آرام طلب ہو گیا ہے۔ ہارون الرشید نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تم پر اور اس خچر ... کیا میں نے تم کو یہ حکم نہیں دیا تھا کہ ایسی بیہودہ باتوں کے لئے مجھکو ... اپنے پہرہ پر کھڑے رہو اور اس بات کی نگہبانی رکھو کہ زبیدہ خاتون یکایک ہماری بیخبری میں یہاں نہ آجاویں اگر وہ ہماری بیخبری میں یہاں آگئیں، تو تم نے مجھے اطلاع نہ کی تو میں اُس دن کو تمہارے لئے تمہاری زندگانی کے دنوں میں سے بدقسمت ترین دن کر دونگا اُس ندیم نے جواب دیا کہ مجھکو آپ کا

خلیفہ کو نیند نہ آئی اور جعفر برمکی کی گفتگو

Marfat.com

حکم بسر و چشم منظور ہے خلیفہ دروازہ بند کرکے جا کے بیٹھا ہی تھا ...
کیلئے کھڑا تھا کسی کے چلنے پھرنے کی آواز آئی خلیفہ نے بیشتر کی ... خیال
کرکے کہ اس دفعہ زبیدہ خاتون ضرور آگئی ہیں دروازہ کھولا خلیفہ نے ... کی صورت ...
کے دیکھتے ہی الحکم نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین اجس طرح لنگڑا کر چپ رہیں اس وقت چلا ... ہوں
ہیں وہ خچر بھی اسی طرح چلتا ہوگا اور مجھے یہ فکر ہے کہ کہیں زیادہ کھالینے سے اسکے پیٹ میں درد نہ ہو
ہو مجھے اُس خچر کا بہت فکر ہے الحکم نے ابھی اس آخری فقرہ کو ختم نہیں کیا تھا کہ خلیفہ نے اس پر
لعنت اور ملامت کی بوچھاڑ کردی اور حکم دیا کہ میری آنکھوں کے سامنے سے چلا جا دور ہو جا
اور پھر کبھی مجھے اپنی صورت نہ دکھانا اگر میں آئندہ کبھی تجھے دیکھونگا تو میں تیرا سر کٹوا دونگا الحکم
اپنی خوفناک ہنسی کا نتیجہ پاکر شکستہ دل اپنے گھر گیا اور تمام احوال اپنی بیوی سے کہا اس کی بیوی نے
اُس کی تسلی و تشفی کی اور تسکین دی اور وہ زبیدہ خاتون کے پاس گئی۔ اُس سے عرض کیا کہ آپ سفارش
کرکے خلیفہ سے الحکم کا قصور معاف کرا دیجئے۔ خلیفہ نے یہ خیال کرکے کہ اگر میں زبیدہ کی سفارش
منظور نہ کروں گا تو لامحالہ زبیدہ خاتون کو تمام احوال سے آگاہی ہو جاویگی اس لئے خلیفہ نے
زبیدہ خاتون کی درخواست قبول کرلی اور الحکم کا قصور معاف کرا دیا۔

مچھلی اور طبیب

ہارون الرشید جب دورہ کرتا ہوا شہر ہرات میں پہنچا تو وہاں کے عادل امین العبادی نے
خلیفہ کی دعوت کی اور منجملہ نفیس کھانوں کے ایک قاب میں ایک بڑی ہی عمدہ فربہ تابت مچھلی رکھی
تھی اور اُسکے ساتھ نہایت مزیدار چٹنی تھی۔ یہ مچھلی کی قاب خلیفہ کے آگے کھانے کے لئے رکھی گئی
نے اُس مچھلی کے کھانے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ جبرئیل بن بختیشوع معالج شاہی نے اپنے آقا کو
کھانے سے منع کردیا اور میزبان سے اشارہ کردیا کہ یہ مچھلی میرے کھانے کے لئے رکھ دینا ...
خلیفہ نے بھی یہ اشارے ہوتے ہوئے دیکھ لئے اور جب جبرئیل خلیفہ کے حضور میں چلا گیا ...
اپنے ایک ملازم کو اُسکے عقب میں یہ ہدایت کرکے روانہ کیا کہ جبرئیل کی مخبری ... کرتے
جانا اور جو کچھ وہ اُس وقت کر رہا ہو اُس سے مجھے اطلاع دینا جبرئیل کو خلیفہ کا اشارہ دیکھ لینے کا حال
معلوم ہوگیا۔ اس خادم نے جبرئیل کو امین کے مکان پر پایا جبرئیل وہاں اپنا کھانا کھانے بیٹھا
اور وہی مچھلی اُس کے سامنے رکھی ہوئی تھی جبرئیل نے تین پیالے منگوائے اور اس مچھلی میں سے

Marfat.com

دار کے حصے کاٹ کر ان پیالوں میں ایک ایک حصہ رکھا۔ بعد ازاں ایک پیالے میں شراب کا ایک گلاس ڈالا اور کہا کہ یہ جبرئیل کی خوراک ہے اسی طرح دوسرے پیالے میں برف کا پانی ڈالا اور کہا کہ یہ امیر المؤمنین کی خوراک ہے اللہ تعالیٰ اُن کی عمر و دولت میں برکت عطا فرماوے تیسرے پیالے میں اُس نے مختلف قسم کے گوشت کی بوٹیاں مٹھائی۔ ترکاری اور چٹنی وغیرہ ڈالی ان سب چیزوں کے دو دو چمچے ڈالے پھر ان سب پر برف کا پانی ڈالا اور کہا کہ یہ پیالہ بھی امیر المؤمنین کے لئے ہے بشرطیکہ وہ مچھلی کے علاوہ کچھ اور کھانا چاہیں۔ جبرئیل نے یہ تینوں پیالے پھر اپنے میزبان کو دیدیئے اور کہا کہ جب میں آپ سے مانگوں تب آپ یہ پیالے مجھے دے دینا جبرئیل نے اب تمام بقیہ مچھلی خوب مزے سے کھائی اور کھاتے ہوئے کئی دفعہ شراب کی پیالیاں چڑھائیں جب خلیفہ قیلولہ سے بیدار ہوا تو مخبر کو اپنے پاس بلا کر دریافت کیا کہ آیا جبرئیل نے وہ مچھلی کھائی یا نہیں اس مخبر نے جب پیالوں اور مچھلی میں سے تین ٹکڑے کاٹنے کا سب حال خلیفہ سے کہا تو ہارون رشید نے اُن تینوں پیالوں کو منگوایا۔ پہلے پیالہ میں جو مچھلی کا گوشت تھا جس کو جبرئیل نے اپنے لئے رکھوایا تھا اور جس پیالہ میں اس نے خالص شراب ڈالی تھی وہ بالکل گل کر منجمد ہو گیا تھا۔

دوسرے پیالہ کا گوشت جس کو جبرئیل نے خلیفہ کے لئے بنایا تھا اور جس کے اوپر برف کا پانی تھا بہت پھول گیا تھا اور جس قدر اس میں گوشت تھا اُس سے دُگنا معلوم ہوتا تھا تیسرا پیالہ جس میں مچھلی کا گوشت اور ترکاریاں اور مٹھائی وغیرہ تھی وہ بالکل سڑ گیا تھا جبرئیل کی یہ چھوٹی سی تدبیر کارگر ہو گئی۔ خلیفہ نے اُس کو زر نقد کی ایک کثیر التعداد رقم انعام میں عطا کی اور بعد ازاں خلیفہ کو جبرئیل سے بہت اُنس اور اُس پر زیادہ اعتماد اور بھروسہ ہو گیا۔

جبرئیل بیان کرتا ہے کہ ہارون الرشید کو نفیس نفیس کھانوں سے بہت شوق تھا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہارون الرشید نے معمول سے کچھ زیادہ کھانا کھالیا یکایک اُس کو تشنج ہوا کہ تمام حاضرین کو یہ یقین ہو گیا کہ خلیفہ انتقال کر گیا اس لئے ... بلوایا گیا۔ مگر جبرئیل نے خلیفہ میں زندگی کے کچھ آثار پائے اور اس نے خلیفہ کے فصد کھولنے کی رائے دی لیکن کوثر نے جو امین الرشید ولیعہد سلطنت کا خاص مصاحب تھا اور جس نے یہ خیال کیا کہ اب اگر امین الرشید خلیفہ ہو جاویگا تو میرا اس پر بہت اقتدار ہو جاویگا، فصد کھولنے

کی سخت مخالفت کی اور کہا کہ ایک مردہ آدمی کے قصد گھونٹے پر [illegible]
نے یہ رائے منظور نہیں کی اور اپنے باپ ہارون الرشید کی فصد کھلوادی [illegible]

ابراہیم بن المہدی برادر ہارون الرشید

ابراہیم ابن المہدی خلیفہ کا بھائی مفصلہ ذیل حکایت بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ [illegible]
ہارون الرشید کی میں نے دعوت کی خلیفہ کے تشریف لانے کے بعد میں نے کھانا [illegible]
دسترخوان بچھایا۔ ہارون الرشید کی یہ عادت تھی کہ ٹھنڈا کھانا کھانے سے پہلے وہ گرم کھانا [illegible]
کرتا تھا جب ٹھنڈا کھانا خلیفہ کے روبرو لاکے رکھا گیا تو اس میں ایک مچھلی کے گوشت کا پیالہ بھی
تھا۔ خلیفہ نے اس پیالے میں مچھلی کے چھوٹے چھوٹے قتلے دیکھ کر کہا کہ تمہارے باورچی نے اتنے
چھوٹے چھوٹے قتلے کیوں کاٹے ہیں؟ میں نے عرض کیا امیر المؤمنین! یہ قتلے نہیں ہیں بلکہ
مچھلیوں کی زبانیں ہیں۔ خلیفہ نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ اس پیالے میں سو زبانیں ہوں گی لیکن
میرے خادم نے عرض کیا کہ یہ ڈیڑھ سو سے زیادہ زبانیں ہیں۔ ہارون الرشید نے پوچھا کہ یہ
سب کتنے میں مول آئی ہیں میں نے عرض کیا کہ ان پر ایک ہزار درہم (قریباً ۴۰ پونڈ)
صرف ہوئے ہیں۔ یہ سنکر خلیفہ ہارون الرشید دسترخوان سے اٹھ گیا اور قسم کھائی کہ جب تک
مراکب سے یہاں اسی وقت ایک ہزار درہم وصول ہو جاوینگے میں اس کھانے میں سے ایک
لقمہ تک ہرگز نہیں کھاؤں گا۔ جب یہ روپیہ وصول ہو گیا تو خلیفہ نے حکم دیا کہ اس روپیہ کو
محتاج اور مساکین پر خیرات کر دو اور ابراہیم اور مراکب کی طرف مخاطب ہو کے فرمایا کہ تم نے ایک کابی
جو اس قدر فضول خرچی کر دی ہے اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ یہ خیرات اس فضول خرچی کا معاوضہ
ہو جائے گی۔ پھر خلیفہ نے وہ رکابی اپنے ہاتھ میں اٹھالی اور اپنے ایک ملازم کی جانب مڑ کر کہا کہ اس
رکابی کو میرے بھائی ابراہیم کے گھر سے باہر لیجاؤ اور جو کوئی محتاج یا مسکین اول ہی اول تم کو ملے
اس کو یہ دے آؤ۔ ابراہیم کا بیان ہے کہ خلیفہ کی تشریف آوری کی خوشی میں میں نے یہ مچھلی کی رکابی
دو سو ساٹھ درہم میں خریدی تھیں اس لئے میں نے اپنے نوکروں میں سے ایک کو آنکھ کا اشارہ کیا
کہ خلیفہ کے خادم کے ہمراہ باہر چلا جائے اور جس کسی محتاج کو یہ خادم یہ پیالہ دیوے تو اس سے اس
پیالہ کو مول لے لے۔ ہارون الرشید اس کے جانے سے میرا یہ اشارہ سمجھ گیا اور اپنے خادم کو حکم دیا
کہ تم اسی محتاج کو یہ پیالہ دیکر اس سے یہ کہہ دینا کہ امیر المؤمنین نے تم کو یہ مال خیرات [illegible]

پیالہ کو دو سو درہم سے کم میں فروخت نہ کرنا۔ ابراہیم کا بیان ہے کہ میرے بھی پورے دو سو درہم ہی ان زبانوں کے خریدنے میں صرف ہوئے تھے۔

بدقسمت نام

یہی شہزادہ ابراہیم اپنے بھائی ہارون الرشید کی ایک اور حکایت بیان کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک دن خلیفہ ہارون الرشید ایک کشتی میں بیٹھا ہوا براہ دریا دورۂ شہر موصل کو جا رہا تھا میں بھی اُس کشتی میں خلیفہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا ہم دونوں نے شطرنج کی ایک بازی ختم ہی کی تھی کہ ہارون الرشید نے مجھ سے دریافت کیا کہ تمہارے نزدیک دنیا میں بہترین اور مبارک نام کون سا ہے میں نے عرض کیا کہ دنیا میں بہترین اور مبارک نام تو پیغمبر صاحب ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے خلیفہ نے دریافت کیا کہ سرورِ کائنات مفخرِ موجودات صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے بعد پھر کس کا نام سب سے بہتر ہے میں نے جواب دیا کہ امیر المؤمنین کا نام سب سے بہتر ہے خلیفہ نے پھر دریافت کیا کہ تمہارے نزدیک سب سے زیادہ بدقسمت کس کا نام ہے میں نے جواب دیا کہ ابراہیم کا نام بہت ہی بدقسمت ہوتا ہے ہارون الرشید نے کہا کہ شرم اور ادب پکڑو تم اس نام کو سب سے زیادہ بدقسمت کہتے ہو حالانکہ یہ نام خلیل اللہ[1] کا ہے میں نے عرض کیا کہ میرا دعویٰ سچ تو ہے اس نام کی نحوست کی وجہ سے خلیل اللہ کو نمرود کے ہاتھوں سے کس قدر اذیت پہنچی اس پر خلیفہ نے اعتراض کیا اور کہا کہ ہمارے پیغمبر برحق صلے اللہ علیہ وسلم کے طفل خورد سال کا نام بھی تو ابراہیم ہی تھا۔ ابراہیم کہتا ہے کہ میں نے جواب دیا کہ اگر اُس کا نام کچھ اور ہوتا تو وہ زندہ رہتا۔ خلیفہ نے کہا کہ تم امام ابراہیم کی نسبت کیا کہتے ہو میں نے جواب دیا کہ[2]

---

[1] حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہا السلام کا لقب خلیل اللہ ہے قرآن شریف میں ان کی بابت جو حکایت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہت تکلیف اور ایذا پہنچائی ہے آپ اُس کو اور اس کی رعایا کو بت پرستی سے ممانعت فرما کر توحید کی جانب رجوع ہونے کو نصیحت فرماتے تھے اس نصیحت سے افروختہ ہو کر اس نے آپ کو جلتی ہوئی آگ (آگ کی بھٹی) میں ڈال دیا مگر آپ کے معجزہ سے آگ بجھ گئی اور آپ کو کچھ تکلیف نہ ہوئی۔ آپ صحیح وسلامت آگ میں سے نکل آئے ۱۲ از مصباح مترجم

[2] اس قسم کے واہی توہمات اور لچر خیالات عقلاً تو قابل اعتبار رہ ہی نہیں سکتے اور شرعاً بالکل ناجائز

ہارون الرشید نے اپنی انکساری کیلئے مذاقاً کہا یا کہ معاذ اللہ ابراہیم نام بدقسمت ہے یہ نام تو ... خوش نصیبی اس نام کی کیا ہو سکتی ہو کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی نسبت ... اور جس ... تعالیٰ نے مصیبت کو راحت یعنی آگ کی بھٹی کو باغ جنت بنا دیا دوسرے ... شاہ لولاک کے نام ہونے سے اس نام کو شرف اور عزت حاصل ہوئی۔ رہا یہ کہ اس نام کے بعض لوگوں کو اذیت اور حادثات دنیوی پہنچے تو دنیا کے حادثات اور موت نے کس نام پر اثر نہیں کیا؟ اسی نام پر کیا منحصر ہے پس یہ خیال کہ ابراہیم نام (بدقسمت) ہے بالکل غلط اور لغو ہے بلکہ انبیاء کے نام پر نام رکھنے کا آنحضرت صلعم نے حکم فرمایا ہے ۱۲ مصباح مترجم۔

اللہ تعالیٰ امام ابراہیم پر رحمت فرمادے ۔ روایت المهدی نے ان ...
بند کرکے مار ڈالا اور امیر المومنین اور سنئے ابراہیم ابن الولید کو جو ...
گیا تھا اور ابراہیم ابن عبداللہ ابن الحسن علوی بھی شہید ہوئے مختصر یہ کہ ...
کو سوائے اس کے نہیں پایا گیا تو وہ شخص قتل ہوا یا اُس کے تازیانے لگے یا وہ شخص ...
میری یہ گفتگو ختم ہی ہوئی تھی کہ خلیفہ کے اُسی کشتی کے ایک ملاح نے دوسرے ملاح کو ابراہیم
پکارا اور کئی گالیاں بھی دیں میں نے خلیفہ سے عرض کیا کہ دیکھ لیجیے یہاں بھی ابراہیم کو گالیاں پڑ رہی
امیر المؤمنین! کیا ابراہیم نام سب ناموں سے زیادہ بدقسمت نام ہے؟ یہ سنکر خلیفہ کو ہنسی آگئی اور وہ بہت ہنسے

خلیفہ ہارون الرشید کو جو عیش و نعم حاصل تھا اور دل بہلاؤ باتوں کا جو وہ اس قدر شائق تھا
اس عیش و آرام میں اس کی سب کی سب اولاد شامل نہیں ہوتی تھی۔ ہارون الرشید کا ایک بیٹا ہمیشہ غمگین
رہا کرتا تھا اور سولہ برس کی عمر میں وہ گوشہ نشین اور عزلت گزین ہو گیا۔ ہارون الرشید نے ایک دفعہ
اُس کو بلا کر بہت برا بھلا کہا اور کہا کہ تیری وجہ سے بادشاہوں میں میری بدنامی ہوتی ہے اُس نے جواب دیا کہ
آپ کے باعث سے صوفیوں اور گوشہ نشینوں میں میری بدنامی ہوتی ہے یہ کہکر یہ نوجوان شاہزادہ
محل شاہی میں سے چلا گیا اور مزدوروں میں شریک ہو کر روزمرہ اینٹیں بنایا کرتا تھا اور اپنی
مزدوری کی اجرت صرف ایک درہم اور اس کا چھٹا حصہ لیا کرتا تھا اس ۱/۶ درہم سے وہ اپنی
قوت لبسری کیا کرتا تھا اور باقی ایک درہم اللہ تعالیٰ کے نام پر خیرات کر دیتا تھا یہ جوان شہزادہ بہت
عسرا و فقر و فاقہ کی حالت میں انتقال کر گیا مرنے کے قریب اُس نے اُس شخص کو اپنے پاس بلایا کہ جس کے
یہاں مزدوری کیا کرتا تھا اور اُسکو ایک بیش بہا یاقوت کی انگشتری سپرد کرکے کہا کہ بعد میرے انتقال کے
یہ خاتم تم خلیفہ ہارون الرشید کو جاکر دیدینا اُس نے ایسا ہی کیا انگشتری دیکھکر خلیفہ نے شہزادہ کا حال پوچھا اور
موت کی خبر سنکر خلیفہ کو سخت صدمہ ہوا اُسوقت اس شخص کو معلوم ہوا کہ وہ متوفی جوان خلیفہ کا بیٹا تھا

خلیفہ ہارون الرشید بعد اُس حج اور قیام کے مکہ شریف کے جس قیام میں کہ اُس نے اپنے دو
بیٹوں کی تخت نشینی کے لئے اپنے بیٹوں سے آپس میں معاہدہ کرایا تھا جیسا کہ مشہور ہے کوفہ میں
وہاں اس کو یہ اطلاع ملی کہ بنی اُمیہ میں سے ایک شخص اب تک دمشق میں موجود ہے اس کے
کثیر موجود ہے اور دمشق میں اُس کو اس قدر اقتدار حاصل ہے کہ اگر وہ چاہے تو وہاں خاندان

Marfat.com

سلطنت پھر قائم کر سکتا ہے یہ سن کر ہارون الرشید نے اپنے ایک معتمد ترین ندیم مسمّی منارا کو بلوایا
اُس کے ہمراہ بہت سے سوار اور غلام کر کے اُسکو ان سب پر افسر مقرر کیا پھر اُس کو خفیہ طور سے حکم دیا کہ
تم اسی وقت دمشق کو روانہ ہو جاؤ اور بنی اُمیّہ میں سے یہ شخص جو وہاں رہتا ہے اُس کو گرفتار کر کے
تیرہ دن کے عرصہ میں پا بجولان میرے پاس حاضر کرو۔ گورنر دمشق کے نام بھی خلیفہ نے ایک پروانہ
لکھ کر منارا کو دیدیا جس میں یہ حکم تحریر تھا کہ اِس اموی کی گرفتاری میں منارا کو مدد دے دینا یا اگر یہ
مشتبہ شخص اپنے تئیں سپرد کرنے سے انکار کرے تو اس کو حراست میں کر کے اُسکے تمام گھر بار وغیرہ پر
پوری نگرانی رکھنا۔ خلیفہ نے منارا کو یہ بھی حکم دیا کہ جب تم اُس اموی کو قید کر لو تو اُس کی ہر حرکت اور ہر
لفظ کو جو وہ بولے لکھ لیا کرنا اور گرفتاری کے وقت جس حالت میں تم اُس کو پاؤ تو اس کی مشرح اور مفصل
کیفیت سے مجھکو آکر اطلاع دینا۔ منارا نے کوفہ سے روانہ ہو کر درمیانی صحراء ریگستانی کو اس عجلت
سے عبور کیا کہ ساتویں دن شام کے وقت دمشق میں پہنچ گیا مگر اُس وقت شہر کے دروازے بند
ہو چکے تھے۔ منارا نے دروازہ کھلوا کر اس قدر جمعیت عظیم کے ساتھ شہر میں داخل ہو کر لوگوں میں شبہ
ڈالنا مناسب نہ سمجھا اور اگر ایسا کیا جاتا تو اغلباً اس اموی کو جس کی گرفتاری کے لئے آیا تھا گرفتار نہ کر سکتا
اس خیال سے خلیفہ کے اس معتمد نے شہر کی فصیل کے باہر خیمہ جات نصب کرا کے رات وہیں بسر کی
صبح ہوتے ہی شہر میں داخل ہو کر منارا سیدھا اُس اموی کے گھر گیا اور جیسی کہ خلیفہ کو اطلاع ملی تھی اس
سے زیادہ دولت و قوت اموی کی دیکھی۔ بغیر اطلاع کرائے یا اجازت حاصل کئے منارا اُس اموی
کے گھر میں داخل ہو گیا۔ وہاں اُس نے جوان آدمیوں کی ایک جماعت دیکھی اُن سب سے یہ کہا کہ
میں خلیفہ ہارون الرشید کا قاصد ہوں منارا نے دریافت کیا کہ آپ سب صاحبوں میں مالک مکان
کون سا ہے اُنہوں نے جواب دیا کہ مالک مکان جو ہمارا باپ ہے وہ اس وقت حمام میں نہا رہا ہے منارا نے
اُن سے کہا کہ مالک مکان کو فوراً بلا لاؤ۔ تھوڑی سی دیر کے بعد اور اس عرصہ میں منارا کو
ہوئی کہ کہیں وہ اموی فرار نہ ہو جائے وہ اموی بغیر ذرہ بھر فکر و تردد ...
اُس سے باتیں شروع کر کے دریافت کیا کہ امیر المؤمنین خلیفہ ہارون الرشید کا مزاج مبارک تو
بخیریت ہے پھر اُس نے منارا سے کہا کہ آیئے کھانا حاضر ہے تناول کیجئے۔ منارا نے کھانا کھانے سے
انکار کیا لیکن وہ دیکھتا رہا کہ اس اموی اور اُس کے بیٹوں نے بڑی دلجمعی سے عمدہ عمدہ اور

نفیس کھانے کھائے۔ مالک مکان نے کہا کہ اے منارا اگر آپ [illegible]
تو کیسی اچھی بات ہو۔ منارا کو اس بات پر غصہ آیا کہ مالک مکان نے [illegible]
کیا اور منارا نے اب اول ہی بار یہ دیکھا کہ میرے تمام ہمراہی اور غلاموں کی بجائے [illegible]
کے تمام غلام وغیرہ موجود ہیں اور صرف پانچ ہمراہیوں کے ساتھ میں یہاں تنہا رہ گیا ہوں اور
اُس اموی نے کوئی فعل ایسا نہیں کیا کہ جس سے کچھ شبہ ہوتا مگر تاہم منارا نے یہ خیال کر کے کہ
اگر ہتھیاروں سے لڑائی کی ضرورت آپڑی تو میں اس اموی کو بغیر گورنر دمشق اور اس کی فوج
کی مدد کے گرفتار نہیں کر سکتا۔" منارا کے خیالات پریشان ہونے لگے۔ آخر کار ظہر کی نماز خوب اطمینان
سے ادا کر کے نہایت خُلق کے ساتھ اُس اموی نے منارا سے پوچھا کہ آپ جس کام کے واسطے تشریف
لائے ہیں وہ فرمائیے یہ سُن کر منارا نے فوراً خلیفہ کا پروانہ نکال کر اُس اموی کے ہاتھ میں دے دیا
مالک مکان نے پروانہ پڑھکر اپنے سب بیٹوں اور غلاموں اور نوکروں کو اپنے پاس بلایا منارا
نے اس مجمع کو دیکھکر یقین کر لیا کہ بس اب میں فوراً یہاں قتل کر ڈالا جاؤنگا مگر اس اموی نے ان سب کو
مخاطب کر کے اول تو اُن سے اس بات کا حلفیہ اقرار کروایا کہ اگر میرے جانے کے بعد تم میں سے
آپس میں کوئی دو شخص ملو تو کسی کے حق میں ایک کلمہ بھی بُرائی کا نہ نکالنا نہ کسی کو الزام دینا بلکہ اپنے
مکانوں میں الگ الگ رہنا اور جبتک کہ تمہارے پاس میرا کوئی خط نہ پہنچے تو اسوقت تک اپنے اقرار پر
قائم رہنا اور دیکھو یہ امیر المؤمنین کا پروانہ ہے جسمیں میری طلبی کا حکم ہے اور چونکہ اب میں نے اس
پروانہ کو دیکھ لیا ہے۔ اب میں یہاں ایک منٹ بھی اور زیادہ قیام نہیں کروں گا۔ اور تم نے مکان
میں مستورات سے بھی یہی کہدینا کہ جب تک میں یہاں سے باہر رہوں بہت اچھی طرح رہیں اور کسی
قسم کا فکر نہ کریں مجھے اپنے ہمراہ کسی کے لے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کہکر اموی نے منارا سے
کہا کہ اب آپ میرے لئے بیڑیاں منگوا لیجئے اور جب وہ آگئیں تو اس اموی نے بڑی خوشی سے
اپنے پیر آگے بڑھا کر اپنے تئیں گرفتار کرا دیا۔ منارا نے پھر اس اموی کو اونٹ پر سوار کیا اور اس کے برابر
خود اپنا گھوڑا رکھا تاکہ اموی ہر وقت نظر کے سامنے رہے اور وہیں سے اسی وقت دمشق سے روانہ
ہو گیا۔ راستہ میں سے یہ قافلہ ایک خوبصورت باغ میں سے گذرا۔ قیدی اموی نے جو اپنے قید کرنے والے
بھائی منارا سے بہت ہی لطف اور خوش خوئی سے باتیں کرتا آرہا تھا منارا سے کہا کہ دیکھئے [illegible]

Marfat.com

ہے اور اس باغ میں جو نایاب پھول اور پھل اور میوہ جات ہوا کرتے تھے بڑی فصاحت و بلاغت سے اُن کا ذکر کیا۔ تھوڑے عرصے کے بعد خوبصورت کھیتوں اور عمدہ مزروعہ زمینوں میں سے اس قافلہ کا گذر ہوا اموی نے منارا سے کہا کہ دیکھو یہ میری زمینیں ہیں اور جس قدر سالانہ منافع پیداوار سے ہوتا تھا اُس کا تمام ذکر صفائی دل سے منارا کو سنایا۔ منارا کو اب اور زیادہ حالات سننے کی تاب نہ رہی اُس نے اموی سے کہا کہ "کیا آپ کو یہ بات معلوم نہیں ہے کہ امیر المؤمنین آپکے حالات سُن سُن کے بہت متفکر اور پریشان رہا کرتے تھے اور اس لئے تم کو تمہارے قبیلہ اور کنبہ سے نکلوا کر تنہا اور پا بزنجیر کر کے بُلوایا ہے؟ تم کو کیا خبر ہے کہ وہاں پہنچ کر تمہارا کیا حال ہوگا۔ اور باوجود اس بات کے اور دوسرے اشخاص جس طرح متفکر ہوتے ہیں میں تم کو ویسا پریشان نہیں پاتا۔ بلکہ برخلاف اس کے تم خوشی خوشی اپنے باغات اور املاک کا مجھسے تذکرہ کئے جاتے ہو۔ کیوں کیا تمہیں اس بات کی خبر نہیں ہے کہ تم کو کس لئے گرفتار کیا گیا ہے اور خدا جانے خلیفہ تمہارے ساتھ کس طرح پیش آئے مگر میں تم کو بڑے اطمینان اور سکون کی حالت میں دیکھتا ہوں اور تمہیں کچھ فکر یا پروا مطلق بھی نہیں ہے۔ میرا خیال تھا کہ تم سمجھدار اور دانا شیخ ہوگے"۔ منارا سے سُنکر اُس قیدی اموی نے کہا کہ "اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ"۔

ہم سب کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور اُسی جانب ہم سب کی بازگشت ہے۔

اے منارا! واللہ! تمہارے بارے میں میرا خیال غلط نکلا میرا قیاس تھا کہ تم میں کچھ عقل و تمیز ہوگی اسلئے کہ اگر تم میں یہ بات نہ ہوتی تو خلیفہ کے دل میں تمہاری یہ وقعت نہ ہوتی اور نہ تم اس رتبہ پر پہنچتے۔ لیکن میرا یہ قیاس غلط نکلا۔ کیونکہ تمہاری گفتگو تو ایسی ہے جیسے کہ عوام کالانعام کی بول چال ہوا کرتی ہے اور تم نے امیر المؤمنین اور اُن کی خفگی کا اور اُن کا اپنے دروازہ پر مجھکو ایسی حالت میں بلوانے کا جو ذکر کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ میرا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے جس کے ہاتھ میں امیر المؤمنین اور ہماری تمہاری سب کی تقدیر ہے۔ امیر المؤمنین بغیر اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی مرضی مجھے کسی قسم کا فائدہ پہنچا سکتے ہیں نہ میرا نقصان کرسکتے ہیں۔ میں نے [illegible] کوئی جرم کا ارتکاب نہیں کیا ہے کہ جو اُن کے حضور میں جاتے ہوئے میں خوف زدہ بن جاؤں علاوہ اس کے جب امیر المؤمنین کو یہ معلوم ہوگا کہ میں اُن کا کیسا وفادار اور مخلص ہوں تو وہ میری اور عزت کریں گے لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے روز ازل ہی سے یہی تقدیر کر دیا تھا کہ مجھکو امیر المؤمنین کے ہاتھ سے اذیت ہی پہنچے اور اس اذیت کا وقت اب آ لگا ہے

اور میری تقدیر میں اُن کے ہاتھ سے میرا مرنا لکھا ہے تب تو تمام فرشتے اور
اور کل اہل آسمان بھی مل کر میری موت کو نہیں ٹال سکتے پھر میں موت کا غم
پر کس لئے غمگین بنوں ؟ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے پیشتر سے مقدر کر دیا اس کی بابت فکر کرنا
اور بیہودہ بات ہے اللہ تعالیٰ کے حکموں کو ہمیشہ عمدہ ترین بات خیال کرنا اور اس کی
رضا اور تسلیم خیال کرنا ہمارے تمہارے اور سب کیلئے لازمی فرض ہے میں خیال کرتا تھا تم
سب باتیں جانتے ہو گے لیکن چونکہ اب میں نے تمہاری عقل و تمیز کی وسعت معلوم کر لی
اب میں تم سے اس وقت تک ایک حرف بھی نہیں بولوں گا جب تک کہ ہم تم خلیفہ کے حضور
میں نہ پہنچ جاویں اور امیر المؤمنین مجکو تم سے علیحدہ کریں یا جو خدا کی مرضی ہوگی وہ ہو کے رہے گی"
منارا کہتا ہے کہ بعد اس گفتگو کے پھر اُس اموی نے ایک حرف تک مجھ سے نہیں کہا صرف قرآن شریف
پڑھتا رہتا یا پانی اور دیگر ضروریات کے لئے کہہ دیتا یہاں تک کہ تیرہویں دن یہ قافلہ کوفہ کے نزدیک
پہنچا کوفہ سے چھ فرسنگ اس جانب اس قافلہ کے آنے کے انتظار میں ایک سوار بیٹھا ہوا تھا وہ اس
قافلہ سے مل کر اور اموی کو زندہ گرفتار دیکھ کے بڑی تیزی کے ساتھ گھوڑا بھگاتا ہوا روانہ ہوا تاکہ
خلیفہ ہارون الرشید کو اس بات کی اطلاع دیوے شام کے قریب یہ قافلہ کوفہ میں پہنچا۔ منارا فوراً
امیر المؤمنین کے حضور میں حاضر ہوا خلیفہ نے اُس کو حکم دیا کہ تو نے جو کچھ دیکھا یا جو کچھ اس اموی سے سنا ہو
اُس کو بالتفصیل بیان کر۔ منارا نے شروع سے تمام حال بیان کرنا شروع کیا اور جس طرح اس اموی نے اس کا
استقبال کیا جس بے فکری سے اُس نے کھانا کھایا۔ یہ ذکر کیا تو خلیفہ کے چہرہ پر غصہ سے رگیں ابھری ہوئی
معلوم ہونے لگیں اور جب منارا نے یہ بیان کیا کہ کس طرح اس اموی نے اپنے تمام رشتہ داروں اور
نوکروں کو بلا کر سمجھایا کہ میرے ساتھ جو سلوک کیا جاوے تم اس کی بابت کسی سے بھی بدلہ لینے کا خیال ہرگز
ہرگز نہ کرنا اور کس طرح اُس نے اپنے کو ہمیں بخوشی سپرد کر کے بیڑیاں پہن لیں۔ تو خلیفہ کے چہرے سے غصہ فرو ہوتا
ہوا معلوم ہوا لیکن جب منارا نے اُس خفگی کا ذکر کیا جو قیدی اموی نے منارا پر ظاہر کی تھی تو خلیفہ
ہارون الرشید نے کہا کہ واللہ اس شخص پر جس قدر الزام لگائے گئے ہیں وہ سب غلط اور جھوٹ ہیں
اور یہ اموی سچا اور وفادار ہے۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ اس اموی کی بیڑیاں کاٹ کر اس کو حاضر کرو اور ...
جب اموی خلیفہ کے حضور میں حاضر ہوا تو خلیفہ نے اُسکو ازرہ مہربانی بیٹھنے کا حکم دیا اور بڑے اخلاق سے

Marfat.com

اُس سے گفتگو کی اور فرمایا کہ اگر کوئی آرزو ہو تو مجھ سے کہو۔ اموی نے صرف یہ مختصر اور مناسب جواب دیا کہ امیر المؤمنین! مجھکو سوائے اسکے اور کوئی حاجت نہیں ہے کہ آپ میرے بال بچوں میں مجھ کو واپس بھجوادیں۔ اور امیر المؤمنین آپ کی رعایا پروری اور نصفت پسندی سے اور آپ کے عمال کے انصاف اور ظلم کی بیخ کنی کی وجہ سے مجھکو یا جس شہر میں میں رہتا ہوں وہاں کے باشندوں کو کسی قسم کی احتیاج اور ضرورت نہیں ہے پھر خلیفہ ہارون الرشید نے بے شمار انعام اور خلعت وغیرہ عنایت کرکے اس اموی کو دمشق واپس جانے کی اجازت دی اور منارا کو اُس کی اردلی میں دمشق تک جانیکا کا حکم دیا اور ہدایت کردی کہ اس اموی کی نہایت ہی عزت اور احترام کرنا اور بہت خاطر و مدارات سے اُس کے مکان پر اُس کو پہنچا کے آنا چنانچہ منارا اس کو بڑی عزت کے ساتھ دمشق واپس پہنچا کے آیا۔

جان اور آزادی دربار بغداد میں کسی طور سے محفوظ نہ تھی ایک دن جو شخص عزت پاتا تھا۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ دوسرے روز ذلت کے ساتھ زندان میں قید کردیا جاتا تھا

ابوعتاہیہ اور عتبہ کنیز

ابوعتاہیہ شاعر نابینا غالباً اندھے ہونے سے پیشتر خیزران والدہ ہارون الرشید کی ایک کنیز عتبہ نامی پر عاشق ہوگیا تھا۔ اس کنیز نے اپنی مالکہ سے یہ شکایت کی کہ ابوعتاہیہ شاعر میری نسبت اس طرح کی شعر بناتا ہے جس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ اس امر کی میں نے ہی اس کو ترغیب دی ہے اور ایسے اشعار سے میری بدنامی ہوتی ہے خیزران نے یہ تذکرہ خلیفہ مہدی سے کردیا خلیفہ مہدی نے بطور تنبیہ ابوعتاہیہ کے خوب درے لگوائے لیکن ہارون الرشید جب تخت نشین ہوا تو ابوعتاہیہ نے اپنی توجہ اس کنیز کی جانب پھر مائل کی اور عتبہ کے اوپر ایک غزل بنائی جس کے دو شعر کا یہ مضمون ہے خلیفہ کے غزال نے جال بچھایا اور میں شکار بن کر اس میں گرفتار ہوگیا۔ میں نہیں جانتا کہ اب اس

لہ اول تو یہ قول بے دلیل ہے کیونکہ اس کی کوئی نظیر پامر صاحب نے تحریر نہیں کی۔ اور قول بے دلیل بھی قابل ... اور ... اس بات کا بھی شکر ہے کہ مسٹر مذکور نے یہ بات اپنے خیال میں درباری تک محدود رکھی۔ اگر تمام سلطنت پر اس ... تو لکھتے وقت کون شخص مسٹر پامر کا قلم روک سکتا تھا جب مسٹر پامر نے باوجود اس کے کہ خود بھی ... الف لیلہ کے جھوٹے افسانوں تک کا تذکرہ اس تاریخ میں کیا ہے کہ جن کا ذکر تاریخ میں کرنا بالکل ... اگر کوئی سچا واقعہ ہوتا تو وہ تحریر نہیں کرتے؟ ضرور کرتے۔ یہاں کسی شبہ یا جرم پر ایسا ہوتا ہوگا تو یہ ... کے مطابق بات ہوتی ہے کوئی گورنمنٹ ایسی ہو سکتی ہے کہ جو شبہ جرم پر مجرموں کو ماخوذ نہیں کرتی برخلاف اس کے پامر صاحب خود ہی بیان کرتے ہیں کہ معن بن ... پر ہارون الرشید کس قدر خفا تھا مگر باوجود خفگی کے دربار میں اس کا آنا تک ... اور ... ہو کر اس کو گورنر بصرہ مقرر کردیا آزادی کی بابت بھی پامر صاحب کا بے دلیل قول ظاہر ہے کہ جیسی آزادی سے لوگ خلیفہ سے گفتگو کر لیتے تھے اس کو خود مسٹر پامر نے اس کتاب میں ذکر کردیا ہے۔ اب اعادہ کی ضرورت نہیں ۱۲ مترجم

Marfat.com

حال کی گرفتاری سے مجھے کیونکر رہائی ملی گی

ہارون الرشید یہ شعر سنکر نہایت برافروختہ ہوا اور اس [illegible]
اُس نے اس کو ناقابل معافی جرم خیال کیا اس لیے حکم دیا کہ اس شاعر کو [illegible]
تھا کہ ہارون الرشید خالص شاعری کے طور کے خوشامدانہ الفاظ کی غزلوں سے [illegible]
اس لئے اپنی رہائی کے واسطے اُس نے جلد یہ تدبیر کی کہ خلیفہ کی مدح میں [illegible]
صلہ میں خلیفہ نے خوش ہو کر اُس کو رہا کر دیا اور اس قدر اُس سے خوش ہوا کہ [illegible]
کنیز کے ساتھ شادی ہو جانے میں میں تمہارے لئے کوشش کرونگا اور اگر وہ کنیز [illegible]
تم دونوں کو بطور تحفہ شادی ایک رقم کثیر عطا کروں گا۔ ابو عتاہیہ کے جانے کے بعد سلطنت کے [illegible]
ہارون الرشید اس قدر مصروف ہوا کہ ابو عتاہیہ سے جو اقرار کیا تھا وہ بالکل بھول گیا ابو عتاہیہ کو ایسا
موقع نہیں ملا کہ وہ خود خلیفہ کو اس اقرار کی یاددہانی کراتا اس لئے ابو عتاہیہ نے تین غزلیں بنائیں
اور تین پنکھے لے کر ایک ایک غزل اُن پر لکھی۔ اور مسرور کو اس بات پر راضی کر لیا کہ تو موقع مناسب
دیکھ کر یہ پنکھے خلیفہ کے حضور میں پیش کر دینا ایک دن ہارون الرشید نے پنکھا منگایا مسرور نے وہی
تینوں پنکھے پیش کر دیئے۔ خلیفہ نے ایک پنکھے پر یہ دو تین شعر دیکھے جن کا مطلب یہ تھا کہ

"جب نسیم صبح کا جھونکا آتا ہے تو مجھے یہ امید ہوتی ہے کہ مجھ سے خلیفہ نے جو اقرار کیا تھا اُس [illegible]
کے ایفا کی خوشخبری دینے کے لئے آئی ہے اور تیری فیاضی کی خوشبو سے تر آلود ہو کر جب نسیم سحری
آتی ہے تو میں اس کو پہچان لیتا ہوں۔"

ہارون الرشید نے کہا کہ شعر تو اچھے کہے ہیں دوسرے پنکھے پر خلیفہ نے اور شعر دیکھے جن کا مطلب
یہ تھا کہ

"میری روح مثل ایک اصیل گھوڑے کے اپنی گردن اٹھائے ہوئے اور [illegible]
ہمیشہ تیرے حضور میں حاضر ہونے اور تیری فیاضی سے متمتع ہونے [illegible]

خلیفہ نے کہا مرحبا بہت خوب شعر کہے ہیں تیسرے پنکھے پر خلیفہ نے اور [illegible]
جن کا مطلب یہ تھا کہ

"بعض اوقات مجھکو مایوسی بھی ہو جاتی ہے لیکن امید [illegible]

ہے کہ جس شخص نے میری کامیابی کی ضمانت کر لی ہے وہ تو بڑی عالیشان قوم سے ہے نا اُمید مت ہو۔ تو ضرور کامیاب ہوگا۔؟

خلیفہ کو اپنا اقرار یاد آگیا اور اس نے فوراً ابو عتاہیہ کو بلوایا اور اقرار کیا کہ کل انشاء اللہ میں تمہارے کام میں حتی المقدور کوشش کرونگا۔ خلیفہ نے اُسی وقت اُس کنیز سے یہ کہلا بھیجا کہ میں شام کو تجھ سے ملنے آؤں گا کیونکہ مجھے تجھ سے ایک کام ہے اور وہ کام میں خود ہی تجھ سے کہونگا مقررہ وقت پر خلیفہ عتبہ کے مکان پر پہنچا اور عتبہ سے کہا کہ جو کچھ میں تم سے کہنا چاہتا ہوں اُسکے کہنے سے پیشتر تم مجھ سے اس بات کا اقرار کرو کہ تم اس بات کو قبول کروگی اور انکار نہ کروگی اُس نے جواب دیا کہ میں آپ کی کنیز ہوں میں آپکا ہر حکم سوائے ابو عتاہیہ کے معاملہ کے منظور کر لوں گی۔ کیونکہ میں نے آپ کے والد متوفی سے یہ اقرار کر لیا تھا اور اس حلف سے اقرار کیا تھا کہ جس حلف سے ہر نیک و بد شخص پابند ہو سکتا ہے میں نے یہ حلف اُٹھائی تھی کہ اگر میں ابو عتاہیہ سے نکاح کروں تو میں پاپیادہ مکہ شریف کے حج کے لئے جاؤں اور جونہی کہ ایک بار یہ زیارت کعبہ شریف ختم ہو تو میں فوراً اُسی وقت دوسری دفعہ حج کے لئے پھر جاؤں اور اس کی بجائے اگر میں اس کا کفارہ دینا چاہوں تو ایسا کفارہ قابل قبول نہ ہوگا اور یہ بھی حلفیہ اقرار کیا تھا کہ میرے پاس جو کچھ مال و اسباب ہے سوائے نماز کے مصلے کے وہ سب خدا کی راہ پر محتاج اور مساکین کو دیدونگی یہ کہکر یہ کنیز خلیفہ کے قدموں پر گر پڑی اور بہت روئی اور اس سے التجا کی کہ آپ اس کام سے مجھے معاف رکھیں۔ خلیفہ نے اُس کنیز سے اقرار کیا کہ میں آئندہ تجھے اس معاملہ میں تکلیف نہیں دونگا۔ دوسرے دن ابو عتاہیہ اپنی پوری کامیابی کی امید میں خلیفہ کے حضور میں حاضر ہوا لیکن خلیفہ نے اُس سے کہا کہ تم مسرور و رشید اور دیگر ملازموں اور غلاموں سے پوچھ لو میں نے تمہارے لئے حتی الامکان کوشش کی میں اُس کنیز کو تمہارے ساتھ شادی کرنے پر راضی نہیں کر سکا یہ غریب شاعر [illegible] اُس کنیز پر بہت فدا اور فریفتہ تھا یہ نا امیدی کی خبر سن کر [illegible] اختیار کر لیا اور ساری عمر تجرد میں گذارنے کا ارادہ کر [illegible] سے اپنی [illegible] کے فراق میں اور ہجر میں جو غزل کہی ہے [illegible] میں نے اُمیدوار ان کی تمام مضبوط مضبوط رسیوں کو کاٹ کر [illegible] علیحدہ کر دیا [illegible]

اپنے او [illegible] کی پشت کے اوپر [illegible]

دل پر جگہ کر لی ہے اور قیام کرنے یا آگے [illegible]

خلیفہ ہارون الرشید کو دریائے دجلہ کی سیر کرنے [illegible]

تھا لیکن اُن کا تلفظ بہت خراب ہوتا تھا اور نامناسب [illegible]

ہوتے تھے اُس سے خلیفہ کے کان جو خالص عربی زبان سے [illegible]

اور ملاحوں کی غلط ملط عربی سے اُس کی طبیعت بہت گھبراتی تھی [illegible]

اپنے ندیموں کو حکم دیا کہ کسی شاعر کو بلواؤ اور ایک غزل بنواؤ جس کو ملاح اپنے [illegible]

یہ ملاح اپنے راگوں میں غلطیاں کرتے ہیں وہ نہ ہوویں معلوم ہوا کہ ابوعتاہیہ [illegible]

ہے جو یہ کام بہ طور سے انجام دے سکتا ہے اُس وقت ابوعتاہیہ قید خانہ میں تھا [illegible]

نے ابوعتاہیہ کے پاس کسی آدمی کو بھیجا اور حکم دیا کہ اس طرح کی غزل بنوا کر جلد لے آؤ ابوعتاہیہ [illegible]

حکایت کا راوی ہے بیان کرتا ہے کہ چونکہ خلیفہ نے میری رہائی کی بابت کچھ تذکرہ نہیں کیا اس لئے میں

نے ایسی غزل بنانا چاہا جس کو سن کر بجائے خوش ہونے کے خلیفہ کو رقت ہو اور رونا آوے ایسی غزل

بنا کر میں نے اُس آدمی کو دیدی یہ غزل اب تک عربی کتابوں میں موجود ہے اور بہت ہی عمدہ [illegible]

ہے لیکن یہ غزل کوئی غیر معمولی یا عجیب قسم کی نہیں ہے انسانی خواہشات کے فانی ہونے [illegible]

موت کے یقینی آمد پر یہ غزل ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان اشعار نے خلیفہ پر وہی اثر کیا [illegible]

کی تمنا تھی جب ملاحوں نے یہ غزل گائی تو ہارون الرشید اس قدر زار و قطار رویا [illegible]

بن ربیع وزیر اعظم نے اُن ملاحوں کو چپ کرا دیا۔ قدیم مورخین کا بیان ہے [illegible]

ایسا رقیق القلب ہو گیا تھا کہ ذرا سے رحم کے ذکر پر اُس کے آنسو نکل آتے تھے

خلیفہ کی خود سرانہ کارروائی کی ایک اور مثال حسب ذیل ہے

صالح بن مہران جو ہارون الرشید کے مقربین میں سے تھا بیان کرتا [illegible]

مجھ کو بلایا جب میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ ہارون الرشید [illegible]

چند لمحے کے بعد خلیفہ نے اپنا سر اُوپر اٹھایا اور فرمایا کہ اسی وقت [illegible]

سے ایک کروڑ درہم وصول کر اور اگر وہ روپیہ ادا کرنے سے [illegible]

ارون الرشید
ی نرم دلی

Marfat.com

تو نے کچھ پس و پیش کیا اور میرے حکم کی تعمیل نہ کی تو میں اپنے باپ مہدی کی روح کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ پھر میں تیرا سر کاٹ ڈالوں گا۔" صالح نے دریافت کیا کہ امیر المؤمنین! اگر منصور ایک حصہ زر فوراً ادا کر دے اور بقایا کی ادائگی کے لئے دوسرے دن کے لئے کسی کی ضمانت دیدیوے تو اس حالت میں کیا کیا جاوے۔ خلیفہ نے کہا کہ "اگر وہ آج ہی ایک کروڑ درہم نقد نہ دیوے تو اس کا سر کاٹ ڈالنا بس اب جا اور زیادہ مجھ سے بیہودہ گفتگو نہ کر۔" صالح کو یقین ہو گیا کہ خلیفہ منصور کے قتل کے درپے ہے وہ وہاں سے بہت پریشان روانہ ہوا۔ کیونکہ منصور اس کا دوست تھا اور بغداد کے مشاہیر میں بہت ہی مقتدر تھا صالح سیدھا منصور کے گھر گیا اور اس کو الگ لیجا کر تمام کیفیت اس سے بیان کی منصور نے اپنے تئیں صالح کے پیروں میں ڈال دیا اور رو کر کہا کہ امیر المؤمنین میرے قتل کے درپے ہیں کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ میرے پاس اسقدر روپیہ ساری عمر میں کبھی بھی جمع نہیں ہوا۔ پھر میں اس قدر روپیہ ایک دن میں کیسے مہیا کر سکتا ہوں۔ برائے خدا ایک مہربانی کرو اور وہ یہ کہ مجھکو میرے گھر جانے دو تا کہ میں سب سے آخری ملنا مل کر رخصت ہو آؤں اور جس قدر میری جائداد ہے وہ میں تم کو سپرد کر دوں تم میرے مرنے کے بعد اس کو تقسیم کر دینا اس کارروائی سے تمہارا کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ جب میں اپنے بچوں سے رخصت ہو چکوں اور تم کو روپیہ دے چکوں تو تم میرا سر کاٹ ڈالنا اور خلیفہ سے جا کر کہدینا کہ آپکے حکم کی تعمیل ہو گئی۔ صالح نے منصور کی یہ درخواست منظور کر لی۔ اس کے گھر والوں سے اس کو ملنے دیا اور جب یہ غم انگیز اطلاع منصور کے گھر میں معلوم ہوئی تو رونے کے غل و شور سے منصور کے گھر میں ایک کہرام مچگیا۔ صالح نے منصور سے کہا کہ اب تم جس طرح چاہو اپنی جائداد کا انتظام کر دو اور منصور کو کسی جگہ قتل کرنے کے لئے لیجانے ہی کو تھا کہ منصور نے مایوسی کی حالت میں اس سے کہا کہ اے صالح! گذشتہ زمانے میں ہارون الرشید کے خلیفہ ہونے سے پیشتر یحییٰ بن خالد برمکی کے ساتھ میری لڑائی ہو گئی تھی اس ... ہمیشہ ستاتا اور دق کرتا رہا سوائے ایک موقع کے جبکہ دوانیقی نے مجھ ... لئے مجھے یحییٰ برمکی کے سپرد کیا اسوقت یحییٰ نے مجھ پر بڑی مہربانی فرمائی اور خلیفہ سے سفارش کر کے میری جان بخشی کرائی یحییٰ کا گذرا ستہ بھی اتفاق ہے تم وہاں مہربانی کر کے مجھے لے چلو شاید وہ میری

ل ابو جعفر منصور جو خاندان خلفائے عباسیہ کا دوسرا خلیفہ اور ہارون الرشید کا دادا تھا وہ بڑا حریص اور دولت کا بڑا جمع کرنے والا تھا اسی لئے دوانیقی کے لقب سے مشہور ہو گیا تھا۔ ۱۲ مصباح

برمکوں کی فیاضی اور یحییٰ کی حکایت

حالت زار دیکھ کر مجھ پر رحم کرے مصلح ابن [illegible]

اُس وقت پہنچا جبکہ یحییٰ نماز پڑھ ہی چکا تھا یحییٰ نے منصور سے [illegible]

سبب دریافت کیا جب اُس کا حال معلوم ہوا تو اقرار کیا کہ میں [illegible]

اپنے خزانچی کو بلوایا معلوم ہوا کہ جس قدر روپیہ منصور کو چاہئے اس [illegible]

فضل اور جعفر اپنے دونوں بیٹوں کے یہاں سے روپیہ منگوا کر [illegible]

کل کا اقرار کیا صالح نے یحییٰ سے کہا کہ ہارون الرشید نے قطعی حکم دیدیا ہے [illegible]

سے وصول کر لیا جاوے اور اگر وصول نہ ہو تو اُس کا سر کاٹ ڈالا جاوے جعفر [illegible]

تو اپنی ایک معتمد کنیز کو ہارون الرشید کی بہن فاطمہ کے بھیجکر جس قدر روپیہ کہ منصور کے [illegible]

اُس سے مستعار منگوایا یہ شہزادی فاطمہ بڑی فیاض عورت تھی اُس نے اپنے گلے کا ایک [illegible]

اس کنیز کو دیدیا جس کی قیمت اُسی قدر تھی کہ جتنی رقم جعفر نے مستعار منگائی تھی یحییٰ نے اس [illegible] ایک

کروڑ درہم مہیا کر کے یہ سب روپیہ منصور کے ہمراہ حمالوں کے سر پر رکھوا کے بھیجا خلیفہ نے صالح سے

دریافت کیا کہ یہ سب روپیہ کس طرح سے وصول ہوا اور جب اُس کو تمام کیفیت معلوم ہوگئی تو حکم دیا کہ روپیہ

خزانے میں داخل کر دیا جائے اور منصور کو رہا کر دو اور یحییٰ کو اپنے حضور میں بلوایا جب یحییٰ حاضر ہوا

تو اُس نے خلیفہ کو بہ نسبت سابق کے بہت رنجیدہ اور اندوہناک پایا یحییٰ کو خوف ہوا کہ [illegible] نے

جو منصور کی کارسوائی کر دی ہے کہیں اُس کی وجہ سے میرے اوپر کوئی آفت نازل نہ ہو لیکن [illegible]

اپنی عقلمندی اور خوش بیانی سے فوراً خلیفہ کو راضی کر لیا اور دریافت کیا کہ امیر المومنین [illegible]

آپ کی اس قدر خفگی کا کیا باعث تھا ہارون الرشید نے جواب دیا کہ مجھے تو یہ [illegible]

ہو گیا تھا کہ منصور باغی اور غدار ہو گیا ہے وفادار نہیں رہا لیکن خاص وجہ [illegible]

خراب سلوک کیا کرتا تھا محسن کش تھا حالانکہ تم نے اب بھی اُس کی [illegible]

دل میں ابھی کھٹکتا تھا خلیفہ نے خود ہی یحییٰ سے کہا کہ تم نے شہزادی فاطمہ [illegible]

بات ہوئی۔ وزیر نے جواب دیا امیر المومنین! جب انسان پر [illegible]

تو انسان اُس سے خلاصی پانے کے لئے ہر کسی سے مدد چاہتا [illegible]

پڑا لیکن شہزادی فاطمہ کو بلا کر اُس کو بہت برا بھلا کہا [illegible]

Marfat.com

فاطمہ نے جواب دیا کہ میں یحییٰ برمکی کو مثل اپنے باپ کے سمجھتی ہوں اس لئے اُس کی التجا حقیقت درخواست مدد کو میں نے رد نہیں کیا۔ خلیفہ کو اس جواب سے تسکین ہوگئی اور وہ ہار شہزادی فاطمہ کو واپس دیدیا۔ لوگوں کا اژدہام جو خلیفہ کے ایوان کے دروازہ کے باہر جمع ہوگیا تھا یحییٰ اور منصور کو زندہ آتے دیکھ کر بہت ہی متعجب ہوا۔ برمکیوں کی فیاضی اور شرافت اور اُن کے آقا کی مطلق العنانی اور لالچ اور اُسکی حکومت میں جان و مال کی خطرناک طور سے غیر محفوظی کو اس واقعہ سے زیادہ اور کوئی واقعہ اچھی طرح سے ظاہر نہیں کرسکتا[1]

عربوں کی ذہانت اور ہارون الرشید کی فراست

بدقسمت خاندان برامکہ کے باقی ماندہ اشخاص کی ایک حکایت مشہور ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُس زمانے کے عرب اپنے سے بڑے درجے کے لوگوں کو اپنی روزمرہ کی سادہ گفتگو میں ذومعانی الفاظ کے ذریعہ سے اس طور سے لعن و نفرین کرجاتے تھے کہ بظاہر وہ الفاظ دعائیہ معلوم ہوتے تھے اور نیز اسی حکایت سے ہارون الرشید کی نہایت درجے کی فہم و فراست، علم و نفسیات اور ہوشیاری

---

[1] خاندان برمکی مسلمانوں میں ایک بہت ہی فیاض خاندان ہوا برمکیوں نے اپنے زمانے میں حاتم طائی کے نام کو اپنی فیاضی اور سخاوت کی وجہ سے لوگوں کے دلوں سے محو کردیا تھا اس خاندان کے تین شخص یحییٰ اور فضل اور جعفر برمکی بہت ہی مشہور و معروف اور فیاض [illegible] تھی کہ اپنا کل ذاتی مال و اسباب تمندوں اور محتاجوں کو دیکر [illegible] ہارون الرشید اپنی علو حوصلگی اور فیاض طبعی کی وجہ سے [illegible] برمکی کے قتل کے سببوں میں سے مورخین نے ایک سبب یہ بھی لکھا ہے کہ اس نے اپنی سخاوت اور ہوشیاری کی وجہ سے [illegible] یہ تحریر کیا ہے کہ ہارون الرشید کی حکومت میں جان و مال کی غیر محفوظی خطرناک طور سے تھی اور اس کی تمثیل لکھی ہے اور لکھا ہے کہ اس واقعہ سے زیادہ اور کوئی تمثیل اُس کی حکومت میں غیر محفوظی جان و مال کی نہیں ہے مسٹر پامر نے تو ہی حصہ کردیا ہے [illegible] اس حکایت سے اس کا کس قدر ظلم یا رحم مترشح ہوتا ہے مگر تاہم دو چار لفظ کہے بغیر اس کی تشریح نہیں ہوسکتی [illegible] یہ یاد نہیں رہا کہ منصور باوجودیکہ ایک کروڑ درہم بیت المال میں سے اڑا چکا تھا پھر بھی اپنی جان سلامت لے گیا [illegible] اور تغلب کی وجہ سے خلیفہ نے منصور پر اس قدر سختی کی تھی مگر مسٹر پامر نے اس کا کوئی سبب نہ معلوم کیوں نہیں لکھا [illegible] نہ تھا آج کل تو تہذیب کا زمانہ سمجھا جاتا ہے مگر کیا مسٹر پامر کی مہذب گورنمنٹ کی ایسی [illegible] مثال دے سکتے [illegible] مجرمانہ سے ایک کروڑ درہم تو بہت بڑی رقم ہے اس کا سزاوار [illegible] دی گئی ہو اور پھر جو شخص کہ عادی مجرم اور اقبالی ہو اس کو تو [illegible] ہے مگر ہارون الرشید نے اُسکو رہا کردیا۔ رہا یہ امر کہ منصور کو قتل کا خوف دیا گیا اس سے [illegible] اس کو یہی لکھدینا کافی معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید کے حالات [illegible] برمکیوں کو سند گردان کر ہرگز ہرگز نہیں کرنا چاہئے بلکہ یہ بات لازمی [illegible] مصلحتوں پر پورا پورا خیال دوڑانا کریں [illegible] اس وقت قتل ہی سے خوف [illegible] اگر درحقیقت اس کا قتل کرنا منظور ہوتا تو وہ اپنی [illegible] منظور کرکے فوراً منصور کو قتل کرا دیتا مگر [illegible] ہارون الرشید کی [illegible] کیونکہ شروع ہی سے اُس تاریخ سے معلوم ہوتا آرہا ہے [illegible] اس کو رہا کردیا۔ — مصباح مترجم۔

ظاہر ہوتی ہے کہ وہ عورت اُن ...

اور اعیان مملکت حاضر تھے کہ ایک عورت ...

دعا دی کہ اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تم کو ...

دیا ہے اُسمیں تمکو فرحت بخشے کیونکہ تم نے انصاف کیا اور ...

عورت سے دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ اُس نے کہا کہ میں خاندان برامکہ میں ...

اور جن کی دولت تم نے چھین لی ہے خلیفہ نے جواب دیا کہ ...

تھا وہ ہو چکا اور اُن کی دولت جہاں سے آئی تھی وہیں چلی گئی ...

مُڑ کر پوچھا کہ آیا جو کچھ اس عورت نے کہا ہے اس کو تم بھی سمجھے ...

آپ کو دعا دی ہے۔ ہارون الرشید نے کہا کہ نہیں تم اس عورت کا ...

عورت نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کو آرام دیوے تو اس کے ...

آنکھیں حرکت نہ کریں آرام و سکون سے ہو جاویں اور آنکھیں آرام و سکون ...

ہیں جب آدمی اندھا ہو جاتا ہے یا مرجاتا ہے اُس کا مطلب یہ تھا کہ ...

اُس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو کچھ دیا ہے اس میں فرحت بخشے تو اس ...

کی اس آیت کا حوالہ دیا ہے (حتیٰ اذا فرحوا بما اوتوا اخذنا ہم بغتۃ ...

پاکر خوش ہوئے پھر ہمنے انکو سزا دی" اور جب اُس نے یہ کہا کہ تو نے انصاف ...

اُس نے جاسے گزرنے والے کئی معنوں میں استعمال کیا جیسا کہ قرآن ...

لجہنم حطبا یعنی جنہوں نے سرتابی کی وہ دوزخ کا ایندھن ہوں گے ...

علیہ اور غلام

قرآن شریف کی عبارت سے اپنے دل بہلاؤ کاموں کی ...

تھی۔ ہارون الرشید کی ایک بہن علیہ نامی بڑی صاحب ...

اشعار میں ایک نوعمر غلام کی بہت تعریف باندھتی تھی ...

بہت اُنس و محبت تھی۔ ہارون الرشید کو جب یہ حال معلوم ...

اس غلام کا نام نہ لینا۔ ایک دن ہارون الرشید ...

علیہ کی باتیں سننا چاہئیں۔ علیہ اس وقت قرآن ...

Marfat.com

اصابھا وابل فاتت اکلھا ضعفین ج فان لم یصبھا وابل فطل یعنی جب اُس پر مینہ برسا تو دونا پھل اُس میں سے پیدا ہوا۔ اور جب بارش اُس پر نہ گرے تو اُس پر شبنم گرتی ہے" علیہ نے آخری لفظ طل کہنے کی بجائے یہ پڑھا، تو اُس پر وہ چیز گرتی ہے جس کا نام لینے سے امیر المؤمنین نے مجھے منع کر دیا ہے" یہ سُنکر ہارون الرشید سے ہنسی ضبط نہ ہو سکی ہنس پڑا۔ علیہ کے پاس جاکر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا کہ میں آئندہ کے لئے تم کو اجازت دیتا ہوں۔ تم طل کہا کرو۔

زبیدہ خاتون اور علیہ

ہارون الرشید کی عزیز بیوی زبیدہ خاتون کے ساتھ عُلیہ بہت پیار و اخلاص سے رہا کرتی تھی اور جب کبھی ان زن و شوہر کی آپس میں شکر رنجی ہو جاتی اور اس شکر رنجی کا باعث زیادہ ہارون الرشید ہی ہوا کرتا تھا کیونکہ وہ زبیدہ کے اشتعال طبع کے اسباب پیدا کر دیتا تھا۔ تو علیہ اپنی موسیقی اور شاعرانہ لیاقت سے دونوں میں صفائی کرا دیتی تھی ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ خلیفہ نے اپنی ایک نئی بیوی سے ربط و ضبط بڑھا لیا اور زبیدہ کی جانب سے لاپرواہ ہو گیا۔ زبیدہ نے عُلیہ سے اس بات کی شکایت کی علیہ نے اقرار کیا کہ میں ہارون الرشید کو پھر تمہاری جانب مائل کرا دونگی۔ اس لئے اُس نے راگ کا ایک عمدہ لہجہ بنا کر اور مناسب الفاظ کا ایک گیت جوڑ کر اپنی اور زبیدہ خاتون کی مغنیہ کنیزوں کو یہ گیت اور لہجہ سکھا دیا۔ پھر ان کنیزوں کو بڑی بڑی زرق برق پوشاک پہنا کر یہ دونوں شہزادیاں اُن کنیزوں کے ساتھ یکایک اُس محل میں جا پہنچیں جہاں ہارون الرشید بیٹھا ہوا کھانا کھا رہا تھا اور وہاں پہنچتے ہی نہایت خوش الحانی سے راگ گانا شروع کر دیا۔ ہارون الرشید کے دل پر اس راگ کا بہت اثر ہوا وہ اُٹھا اور اپنی بیوی زبیدہ سے صفائی کر لی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر بٹھا لیا اور تمام دن زبیدہ خاتون کے پاس رہا خلیفہ نے کہا جیسا آج کا دن خوشی میں گزرا ہے میری ساری عمر میں ایسا دن کوئی نہیں گزرا۔

فضل برمکی کی شہزادی علیہ کے مکان پر جانے کی بابت ایک حکایت ہے اگرچہ اُس میں کوئی بات قابل تذکرہ نہیں ہے لیکن اس سے خلیفہ ہارون الرشید کے محل کے خانگی [illegible] معلوم ہوتا ہے فضل نے جس طور سے یہ حکایت بیان کی اُسی طور سے یہاں [illegible] یہ حکایت اپنے باپ یحییٰ برمکی سے کہہ رہا تھا تو جعفر کے ایک بیٹے نے اپنے بچپن کے زمانے میں یہ حکایت سن لی تھی اور وہی اس حکایت کو بیان کرتا ہے۔

فضل نے کہا کہ" اے باپ! امیر المؤمنین میرا ہاتھ پکڑ کے مجھے ایک کوٹھڑی میں لیگئے وہاں سے

Marfat.com

راستہ ایک اور کمرے میں جاتا تھا اُس کمرے کے دروازہ ...

غلام خادم ساتھ تھے۔ امیر المؤمنین نے سب کو وہاں ...

امیر المؤمنین گئے وہاں ہمیں ایک اور مقفل دروازہ ملا جس کو خلیفہ نے خود ...

اُس میں داخل ہو گئے تو خلیفہ نے اندر کی جانب سے بند کر کے تالا لگا دیا پھر ہم ایک ...

اور وہاں ایک کوٹھڑی کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ ہم کو اُس کوٹھڑی میں سے آواز ...

امیر المؤمنین وہاں بیٹھ گئے اور آہستہ سے اپنی دونوں ہتھیلی بجائیں تالی بجتے ہی ایک ...

آواز ایک بانسری پر غزل گاتے ہوئے سنائی دی۔ اور وہ غزل میری ہی بنائی ہوئی تھی میں

اس غزل کو سُن کر ایسا مسرور اور متاثر ہوا کہ امیر المؤمنین وہاں نہ ہوتے تو میں اپنا ...

ٹکڑے ٹکڑے کر توڑ ڈالتا۔ پھر یہ لہجہ تبدیل ہو گیا اور کمرہ کے اندر سے عُلیہ کے لہجہ میں گانے کی آواز آئی

یہ لہجہ سُن کر امیر المؤمنین پر اور مجھ پر وجد کی حالت طاری ہو گئی۔ امیر المؤمنین نے کہا کہ اب یہاں سے

چلو ورنہ ہمارا بُرا حال ہو جاویگا۔ ہم وہاں سے چلے آئے ہم جب محل کی ڈیوڑھی پر پہنچے تو امیر المؤمنین

نے میرا ہاتھ پکڑ کے مجھ سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کون عورت گا رہی تھی؟

میں نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین! میں نہیں جانتا۔ خلیفہ نے کہا کہ اگر میں تم کو اس عورت کا نام نہ بتلاؤنگا تو میں جانتا ہوں کہ تم ہر کسی سے اُسکا نام دریافت کرو گے اس لئے میں ہی تم کو بتلائے دیتا ہوں کہ وہ علیہ میری بہن تھی۔ اور واللہ! اندریں بارہ اگر تم نے ایک حرف بھی زبان سے کہیں نکالا تو یقین رکھو کہ میں تم کو قتل کرونگا۔

زبیدہ خاتون کا اقتدار

الف لیلہ کے افسانوں میں زبیدہ خاتون کا بہت ذکر ہے، نیز عربی کی دیگر کتابوں میں جہاں کہیں ہارون الرشید کا ذکر مندرج ہے اس میں زبیدہ خاتون کا حال بھی ضرور ہوتا ... میں سے چند واقعات کا یہاں تحریر کرنا مناسب ہوگا جیسا کہ میں نے پیشتر تحریر کیا ... کے چچا کی بیٹی اور اُس کی خاص بیوی تھی خلیفہ پر اُس کا بہت اقتدار ... یہ ایک تعجب کی بات معلوم ہوتی ہے لیکن دراصل یہ بات ہے کہ ... پر ہونا چاہیئے تھا اُس سے بہت زیادہ تھا۔ زبیدہ خاتون کی ... حبیب تو سروں سے محبت کرتا یا دل بہلاؤ باتیں کرتا جو زبیدہ خاتون کے ...

Marfat.com

تو اُن کی بابت زبیدہ خاتون اکثر اپنے شہنشاہ خاوند کو نصیحت یا اُس سے شکایت کر دیتی تھی۔

ابونواس اور زبیدہ خاتون

ایک دن ہارون الرشید بہت رنجیدہ اور غمگین بیٹھا ہوا تھا ابو نواس اُس کے حضور میں حاضر ہوا آکر خلیفہ کو خوش کرنے اور ہنسانے کی کوشش کی لیکن خلیفہ کو ہنسی نہیں آئی۔ آخرکار اس ظریف نے کہا کہ امیر المؤمنین! آپ آج اس قدر رنجیدہ کیوں ہیں؟ واللہ میں نے آپ کے مانند کسی شخص کو ایسا نہیں دیکھا جو اپنے اوپر اس قدر ظلم رکھتا ہو۔ آپ دنیا اور دین دونوں کی خوشیاں کیوں حاصل نہیں کرتے جبکہ یہ باتیں آپ کے اختیار میں ہیں عقبیٰ میں خوشی اور ثواب حاصل کرنے کے یہ طریقے ہیں کہ محتاجین اور مساکین اور یتیموں کو فی سبیل اللہ خیرات دیکر اُن کی دستگیری کیجئے۔ مکہ شریف جاکر حج کریئے مسجدوں کی مرمت کرائیے۔ مدرسے اور مکتب جاری کیجئے اور اپنی سلطنت کے ہر صیغہ کے ترقی ہونے میں کوشش کیجئے۔ ایسے سب امور کی بابت آپ کو دین میں جزا ملے گی اور اس دنیا کی خوشی اور عیش و آرام کے یہ کام ہیں کہ عمدہ عمدہ نفیس کھانے کھائیے اور شربت پیجئے۔ [illegible] کی ماہ رو اور خوبصورت عورتوں کو چاہیئے وہ بلند بالا ہوں یا متوسط یا پستہ قد ہوں اپنے گرد اگرد جمع رکھیے جن کی عقل اُن کی شکل کے مانند منور اور ان کی زبان اُن کی آنکھوں کی چمک کی مانند فصاحت و بلاغت رکھتی ہو۔ ابو نواس نے ایسی مسلسل اور عمدہ تقریر کی کہ خلیفہ کی پریشانی اور سستی جاتی رہی۔ خلیفہ کو راضی کر کے ابو نواس اپنے گھر روانہ ہوا۔ ابو نواس کے جاتے ہی زبیدہ خاتون ہارون کے پاس آئی اور خوشامد و منت کر کے خلیفہ کو اس بات پر راضی کر لیا کہ ابو نواس نے آپکے حضور میں جو باتیں کی ہیں وہ آپ مجھ سے بیان کریں خلیفہ نے بیان کر دیں۔ زبیدہ خاتون نے خلیفہ سے کہا کہ ابو نواس نے آپکو ایسی نصیحتیں کیں آپ نے اسکو جھڑکا نہیں۔ خلیفہ نے جواب دیا کہ ایسی اچھی نصیحتوں پر اسکو جھڑکنے کی ضرورت تھی؟ یہ سن کر زبیدہ خاتون غصہ میں بھر کر خلیفہ کے پاس سے چلی گئی اپنے محل میں پہنچ کر اس نے اپنے غلاموں کو بلوایا اور اُن کو حکم دیا کہ ابو نواس جاکر اُس کو خوب پیٹو۔ غلام ابو نواس کے گھر گئے۔ وہاں اُس کو خوش ہوا پایا کیونکہ وہ اس کا غم غلط کر کے آیا تھا اُس کو یہ اُمید تھی کہ خلیفہ میری باتوں سے راضی کہ یکایک یہ غلام جا پہنچے اور ابو نواس کو اس قدر مارا کہ اگر اس کی بیوی بیچ میں پڑ کر اسکو نہ بچاتی تو وہ یقیناً ابو نواس مر جاتا۔ ابو نواس کو اس قدر سخت چوٹ آئی کہ وہ کئی دن تک صاحب فراش بیمار رہا۔ ہارون الرشید کو اس بات کی کچھ خبر نہ تھی۔ ایک دن اُس نے مسرور کو بھیجکر ابو نواس کو بلوایا۔ مسرور ابو نواس کا یہ حال دیکھکر

Marfat.com

بہت متعجب ہوا۔ مگر وہ ترغیب دے دلا کر ابو نواس کو خلیفہ [illegible]
مہربانی سے پیش آیا اُس کو بیٹھنے کا حکم دیا اور پوچھا کیا وجہ تھی جو تم [illegible]
ابو نواس نے خلیفہ کے حضور میں آتے ہوئے ایک دروازہ کھلا ہوا دیکھا تھا جس [illegible]
تھا اور اس میں ایک شخص نظر آتا تھا ابو نواس نے اپنی ہشیاری سے یہ خیال کیا کہ پردے کے پیچھے [illegible]
ہیں اس لئے اُس نے احتیاط سے گفتگو کرنے کا ارادہ کیا عرض کیا کہ امیر المومنین میں بیماری کی
وجہ سے حاضری سے معذور رہا خلیفہ نے کہا کہ بڑا افسوس ہے کہ تم بیمار رہے اور مجھے تمہارا حال معلوم نہ
ہوا اور ہاں اُس دن جو تم ماہ پیکر اور خوبصورت عورتوں کی باتیں کر رہے تھے وہ بہت عمدہ گفتگو تھی
وہی گفتگو میں تم سے اب پھر سننا چاہتا ہوں۔

ابو نواس نے کہا کہ امیر المومنین میں اس دن آپ سے یہ کہہ رہا تھا کہ عربوں نے لفظ ضرۃ کو جسکے معنے
"سوت" (ایک ہی خاوند کی دو یا زیادہ زوجہ آپس میں سوت کہلاتی ہیں) کے ہیں۔ لفظ ضرر سے جسکے
معنے "نقصان" کے ہیں استخراج کیا ہے اور عربی میں ایک ضرب المثل ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ
جس شخص کے دو زوجہ ہوتی ہیں اس کی باقی زندگی رنج اور تکلیف میں گزرتی ہے اور جسکے تین زوجہ ہوتی
ہیں اس کی تمام زندگی بے چین اور بہت رنج سے گزرتی ہے۔ اور جس شخص کے چار بیویاں
ہوں اس شخص کو تو مثل مردہ کے سمجھنا چاہیئے گو کہ وہ زندہ ہی ہوتا ہے امیر المومنین میں نے تو آپ کو
یہی صلاح دی تھی اور علاوہ ازیں میں نے یہ بھی کہا تھا کہ جو شخص ایک ہی بیوی پر قناعت کر کے خوش
رہتا ہے تو اس کو بڑی عزت اور عظمت حاصل ہوتی ہے اور اس کی زندگی بڑی خوشی میں گزرتی ہے ہارون الرشید
نے چلا کر کہا کہ اگر میں نے اس قسم کا ایک حرف بھی تم سے سنا ہو تو اللہ تعالیٰ میرے مذہب سے مجھے خارج کر دے
ابو نواس نے عاجزی سے کہا کہ شاید امیر المومنین کی یاد سے یہ باتیں فراموش ہو گئی ہیں ایک بات میں
اور کہنا چاہتا تھا اور وہ یہ ہے کہ عربی ضرب المثل کے موافق بنی مخزوم[1] تو گویا قوم قریش میں پھول
ہیں اور آپ زبیدہ خاتون دختر قاسم کے شوہر ہیں۔ زبیدہ خاتون پھولوں کی پھول ہیں [illegible]
دیکھنے والوں کی آنکھوں کی راحت و چین ہیں امیر المومنین میں نے آپ کے [illegible]
یہ بات معلوم کر لی تھی کہ آپ کا دل دوسری عورتوں کی جانب مائل ہے۔ اس لئے میں یہ [illegible]
چاہتا تھا کہ صرف زبیدہ خاتون ہی ایک ایسی مخدرہ باعصمت ہیں جو آپ کے لئے [illegible]

[1] بنی مخزوم قوم قریش کی ایک شاخ ہے۔ زبیدہ خاتون بنی مخزوم میں سے [illegible]

Marfat.com

کوئی عورت آپ کے لئے مناسب نہیں ہے۔

ہارون الرشید نے غصہ ہوکر کہا کہ ابونواس اذرا ہوش میں آؤ کیا تم مجھے جھوٹا بنانا چاہتے ہو؟ ابونواس نے عرض کیا امیر المؤمنین! تو پھر کیا آپ مجھے وقت مقررہ سے پہلے ہی مروا ڈالنا چاہتے ہیں؟ یا پھر آپ مجھے صاحب فراش کرانا چاہتے ہیں کہ جس میں سوائے غم اور غصہ کے اور کوئی میری تسلی کرنے کے لیئے نہ ہووے اُس وقت پردہ کے پیچھے سے ہنسی کی آواز سنائی دی۔ اور ایک آواز آئی۔ کہ ابونواس تم سچ کہتے ہو۔ تم نے خلیفہ کو اس قسم کی نصیحت سے مختلف نصیحت نہیں کی ہوگی جیسی کہ اب کر رہے ہو۔ یہ صرف امیر المؤمنین کے خیالات پریشان ہوں گے کہ انہوں نے گھر لئے تھے اور تمہارا نام لگا دیا۔ ابونواس نے جواب دیا۔ ہاں ہاں! درست ہے اور جلدی سے اُٹھ کر اپنے گھر ڈرتا ہوا چلا کہ کہیں آج بھی کوئی کلمہ میرے مُنہ سے زبیدہ خاتون کے برخلاف نہ نکل گیا ہو۔ لیکن جب ابونواس اپنے گھر پہنچا تو دروازہ پر زبیدہ خاتون کے غلاموں کو موجود پایا۔ یہ غلام زبیدہ خاتون کی جانب سے اُسکے لئے خلعت فاخرہ اور ایک بڑی تعداد زرنقد کی بطور انعام کے لئے بیٹھے تھے۔ یہ انعام پاکر ابونواس نے قسم کھائی کہ میں آیندہ سے کوئی لفظ ہرگز زبان سے نہ نکالوں گا کہ جس کی وجہ سے زبیدہ خاتون کو رنج ہووے۔ خلیفہ کو جب یہ تمام احوال معلوم ہوا تو وہ بہت ہنسا اور ابونواس کے پٹنے پر افسوس کیا۔ بعد ازاں خلیفہ نے ابونواس کو زبیدہ خاتون کی طرح بہت ہی قیمتی خلعت اور کثیر التعداد زرنقد کی رقم بطور انعام عطا فرمائی۔

زبیدہ خاتون ہمیشہ ہارون الرشید سے یہ کہا کرتی تھی کہ آپ اپنی کل سلطنت کا ولیعہد امین ہی کو مقرر کر دیں کیونکہ امین اس بات کا مستحق ہے وہ خالص ہاشمی النسل ہے اور نجیب الطرفین ہے۔ ہارون الرشید کے دوسرے بیٹے ماموں سے زبیدہ خاتون بہت حسد کرتی تھیں۔ اپنی سوت ہی کا بیٹا سمجھ کے اُس سے حسد نہیں کرتی تھیں بلکہ اس وجہ سے کہ [illegible] خون ہے اور خاص کر اس وجہ سے کہ ماموں میں بہ نسبت امین کے عقل [illegible] رہتا تھا عقل اور تمیز کی باتوں میں ماموں اور امین میں بہت مقابلے ہوا کرتے تھے جن میں سے بعض مقابلوں کا حال عرب مورخین نے عینی مشاہدوں کے اعتبار پر لکھا ہے چنانچہ روایت ہے کہ ایک موقع پر زبیدہ نے بیان کیا کہ امین بہت اچھے شعر کہتا ہے ہارون الرشید کو ترغیب دی کہ امین کے شعروں

پر ابو نواس سے اصلاح دلا دیجئے۔ ابو نواس نے ایک ہی ...
اس پر امین غصہ سے چین بجبیں ہوا اور ابو نواس کو قید کرا دیا ...
طلب کیا اور اُس کے قید ہونے کا حال اور قید ہونے کا سبب ...
بہت بکا اور بُرا بھلا کہا اور ابو نواس کو رہا کر دیا۔ امین نے کہا کہ آپ ابو نواس ...
میرے چند اشعار سنئے۔ خلیفہ نے اُس کی یہ درخواست قبول کر لی۔ امین ...
کہ اُن کو سُن کر ابو نواس کھڑا ہو گیا اور وہاں سے جانے لگا خلیفہ نے پوچھا کہ ابو نواس کہاں
جاتے ہو؟ ابو نواس نے عرض کیا کہ جیلخانے واپس جاتا ہوں اس پر خلیفہ ہنس پڑا ...

امین کا چال وچلن

امین بہت ہی ناسمجھ تھا اس کا چال چلن غیر مستقل تھا صرف ذیل ہی کے واقعہ سے ... ظاہر ہو جائیگی کہ امین حکومت کرنے کے کس قدر ناقابل تھا۔ ہارون الرشید کی وفات کے بعد جب ان دونوں بھائیوں میں جنگ ہو رہی تھی شہر رے کے باشندوں نے امین سے بغاوت کی اور مامون کے مطیع ہو گئے رے اُس وقت ایران میں ایک بہت مضبوط اور مفید مقام تھا ایک قاصد امین کے پاس اُس کی فوج کی شکست اور رے کے فتح ہو جانے اور مامون کے خلیفہ مشتہر ہونے کی خبر امین کے پاس لایا امین اس وقت مچھلیاں پکڑ رہا تھا۔ قاصد کو امین نے صرف یہ جواب دیا کہ مجھے دق مت کرو کیونکہ کوثر نے تو دو مچھلیاں پکڑ لی ہیں اور میں نے ابھی تک ایک بھی نہیں پکڑی

ابو عیسیٰ خلف ہارون الرشید

ہارون الرشید کا بیٹا ابو عیسیٰ بھی ایک غیر قوم کی عورت کے بطن سے تھا۔ ابو عیسیٰ علم موسیقی میں کامل تھا مامون کی خلافت کے زمانے میں ابو عیسیٰ کا انتقال ہوا۔ مامون کے ایک درباری نے جو ابو عیسیٰ سے بہت ہی محبت رکھتا تھا اُس کے مرنے کا حال سن کر اپنی پگڑی سر سے اُتار کر زمین پر پھینک دی دربار بغداد کا یہ قاعدہ تھا کہ جب کوئی خلیفہ مر جاتا تھا تو تمام رونے والے اپنی پگڑی سر سے اُتار کر زمین پر پھینک دیتے تھے یہ ایک ایسی بات ہے جسکو کسی دوسرے وقت کرنے کو کوئی ... نہ ہوگا اس لئے مامون نے اپنے ندیم کے اس فعل کو بہت منحوس خیال کیا اور ... تمہارے اور تمہاری خواہش کے درمیان تقدیر الٰہی حائل ہو گئی یعنی ابو عیسیٰ ... میری بجائے یا میرے بعد خلیفہ ہوتا۔ اس ندیم نے اس عقلمندی سے جواب ... میں ہوتی ہے کہ امیر المومنین! جو حادثہ یا تکلیف آپ سے بالا بالا رفع ہو جاتا ...

کرنا آسان ہے اس وقت خدا کی یہی مرضی و مشیت ہوئی کہ آپ کو ماتم میں ڈالے نہ کہ آپ کیلئے ماتم ہو۔ مامون اس جواب سے خوش ہوگیا مامون کو بھی اپنے بھائی کے مرنے کا اس قدر رنج ہوا کہ اس نے کئی دن تک کھانا نہیں کھایا جس سے اس کی جان کا بھی خطرہ ہوگیا تھا۔

ابراہیم ابن المہدی اور اسحٰق مغنی

ذیل کی حکایت سے وہ طریقہ بہت اچھی طرح سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس طور سے شعرا اور مغنیین کی دربار بغداد میں خاطر ملحوظ رکھی جاتی تھی اسحٰق بن ابراہیم الموصلی جو ایک مشہور مغنی اور علم موسیقی میں ایک مستند اُستاد ہے۔ خلیفہ ہارون الرشید کو اس کی خاطر بہت عزیز تھی ایک دن اُس نے ایک راگ خلیفہ اور اُسکے سوتیلے بھائی ابراہیم ابن المہدی کے روبرو گایا۔ ابراہیم کو بھی علم موسیقی میں ماہر ہونے کا دعویٰ تھا اس لئے راگ گاتے ہوئے اس نے اسحاق کو ٹوکا کہ تمہارا گانا قاعدہ کے موافق نہیں ہے اور تم اچھی طرح سے گاتے ہو اسحاق نے جواب دیا کہ معلوم ہوا تم موسیقی میں کچھ بھی نہیں جانتے اچھا اس راگ کو تم خود گاؤ۔ اگر ہر شعر میں ابتدا سے انتہا تک میں تمہاری غلطیاں نہ نکالدوں تو تم مجھے قتل کردینا یہ کہکر خلیفہ کی جانب مڑا اور عرض کیا کہ امیر المؤمنین گانا میرا موروثی پیشہ ہے اور میرے باپ کا پیشہ ہے اسی علم موسیقی کی وجہ سے ہمکو آپ کی قربت نصیب ہوئی ہے اور اسی علم کے ذریعہ سے ہم لوگ آپکے قالین پر چلتے ہیں پھر اگر ایسے اشخاص کہ جن کو اس علم سے بہرہ نہ ہو اس علم کی بابت ہم سے جھگڑا کریں تو فرمائیے کہ بغیر جواب دیئے ہمارے دل کو صبر کس طرح سے آسکتا ہے خلیفہ نے کہا کہ میں تو تم کو الزام نہیں دیتا۔ یہ کہکر خلیفہ وہاں سے اُٹھ کر محل میں چلا گیا۔ خلیفہ کے جاتے ہی ابراہیم اُٹھکر اسحاق کے پاس آیا اور کہا کہ او گمنام کنیز زادے ابتجھکو اب ہم سے اس طرح بولنے کی جرأت ہوگئی۔ یہ سُن کر اسحاق جھلا اُٹھا اور اُسکے غصہ کی کوئی حد نہیں رہی اُس نے جواب دیا کہ آپ شاید مجھے اس وجہ سے دھمکاتے ہیں کہ میں آپ کو بے سمجھ کے جواب نہیں دونگا کہ آپ ایک خلیفہ کے بیٹے اور ایک خلیفہ کے بھائی ہیں بات نہ ہوتی تو میں بھی آپ کو لونڈی کا بیٹا کہتا۔ اغلباً آپ کو یہی خیال ہوگا کہ میں آ[illegible] کی جرأت نہیں کرونگا اگر میں آپ کو بُرا بھلا کہوں تو اس بات کا اثر آپکے ماموں [illegible] عالم پر پڑے گا جو بہت معزز آدمی اور سالوتری تھا[1]

اسحاق نے یہ سمجھکر کہ میں نے ابراہیم کو حد سے زیادہ حقیر لفظ کہدیئے ہیں تو اس نے عقلمندی سے

---

[1] یہ ابراہیم خلیفہ ہارون الرشید کے باپ خلیفہ مہدی کا بیٹا ایک غیر کفو اور کم درجہ عورت کے بطن سے تھا ابراہیم کی ماں کا بھائی مسمّی عالم سالوتری (بیطار) تھا اسحاق نے اس کی ماں وغیرہ کا ذکر کرکے ابراہیم پر جو ایک مغرور عباسی شہزادہ تھا سخت طنز و طعن کیا ۱۲۔

Marfat.com

ایک اور بات بنائی جیسا کہ خود اسحاق کا بیان ہے کہ اگر خلیفہ کو اس [illegible]
بڑا اثر نہ ہوا اور میرے اوپر خفا نہ ہو۔ اس لئے اسحاق نے ابراہیم سے کہا [illegible]
خلیفہ ہونیکا ہے اور آپ اسی وجہ سے مجکو ڈراتے ہیں جیسے کہ آپ اپنے بھائی [illegible]
دیگر دوستوں کو ڈراتے ہیں کیونکہ آپ خلیفہ اور اُس کے بیٹوں سے حسد کرکے [illegible]
خلیفہ ہو جاویں لیکن آپ خلیفہ اور اُس کے بیٹوں کے مقابلے کی تاب ہرگز نہیں رکھتے ہیں اس لئے
خلیفہ کے دوستوں کی حقارت کرکے آپ اپنے حسد اور رنج کا اظہار کرتے ہیں لیکن مجھے اس بات کا
پورا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہارون الرشید اور اس کے بیٹوں کے قبضے سے سلطنت کبھی زائل نہیں کریگا
اور آپ کے اس قسم کے خیال سے بیشتر ہی خلیفہ آپ کو مار ڈالیگا لیکن خدانخواستہ ایسا اگر ہو بھی جاوے
اور سلطنت آپ کو مل جاوے تو پھر مجھے اپنی زندگی کا کچھ لطف یا جان کی قدر نہیں رہے گی اور
میں آپ کی خلافت میں بہ نسبت جینے کے مرنے کو زیادہ پسند کرونگا اب آپ کو اختیار ہے چاہے
جس طرح مجھ سے پیش آئیے جب ہارون الرشید محل سے برآمد ہوا۔ ابراہیم جلدی سے اٹھا اور عرض کیا کہ
کہ امیر المومنین اسحٰق مجھ سے بڑی گستاخی سے پیش آیا مجھے اور میری والدہ کو بہت حقارت آمیز باتیں
کہیں خلیفہ نے اسحاق سے غصہ ہو کر دریافت کیا کہ تم کیا کہہ رہے تھے اُس نے عرض کیا کہ میں کچھ نہیں جانتا
آپ دیگر حاضرین سے دریافت فرمالیں۔ ہارون الرشید نے مسرور اور اپنے دیگر ندیم حسین خنیع وغیرہ سے دریافت [illegible]
جب اُنہوں نے گفتگو کے وہی لفظ دہرائے تو خلیفہ کا چہرہ غصہ سے نیلا ہو گیا اور غصہ کی وجہ سے چہرہ
پر پسینہ آگیا۔ لیکن خلافت کے بارے میں اسحاق اور ابراہیم میں جو گفتگو ہوئی تھی جب خلیفہ نے وہ سنی تو ذرا
غصہ کم ہوا اور ابراہیم کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اول غلطی تم سے ہوئی تم نے کیوں مجھ کو اول حقیر الفاظ کہے اس نے تو تم
صرف یہ کہا تھا کہ میں تم کو جواب دینے کی جرأت نہیں رکھتا ہوں جاؤ اپنے مکان پر جاؤ۔ اور آئندہ [illegible]
نہ کرنا جب سب درباری رخصت ہونے لگے تو خلیفہ نے اسحٰق کو اشارہ کیا کہ ذرا ٹھہر جاؤ [illegible]
ہو کر بیٹھ گیا۔ جب سب چلے گئے اور اسحاق ہی وہاں رہ گیا تو خلیفہ نے اس سے کہا کہ [illegible]
کہ تمہاری گفتگو کا مطلب نہیں سمجھا؟ ابراہیم نے جو بات تم کو ایک مرتبہ [illegible]
دفعہ کہی۔ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ اگر ابراہیم تم کو مارتا تو میں تمہارے [illegible]
خیال ہے کہ اگر وہ اپنے غلاموں کو حکم دیکر تمکو مروا ڈالے تو میں اس [illegible]

Marfat.com

وہ میرا بھائی ہے بیچارے مغنی نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین! آپ نے تو اپنی زبان سے بذریعہ الفاظ مجھے قتل کر ڈالا ہے اگر ابراہیم یہ باتیں سن لیگا تو وہ یقیناً مجھکو مروا ہی ڈالے گا اور میرے خیال میں تو اُس نے آپکے یہ الفاظ سُن بھی لئے ہونگے خلیفہ نے اسحاق کو تو رخصت کر دیا اور مسرور کو بلا کر حکم دیا کہ ابراہیم کو اُسی وقت بلا لا۔ ابراہیم کے آنے سے پیشتر خلیفہ نے اسحاق کو رخصت کر دیا تھا مگر خلیفہ اور ابراہیم میں جو باتیں ہوئیں۔ اسحاق نے وہ باتیں ایک غلام سے دریافت کر لیں۔ جب ابراہیم حاضر ہوا تو خلیفہ نے اُس کی بیوقوفی اور نادانی پر اس کو بہت بُرا بھلا کہا اور کہا کہ تم میرے ملازم کو جو میرا دوست ہے اور میرے دوست کا بیٹا ہے توہین کرتے ہو اور میرے باپ کی عنایت کو جو اس کی نسبت تھی حقیر سمجھتے ہو اور ایسی باتیں میرے ہی دربار میں کیں اور دربار کا کچھ لحاظ نہیں کیا؟ آہ! آہ! آہ!!! تم اسحاق اور اس بیچارے کے ملازموں پر اس وجہ سے حملہ کرتے ہو کہ وہ غریب ہے اور تم امیر اور دولتمند ٹھیرے۔ کس نے کہا تھا کہ تم اُس سے لڑو۔ اور علم موسیقی میں جو اُس کا پیشہ ہے اور جس پر اس کا روزگار منحصر ہے اس سے بحث و مباحثہ اور مقابلہ کرو اور پھر تمہارا یہ خیال ہے کہ تم اس کے فن میں اُس کی غلطی نکالو حالانکہ تم کو موسیقی میں کچھ ایسا دخل نہیں ہے یہاں تک کہ اُس نے دلائل پیش کر کے تم کو لاجواب کر دیا اور تم جواب تک نہ دے سکے تم نے اپنی ہنسی کرائی اور اپنی جہالت اور بدمزاجی اور اپنی خود نمائی ظاہر کی اب سن لو۔ خدا کی قسم اور اس کے رسول کی قسم! اور میرے باپ کی قبر کی قسم! چاہے کوئی شخص اس کو نقصان پہنچائے چاہے آسمان سے کوئی پتھر اُس پر گرے یا وہ خود اپنے گھوڑے پر سے گر پڑے یا اُس پر کوئی چھت گر پڑے یا وہ خود گر کر مر جاوے تو میں تم کو قتل کر دونگا واللہ میں قتل کر دونگا! واللہ میں قتل کر دونگا!! واللہ میں قتل کر دونگا!!! بس اب یہاں سے دور ہو جاؤ" یہ بیچارہ شہزادہ خلیفہ کی غصہ آمیز باتیں سن کر شکستہ دل اور خوف سے نیم مردہ ہو کر اپنے گھر روانہ ہوا۔ اس واقعہ کے بعد جب ابراہیم و اسحاق دونوں خلیفہ کے حضور میں ہوتے تو خلیفہ کبھی تو ابراہیم کو دیکھتا اور کبھی اسحاق کو اور دل کھول کر ہنس پڑتا ایک دن خلیفہ نے اپنے بھائی سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ تم کو اسحٰق سے [illegible] موسیقی میں تم اس سے سبق لیا کرتے تھے اور اب وہ تمہارے پاس ہرگز نہیں آئیگا [illegible] وہ خوش [illegible] رضامند ہو گے اب تم اُس کو خلعت اور انعام دو اور اُسکے ساتھ مہربانی سے پیش آؤ اور اسکی لیاقت کو تسلیم کرو اگر اسکے بعد بھی اسحٰق مجکو شکایت کریگا تو پھر تمہارا جو جی چاہے اسحٰق کو اپنی زبان سے کہہ ڈالنا اور اپنے مضبوط ہاتھوں سے جو جی چاہے سو کرنا۔ خلیفہ نے اسحٰق کو حکم دیا کہ جاؤ ابراہیم کے سر پر بوسہ دو۔ ابراہیم تمہارا آقا ہے اور تمہارے آقا کا بیٹا ہے۔ اسحاق نے اس حکم کی

تعمیل کی اور اس طرح سے اُس شاہزادے اور مغنی کی دوستی اور ... ہوگئی۔

فضل برمکی اور اسحٰق مغنی

اسحاق کو خلیفہ ہارون الرشید نے منع کر دیا تھا کہ تو سوائے میرے یا ... جعفر برمکی کے اور کسی کے سامنے راگ نہ گانا ایک مرتبہ فضل برمکی برادر جعفر اسحاق کی ... اس قدر خوش ہوا کہ اُس نے اسحاق کو ایک ہزار درہم کی لالچ دیکر یہ ترغیب دی کہ آج رات ... مکان پر چل کر رہے۔ اور مجھے راگ سناوے میں کسی کو اس کی خبر نہیں کرونگا مگر اس بات کی خبر ہارون کو ہوگئی۔ اس دن خلیفہ رقہ میں تھا اور اس کی طبیعت ناساز تھی خلیفہ کو اسحاق کا یہ حال سن کر بہت افسوس ہوا۔ اُس نے فوراً اسحاق کو بلوایا۔ اسحاق سمجھ گیا کہ خلیفہ کو میرے یہاں آنے کی اطلاع ہوگئی بس اب آج خیر نہیں ہے۔ جلد وہاں سے روانہ ہوا اور فضل کو اُس کا دیا ہوا روپیہ واپس کر دیا جب خلیفہ کے حضور میں اسحاق حاضر ہوا تو خلیفہ نے اُس کی نافرمانی پر اس کو بہت لعنت ملامت کی اور کہا کہ تو نے بغداد میں فضل کو اپنا راگ سُنایا جبکہ میں تیرا آقا رقہ میں بیمار پڑا ہوا ہوں اسحاق نے خلیفہ سے عرض کیا کہ امیر المؤمنین میں نے فضل کو بانسری پر کوئی راگ نہیں سنایا صرف اس سے گفتگو ہی کرتا رہا۔

ہارون الرشید کو اس جواب سے تسکین ہوگئی اور جس قدر رقم کہ اسحاق نے فضل کو واپس کر دی تھی اُسی قدر رقم خلیفہ نے اُس کو بطور انعام عطا فرمائی۔

ہارون الرشید کا ایک عیسائی راہب سے سلوک کرنا

یہی اسحاق ایک اور حکایت بیان کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اسحاق ایک دن خلیفہ ہارون الرشید کے ہمراہ شکار میں گیا خلیفہ تو شکار کے عقب میں ذرا دور آگے نکل گیا۔ اسحاق کو تھکن معلوم ہوئی قریب ہی عیسائیوں کی ایک خانقاہ تھی۔ اسحاق وہاں آرام کرنے چلا گیا ایک بزرگ عیسائی منتظم خانقاہ نے اُس کا استقبال کر کے بہت آرام سے اُس کو اندر لیجا کر بٹھالیا اور اس کی دعوت کی اس کے آگے بہت اچھا گوشت اور شراب رکھی اور وہ عیسائی اپنی گذشتہ عمر کے تمام تجربے اسحاق سے کہتا ... اسحاق بہت خوش ہوا۔ عیسائی منتظم خانقاہ نے کہا کہ بنی اُمیہ کی خلافت کے زمانے میں اس خانقاہ ... بھی چند شہزادوں نے تمہاری طرح یہاں مہمان ہو کر میری دعوت قبول کی تھی اسحاق ... پر ایک بہت خوبصورت اور ہشیار عیسائی عورت مقرر تھی اُسکے حاضر ہونے سے اسحاق ...

اور اس کا یہ وقت خوشی میں بہت جلدی گزر گیا۔ اور جب وہ خانقاہ سے لشکر شاہی میں واپس آیا تو رات ہو گئی تھی خلیفہ اسحاق کے غیر حاضر ہونے سے اُس پر خفا ہوا۔ لیکن اسحاق نے خانقاہ میں جانے کا حال خلیفہ سے عرض کیا اور چند اشعار جو وہاں کے حسب حال بنائے تھے وہ خلیفہ کو سنائے یہ سن کر خلیفہ نے حکم دیا کہ کل لشکر کا قیام یہیں رہے تاکہ میں خانقاہ کی مہمان نوازی عیسائی رعایا کو ملاحظہ کروں چنانچہ دوسرے دن خلیفہ خانقاہ میں گیا اور ان کی دعوت قبول کر کے وہاں کھانا کھایا وہاں کے انتظام سے بہت خوش ہوا۔ تمام دن خانقاہ میں ٹھیرا رہا اور ایک ہزار دینار (قریبًا ...) عیسائی خانقاہ کی امداد میں مرحمت فرمائے اور اُس خانقاہ کے متعلق جو مزروعہ زمینیں تھیں یا باغات تھے اُن کا کل محصول اور لگان سات برس کے لئے بالکل معاف کر دیا۔[1]

اصمعی

خلیفہ کا ایک اور دوست اصمعی بہت بڑا عالم و فاضل شخص تھا عربی زبان پر کامل مہارت رکھتا تھا اور اُس زمانے کے تمام مصنفین شعراء اور افسانہ گویوں میں سب سے ممتاز ... تھا۔ ... تھا لیکن خلیفہ ہارون الرشید کے زمانہ خلافت میں بغداد میں آ رہا تھا۔ ابو نواس سے لوگوں نے کہا کہ آج تو دربار میں ابو عبیدہ اور اصمعی بیٹھے ہوئے ہیں تو اُس نے جواب دیا کہ ابو عبیدہ ... ہے کہ اگر اُس کو اجازت دی جاوے تو زمانہ گذشتہ اور زمانہ حال کی تاریخ کے تمام بزرگوں کا حال ... ڈالیگا لیکن اصمعی مثل ایک بلبل ہزار داستان کے ہے وہ تمام آدمیوں کو اپنے اشعار سے محو اور فریفتہ کرلے گا۔ اصمعی کو صرف ایک بحر کے سولہ ہزار شعر یاد تھے۔ اصمعی اور ابو عبیدہ کی آپس میں رقابت تھی اور اکثر بحث ہو جایا کرتی تھی۔ ذیل کی حکایت خود اصمعی بیان کرتا ہے۔

ابو عبیدہ اور میں ایک دن فضل بن الربیع وزیر اعظم کی ملاقات کو گئے فضل نے مجھ سے دریافت کیا کہ گھوڑوں کے حالات پر جو تم نے کتاب لکھی ہے اُس کی کئے جلدیں ہیں میں نے جواب دیا کہ ایک ہی جلد ہے فضل نے پھر ابو عبیدہ سے یہی سوال کیا۔ اس نے کہا کہ میں نے جو کتاب ... حال پر لکھی ہے اُس کی پچاس جلدیں ہیں فضل نے کہا کہ اچھا اُس گھوڑے ... اُس کے جسم کے سب اعضاء کا نام بتلاتے جاؤ۔ ابو عبیدہ نے جواب دیا کہ یہ کام تو سالوتری کا ہے میں سالوتری نہیں ہوں میں نے تو عربوں کے وہ بیانات جو گھوڑوں کی بابت ہیں اُن کو ایک کتاب ...

---

[1] ہارون الرشید کی رعایا پروری اور بے تعصبی کی اور اس کی سلطنت میں غیر قوم رعایا کی ایسی خوشحالی اور فارغ البالی سے رہنے کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے ۱۲ مصباح مترجم

Marfat.com

میں جمع کر دیا ہے پھر فضل نے مجھ سے بھی یہی ...
ہر عضو پر ہاتھ رکھ کے اُس کا نام بتلاتا جاتا تھا اور اُن عضو کی ...
دیتا تھا۔ ہر عضو کو بتلا کر اُس کے متعلق اشعار پڑھتا گیا جب میں ...
نے یہ کہہ کر کہ یہ گھوڑا اپنے ہی پاس رکھو وہ گھوڑا مجھے مرحمت کر دیا ...
کرنا منظور ہوتا میں اُسی گھوڑے پر سوار ہو کے ابو عبید کی ملاقات کو ...

اصمعی کا دربار میں حاضر ہونا

اصمعی جس درجہ کے لوگوں میں تھا اور جیسا کہ عموماً ایسے لوگوں کا قاعدہ ... بھی کفایت شعاری کرنے میں اور اپنے بڑھاپے کے لئے اندوختہ جمع کرنے میں ... ہارون الرشید کی تخت نشینی کے بعد آستانہ خلافت پر ہمیشہ حاضر ہوا لیکن خلیفہ کی توجہ ... دن تک اُس کی جانب مائل نہیں ہوئی آخر کار ایک دن وہ خلیفہ کے دروازے پر پریشان بیٹھا ہوا تھا اور اُس کو خلیفہ کی فیاضی سے متمتع ہونے کی اُمید بالکل جاتی رہی۔ اُس نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ اب کہیں اور روزگار تلاش کروں گا کہ یکایک دروازہ کھلا اور ایک خادم نے دریافت کیا کہ آیا یہاں کوئی ایسا شخص موجود ہے جو فن شعر سے اچھی طرح سے واقف ہو اصمعی فوراً اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔ اور اُس خادم سے کہا کہ میں ایسا شخص حاضر ہوں۔ خادم نے کہا آؤ اور محل میں چلو۔ اگر امیر المومنین تمہارے اشعار سن کے خوش ہو جائیں گے تو تم آج رات یہ سمجھنا کہ تمہارے اقبال کا آفتاب طلوع ہونے کو ہے جب میں وہاں پہنچا خلیفہ ایک مسند پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے پاس ہی جعفر بھی بیٹھا ہوا تھا میں نے سلام کیا امیر المومنین نے جواب دے کر مہربانی سے فرمایا کہ اگر دربار میں آنے سے تم خوف زدہ ہو گئے ہو تو ذرا بیٹھ جاؤ اور پھر باطمینان شعر پڑھنا۔

اصمعی نے یہ اندیشہ کر کے کہ شاید ایسا موقع پھر نہ مل سکے عرض کی کہ امیر المومنین ... کی تعمیل کرنے کو مستعد اور تیار ہوں یا بطور راوی کے یا بطور شاعر کے جس طرح ... خلیفہ نے اول علم ادب کے دو چار بہت ہی مشکل سوال دریافت کئے جن کا ... جواب دے دیا پھر خلیفہ نے فرمایا کہ اب کسی شاعر کا کلام سناؤ میں نے ... کیا اور جب میں اُن اشعار پر پہنچا جو بنی امیہ کی تعریف میں ... رقیب تھا تو میں نے ان اشعار کو قصداً چھوڑ دیا اور قصیدہ ...

Marfat.com

دادا منصور کی تعریف درج تھی۔ ہارون الرشید نے پوچھا کہ تم نے درمیانی اشعار قصداً چھوڑ دیئے ہیں یا تم بھول گئے ہو۔ اصمعی نے عرض کیا کہ میں نے اراداتاً چھوڑ دیئے ہیں کیونکہ جس قدر جھوٹی تعریف تھی وہ میں نے بنی اُمیّہ کیلئے چھوڑ دی ہے اور جو سچ بات ہے وہ خلیفہ منصور کی بابت پڑھ رہا ہوں۔ یہ سُن کر خلیفہ نے اصمعی میں مثل درباریوں کے چالاکی اور ہشیاری پائی۔ اصمعی کو آفرین اور مرحبا کہا۔ پھر ایک اور شاعر کے اشعار اصمعی نے اس خیال سے بہت جلدی جلدی پڑھے تاکہ خلیفہ کو معلوم ہو کہ قدیم عربی علم ادب وغیرہ میں اصمعی کو کس قدر تبحر اور واقفیت ہے لیکن جعفر نے مداخلت کر کے کہا کہ ذرا ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ تم کو یہاں سے جانے میں جلدی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تمہاری اس محنت کے عوض تم کو انعام دیا جائیگا خلیفہ نے کہا کہ چونکہ اب تم نے اصمعی سے انعام دینے کا وعدہ کر لیا ہے تو تم بھی اُس کے انعام دینے میں میرے شریک ہو جاؤ یہ سُن کر اصمعی نے عرض کیا کہ مجھے اس وقت عرب و عجم پر فخر کرنے کا حق حاصل ہے۔ کیونکہ خلیفہ اور اُس کا وزیر دونوں اس بات پر بحث کر رہے ہیں کہ مجھے دونوں میں سے کون زیادہ انعام دلوے بعد ازاں اصمعی نے ایک اور شاعر کا مشہور کلام سنانا شروع کیا کہ جس میں اونٹ کا بیان اور اس کی مفصل طور سے تعریف تھی جعفر نے کہا کہ اصمعی ذرا توقف کرو کیا اس رات سوائے اونٹ کے اوصاف کے بیان سے اس عمدہ اور کوئی مضمون سنانے کو نہیں ہے۔ یہ سُن کر ہارون الرشید نے طنز سے کہا کہ یہ وہی اونٹ ہے کہ جس نے تمہارے سروں سے تاج لے لیا اور تمہارے بادشاہوں کی سلطنت فتح کر لی ہے اس کہنے سے خلیفہ کی مراد ملک ایران کی فتح سے تھی جو جعفر اور اُس کے آباؤ اجداد کا اصلی وطن تھا جس کو عربوں نے فتح کیا تھا۔ اور اونٹ عربوں کا سب سے زیادہ مشہور اور پیارا جانور ہے جعفر نے عرض کیا کہ امیر المومنین اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ الحمد للہ! میں آپ سے معافی چاہتا ہوں۔ اس پر ہارون الرشید نے جعفر سے کہا کہ یہ تمہاری دوسری غلطی ہے۔ تم کو اس وقت یہ کلمہ کہنا نہیں چاہیئے تھا۔ کہ الحمد للہ یا خدا کا شکر کیونکہ اس وقت کسی خوشی کا ذکر نہیں تھا جو الحمد للہ کہنے کا موقع ہوتا۔ بلکہ اس وقت رنج اور مصیبت کا ذکر تھا۔ تم کو یہ کہنا چاہیئے تھا کہ نعوذ باللہ[1] یا الہی میں تیری پناہ

خلیفہ کے دربار کا ایک اور مغنی ہشام ابن سلیمان تھا۔ یہ شخص بنی اُمیہ کے غلاموں میں سے تھا مگر آزاد کر دیا تھا اور بنی اُمیہ کے آخری بادشاہ (مروان الحمار) کو اس کی خاطر بہت عزیز تھی ایک دن

خلیفہ ولید اور کنیز مغنیہ

[1] الحمد للہ اور نعوذ باللہ اور اسی قسم کے دیگر فقرے عربی زبان میں اب تک مروج ہیں اور عربی گفتگو میں مستعمل ہیں ایسے فقرے زندگی کے ہر ایک واقعہ کے متعلق عربی زبان میں موجود ہیں ۱۲

ہشام نے خلیفہ ہارون الرشید کے سامنے ایک [illegible] ایک ہار بیش بہا موتیوں کا خلیفہ کے پاس تھا وہی اس کو مرحمت [illegible] دیکھتے ہی ہشام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ ہارون الرشید [illegible] باعث ہے۔ اس پر ہشام نے مفصلہ ذیل حکایت بیان کی۔

دد کہ امیر المؤمنین! ایک دن خلیفہ ولید ایک جھیل کے کنارے بیٹھا ہوا تھا میں اس کے [illegible] حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ اس کے گرد اگرد بہت سی مغنیہ کنیزیں بیٹھی ہوئی [illegible] نہیں شناخت کیا کہ میں نے لثام[1] چہرہ پر ڈال رکھی تھی۔ ولید نے کنیزوں سے کہا کہ دیکھو ایک عرب [illegible] آ و اُس کو بلاویں اور اس سے مذاق کی باتیں کر کے دل خوش کریں۔ چنانچہ میں وہاں گیا اور محفل میں شریک ہوگیا۔ ایک کنیز نے میرے لب اور لہجہ میں میری ہی غزل ایک بانسری پر گانی شروع کی۔ اور اُس میں چند غلطیاں کیں میں نے وہ غلطیاں اس کو کنیز کو تبلادیں میری بات سن کر وہ کنیز ہنسی اور ولید کی طرف مڑ کر کہا کہ امیر المؤمنین! آپ نے سنا یہ صحرائی عرب کیا کہتا ہے یہ ہمارے راگ میں غلطیاں نکال رہا ہے۔ یہ سنکر ولید نے میری جانب کچھ حیران ہو کے دیکھا میں نے ولید کو بھی وہ غلطیاں تبلائیں اور عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو میں یہ راگ صحیح طور سے گاؤں۔ جب میں نے راگ ختم کیا وہی کنیز اُٹھی۔ اور میری گردن پر گر پڑی اور کہا کہ واللہ ! رب کعبہ! یہ تو ہشام ہیں میں نے فوراً لثام چہرہ پر سے اُٹھا دیا۔ پھر ولید نے مجھکو پہچان لیا اور میں تمام دن اُس کے حضور میں رہا پھر شاہی بجرہ آیا اور ولید اُس پر سوار ہو کر اپنے لشکرگاہ میں جانے لگا لیکن جاتے ہوئے ولید نے مجھے بہت معقول انعام دیا اور اس کنیز مغنیہ نے خلیفہ کی اجازت لے کر یہی ہار جو آپ نے اس وقت عنایت فرمایا ہے بطور نشانی مجھے دیا۔ ولید پھر کشتی میں سوار ہوگیا اُس کے بعد ایک کنیز کشتی میں چڑھی اور پھر وہی کنیز جس نے [illegible] پہچانا تھا کشتی میں سوار ہونے لگی لیکن چڑھتے ہوئے اُس کا پیر پھسل گیا اور وہ گرتے ہی جھیل میں [illegible] گئی۔ اور پھر ہر چند اُس کی جستجو کی گئی وہ نہیں اُبھری۔ ولید اُس کے مرگ مفاجات [illegible] اور مجھ سے کہا کہ ہشام تو یہ ہار مجھے مول دیدے تا کہ میرے پاس اُس کی نشانی [illegible] عوض مجھے ایک بڑی رقم زر نقد کی عطا کی۔ امیر المؤمنین! اس ہار کے دیکھتے ہی [illegible]

[1] لثام ایک قسم کا برقع ہوتا ہے جس کو عرب منہ پر ڈالتے ہیں۔ اس سے دو فائدے ہوتے ہیں ایک [illegible] کی تپش یا دھوپ کے اثر سے چہرہ اور دماغ محفوظ رہتا ہے ۱۲

Marfat.com

میں اس وقت پھر گیا اور یہی وجہ ہے کہ میرے آنسو نکل آئے ۔"

ہارون الرشید نے یہ قصہ سنکر کہا کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت کیسی گوناگون ہے کہ مجھے خاندان اُمیہ کا تخت وتاج بھی عطا فرمایا اور اُسی طرح اُن کی ذاتی جائداد بھی مجھے مرحمت فرمائی ۔

یہ مفصلۂ بالا واقعہ صداقت سے پُر معلوم ہوتا ہے ورنہ کسی شخص کے ذاتی فعل یا کاموں کی نسبت جو حکایتیں ہوتی ہیں کہ جن کو بیان کرکے درباری اپنے آقاؤں کو خوش کیا کرتے تھے وہ بظاہر اُن کے ہی خیالات کا نتیجہ ہوا کرتی تھیں ۔ اس قسم کی فی البدیہہ حکایتیں الف لیلہ کے افسانوں میں بہت موجود ہیں اور اسی طرح ایسی ہی بہت ہی حکایتیں دوسری ایسی کتابوں میں بھی موجود ہیں جو تواریخ کی صحیح صحیح کتابیں ہیں اور ایسی حکایتیں صحیح صحیح واقعات کے ساتھ خلط ملط ہوگئی ہیں چنانچہ

عبید ابن الابرص شاعر

ایک شاعر عبید ابن الابرص نامی نے خلیفہ ہارون الرشید سے یہ عرض کیا کہ ایک بار حج کے لئے مکہ شریف کو جاتے ہوئے ہمارے کاروان کے راستہ میں ایک بڑا اژدہا حائل ہوگیا ۔ جس کی پھنکار اور دہشت سے خوف زدہ ہوکر قافلہ نے مجبوراً وہ راستہ چھوڑ دیا اور دوسرا راستہ اختیار کیا ۔ مگر اس راستہ میں بھی اُس قافلہ کو ایک ایسا ہی اژدھا ملا اور چونکہ کسی شخص میں بھی اُس پر حملہ کرنیکی جرأت نہیں اور اب واپس جانا بھی ناممکن تھا ۔ اس لئے عبید نے تلوار نیام سے کھینچکر اور ایک پانی کی مشک گرہ کو بطور ڈھال کے کرکے اُس اژدہے پر حملہ کرنے بڑھا ۔ اژدہے نے اپنا منہ کھولا تا کہ اُس بہادر عرب (عبید) کو نگل جائے لیکن عبید نے اُسکے منہ میں پانی کی وہی مشک ڈالدی ۔ عبید یہ دیکھکر بہت متعجب ہوا کہ اس اژدہے نے وہ تمام پانی خوب اطمینان سے پیا اور پھر چپ چاپ وہاں سے چلا گیا ۔ مکہ شریف سے واپسی کے وقت عبید کو راستہ میں رات ہوگئی اور راستہ گم ہوگیا یکایک آواز آئی کہ اے عبید ! تیری برابر جو اونٹ کھڑا ہے اُس پر سوار ہو جا ۔ عبید سوار ہوگیا اور تھوڑی دیر میں اپنے قافلہ کے قریب [illegible] قافلہ اُس کو نظر آتا تھا ۔ اونٹ وہاں بیٹھ گیا ۔ عبید اُتر پڑا پھر یہ آواز آئی کہ میں وہی اژدھا ہوں کہ جس کو تونے اُس دن پانی پلایا تھا میں تیرا بہت ممنون و مشکور ہوں ۔

ان لوگوں کو جو عربوں کی مانند توہمات مذہبی رکھتے ہیں یعنی جن یا جنات وغیرہ پر یقین رکھتے ہیں اور اس یقین کو اپنے ایمان و مذہب کی ایک شرط سمجھتے ہیں اور جن کی کتابیں علم حیوانات نہیں بہت سی ہیں اور قرون وسطیٰ میں اژدہے وغیرہ کی نسبت جو حکایتیں یا کہانیاں مشہور تھیں ۔ اُسی قسم کے

حالات اُن کتابوں میں بڑی شرح و بسط سے مرقوم ہیں [illegible]

کے راوی عبید شاعر کو خلیفہ نے زرِ نقد کی ایک بڑی تعداد [illegible]

بعض حکایتیں مذہبی قانون (شریعت) کے مطابق ہوتی تھیں [illegible]

کو جو بڑا دیندار نیک اور عالم و فاضل تھا یقیناً بہت خوشی ہوتی تھی اور ان کے راوی [illegible]

ہشیاری کا اظہار خلیفہ سے کیا کرتے تھے۔ اصمعی نے ایکدن خلیفہ ہارون الرشید سے عرض کیا کہ [illegible]

ایک ایسے آدمی کو جانتا ہوں کہ جس نے ایکدن میں پانچ بیویوں کو طلاق دی۔ خلیفہ نے کہا کہ [illegible]

جبکہ شریعت میں صرف چار بیویوں سے نکاح کی اجازت ہے۔ اصمعی نے عرض کیا کہ امیر المومنین [illegible]

کے چار بیویاں تھیں۔ ایک دن جب وہ باہر سے اپنے مکان میں آیا تو اُن چاروں کو لڑتے جھگڑتے پایا

اُس نے کہا کہ میرے گھر میں یہ جھگڑا اور فساد کب تک رہیگا؟ اور اپنی ایک بیوی کی طرف مڑ کر کہا کہ یہ سب

تمہاری ہی شرارت ہے میں نے تم کو طلاق دی۔ دوسری بیوی نے کہا کہ تم کو اس قدر جلدی طلاق

دینی نہیں چاہیئے تھی تم کو مناسب تھا کہ اول اُس کو نصیحت کرتے۔ اُس شخص نے کہا کہ تم نے کیوں

دخل دیا؟ میں نے تم کو بھی طلاق دی تیسری بیوی نے یہ کہکر کہ تم نے دو نیک عورتوں کو طلاق دیدی

اپنے خاوند کو بہت بُرا بھلا کہا۔ اس شخص نے کہا کہ اب میں تیسری کو بھی چھوڑتا ہوں اور میں نے تم کو

بھی طلاق دی۔ چوتھی بیوی نے کہا کہ کیا تم اپنی بیویوں کا سوائے طلاق کے اور طرح [illegible]

پانچ عورتوں کو طلاق ملنا

ۛ مسٹر پامر کا یہ کہنا بالکل سچ ہے کہ بعض واقعات صحیح تاریخانہ واقعات میں شامل ہو جاتے ہیں اور مرورِ زمانہ دراز کی وجہ سے وہ صحیح [illegible] لگتے ہیں جیسے کہ جعفر و عباسہ کی شادی کا افسانہ بالکل بے بنیاد ہے اور فسانہ تخیلہ سے زیادہ اس کی وقعت نہیں [illegible] عربوں کی تاریخ سے ناواقف ہیں اس کو سچ سمجھنے لگے تھے لیکن علامہ ابن خلدون وغیرہ [illegible] کی بے بنیادی پایۂ ثبوت کو پہنچادی ہے افسانوں کا حال لکھتے لکھتے مسٹر پامر نے مسلمانوں کے مذہب [illegible] توہمات مذہبی بہت ہیں۔ شاید پامر صاحب کو اس بات کا خیال نہیں رہا کہ دنیا میں توہمات مذہبی سے کوئی مذہب [illegible] ہاں بیشک وہی لوگ توہم مذہبی سے خالی ہیں جن کا فلسفہ یا عقل یا سائنس پر مذہب [illegible] مجتہدوں اور بزرگوں کی عقل و تمیز کو اپنی عقل سے آگے ہیچ سمجھتے ہیں ایسے لوگ درحقیقت [illegible] پابند نہیں ہوتے بلکہ وہ اس مذہب کی پابندی سے آزاد ہو جاتے ہیں ان کی عقل و فلسفہ [illegible] ذرا غور کرتے تو اُن کو معلوم ہو جاتا کہ درحقیقت مذہب اسلام ہی ایک ایسا مذہب [illegible] ہر مذہب والا دوسرے مذہب میں توہمات خیال کیا ہی کرتا ہے مثلاً اہل اسلام [illegible] خیال کرتے ہیں کہ پادری کے دعا پڑھ کر دم کر دینے سے روٹی اور شراب مجازاً ایسی [illegible] جاتی ہے جس کے کھانے سے گنہگاروں کے سب گناہ بخشدیئے جاتے ہیں اور اس کے [illegible] تھے اور رومن کیتھلک اور چرچ یونان کے گرجاؤں میں آج تک حضرت [illegible] اور دیگر ولیوں اور شہیدوں کی تصویریں اور مورتیں رکھی ہیں اور [illegible] سے معتقد ہیں ۱۲ مصباح مترجم

Marfat.com

بندوبست نہیں کر سکتے تھے؟ اُس نے کہا کہ ہاں میں نہیں کر سکتا تھا اور اب میں نے تم کو بھی طلاق دی اُسی وقت ایک ہمسایہ کی بیوی بھی اُس کے گھر میں آگئی اور یہ دیکھ کر کہ اُس نے اپنی چاروں بیویوں کو بغیر قصور کے طلاق دیدی ہے اُس شخص کو بکنا اور بُرا بھلا کہنا شروع کیا۔ اُس شخص نے جلدی سے اُس عورت کی جانب مڑکر کہا کہ اگر تمہارا خاوند مجھے اجازت دیدے تو تم کو بھی طلاق دیدوں تم بڑی زبان دراز ہو۔ غل و شور سُن کر وہ پڑوسی جو اس عورت کا خاوند تھا اُس شخص کے گھر میں آگیا اور اس سے کہا کہ ہاں تم سچ کہتے ہو۔ یہ میری عورت بڑی زبان دراز ہے میں تمہیں اجازت دیتا ہوں تم اُسکو طلاق دیدو۔ اصمعی نے عرض کیا کہ امیر المومنین! اس طرح اُس شخص نے ایک دن میں پانچ عورتوں کو طلاق دیدی

ناممکن فیصلہ

قاضی ابو یوسف کو جن کا حال اس سے پیشتر لکھا جا چکا ہے اور جو شریعت سے ایسے فتوی کا استخراج کر دیتے تھے جس سے لوگوں کو طمانیت اور تسلی ہو جاتی تھی "ایک دن ہارون الرشید نے بلایا اور کہا کہ یہ دو قسم کے کھانے ہیں۔ ایک کو میں اچھا کہتا ہوں دوسرے کو زبیدہ خاتون اچھا بتلاتی ہیں آپ مشکل سوال کو حل کیجئے کہ ان میں کون سا کھانا زیادہ ذائقہ دار ہے "قاضی صاحب اول ایک کھانا چکھتے پھر دوسرا اور جب دونوں قسم کے کھانے چکھتے چکھتے ختم ہونے کے قریب ہو گئے تو آخر کار یہ کہا کہ میں نے ایسے دو دعویداروں کو آجتک نہیں دیکھا کہ جنکے دعوی اس قدر برابر وزنی ہوں۔ جب میں ایک فریق کے دلائل کو سنتا ہوں تو فوراً دوسرا فریق اپنے دلائل پیش کر کے میرے پہلے خیال کو الٹ دیتا ہے

عربوں کی حاضر جوابی

اُس زمانے کے عربوں کی حاضر جوابی کی صرف ایک اور مثال ذیل میں لکھی جاتی ہے خلیفہ ہارون الرشید نے بیشمار حج کعبہ شریف کے ادا کئے ایکدفعہ حج کو جاتے ہوئے صحرا میں راستہ میں اُسکو ایک معمر عورت ملی۔ ہارون الرشید نے اُس سے دریافت کیا کہ تو کس قبیلہ سے ہے؟ اس نے جواب دیا کہ قبیلہ طے میں سے ہوں۔ خلیفہ نے کہا کہ اچھا یہ تو تُو بتلا کہ یہ کیا بات ہے کہ تیری قوم میں حاتم[1] کے بعد اور کوئی پیدا نہیں ہوا؟ اس مہذب معمر عورت نے یہ جواب دیا کہ امیر المؤمنین! جس طرح بنی امیہ اور بنی عباس میں سے آپ جیسا اور کوئی خلیفہ پیدا نہیں ہوا۔ خلیفہ نے یہ جواب سن کر اُس زن بزرگ کو ایک بہت بڑی تعداد زر نقد کی انعام میں عطا فرمائی۔

خلیفہ ہارون الرشید کے کارنامے

اس تاریخ میں اب تک جسقدر واقعات ہم نے بیان کئے ہیں وہ سب عربی تواریخ سے منتخب

[1] حاتم طائی ایک عرب تھا جو آنحضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے کئی سال پیشتر ہو گزرا ہے [illegible] نہایت درجہ کا فیاض اور سخی تھا چنانچہ اپنی سخاوت کی وجہ سے آج تک مشہور ہے [illegible] ۱۲ مصباح مترجم

کیے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں یوروپین مصنفین اور مورخین [illegible]

خلیفہ ہارون الرشید کے حضور میں مع بہت سے تحفہ و تحائف [illegible]

ارسال کیا۔ اس کے بعد خلیفہ ہارون الرشید نے بھی بہت سے تحائف اور [illegible]

اور ان دونوں شہنشاہوں میں رسم و رسائل محبت آمیز جاری ہو گئی لیکن [illegible]

اس واقعہ کا اشارہ تک بھی نہیں ہے اور نیز کوئی بیان بطور شہادت [illegible] نہیں ہے [illegible]

اندیشہ ہے کہ کہیں یہ روایت بھی منجملہ اُن ہر دلعزیز غلط روایتوں کے نہ ہو جو عوام الناس [illegible]

خلیفہ ہارون الرشید کے عادات و اطوار

کسی قوم کی تاریخ لکھتے ہوئے اُس قوم کے مشہور شخص سے بیشمار ہر دلعزیز حکایتیں منسوب [illegible]

ہارون الرشید بھی اس قاعدہ سے مستثنیٰ نہیں ہے اور عربی علم ادب میں ایسی حکایتیں اور روایتیں

جس میں اس مشہور خلیفہ کا ذرا سا بھی ذکر ہوتا ہے بکثرت موجود ہیں۔ گو ایسی بہت سی حکایتیں کسی دوسرے

شخص یا دوسرے زمانے سے ایسی ہی اچھی طرح سے منسوب کی جا سکتی تھیں۔

اس قسم کے متضاد ذخیرہ سے انتخاب کر کے میں نے صرف وہی حکایتیں تحریر کی ہیں جن کے راوی

بہت معتبر ہیں یعنی وہی سچی سچی اور راست راست حکایتیں تحریر کی گئی ہیں جن کا تعلق ہماری اس تاریخ

سے ہے یہ حکایتیں درحقیقت بہت عمدہ ہیں اور صرف یہی ایک ذریعہ ہیں کہ جن سے ہارون الرشید کی

ذاتی کارروائیوں کا احوال معلوم ہوتا ہے کیونکہ اُس زمانے میں عربوں کو سوانح عمری کی تحریر سے

واقفیت نہیں تھی اور اُس کے تھوڑے عرصہ بعد جب علم کی یہ شاخ اُن میں بھی پھیل گئی اور رواج

پا گئی تو طرز بیان میں قصہ کہانیوں کی مانند وضع زیادہ ہوتی تھی۔ اگرچہ میں نے اُن [illegible]

اور لطیف حکایتیں جو خلیفہ ہارون الرشید اور اُس کے خوش خلق خوش مزاج ہمراہیوں [illegible]

سے منسوب کی جاتی ہیں اس کتاب میں تحریر نہیں کی ہیں لیکن پھر بھی چند حکایتیں [illegible]

جو کہ ایک ایسی تاریخی کتاب میں جیسی کہ یہ ہے بالکل بے موقع ہیں لیکن ناظرین کے [illegible]

کرنا چاہتا ہوں کہ ان ہی بے حقیقت حکایتوں اور قصوں میں [illegible]

درحقیقت اُن سے وہ احوال پورا پورا ظاہر ہوتا ہے کہ خلفائے [illegible]

لہ چارلس دی گریٹ یعنی چارلس اعظم جسکو فرانسیسی زبان میں شارلیمن کہتے ہیں [illegible]
بہادر بادشاہ تھا [illegible] میں مغربی سلطنت روم الکبریٰ کا شہنشاہ [illegible]
خلیفہ کے دوستانہ تعلقات تھے ۴۳ برس حکومت کر کے [illegible] میں [illegible]

Marfat.com

اور اُن کا آپس میں میل جول اور ملاقات وغیرہ کا طریقہ یہ تھا اور انہی حکایتوں سے ہماری اس تواریخ کا وہ مضمون ظاہر ہوتا ہے جس طرح کہ ہارون الرشید زندگی بسر کیا کرتا تھا یا اپنے خیال دوڑاتا تھا یا گفتگو کرتا تھا اور انہی حکایتوں سے اس سے بھی زیادہ واضح طور سے بہ نسبت اُس کی شہنشاہانہ کارروائیوں کے اُس کا ذاتی چال وچلن عادات واطوار معلوم ہوتے ہیں ہم اب خلیفہ ہارون الرشید سے رخصت ہوتا ہوں یعنی اُس کا بیان ختم کرتا ہوں میں نے اس کو سیاہ رنگ کہر میں سے نکال کر تواریخ کی روشنی اور دھوپ میں لانیکی کوشش کی ہے۔ اگر اب جبکہ ہم اس سے بہت اچھی طرح سے واقف ہوگئے ہیں ہم اسکو "اعظم" کا خطاب نہ دیویں اور اس خطاب کو زمانہ بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو گویا ہم نے اُسی بادشاہ شان وشوکت فرمانروائی اور حکومت اور اُس کے عہد جوانی کے مختلف واقعات اور اُس کے پُر مصیبت انجام کو گویا کچھ بھی نہیں پڑھا اور کچھ یاد نہیں رکھا کیونکہ ہم اُسکے یہ حالات پڑھکر اُسکو اعظم کا خطاب دیئے بغیر نہیں رہ سکتے خلیفہ ہارون الرشید میں تمام لیاقتیں جمع تھیں اور وہ جامع جمیع صفات تھا بڑا ہشیار اور عقلمند اور بڑی تیز فہم وفراست رکھتا تھا اُس کا ارادہ اور عزم بڑا مضبوط اور مستقل ہوتا تھا خلیفہ ہارون الرشید تو خود ایک بڑا عالیشان بادشاہ تھا۔ اگر وہ کم درجہ کا شخص بھی ہوتا تب بھی اپنی تیزی عقل اور کثرت فہم و فراست سے اپنے ملک کے لئے اور دنیا بھر کے لئے بہت مفید باتیں کرتا اور درحقیقت اپنے زور بازو سے بہت بڑا رتبہ اور درجہ حاصل کر لیتا۔

خلیفہ ہارون الرشید کی گفتگو میں نہایت فصاحت اور بلاغت اور تحکم ہوتا تھا جیسا کہ اُسکی تقریروں کے پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے جو کہ اب بھی موجود ہیں وہ زمانہ ایسا تھا کہ لوگ فصاحت وبلاغت کو سیکھا کرتے تھے اور فاضل کامل بننے کے لئے فصاحت اور بلاغت ہی تمام علوم سے زائد عمدہ اور اعلیٰ ہنر خیال کیا جاتا تھا۔ خود اُس زمانے میں بھی خلیفہ ہارون الرشید کی فصاحت وبلاغت بہت مشہور ومعروف

یہ بات کہ یہ تقریریں خاص ہارون الرشید ہی کی اصلی تقریریں ہیں اس امر سے [illegible]

اگرچہ ان تقریروں کو مختلف مورخین نے بیان کیا ہے لیکن اُن سب کا [illegible]

ہارون الرشید کی ان تقریروں میں ایک خاص صفت یہ ہے کہ اسباب [illegible] اُس کی اصلی تقریریں ایک دفعہ بھی پڑھ لیتا ہے تو وہ اُسکی یاد سے کبھی فراموش نہیں ہوتیں جس زمانہ میں کہ خلیفہ نے وہ تقریریں زبان سے فرمائی ہونگی اور ایسی تقریریں اکثر کسی حادثہ یا وقوع واقعہ کے وقت ہارون الرشید زبان سے فرمایا کرتا تھا

Marfat.com

تو اُن تقریروں کا اثر سامعین کے دلوں پر اس قدر ہوتا تھا [illegible]
کی تقریر کو سنتے ہی خلوص دل سے اُس پر عمل کرنا شروع کر دیتے تھے
خلیفہ ہارون الرشید کے مزاج میں بڑا اخلاق اور محبت اور تواضع بھی [illegible]
اُس کے لئے مقرر کر دیا تھا اُسکے ایسے تمام اصلی خیالات مصلحتاً یا ضرورتاً ضائع کرا دیئے [illegible]
فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ اس وقت کی تمام مہذب دنیا اُس کے زیرنگین اور اُس کی سلطنت [illegible]
اور نیز یہ کہ زمین اللہ تعالیٰ کے نائب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین اور اُن کا مسند نشین
تھا اور مذہب کا پیشوا تھا۔ المختصر یہ کہ تمام دنیا میں اس سے زیادہ کوئی شخص صاحب عظمت و جلال اور
صاحب شان و شوکت اور قابل تعظیم اور مفید خلائق نہ تھا اور نہ ہو سکتا تھا۔

اُس کے خوشامدی درباریوں نے اُس کے ہی ذہن نشین یہ بات نہیں کر دی تھی بلکہ اس وقت
کی کل اسلامی دنیا کو اور زمانہ حال کے چند مسلمانوں کو اب بھی اس بات کا یقین کامل ہے کہ کافر خدا کی
مخلوق نہیں کہا جا سکتا۔[1]

یہ امر کہ ایسے شخص پر خراب اثر نہ پڑے یا ایسی خود مختار مطلق العنانی میں بالواسطہ بے انصافی کے

---

[1] مسٹر پامر خلیفہ ہارون الرشید کی تاریخ لکھتے لکھتے تمام مسلمانوں پر یہ ایک ایسا صریح اور محیط اور عام اتہام لگا بیٹھے کہ اصلی مذہب اسلام پر پڑتی ہے۔ اول تو یہ اتہام قول بلا دلیل ہے اور دوسرے مذہبی اور پولیٹکل دونوں طور سے ایک بے بنیاد بہتان ہے مذہبی طور سے اگر دیکھا جائے تو کل مسلمان تمام اشیاء کا خالق صرف اکیلے اللہ تعالیٰ ہی کو جانتے ہیں اور یہی ان کا ایمان ہے انسان تو کافر ہو یا مسلمان اشرف المخلوقات ہے [illegible] ذی حیات کے جمادات اور نباتات غرضکہ ہر چیز کو خدا کا پیدا کیا ہوا جانتے ہیں مسلمانوں کی مذہبی مقدس کتاب قرآن شریف میں جا بجا یہی مرقوم ہے چنانچہ قرآن شریف کے ۲۷ پارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وخلق کل شئی وھو بکل شئی علیم" اور دوسری جگہ فرماتا ہے "خالق کل شئی فاعبدوہ" اسی طرح [illegible] جگہ مرقوم ہے "ھوالذین خلق السموٰت والارض وما بینھما" ان سب کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ زمین پر ہے اور آسمان پر ہے یا ان کے درمیان ہے سب کا [illegible] کل شئی کا پیدا کرنیوالا خدا ہی ہے پھر بھلا ایسا کون مسلمان ہوگا جو قرآن شریف کا [illegible] اور تمام موجودات کو خدا کی پیدا کی ہوئی نہ سمجھتا ہو جو مسلمان ایسا یقین نہ رکھے وہ تو خود کافر ہے چونکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جو شخص جس دین یا مذہب میں ہوتا ہے اُس کے سب احکام کا پابند ہوتا ہے اور خصوصًا دین اسلام میں تو یہ باتیں لازمی اور فرض ہیں اور ان کے نہ ماننے سے آدمی مسلمان نہیں رہتا اور ہارون الرشید کو اسی [illegible] اور دیگر جا اسی کتاب میں مسٹر پامر نے عالم اعمل اور فاضل اجل لکھا ہے تو کیا یہ بات قرین قیاس ہے کہ ہارون الرشید کافر کو خدا کی مخلوق نہیں سمجھتا ہوگا ایسی بات ہرگز قرین قیاس نہیں ہے علاوہ ازیں ہارون الرشید کے ماسوا سب مسلمانوں پر یا [illegible] چند مسلمانوں پر پامر صاحب نے یہی الزام لگایا ہے۔ یہ بھی غلط ہے ظاہر ہے کہ ایسا خیال کسی مسلمان کا ہرگز نہیں ہو سکتا [illegible] خدا کو وحدہ لاشریک اور لم یلد ولم یولد اور خالق کل شئی جانتا ہے نعوذ باللہ من ذالک اگر مسلمان [illegible] بیان کے موافق وہ کافروں کا خالق غیر اللہ کو بتاتے اور یہ عین شرک ہے جس سے تمام فاضل عیسائی [illegible] پاس نہیں پھٹکتے۔ اس بات سے کل یوروپین مصنفین واقف ہیں مسٹر گبن صاحب جو ایک مشہور [illegible] کتاب روم کے صفحہ ۱۰۶ میں تحریر کرتے ہیں کہ "قرآن شریف مشرکین پر جنگ کرنے کا حکم دیتا ہے [illegible] ہیں تو کیا مسٹر پامر اس سے واقف نہ ہونگے جو ایک بڑے کامل فاضل عربی داں سے [illegible]

افعال سرزد نہ ہو جاویں یا اس قدر غیر محدود اختیارات اور طاقت و قوت حاصل ہونیکے باعث اور ذمہ داری کے تمام خیالات کی عدم موجودگی کے سبب عیش و آرام میں نہ پڑسکے انسانی خلقت میں یہ بات ناممکن ہے اُس پر خراب اثر پڑا۔ ہارون الرشید مطلق العنان سخت گیر اور عیاش تھا لیکن اُس کے ساتھ ہی ہارون الرشید ایک بہت ہی مضبوط مستقل اور اولوالعزم شہنشاہ تھا اپنے مذہبی فرائض نہایت تنہائی اور عاجزی کے ساتھ ادا کیا کرتا تھا اور جو عظیم الشان سلطنت کہ اُس کو وراثتہً پہنچی تھی اُس کے وسعت دینے میں حتی المقدور کوشش کرتا یا جس قدر کہ تھی اُس کے محفوظ اور مصئون رہنے کی حتی الامکان کوشش میں رہتا تھا۔ اگر ان امور کے نفاق میں کسی رعایا کی جان جاتی یا کسی غنیم کا ملک ویران اور برباد ہو جاتا تو اس امر کا خیال اس سے زیادہ نہیں کرتا کہ جس طرح کسی مکان کا مالک اپنے نوکروں کو اپنے مکان میں سے مکڑی کے جالے وغیرہ صاف کرنے اور پھینکا دینے کے لئے حکم دیتا ہے اور جس وقت ہارون الرشید شہنشاہانہ احتیاطوں یا نظم و نسق سلطنت کے خیال میں نہیں ہوتا تھا اُسوقت وہ بہت ہی خوش اخلاق اور غم ربا دوست اور رفیق دل بہلانیوالا ہوتا تھا اور تمام لوگ اُس سے محبت اور اخلاص کرتے تھے۔ اگرچہ ایسے لوگ جو اُس سے دل لگی کی جرءت کرجاتے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) کہ جانتے بوجھتے ایک بات سے نا واقف بن گئے اور اُسکو چھپالیا اور صریح بے بنیاد اتہام مسلمانوں پر لگا دیا مذہبی خیال سے تو یہ اتہام بالکل بے وقعت ہے پولیٹکل وجوہات سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مسٹر پامر نے یہ بات ظاہر کرنیکے لئے لکھی ہے کہ کافروں کو خدا کی مخلوق نہ سمجھ کر مسلمان لوگ اُنسے زیادتی کرتے تھے یا انکی جان و مال کی حفاظت نہ تھی؛ مگر جہانتک تلاش اور تحقیق خود عیسائیوں سے بھی کیا تو یہی معلوم ہوا کہ عیسائی رعایا کو بھی مسلمان رعایا کی برابر سمجھا جاتا تھا اور مسلمانوں کی جان و مال کی طرح عیسائی رعایا کی بھی پوری پوری حفاظت اور انکی جان و مال کی حفاظت کی جاتی تھی۔

یہی کریسی صاحب مسلمانوں کی شریعت کا حال لکھتے ہیں کہ اُنکی شریعت میں یہ حکم ہے کہ صرف ایک عیسائی رعایا کو جو بادشاہ اسلام کی رعایا ہو اگر بلا عذر اور ایک مسلمان بھی ناحق مار ڈالیں تو اُن سب مسلمانوں کو قتل کر دینا چاہیئے مسلمان حکمرانوں کو کافر رعایا کی کس قدر پاسداری اور حفاظت [illegible]

چنانچہ ہمیشہ ممالک اسلامی میں ایسا ہی ہوتا رہا ہے اسی کتاب میں ہارون الرشید کا عیسائی خانقاہ میں جانا اور انکو [illegible]

اور سات برس تک عیسائیوں کی خانقاہ کے متعلق باغات اور تمام زمینوں کا محصول اور لگان [illegible]

غیر قوم کی پاسداری اور دلجوئی اور اُن کو فارغ البال اور خوش کرنے کی کم دلیل ہے؟

اور خلفائے راشدین میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو معاہدہ عیسائی رعایا کے [illegible] اس کا تمام سلطنت میں نفاذ پذیر ہونا کیا اس بات کو ظاہر نہیں کرتا کہ ہارون الرشید [illegible] اور رعایا پرور تھا عام اس سے کہ وہ رعایا غیر قوم ہو مسلمان ہو۔ علاوہ ازیں جبرئیل بن بختیشوع اور بختیشوع عیسائی طبیبوں پر کیسا اُس کو بھروسا تھا اور ان کا رتبہ وزراء سے کم نہیں تھا اسی طرح سے یہودی اور مجوسی اور ہندوستانی پنڈت سب ہارون الرشید کے پاس بڑے بڑے مشاہرہ داں موجود تھے اور اُنسے بالکل تعصب نہ تھا پھر معلوم نہیں مسٹر پامر نے کس خیال سے یہ بات لکھی ہے کہ در کافر خدا کی مخلوق نہیں کہا جا سکتا مسلمانوں کا یقین ہے'' یہ بالکل تعصب ہے اور قول بے دلیل ہے واقف کاروں کی نظروں میں اس قول کی کچھ وقعت ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی ۱۲ مصباح مترجم

Marfat.com

تھے۔ اکثر اوقات جلاد کی تلوار [illegible]

ہارون الرشید کے جانشین

خلیفہ ہارون الرشید کے بعد خلافت کی تاریخ [illegible]
بڑا اعمناک بیان ہے۔ ہارون الرشید کے بیٹے مامون کی خلافت [illegible]
شان و شوکت کی چمک دمک کم نہیں ہوئی تھی۔ اگرچہ [illegible]
اور قوت اور طاقت بھی محدود ہو گئی تھی لیکن اس معزز شہنشاہ [illegible]
کو بڑی رونق دی اور قدیم زمانہ کی سنسکرت اور یونانی اور ایرانی [illegible]
اور دیگر تصنیفات کو اپنی زبان عربی میں ترجمہ کرا کے علم کو بہت رواج دیا۔ [illegible]
مہذب دنیا کو بشکوری تمام مامون کی خلافت کا زمانہ یاد رہے گا۔

خلافت کا سلطنت [عثما]نیہ میں منتقل ہونا

مامون کے بعد جو خلیفہ ہوئے اُن کی سلطنت میں وہ رنگ ڈھنگ ہی نہیں [illegible] عشرت
میں پڑ گئے۔ کاہل وجودی اور سستی اُن میں آگئی۔ رعایا پر ظلم ہونے لگے۔ چراغ گل ہونے کے قریب ہو
آخر کار خلفاء عباسیہ کے آخری خلیفہ المتوکل کو سلطنتِ عثمانیہ کا ایک شہنشاہ سلیم نامی مصر سے قید کر کے
اپنے ہمراہ قسطنطنیہ لے گیا۔ المتوکل میں مذہبی پیشوا ہونے کا بھی کچھ اثر باقی تھا اس لئے اُس نے مجبوراً اپنا
خالی خطاب سلطان سلیم کے سپرد کر دیا۔ حضرت محمد صاحب رصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو مذہب [illegible]
اور جسکو اُن کے خلفاء راشدین اور جانشینوں نے اُس قدر وسیع پیمانہ پر تمام دنیا میں پھیلا دیا [illegible]
دیدیا تھا وہ تو اُسی وقت سے خوب مضبوط اور مستقل طور سے جڑ پکڑ گیا تھا۔ لیکن اسلام کی [illegible]

لہ چیمبرس انسائیکلوپیڈیا میں تحریر ہے کہ مشرق میں خلفاء عباسیہ کے عہد میں علم ادب [illegible]
ہارون الرشید کے ایام حکمرانی میں بڑی فیاضی سے اُن کی تربیت ہوئی بہت سے مامون [illegible]
سخاوت سے ان کو بہت کچھ انعام وغیرہ دیئے گئے۔ اہل یونان و شام و ایران [illegible]
مشہور اور شائع ہوئیں خلیفہ مامون نے جس نے [illegible] حکومت کی [illegible]
سونا بھیجا اور ہمیشہ کی صلح اس شرط پر منظور کی کہ لیو فیلسوف کو اجازت دی جاوے [illegible]
و حکمت سکھا جاوے۔ فلسفہ حاصل کرنے کے لئے ایسے زرِ خطیر صرف کرنے [illegible]
زمانہ میں بغداد و بصرہ۔ بخارا وغیرہ میں بڑے بڑے مدرسوں کی بنا پڑی [illegible]
بنائے گئے۔ اسپین میں مدرسۂ اعظم مقام قرطبہ کا بغداد کی علمی شہرت کی [illegible]
مسلمان ہی تمام علوم کے عالم اور محافظ اور سکھلانے والے نظر آنے لگے [illegible]
آنے شروع ہوئے اور ریاضی اور طب عربوں سے سیکھنے لگے یہاں تک کہ ایک عربی کتب خانہ [illegible]
اُس زمانہ سے مقابلہ کیا جائے جو قبل زمانہ محمد صلعم گذرا تو ثابت ہوتا ہے کہ [illegible]
میں یہ لوگ تیز رفتار تھے۔ اسی طرح مسٹر ہنری لوئیس نے ہسٹری آف [illegible]
اس امر خاص میں یورپ مسلمانوں کا ممنون احسان ہے اور [illegible]
طلب اور کیمیا میں بڑی کوشش کی اور انہیں کی بدولت [illegible]

Marfat.com

متفقہ طاقت یا سلطنت دنیاوی ۔شہنشاہی شہر بغدادؔ[1] کے زوال کے بعد سے گویا جاتی رہی اور بغداد کی رونق اور شان و شوکت خلیفہ ہارون الرشید کے نام اور شہرت کی ایک جزو لاینفک[2] فقط ۔

زشرح قصۂ من رفتہ خواب از چشم خاصاں را   شب آخر گشتہ او افسانہ از افسانہ می خیزد

ضمیمہ جات

خلیفہ ہارون الرشید کی سلطنت کی سالانہ آمدنی

ہارون الرشید کی سلطنت کی سالانہ آمدنی

ہارون الرشید کے زمانہ میں خراج کی سالانہ آمدنی سات ہزار پانسو قنطار تھی ایک قنطار آٹھ ہزار چارسو دینار کا ہوتا ہے اور بموجب تحقیق گبن صاحب اور دیگر مورخین کے دینار کم از کم پانچ روپے کا ہوتا ہے ۔ اگر اس آمدنی کو روپیوں میں دریافت کیا جاوے تو سلطنت کے خراج کی سالانہ تعداد اکتیس کروڑ پچاس لاکھ روپیہ کی تھی ہر صوبہ کا خراج الگ الگ مقرر تھا علاوہ زر نقد کے خراج میں بہت سی دیگر اشیاء بھی سالانہ آتی تھیں مثلاً حلّے ۔شکر ۔گلاب کی بوتلیں ۔زیت سیاہ ۔یمن کے تھان کھجور ۔عود ہندی ۔ریشمی تھان ۔ فانیذ ۔ گھوڑے ۔غلام ۔ ہلیلہ ۔نقرۂ چاندی ۔ریشم ۔شہار ۔ فرش چادریں ۔مندیل ۔باز (جانور) رُب الرباین ۔خچر ۔بچھیرے ۔زقم ۔ (قسم پھل) سوراہی وغیرہ وغیرہ ہر صوبہ کا انتظام عاملانہ اور جوڈیشل اور پولیس غرضکہ سب قسم کا اختیار اور فوجی اختیار مع کل مصارف کے گورنر یا عامل صوبہ کو ہوا کرتا تھا اور یہ رقم گویا بطور ٹھیکہ کے عاملوں سے لی جاتی تھی اس طرح سے گویا یہ آمدنی سالانہ صرف

[1] بغداد کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اُس کے قریب نوشیرواں کا ایک باغ تھا جہاں بیٹھکر وہ مقدمات فیصل کرتا تھا اور اسیوجہ وہ باغ دادِ انصاف کا باغ مشہور ہوگیا اور عوام الناس کی زبان پر بغداد کا آسان لفظ چڑھ گیا اور پھر یہی مشہور ہوگیا ابوجعفر منصور عباسی جو ہارون الرشید کا دادا تھا اُسکو از سرِ نو آباد کیا ۔آب و ہوا یہاں کی بہت معتدل تھی اور پولٹیکل مصلحتوں کے لحاظ سے بھی یہ نہایت مناسب مقام تھا انجنیر مقرر کرکے منصور نے اُس کی عمارتیں اصول ہندسہ کے لحاظ سے بنوائی تھیں دنیا میں صرف یہی ایک شہر ہے جس کی آبادی مدور صورت میں ہے منصور نے خاص ایوان شاہی مرکز کی طرح عین وسط میں تعمیر کرایا تھا جس سے غالباً یہ اشارہ مقصود تھا کہ بادشاہ کے ساتھ ہر خاص و عام کو یکساں نسبت ہے منصور نے اس کا نام مدینۃ السلام رکھا تھا مگر یہ نام مقبول نہ ہوسکا خلیفہ مہدی نے دجلہ کی مشرقی جانب محل اور آبادی اور بڑھائی مامون الرشید کے عہد تک اس شہر کی آبادی دس لاکھ سے زیادہ تھی بغداد میں ایک زمانہ میں تیس ہزار مسجدیں اور دس ہزار حمام موجود تھے گبن صاحب لکھتے ہیں کہ شہر بغداد میں آٹھ سو ساٹھ طبیبوں کو مطب کرنیکی اجازت تھی انوری نے ایک قصیدہ میں بغداد کی خوشگوار آب و ہوا ر دجلہ کی روانی کشتیوں کی سیر باغوں کی رنگینی کا نہایت دلربا سماں دکھایا ہے چنانچہ دو تین شعر اس کے ذیل میں درج ہیں ؎

خوشا نواحی بغداد جائے فضل و ہنر   کہ کس نشاں ندہد در جہاں چنان کشور
سواد او بمثل چوں سپہر مینا رنگ   ہوائے او بصفت چوں نسیم جاں پرور
ہزار زورق خورشید شکل بر سر آب   بر آں صفت کہ پراگندہ بر سپہر اختر
شبیہ باغ شود بوستاں بوقت غروب   بشکل چرخ شود بوستاں بوقت سحر

[2] مسٹر پامر نے آمدنی نہیں لکھی مگر میں نے خوب تحقیق کرکے اور مستند کتابوں سے منتخب کرکے آمدنی کا حال اور دوسرے کئی ضمیمے لکھدیے ہیں ۱۲ امام علی مترجم

Marfat.com

خراج کی تھی ٹیکس کی آمدنی کسی قسم کی تھی۔ اس کے علاوہ [illegible]
سب آمدنی اور اُن اشیاء کی قیمت ملالی جاوے تو قریباً چالیس [illegible]

خلیفہ ہارون الرشید کی فوج کی تعداد

ہارون الرشید کی فوج مقررہ کی تعداد

صوبوں کے گورنروں کو فوجی اختیارات ہوا کرتے تھے ضرورتِ ملک کے موافق [illegible] فوج نوکر رکھتے تھے۔ اگر کسی صوبہ میں کوئی بغاوت نمودار ہوئی تو اُس وقت اور فوج نوکر رکھ لی [illegible] اس زمانہ میں توپ یا بندوق یا بارود کوئی چیز ایجاد نہیں ہوئی تھی صرف تیر اور تلوار وغیرہ سے لڑائی ہوا کرتی تھی۔ اس لئے زمانۂ حال کی طرح ہمیشہ قواعد سکھلانے یا قواعد میں ہمیشہ مشق کرانے کی ضرورت نہیں تھی اگر کسی صوبہ کا عامل یا گورنر بغاوت پر آمادہ ہو جاتا تو ایسا اکثر ہوتا تھا کہ ہارون الرشید کسی دوسرے صوبہ کے عامل کو اُس کی سرکوبی کے لئے روانہ کر کے بغاوت فرو کرا دیا کرتا تھا۔ ایسا موقع بہت کم ہوا کہ جس میں خلیفہ کو اپنی خاص فوج بھیجنے کی ضرورت ہوئی ہو اور جب کبھی خلیفہ ہارون الرشید جہاد پر جاتا تو جہاد کا نام سنتے ہی تمام ملک آج کے والنٹیروں کی طرح لڑنے کے لئے اُمنڈ آتا تھا اور ایسے ہی دیگر ضرورتوں کے وقت جس قدر فوج درکار ہوتی فوراً نوکر رکھ لی جاتی تھی۔ مامون الرشید کے زمانے تک فوج کی تعداد دو لاکھ تھی اور یہ فوج ہمیشہ کے لئے تھی۔ اس فوج کے سپاہیوں کا نام اور حلیہ دفترِ شاہی میں تحریر تھا اور اُن کو ماہوار تنخواہ ملا کرتی تھی۔ یہی حال خلیفہ ہارون الرشید کے زمانہ میں تھا غرضکہ ہارون الرشید کی مقررہ فوج کی تعداد دو لاکھ تھی۔

نو دو ہفت خلفاءِ اسلام

فہرست خلفاءِ اسلام

عربی اخبار مصباح الشرق نے بہ تقریب عیدِ ولادت سلطان المعظم جمیع خلفاءِ اسلام کی فہرست معہ اُن کے سنین ابتدائی و انتہاءِ خلافت کے درج کی ہے جو حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ [illegible] کے زمانہ سے لیکر آج تک خلیفۃ المسلمین کے لقب سے ملقب چلے آئے ہیں جو کہ ایسے بہادر [illegible] اہلِ شوکت اور اہلِ دانش ناموں کے نام ہی اُن کی صفات کا اظہار کر دیتے ہیں اور [illegible]

---

[1] اگر آمدنی کا مقابلہ ہندوستان کی آمدنی سے کیا جاوے جو کہ نہایت زرخیز ملک دنیا میں خیال کیا [illegible] اور زرریز نہیں مانا جاتا تو معلوم ہوگا کہ سالانہ آمدنی خلیفہ ہارون الرشید کی سلطنت کی زیادہ تھی [illegible] سے کم ہے تو ریل اور نمک اور افیون اور دیگر ٹیکس متعددہ کی آمدنی سب [illegible] ہوتی ہے لیکن خرچ بھی اسی قدر یا اس سے زیادہ ہے اور خلیفہ کی [illegible] تھا اور خلیفہ کے زمانہ میں سوائے خراج اور عشر وغیرہ کے اور کوئی آمدنی [illegible]

فہرست کتب

جن سے اس کتاب کے نوٹوں میں مدد لی گئی ہے

نمبر شمار	نام کتاب	نام زبان	نام مصنف	کیفیت
۱	شرح فقہ اکبر		ملا علی قاری	
۲	تاریخ الخلفاء	عربی	شیخ جلال الدین سیوطی	
۳	روضۃ الاحباب	فارسی	سید جمال الدین صاحب محدث	
۴	معارج النبوت	ایضاً	ملا معین کاشفی	
۵	مدارج النبوت	ایضاً	مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی	
۶	تفریح الاذکیا فی احوال الانبیاء	اردو	مولوی ابوالحسن حسن	
۷	قرۃ العیون ترجمہ سرور المحزون	اردو	نواب محمد علی خان صاحب بہادر مرحوم والی ریاست ٹونک نے یہ ترجمہ کرایا تھا	مولوی شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی کتاب کا ترجمہ ہے
۸	اعجاز التنزیل	اردو	خلیفہ سید محمد حسن مرحوم سابق وزیر اعظم پٹیالہ	
۹	المامون	اردو	مولوی شبلی نعمانی	
۱۰	البرامکہ	〃	مولوی عبد الرزاق	کتاب البرامکہ ہمارے مخدوم [illegible] مولوی عبد الرزاق صاحب

Marfat.com

۱۱	ہسٹری آف ورلڈ	انگریزی	مسٹر اڈگرجینڈرس	
۱۲	ہسٹری آف ورلڈ	ایضاً	مسٹر سوئنٹن	
۱۳	رومن امپائر	ایضاً	مسٹر گبن	
۱۴	ہسٹری آف گریس	ایضاً	ڈاکٹر اسمالراسمتھ	
۱۵	ہسٹری آف انڈیا	ایضاً	مسٹر آرلیتھ برج	
۱۶	انسائیکلوپیڈیا	ایضاً	مسٹر ہمیرز	
	ایضاً	ایضاً	مسٹر بالک	
	ایضاً	ایضاً	مسٹر وو	

زمانے پھر جاتے ہیں۔ ایسا کون شخص ہے جس کے سامنے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ذکر کر دیا جاوے تو اسکو انکا امور اسلامی میں تدارک عظیم اور جاہل بادیہ نشین لوگوں کا آرام کرنا یاد نہ آجائیگا۔ یا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ذکر کر دیا جائے تو اُن کی بڑی بڑی فتوحات اور مہتم بالشان کام۔ یا عبدالملک بن مروان کا ذکر کر دیا جاوے تو اُن کا فتنے اور فساد فرو کرنا اور مسلمانوں میں باہم اتفاق کرانا یا حضرت عمر بن عبدالعزیز کے نام سے زہد۔ عدل۔ تقویٰ اور پرہیزگاری یا منصور کے نام سے عزم۔ تدبیر ملک اور قوت سلطنت یا مامون الرشید کے نام سے مدینۃ السلام (بغداد) اور اُس کے ساکنین۔ اور علوم و فنون میں اس کی ناموری یا سلطان سلیم خاندان عثمانیہ کے خلیفہ اول کے نام سے قوت سلطنت کی جمعیت اور خلافت کی عزت یا سلطان سلیم قانونی کے نام سے جو کچھ کہ اُس نے احکام کے مدوّن کرنے یا اپنے زمانے میں سلطنت اسلامی کو قوت اور عروج سے ناموری حاصل کی تھی یاد نہیں آجائے گا۔

چنانچہ ذیل میں تمام خلفاء اسلام کے نام لکھے جاتے ہیں خلافت راشدہ سنہ ۱۱ ہجری میں ابوبکر صدیق سے شروع ہو کر حضرت حسن السبط پر سنہ ۴۱ھ میں تیس برس تین ماہ اور اٹھارہ یوم کے بعد ختم ہوئی اور پانچ خلفائے عظام ہوئے حضرت ابوبکر اور عمرؓ اور عثمانؓ کا مرکز خلافت مدینہ منورہ اور حضرت علیؓ اور حضرت حسنؑ کا کوفہ رہا خلافتِ راشدہ کے بعد بنو امیہ کی خلافت معاویہ بن ابی سفیان سے شروع ہو کر مروان ثانی ابن محمد بن مروان اول پر سنہ ۱۳۲ھ میں ۹۱ برس چار ماہ اور پندرہ یوم بعد ختم ہوئی۔ اس خاندان سے چودہ خلیفہ ہوئے جن کا دارالخلافہ دمشق رہا پھر عباسیہ خلافت شروع ہوئی جس کے ۳۷ خلفا نے سنہ ۱۳۲ھ سے سنہ ۶۵۶ ہجری تک پانسو پندرہ برس بغداد میں خلافت کی۔ چار برس تاتاریوں اور مغلوں کے غلبہ کی وجہ سے تخت خلافت خالی رہا سنہ ۶۶۰ھ ہجری میں اسی خاندان عباسیہ کے ایک رکن ابو القاسم احمد المستنصر باللہ نے مصر میں خلافت کو تازہ کیا۔ جہاں اس خاندان عباسیہ کے پندرہ خلیفہ گزرے محمد المتوکل علی اللہ (رابع) نے سنہ ۹۲۳ ہجری میں خلافت سلطان سلیم اول کی بیعت کی۔ اور خلافت خاندان عباسیہ سے عثمانیہ خاندان میں منتقل ہوئی۔ عبدالحمید خان ثانی شہنشاہ حال اس خاندان عثمانیہ کے ۲۷ خلیفۃ المسلمین ہیں۔ سنہ ۱۲۹۳ ہجری میں مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے۔ ان سے پہلے ۲۵ خلفاء عثمانیہ نے ۳۷۰ برس تک خلافت کی۔

Marfat.com

		نمبر شمار	اسماء خلفاء
			خلفاء راشدہ - مدت [illegible]
		۱	عبد اللہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
		۲	عمر فاروق رضی اللہ عنہ
[illegible]	[illegible]	۳	عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ
[illegible]	[illegible]	۴	علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ
[illegible]	[illegible]	۵	امام حسن رضی اللہ عنہ
			خلفاء بنی امیہ شام میں
[illegible]	[illegible]	۶	معاویہ ابن ابو سفیان
[illegible]	[illegible]	۷	یزید (اول)
[illegible]	[illegible]	۸	معاویہ (ثانی)
[illegible]	[illegible]	۹	مروان (اول) ابن الحکم
[illegible]	[illegible]	۱۰	عبد الملک بن مروان
[illegible]	[illegible]	۱۱	ولید (اول) ابن عبد الملک
[illegible]	[illegible]	۱۲	سلیمان ابن عبد الملک
[illegible]	[illegible]	۱۳	عمر ابن عبد العزیز
[illegible]	[illegible]	۱۴	یزید (ثانی) ابن عبد الملک
[illegible]	[illegible]	۱۵	ہشام بن عبد الملک
[illegible]	[illegible]	۱۶	ولید (ثانی) ابن یزید ثانی
		۱۷	یزید (ثالث) ابن ولید اول
		۱۸	ابراہیم بن ولید اول
		۱۹	مروان ثانی بن محمد بن مروان اول

فہرست خلفاء راشدین

فہرست خلفاء بنی [illegible]

Marfat.com

خلفائے بنی عباس - بغداد میں

نمبر شمار	نام خلفاء	سنہ ہجری ابتدائے خلافت	سنہ ہجری انتہائے خلافت
۲۰	عبد اللہ ابو العباس السفاح ابن محمد ابن علی ابن عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ	سنہ ۱۳۲ھ	سنہ ۱۳۶ھ
۲۱	ابو جعفر المنصور بن محمد	سنہ ۱۳۶ھ	سنہ ۱۵۸ھ
۲۲	محمد المہدی ابن منصور	سنہ ۱۵۸ھ	سنہ ۱۶۹ھ
۲۳	موسیٰ الہادی بن مہدی	سنہ ۱۶۹ھ	سنہ ۱۷۰ھ
۲۴	ہارون الرشید ابن مہدی	سنہ ۱۷۰ھ	سنہ ۱۹۳ھ
۲۵	محمد الامین ابن ہارون الرشید	سنہ ۱۹۳ھ	سنہ ۱۹۸ھ
۲۶	عبد اللہ المامون ابن الرشید	سنہ ۱۹۸ھ	سنہ ۲۱۸ھ
۲۷	محمد المعتصم باللہ ابن الرشید	سنہ ۲۱۸ھ	سنہ ۲۲۷ھ
۲۸	ہارون الواثق باللہ ابن معتصم	سنہ ۲۲۷ھ	سنہ ۲۳۲ھ
۲۹	جعفر المتوکل علی اللہ (اول) ابن معتصم	سنہ ۲۳۲ھ	سنہ ۲۴۷ھ
۳۰	محمد المنتصر باللہ (اول) ابن متوکل	سنہ ۲۴۷ھ	سنہ ۲۴۸ھ
۳۱	ابو العباس احمد المستعین باللہ (اول) ابن معتصم	سنہ ۲۴۸ھ	سنہ ۲۵۲ھ
۳۲	محمد المعتضد باللہ ابن متوکل	سنہ ۲۵۲ھ	سنہ ۲۵۵ھ
۳۳	مہتدی باللہ ابن واثق	سنہ ۲۵۵ھ	سنہ ۲۵۶ھ
۳۴	معتمد علی اللہ ابن متوکل	سنہ ۲۵۶ھ	سنہ ۲۷۹ھ
۳۵	احمد المعتضد باللہ (اول) حفید المتوکل	سنہ ۲۷۹ھ	۲۸۹
۳۶	ابو محمد المکتفی باللہ ابن معتضد		
۳۷	جعفر المقتدر باللہ ابن معتضد	[illegible]	[illegible]
۳۸	القاہر باللہ ابن معتضد	سنہ ۳۲۰ھ	سنہ ۳۲۲ھ
۳۹	ابو العباس احمد الراضی ابن مقتدر	سنہ ۳۲۹ھ	سنہ ۳۲۹ھ
۴۰	ابو اسحٰق المتقی باللہ ابن مقتدر	سنہ ۳۲۹ھ	سنہ ۳۳۳ھ

Marfat.com

نمبر شمار			
۴۱	ابوالقاسم المستکفی (اول) ابن علی	[illegible]	[illegible]
۴۲	ابوالقاسم المطیع باللہ ابن مقتدر	[illegible]	[illegible]
۴۳	ابوبکر الطائع اللہ ابن مطیع	[illegible]	[illegible]
۴۴	ابوالعباس القادر باللہ ابن مقتدر	[illegible]	[illegible]
۴۵	ابوجعفر القائم بامر اللہ (اول) ابن قادر	سنہ ۴۲۲ھ	[illegible]
۴۶	ابوالقاسم المقتدی بامر اللہ حفید القائم	[illegible]	[illegible]
۴۷	ابوالعباس المستظہر باللہ ابن مقتدی	سنہ ۴۸۷ھ	[illegible]
۴۸	ابوالمنصور المسترشد باللہ ابن مستظہر	سنہ ۵۱۲ھ	سنہ ۵۲۹ھ
۴۹	ابوجعفر الراشد باللہ ابن مسترشد	سنہ ۵۲۹ھ	سنہ ۵۳۰ھ
۵۰	ابوعبداللہ المتقی لامر اللہ ابن مستظہر	سنہ ۵۱۲ھ	سنہ ۵۲۹ھ
۵۱	ابوالمظفر المستنجد باللہ (اول) ابن متقی	سنہ ۵۵۵ھ	سنہ ۵۶۶ھ
۵۲	الحسن المستضئ بامر اللہ ابن مستنجد	سنہ ۵۶۶ھ	سنہ ۵۷۵ھ
۵۳	ابوالعباس احمد الناصر لدین اللہ ابن مستضئ	سنہ ۵۷۵ھ	سنہ ۶۲۲ھ
۵۴	ابونصر الظاہر بامر اللہ ابن ناصر	سنہ ۶۲۲ھ	سنہ ۶۲۳ھ
۵۵	ابوجعفر المستنصر باللہ (اول) ابن ظاہر	سنہ ۶۲۳ھ	سنہ ۶۴۰ھ
۵۶	ابواحمد المعتصم باللہ ابن المستنصر	سنہ ۶۴۰ھ	سنہ ۶۵۶ھ

سنہ ۶۵۶ہجری سے سنہ ۶۵۹ہجری تک تاتاریوں نے عراق پر یورش کرکے فتنہ برپا کیا اور خلافت عباسیہ [illegible]

خلفاء عباسیہ مصر میں

۵۷	ابوالقاسم احمد المستنصر باللہ (ثانی) ابن ظاہر		
۵۸	ابوالعباس احمد الحاکم بامر اللہ (اول) ابن مستنصر		
۵۹	ابوالربیع سلیمان المستکفی باللہ (ثانی) ابن حاکم		
۶۰	ابراہیم الواثق باللہ (ثانی) ابن مستکفی		

Marfat.com

سنہ ہجری انتہا خلافت	سنہ ہجری ابتداء خلافت	اسماء خلفاء	نمبر شمار
سنہ ۷۵۳ھ	سنہ ۷۴۱ھ	ابوالعباس احمد الحاکم بامراللہ (ثانی) ابن المستکفی	۶۱
سنہ ۷۶۳ھ	سنہ ۷۵۳ھ	ابوبکر المعتضد باللہ (ثانی) ابن المستکفی	۶۲
سنہ ۷۸۵ھ	سنہ ۷۶۳ھ	ابوعبداللہ محمد المتوکل علی اللہ (ثانی) ابن معتضد	۶۳
سنہ ۸۳۳ھ	سنہ ۷۸۵ھ	ابوالفضل العباس المستعین باللہ (ثانی) ابن متوکل	۶۴
سنہ ۸۴۵ھ	سنہ ۸۳۳ھ	ابوالفتح داؤد المعتضد باللہ (ثالث) ابن متوکل	۶۵
سنہ ۸۵۵ھ	سنہ ۸۴۵ھ	ابوالربیع سلیمان المستکفی باللہ (ثالث) ابن متوکل	۶۶
سنہ ۸۵۹ھ	سنہ ۸۵۵ھ	ابوالبقاحمزۃ القائم بامراللہ (ثانی) ابن متوکل	۶۷
سنہ ۸۸۴ھ	سنہ ۸۵۹ھ	ابوالمحاسن یوسف المستنجد باللہ (ثانی) ابن متوکل	۶۸
سنہ ۹۰۳ھ	سنہ ۸۸۴ھ	ابوالعز عبدالعزیز المتوکل علی اللہ (ثالث) حفید متوکل ثانی	۶۹
سنہ ۹۲۲ھ	سنہ ۹۰۴ھ	ابوالصبر یعقوب المستمسک بامراللہ ابن متوکل ثالث	۷۰
سنہ ۹۲۳ھ	سنہ ۹۲۲ھ	محمد المتوکل علی اللہ (رابع) ابن المستمسک	۷۱
محمد المتوکل علی اللہ (رابع) نے سنہ ۹۲۳ھ میں خلافت سلطان سلیم اول کو سپرد کر دی اُسکے ہاتھ پر بیعت کی اور خلافت خاندان عباسیہ سے عثمانیہ خاندان میں منتقل ہو گئی ہے۔			
خلفاء بنی عثمان قسطنطنیہ میں			
سنہ ۹۲۶ھ	سنہ ۹۲۳ھ	سلیم اول (خلافۃ عثمانیہ میں پہلا خلیفہ)	۷۲
سنہ ۹۷۴ھ	سنہ ۹۲۶ھ	سلیمان اول قانونی ابن سلیم	۷۳
۹۸۲	سنہ ۹۷۴ھ	سلیم ثانی ابن سلیمان	۷۴
[illegible]		مراد ثالث ابن سلیم ثانی	۷۵
[illegible]	[illegible]	محمد ثالث ابن مراد ثالث	۷۶
سنہ ۱۰۲۶ھ	سنہ ۱۰۱۲ھ	احمد اول ابن محمد ثالث	۷۷
سنہ ۱۰۲۷ھ	سنہ ۱۰۲۶ھ	مصطفےٰ اول ابن محمد ثالث	۷۸
سنہ ۱۰۳۲ھ	سنہ ۱۰۲۶ھ	عثمان ثانی ابن احمد اول	۷۹

Marfat.com

نمبر شمار	
۸۰	مراد چہارم ابن احمد اول
۸۱	ابراہیم بن احمد اول
۸۲	محمد چہارم ابن ابراہیم
۸۳	سلیمان ثانی ابن ابراہیم
۸۴	احمد ثانی ابن ابراہیم
۸۵	مصطفےٰ ثانی ابن محمد چہارم
۸۶	احمد سوم ابن محمد چہارم
۸۷	محمد پنجم ابن مصطفےٰ ثانی
۸۸	عثمان سوم ابن مصطفےٰ ثانی
۸۹	مصطفےٰ سوم ابن احمد سوم
۹۰	عبدالحمید اول ابن احمد سوم
۹۱	سلیم سوم ابن مصطفےٰ سوم
۹۲	مصطفےٰ چہارم ابن حمید اول
۹۳	محمود ثانی ابن عبدالحمید اول
۹۴	عبدالمجید ابن محمود ثانی
۹۵	عبدالعزیز ابن محمود ثانی
۹۶	مراد پنجم ابن عبدالمجید
۹۷	عبدالحمید ثانی ابن عبدالمجید

ہ یہ سلطان عبدالحمید ثانی ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ [illegible]

تمت

بپایاں آمد این دفتر حکایت ہمچنان باقی [illegible]

۲۶ جمادی الثانی ۱۳۱۷ ہجری قدسی [illegible]

خاتمہ

مختصر احوال مؤلف "الہارون"

وطن آبائی خاکسار کا قلعہ رہتک من مضافات شہر دہلی ہے حسب ونسب میں قریشی صدیقی حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ پسر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی اولاد میں سے ہوں ہمارے مورث اولین میں دو تین شخصوں کو یہ فخر حاصل ہوا کہ آنحضرت رسول مقبول احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ برگزیدہ تمام انبیاء صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی صحبت کا عز و افتخار حاصل ہوا اور درجہ اصحاب کے زمرہ میں منسلک ہوئے۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔ دولت دیدار سرور کائنات مفخر موجودات رحمت عالمیان صفوت آدمیان۔ تتمہ دور زمان سے بڑھکر کیا کوئی چیز زیادہ ہوسکتی ہے؟ ؎

چہ غم دیوار امت را کہ دارد چوں تو پشتیباں	چہ باک از بحر موج آنرا کہ باشد نوح کشتیباں

مذہبا فرقہ سنت والجماعت میں ایک مذہب معین کا پیرو ہوں اور ذیل کی رباعی پر مسلک ہے

رباعی

بندۂ پروردگارم امت حضرت نبی	دوستدار چار یارم تابع اولاد علیؓ
مذہب حنفیہ دارم ملت حضرت خلیل	خاک پائے غوث الاعظم زیر سایہ ہر ولی

سال ولادت میرا ۱۲۹۱ھ ہجری قدسی مطابق ۱۸۷۴ء ہے میرا مولد شہر ٹونک واقع راجپوتانہ ہے۔ ۱۲۶۰ھ ہجری میں میرے جد محترم مولوی پیرجی محمد امین الدین صاحب مرحوم نے حضور جناب نواب وزیرالدولہ امیرالملک محمد وزیر خان بہادر نصرت جنگ والی ریاست ٹونک کا سلسلہ ملازمت ونمک خوارگی اختیار کیا مختلف عہدوں پر عزت پائی محکمۂ دارالانشاء ریاست کی افسری پر چھپالیس[illegible] مامور رہے اور حسن خدمات سے تین پشت تک رؤسا وحکمرانان ٹونک کو خوشنود[illegible] حاصل کئے ۱۸۵۷ء میں بذیل نمک خواری ورفاقت نواب وزیرالدولہ [illegible] جنت آشیان کے گورنمنٹ عالیہ برطانیہ کی خیرخواہی کا پورا ثبوت دیا جس کی بابت ایک خاص سارٹیفکٹ (پروانہ) اپنی خوشنودی مزاج کا نواب صاحب بہادر موصوف الصدر نے ۱۲۷۴ھ ہجری میں ان کو عطا کیا المختصر جد بزرگوار نے ۱۳۰۰ھ ہجری قدسی میں ایک مقتدر پنشن ریاست سے نہیں کی اور اپنے عہدہ منصبی

حافظ محمد یوسف اپنے خلف الصدق کو [illegible]

کر کے مقرر کرا دیا ۱۳۰۰ ہجری میں بتقاضائے [illegible]

حیات کو قابض ارواح کے سپرد کر دیا ۵

ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید	[illegible]

حضرت جد مرحوم اپنی کریم النفسی اور متواضعانہ اخلاق سے [illegible]

وفات سے جملہ اراکین ریاست اور ہز ہائنس حضور پُرنور جناب نواب [illegible]

محمد ابراہیم علیخان صاحب بہادر صولت جنگ جی سی۔ آئی۔ ای فرمانروائے [illegible]

ریاست ٹونک کو سخت ملال ہوا اور حضور نواب صاحب بہادر نے [illegible]

اپنے شاہانہ اخلاق سے ہمارے غریب خانہ پر رونق افروز ہو کے ہم نمکخواروں کا اعزاز [illegible]

رنج فرما کر جو کچھ معاش و جاگیر جد مرحوم کے نام مقرر تھی از راہ شفقت رئیسانہ وہ کل [illegible] والد مکرم

حافظ محمد یوسف کو عطا کی۔ خداوند تعالیٰ ایسے رئیس قدر دان کو ہمیشہ اپنے ظل حمایت میں [illegible] آمین۔

حافظ محمد یوسف میرے والد مکرم بارہ سال کی عمر سے بسلک ملازمت نواب صاحب [illegible] فرمانروائے

حال کے دربار میں اپنے والد کے ساتھ احکام نویسی کی خدمت پر جایا کرتے [illegible]

اپنی کارگزاری سے بعہدہ منشی خاص (پرائیویٹ سکرٹری) حضور نواب صاحب [illegible]

پھر بعد چندے بجائے اپنے والد صاحب مغفور کے بعہدہ جلیلہ میر منشی یعنی [illegible]

سربلند ہوئے۔ ابتداء جوانی سے دربار ریاست سے تعلق تھا [illegible]

حاصل تھی بالخصوص نواب صاحب کی مزاجدانی اور [illegible]

منشاء مضمون پر ابتدائے فقرہ کلام سے حاوی ہو کر پورا [illegible]

سے لکھ دیتے۔ نواب صاحب بہادر ان کی قابلیت اور [illegible]

مشاہرہ و جاگیر کے دو گاؤں سیر حاصل بطور استمرار [illegible]

بوفور عزت افزائی ملقب بہ خطاب دو فضلیت و نجابت [illegible]

انتصاص حافظ محمد یوسف میر منشی خاص [illegible]

حضور نواب صاحب بہادر کو شاہان [illegible]

Marfat.com

بارہ بجے شب تک اس میں مشغولی فرماتے تھے میرے والد مکرم اپنی طاقت لسانی سے کتب تواریخ حضور نواب صاحب بہادر کے سنانے کے لئے ایسے جلد اور صاف پڑھتے کہ ہمعصر اہلکاروں میں کوئی متنفس ان کی برابری نہیں کرسکتا تھا حضور نواب صاحب بہادر تاریخ کو بطور افسانہ سماعت نہیں فرماتے تھے بلکہ انقلابات عالم پر کامل غور کرکے اور اس سے مصالح ملکی و معدلت رعایا اور تہذیب اخلاق کے نفیس جواہر و کار آمد نتائج اخذ فرماکر گنجینۂ طبیعت میں فراہم کرتے تھے۔

اس مبارک نفس رئیس کے عہد دولت میں دشوار سے دشوار مہمات اور فتنوں نے خروج کیا مگر بمدد کارساز حقیقی ہر ایک دشواری آسانی سے طے ہوگئی اسی واسطے عام رعایائے ٹونک اس رئیس کو سکندر اقبال خیال کیا کرتی ہے قدرت نے حضور نواب صاحب کے مزاج میں جس طرح جوہر عدالت و حکمرانی اور ملکۂ قوت انتظامیہ و جہانبانی عطا فرمایا ہے ان کی نیک نیتی اور رعایائے ٹونک کی خوش نصیبی کی وجہ سے پرائم منسٹر یعنی وزیر اعظم نہایت درجہ کا بیدار مغز نیک نیت ریاست کو میسر ہوا یعنی افتخار الامراء فخر الملک صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان صاحب بہادر فیروز جنگ سی۔ ایس۔ آئی۔ جو نواب وزیر الدولہ بہادر مرحوم جنت آرامگاہ کے فرزند رشید اور حضور نواب صاحب بہادر فرمانفرمائے حال کے عم مکرم ہیں زیب افزائے وسادہ وزارت ہیں ان کی ذاتی قابلیت اور فطرتی دانشمندی سے انتظام ریاست نہایت اعلیٰ درجہ کی ترقی پر ہے ان کی حسن کارگزاری سے گورنمنٹ عالیہ ہند رضامند اور حضور نواب صاحب بہادر خوشنود اور جملہ رعایائے ریاست نہایت مطمئن۔ ایک موقع پر سالانہ رپورٹ ریاست پر گورنمنٹ عالیہ ہند نے اس وزیر اعظم کی نسبت کمال رضامندی کا اظہار فرماکر عمدگی اور شائستگی انتظام ریاست ٹونک کو دوسری ریاستہائے ہندوستان کے لئے نظیر قرار دیا اس سے زیادہ فخر کی بات ہمعصروں میں کیا ہوسکتی ہے؟

ارسطو فطرت وزیر بوجہ اپنے علو خاندانی اور جوہر شرافت و فتوت کے اور [illegible] اشاعت فنون کے واقعی وحید العصر ہیں۔ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ [illegible] ان کی صفات حسنہ اور اخلاق رضیہ کے حسب حال ہے۔

آسائش دو گیتی تفسیر این دو حرف است	با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا

میرے والد [illegible]

کی سال ۱۸۹۱ء میں حضور نواب صاحب بہادر [illegible]

کرکے عزت بخشی اور دفتر انگریزی کی افسری [illegible]

بہت خوش ہوئے ایک بار نہایت خوش ہوکر علاوہ [illegible]

میر منشی ریاست بھی عطا فرمایا۔ اور پے درپے خوشنودی [illegible] عطا کئے

لئے باعث وافتخار ہیں۔

و قضاء آسمانی سے حکم ازلی کے مطابق ۱۸۹۳ء میں میرے والد نے ملازمت [illegible]

اختیار کی اور شہر رہتک اپنے وطن میں آکر خانہ نشین ہوئے مجھکو بھی بتقاضائے [illegible] پدری

ناگزیر اُن کی تقلید کرنی پڑی۔ ملازمت ٹونک سے آزادی حاصل کرکے اُن کی خدمت میں حاضر ہوا

گو میرے والد کو اور مجھکو دوسری ریاستوں میں ملازمت کے موقع حاصل ہوئے لیکن طبیعت نے

کسی نہج گوارا نہ کیا کہ ایک آقا کی نمک خواری کرکے کسی دوسرے کی ذلہ ربائی کی جائے ؎

ہست آئین دو بینی زہوس		قبلۂ عشق یکے باشد و بس	

گو سلسلۂ ظاہری مفقود ہے مگر بلحاظ توسل سابقہ روحانی تعلق ناممکن القطع ہے لہذا بتقاضائے

نمکخواری شب و روز دعائے دولت خواہی رئیس و ریاست ورد زبان ہے ؎

خدادار دش در جہاں جاوداں		باقبال و دولت او کامراں	

بحالت سکونت وطن اس سے بہتر کوئی کام مجھکو معلوم نہ ہوا کہ مختلف علوم کی کتابوں کے

ترجمے اور تصانیف سے اہل ملک کو بھی اپنی ناچیز کوشش سے فائدہ [illegible]

در محاربہ فرانس و پرشیا، پبلک کی خدمت میں پیش کی تھی اب یہ کتاب [illegible]

اصحاب ملک اور حضرات ناظرین کے اخلاق و کرم [illegible]

اور قدر دانی سے اس ناچیز محنت کو نظر قبولیت سے [illegible]

خاکسار محمد مصباح الدین احمد [illegible]

Marfat.com